جلد دوم

میت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

مؤلف
مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی
دار الافتاء جامعة العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بیت العمار کراچی

نام کتاب: میت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

مؤلف: مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی

طباعت: طبع اول ۱۴۳۷-۲۰۱۶

ناشر: بیت العمار کراچی

نورانی مسجد گل پلازہ، مارسٹن روڈ کراچی۔ 74400

فون: 0302-2205466 ,0333-3136872
0333-3845224 ,0304-2191710

ای میل: baitulammar2004@gmail.com
qaasmiesencyclopedia2004@gmail.com

ملنے کے دیگر پتے

کراچی:

الحجاز پبلشرز، بنوری ٹاؤن۔	0314-2139797
اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن۔	021-34727159
دار البشائر، بنوری ٹاؤن۔	0334-2659744
ادارۃ النور، بنوری ٹاؤن۔	0324-2855000
مکتبہ القرآن، بنوری ٹاؤن۔	021-34856701
زم زم پبلشرز، اردو بازار۔	021-32729089
مکتبہ ندوہ، اردو بازار۔	0321-8936511
مکتبہ المعارف، دار العلوم کراچی۔	021-35032020

کوئٹہ:

مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ۔	081-26622631
مکتبہ ماجدیہ۔	0333-7434142

پنجاب:

مکتبہ رحمانیہ۔	042-37224228
الفلاح پبلشرز۔	0333-4101085
مکتبہ عائشہ۔	0321-9233714
دار الناشر۔	0333-8335011

پختونخواہ(KPK):

مکتبہ عمر فاروق، قصہ خوانی بازار، پشاور۔	0311-8845717
مکتبہ بنوری ٹاؤن، لکی مروت۔	0336-9731158
مکتبہ فاروقیہ، بنو۔	0334-8825488
مکتبہ حقانیہ، اکوڑہ خٹک۔	0337-7445290
مکتبہ محمودیہ، صوابی۔	0312-9430416
مکتبہ الحرمین، اکوڑہ خٹک۔	0313-8680501
مولوی ظہور، مردان۔	0334-8414660

فہرست

غ

غافل ہے انسان

"انسان غفلت میں ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۴/۱)

غائبانہ نماز جنازہ

"نماز جنازہ غائبانہ" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/ ۲۰۷)

غسل جنابت نہ کرنے کا عذاب

"جنابت کا غسل نہ کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۴/۱)

غسل دیتے وقت

جس جگہ میت کو غسل دیا جائے وہاں پر غسل دینے والے شخص، یا جو غسل دینے کے کام میں شریک ہیں، ان کے علاوہ کسی دوسرے شخص کا نہ جانا بہتر ہے۔ (۱)

غسل دیتے وقت میت کو کس طرح لٹایا جائے؟

میت کو غسل دیتے وقت جس طرح سہولت اور آسانی ہو، لٹا سکتے ہیں۔ اور بعض نے یہ کہا ہے کہ: قبلہ کی طرف منہ کر کے عرضاً لٹا دیں، جیسا کہ قبر میں رکھا جاتا

---

(۱) ویستحب أن یستر الموضع الذی یغسل فیه المیت فلایراه إلا غاسله أومن یعینه (عالمگیری: ۱۵۸/۱، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی فی الغسل، ط: رشیدیه)

(حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص: ۵٦۷، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، ط: قدیمی)

ویستحب أن یستر المیت عن العیون.... ویستحب ألایستعین بغیره ان کان فیه کفایة وإن احتاج الی معین استعان لمن لابدله، ویکره حضور غیر المعین للغسل. (الفقه الاسلامی وأدلته: ۲/ ۱۴۸۸، المبحث الثامن: صلاة الجنازة، المطلب الثانی: حقوق المیت، الفرض الثانی: تغسیل المیت، مایستحب فی الغاسل، ط: مکتبه رشیدیه)

ہے۔ اور بعض نے کہا کہ: قبلہ کی طرف لمبائی میں لٹادیں۔ اس صورت میں پیر اور منہ قبلہ کی طرف ہوں گے۔

خلاصہ یہ کہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ جس طرح بھی سہولت ہو، میت کو غسل دینے میں لٹا سکتے ہیں۔ کیوں کہ بعض جگہ غسل کی جگہ قبلہ رخ نہیں ہوتی۔ اور تنگ بھی ہوتی ہے۔(۱)

غسل دیتے وقت میت کے اوپر کا کپڑا ناپاک ہوجائے

میت کو غسل دیتے وقت جو کپڑا میت کی ناف سے لے کر گھٹنوں تک ڈالا جاتا ہے۔ اگر وہ کپڑا میت کی نجاست دور کرتے ہوئے کسی وجہ سے بھی ناپاک ہوجائے تو اس پر تین مرتبہ پانی ڈال دیا جائے تو وہ پاک ہوجائے گا۔ اور اگر دوسرا کپڑا ہے تو اس کو ہٹا کر اس کی جگہ پر دوسرا کپڑا ڈال دیں۔(۲)

---

(۱) ولم يبين في الكتاب كيفية وضع التخت الى القبلة طولاأوعرضا،فمن أصحابنا من اختار الوضع طولا كما يفعله في مرضه إذاأراد الصلاة بالإيماء، ومنهم من اختارا لوضع عرضا كما يوضع في القبر،قال شمس الأئمة السرخسي:الأصح أنه يوضع كما تيسر فان ذالك يختلف باختلاف الأماكن والمواضع.(تاتارخانيه: ۱۰۲/۲، كتاب الصلاة،الباب الثاني والثلاثون في الجنائز، الاول في غسل الميت،قسم آخر:في بيان كيفية الغسل،ط:قديمی)

🗀 (المحيط البرهاني:۴۵/۳،كتاب الصلاة،الباب الثاني والثلاثون في الجنائز،قسم آخر: في بيان كيفية الغسل،ط:ادارة القرآن)

🗀 (حاشية الشلبي على التبيين: ۲۳۵/۱،كتاب الصلاة،باب الجنائز،ط:مكتبه امداديه)

(۲) فلو زالت عينها بمرة اكتفى بها ولو لم تزل بثلاثة تغسل إلى أن تزول كذافي السراجية. (عالمگیری: ۱/ ۴۱،۴۲كتاب الطهارة،الباب السابع في النجاسة وأحكامها،ط:رشيديه)

🗀 ويطهر محل النجاسة غير المرئية بغسلها ثلاثاً.(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوی: ص: ۱۶۱، كتاب الصلاة،باب الانجاس والطهارة منها،ط:قديمی)

🗀 حلبي كبير:ص:۱۸۳،شرائط الصلاة،الشرط الثاني،ط:سهيل اكیڈمی)

🗀 فنقول:يجرد الميت إذاأريد غسله عندنا...... ولنا أن المقصود من الغسل هو التطهير ومعنى التطهير لايحصل بالغسل وعليه الثوب لتنجس الثوب بالغسالات التي تنجست بما عليه من النجاسات =

غسل دینے کا مسنون طریقہ

میت کو غسل دینے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ:

☆......غسل دیتے وقت میت کو کسی اونچی چیز مثلاً: نہلانے کے تخت پر رکھا جائے۔

☆......پھر غسل دیتے وقت تین بار یا پانچ بار یا سات بار دھونی دی جائے، یعنی دھونی کے برتن یا لوبان کو تخت کے چاروں طرف تین بار یا پانچ بار یا سات بار پھیرا جائے۔

☆......پھر میت کے ستر پر ایک پاک کپڑا ڈال کر باقی سارے کپڑے اوپر اور نیچے سے اتار لیے جائیں۔

☆......میت کے پاس غسل دیتے وقت غسل دینے والے یا اس کے معاون کے علاوہ کوئی اور نہ ہو۔

☆......پھر غسل دینے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا یا دستانہ لپیٹ کر اسے پانی سے تر کر کے میت کی اگلی پچھلی شرم گاہوں کو کپڑے کے اندر سے دھوئے، یعنی استنجا کروائے۔

☆......پھر وضو کروائے۔ اور وضو کراتے وقت پہلے میت کے چہرہ کو دھوئے ہاتھ کو نہیں۔ زندہ اور مردہ میں یہی فرق ہے۔

☆......میت کے غسل دینے میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہوتا، بلکہ اس کی جگہ پر کپڑے یا گیلی روئی سے دانتوں اور نتھنوں کو صاف کرنا ہوتا ہے۔

☆......پھر اس کے بعد میت کے سر اور داڑھی کے بالوں کو کسی میل کاٹنے

= الحقيقية وتعذر عصره أو حصوله بالتجريد أبلغ فكان أولى...... وتستر عورته بخرقة لأن حرمة النظر الى العورة باقية...... (بدائع الصنائع: ١/ ٣٠٠، كتاب الطهارة، فصل: وأما بيان كيفية الغسل، ط: سعيد)

والی چیز مثلاً: صابن وغیرہ سے دھو ڈالے۔ بال نہ ہوں تو سر کو صابن وغیرہ سے نہ دھوئے۔

☆...... پھر میت کو بائیں کروٹ پر لٹایا جائے۔ (تاکہ پہلے دائیں پہلو کو دھویا جائے)۔ پھر دائیں پہلو پر بیری کے پتے ڈال کر گرم کئے گئے یا صابن ملائے گئے پانی کو سر سے لے کر پاؤں تک تین بار بہائے۔ یہاں تک کہ نچلی طرف پانی بہہ جائے۔ اور پیٹھ دھونے کے لیے چہرے کے بل اوندھا نہ لٹایا جائے، بلکہ پہلو کی جانب سے اس طرح پانی بہایا جائے کہ پانی تمام جگہ پہنچ جائے۔ یہ پہلا غسل ہوا۔ اگر اس طرح تمام بدن پر پانی بہہ جائے تو فرض کفایہ ادا ہو گیا۔

☆...... پھر میت کو دوسری بار دائیں کروٹ لٹایا جائے، اور پھر بائیں پہلو پر تین بار اسی طرح بیری کے پتے سے گرم کیا ہوا، یا صابن ملایا ہوا پانی ڈالا جائے، جیسا کہ پہلی مرتبہ ڈالا تھا۔

☆...... پھر اس کے بعد نہلانے والے کو چاہیے کہ میت کو بٹھائے اور اس کو اپنے سہارے پر رکھ کر آہستہ آہستہ اس کے پیٹ پر ہاتھ پھیرے، اس طرح کرنے سے اگر کچھ خارج ہو تو اس کو دھو ڈالے۔ یہ دوسرا غسل ہے۔

☆...... اس کے بعد میت کو بائیں کروٹ پر لٹائے، اور سابقہ طریقہ کے مطابق کافور ملایا ہوا پانی بہا دے، یہ تیسرا غسل ہو گیا۔

☆...... ابتدائی دو غسل گرم پانی سے اور میل کاٹنے والی چیز، جیسے بیری کے پتے اور صابن وغیرہ کے ساتھ دیے جائیں۔ تیسرے غسل میں کافور ملایا ہوا پانی استعمال کیا جائے۔

☆...... اس کے بعد میت کے بدن کو پونچھ کر خشک کر لیا جائے۔ اور اس پر

خوشبو مل دی جائے۔

☆......غسل صحیح ہونے کے لیے نیت ضروری نہیں ہے۔ اور غسل دینے کا فرض کفایہ ادا ہونے کے لیے بھی نیت شرط نہیں ہے۔ البتہ ثواب حاصل کرنے کے لیے نیت شرط ہے۔(۱)

(۱) الحنفية..قالوا:يوضع الميت على شئ مرتفع ساعة الغسل، كخشبة الغسل،ثم يبخر حال غسله ثلاثا أوخمساً أوسبعاً بأن تدار المجمرة حول الخشبة ثلاث مرات أوخمساأوسبعا، كما تقدم ثم يجرد من ثيابه ماعدا ساتر العورة،ويندب أن لايكون معه أحد سوى الغاسل ومن يعينه، ثم يلف الغاسل على يده خرقة،يأخذ بها الماء ويغسل قبله ودبره، الاستنجاء،ثم يوضأ ويبدأفي وضوئه بوجهه، لأن البدء بغسل اليدين إنما هو للأحياء الذين يغسلون أنفسهم فيحتاجون إلى تنظيف أيديهم، أماالميت فإنه يغسله غيره،ولأن المضمضة والاستنشاق لايفعلان في غسل الميت، ويقوم مقامها تنظيف الاسنان والمنخرين بخرقة، كما تقدم،ثم يغسل رأسه ولحيته بمنظف كالصابون ونحوه إن كان عليهما شعر،فإن لم يكن عليهما شعر لايغسلان كذالك، ثم يضجع الميت على يساره ليبدأ بغسل يمينه، فيصب الماء على شقه الايمن من رأسه إلى رجليه ثلاث مرات حتى يعم الماء الجانب الأسفل، ولايجوز كب الميت على وجهه لغسل ظهره بل يحرك من جانبه حتى يعمه الماء،وهذه هي الغسلة الأولى، فإذااستوعبت جميع بدنه حصل بها فرض الكفاية،أماالسنة فإنه يزاد على هذه الغسله غسلتان أخريان، وذلك بأن يضجع ثانيا على يمينه ثم يصب الماء على شقه الايسر ثلاثا بالكيفية المتقدمة،ثم يجلسه الغاسل ويسنده اليه ويمسح بطنه برفق ويغسل مايخرج منه، وهذه هي الغسلة الثانية ،ثم يضجع بعد ذالك على يساره ويصب الماء على يمينه بالكيفية المتقدمة، وهذه هي الغسلة الثالثه، وتكون الغسلتان الاوليان بماء ساخن مصحوب بمنظف، كورق النبق والصابون،أماالغسلة الثالثه فتكون بماء مصحوب بكافور،ثم بعد ذالك يجفف الميت ويوضع عليه الطيب، كماتقدم هذا. ولايشترط لصحة الغسل نية،وكذالك لاتشترط النية لاسقاط فرض الكفاية على التحقيق،إنما تشترط النية لتحصيل الثواب على القيام بفرض الكفاية.(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة؛ ١/ ٥١٠، ٥١١، كتاب الصلاة،مباحث الجنائز،كيفية غسل الميت، ط: دار الفكر)

🗀 (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي:ص:٥٦٧،٥٦٨،٥٦٩، كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز، ط: قديمي)

🗀 (البحرالرائق مع الحاشية منحة الخالق: ٢/ ١٧٢، ١٧٣، ١٧٤، كتاب الجنائز،ط:سعيد)

🗀 (الدر مع الرد:٢/ ١٩٦، ١٩٧، ٢٠٠، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،ط:سعيد)

🗀 (الهندية: ١/ ١٥٨، كتاب الصلاة،الباب الحادي والعشرون في الجنائز،الفصل الثاني في الغسل، ط: رشيديه)

🗀 (حلبي كبير:ص؛ ٥٨٠،فصل في الجنائز،ط:سهيل اكيڈمي)

غسل دینے کی اجرت لینا

☆......اگر ایک شخص کے علاوہ دوسرا کوئی شخص میت کو نہلانے والا نہ ہو تو اس شخص کے لیے میت کو غسل دے کر اجرت لینا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس پر میت کو غسل دینا اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض عین ہے۔

اور اگر دوسرے افراد بھی نہلانے والے موجود ہوں تو اجرت لینا جائز ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں کسی خاص آدمی پر میت کو غسل دینا فرض نہیں ہے۔(۱)

☆......واضح رہے کہ میت کو غسل دینے کا فریضہ میت کے رشتہ داروں کو خود ادا کرنا چاہیے۔ اپنے عزیز رشتہ دار کو خود غسل نہ دینا اور دوسروں کے سپرد کرنا انتہائی بے مروتی، اور غرور، تکبر کی دلیل ہے۔(۲)

---

(۱) والأفضل أن يغسل الميت مجانا،فإن ابتغى الغاسل الأجر جاز إن كان ثمة غيره،وإلا لا)لتعينه عليه. قوله:لتعينه عليه)أى لانه صار واجباعليه عينا.(الدر مع الرد: ۱۹۹/۲ ،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب فى حديث "كل سبب ونسب منقطع الاسببى ونسبى"ط:سعيد)

🗁 (حاشية الطحطاوى على المراقى،ص: ۵۷۰،كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز،ط:قديمى)

🗁 والافضل أن يغسل الميت مجانا وإن ابتغى الغاسل الاجر فإن كان هناك غيريجوز أخذ الاجر والالم يجز هكذافى الظهيرية.(عالمگيرى؛ ۱۵۹/۱،۱۶۰ ،كتاب الصلاة،الباب الحادى والعشرون فى الجنائز،الفصل الثانى فى الغسل،ط:رشيديه)

🗁 (البحر الرائق: ۱۷۳/۲،۱۷۴ ،كتاب الجنائز،ط:سعيد)

(۲) وفى المجتبىٰ:وأمامايستحب للغاسل فالأولى أن يكون أقرب الناس إلى الميت،فإن لم يعلم الغسل فاهل الأمانة والورع للحديث.(البحر الرائق: ۱۷۵/۲ ،كتاب الجنائز،ط:سعيد)

🗁 والأولىٰ كونه أقرب الناس اليه،فإن لم يحسن الغسل فاهل الأمانة والورع.(ردالمختار: ۲/ ۲۰۲، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب فى الكفن،ط:سعيد)

🗁 ويغسله أقرب الناس إليه وإلا فأهل الأمانة والورع.(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ص: ۵۷۰، كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز،ط:قديمى)

غسل دینے کی جگہ

اگر میت کے غسل دینے کی کوئی جگہ الگ ہے کہ پانی کہیں الگ بہہ کر چلا جائے گا تو بہتر ہے۔ ورنہ میت کے تختہ کے نیچے گڑھا کھودلیا جائے، تاکہ سارا پانی اس میں جمع ہو جائے۔ اگر گڑھا نہ کھدوایا اور سارا پانی گھر میں یا زمین میں پھیل گیا تب بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ آنے جانے میں کسی کو تکلیف نہ ہو، اور کوئی پھسل کر گر نہ پڑے۔(۱)

غسل دینے کی وصیت کرنا

اگر مرنے والے نے یہ وصیت کی کہ اس کے مرنے کے بعد فلاں آدمی اس کو غسل دے تو یہ وصیت معتبر نہیں۔ اس پر عمل کرنا لازم نہیں۔ کیونکہ یہ کام میت کے

---

(۱) إذا اراد أحد تعمير داره فله عمل الطين فی جانب من الطريق وصرفه فی بنائه بشرط عدم الإضرار بالمارين ولافرق فی ذالک بين أن يكون الطريق عاماأو خاصاً كما يفهم من اطلاقهم، قال فی جامع الفصولين:أراد ان يتخذا فی الأجابين مرة ويرفعه سريعا فله ذالک.اه(شرح المجلة لسليم رستم: ۵۲۷،۵۲۶/۱،المادة:۱۲۱۵،الكتاب العاشر فی أنواع الشركات، الفصل الثالث فی الطريق،ط:دارالكتب العلمية)

🗁 وإن كان يضر بالعامة لايجوز إحداثه)لقوله عليه الصلاة والسلام"لاضرر ولاضرار فی الاسلام...... وهذا فی النافذة(وفی غير النافذ لايجاز أن يتصرف باحداث مطلقا)أضر بهم أولا. (الدر المختار: ۵۹۳/۶،كتاب الديات،باب مايحدثه الرجل فی الطريق وغيره)

🗁 وعن انس،أخرجه ابن ابی شيبة من حديث قتادة عنه،قال:"كانت شجرة علی طريق الناس فكانت يؤذيهم فغزلها رجل عن طريقهم،قال النبی صلی الله عليه وسلم:رأيته يتقلب فی ظلها فی الجنة"...... وفيه دلالة أن طرح الشوک فی الطريق والحجارة والكناسة والمياه المفسده للطريق وكل مايؤذی الناس يخشی العقوبة عليه فی الدنيا والآخرة.(عمدة القاری: ۲۳۴/۹،كتاب المظالم والغصب، باب من أخذالغصن ومايؤذی الناس فی الطريق فرمی به،ط:دارالفكر بيروت)

🗁 اصلی بہشتی زیور: حصہ دوئم،ص:۱۷۲،باب بست وسوم (۲۳) نہلانے کا بیان، ط: دارالاشاعت، کراچی، اشاعت اول محرم ۱۴۰۲،۱۹۸۱ء)

اختیار میں نہیں ہے۔ یہ ورثاء کا حق ہے۔ ورثاء جو بہتر ہو اس پر عمل کریں۔ چاہے ورثاء خود غسل دیں یا وصیت پر عمل کریں دونوں کی گنجائش ہے۔(۱)

غسل دینے کے بعد میت کو رکھا جائے

اگر میت کو غسل دے کر میت کو مثلاً: ایک رات گھر میں یا سرد خانہ میں رکھا جائے تو دوسرے دن دوبارہ غسل دینے کی ضرورت نہیں ہے۔(۲)

غسل دینے کے بعد نجاست نکلے

اگر میت کو غسل دینے کے بعد میت کے جسم سے نجاست خارج ہو، تو کوئی حرج نہیں ہے۔ دوبارہ غسل دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ خواہ اس کے کفن یا بدن کو لگ

---

(۱) والفتویٰ علی بطلان الوصية بغسله والصلاة عليه.(الدر المختار مع الرد:۲/۲۲۱،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،مطلب:تعظيم أولي الأمر واجب،ط:سعيد)

🗁 وفي الكبرىٰ:الميت إذا أوصى بأن يصلى عليه فلان فالوصية باطلة وعليه الفتوىٰ كذا في المضمرات (عالمگيری: ۱/۱۶۳،كتاب الصلاة،الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة عليه،ط:رشيديه)

🗁 (مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی:ص؛ ۵۹۱،كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز،فصل: السلطان أحق بصلاته،ط:قديمی)

🗁 وإذاأوصى لأحد بأن يصلي عليه أوبأن يغسله فهي وصية باطلة لاتنفذ.(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/۵۲۲،كتاب الصلاة،مباحث الجنائز،مبحث الاحق بالصلاة على الميت، ط: دار الفكر)

(۲) ولايعاد غسله ولاوضوء ه بالخارج منه.(الدر المختار مع الرد: ۲/۱۹۷،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب:في القراء ة عند الميت،ط:سعيد)

🗁 قوله: ولم يعد غسله)لأن الغسل عرفناه بالنص وقد حصل مرة. (البحر الرائق: ۲/۱۷۳، كتاب الجنائز،ط:سعيد)

🗁 (عالمگيری: ۱/۱۵۸،كتاب الصلاة،الباب الحادی والعشرون فی الجنائز،الفصل الثانی فی الغسل،ط:رشيديه)

جائے۔ البتہ کفن پہنانے سے پہلے صفائی کے خیال سے اس کو دھو ڈالنا چاہیے۔(۱)

کفن پہنانے کے بعد نجاست خارج ہوئی تو اس کو دھونا نہیں چاہیے۔ کیونکہ دھونے میں دشواری اور حرج ہے۔ ہاں اگر کفن ہی ناپاک ہو گیا ہے تو اس کو دھونا ضروری ہے۔ ورنہ کفن ناپاک ہونے کی وجہ سے جنازہ کی نماز درست نہیں ہوگی۔(۲)

غسل دینے کے پانی میں خوشبو ڈالنا

''پانی میں خوشبو ڈالنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۱۷۲)

(۱) وماخرج منه يغسله.....ولايعاد غسله ولا وضوءه بالخارج منه.

قوله: وماخرج منه يغسله)أى تنظيفا له بحر،قال الرملي:أى لاشرطا حتى لو صلى عليه من غير غسله جاز وهذا ممالايتوقف فيه.اه...... وفى كتاب الصلاة للحسن إذا سأل قبل أن يكفن غسل وبعده لا.اه (الدر مع الرد:۲/۱۹۷،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: فى القراءة عند الميت، ط: سعيد)

(البحرالرائق:۲/۱۷۲،۱۷۳،كتاب الجنائز،ط:سعيد)

(عالمگيرى: ۱/۱۵۸،كتاب الصلاة،الباب الحادى والعشرون فى الجنائز،الفصل الثانى فى الغسل، ط: رشيديه)

(۲) وفى ط عن الخزانة:إذا تنجس الكفن بنجاسة الميت لايضر دفعاللحرج بخلاف الكفن المتنجس ابتداء. اه(الشامية:۲/۲۰۸،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب:هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى؟،ط:سعيد)

(طحطاوى على الدر: ۱/۳۷۱،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،ط:المكتبة العربية)

ويشترط طهارة الكفن الااذا شق ذالك لمافى الخزانة انه ان تنجس الكفن بنجاسة الميت لايضر دفعا للحرج بخلاف الكفن المتنجس ابتداء..اه.(حاشية الطحطاوى على المراقى: ص: ۵۸۲، كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز،فصل :الصلاة عليه،ط:قديمى)

إذاخرج من الميت بعد غسله نجاسة علقت ببدنه أوبكفنه فانها تجب ازالتها ولايعاد الغسل مرة اخرى باتفاق المالكية والشافعية،الحنفية..قالوا:النجاسة الخارجة من الميت لاتضر، سواء أصابت بدنه أو كفنه الاانها تغسل قبل التكفين تنظيفا لاشرطاً فى صحة الصلوة عليه، أمابعد التكفين فإنها لاتغسل ،لان فى غسلها مشقه وحرجا،بخلاف النجاسة الطارئة عليه، كأن كفن بنجس فانها تمنع من صحة الصلاة عليه.(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة؛ ۱/۵۰۹، ۵۱۰، كتاب الصلاة،مباحث الجنائز،إذاخرج من الميت نجاسة بعد غسله،ط:دارالفكر)

غسل دینے والا سنجیدہ آدمی ہو

غسل دینے والے کا سنجیدہ آدمی ہونا مستحب ہے، جو میت کو مکمل طور پر غسل دے۔ اگر کوئی بری بات میت میں دیکھے، اس کو چھپائے۔ اور اگر کوئی اچھی بات دیکھے تو بیان کردے۔(۱)

غسل دینے والا کیسا ہونا چاہیے؟

مردہ کو غسل دینے والا ایسا شخص ہونا چاہیے جس کو میت کا دیکھنا جائز ہے۔ عورت کو مرد اور مرد کو عورت کا غسل دینا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر مردہ شوہر کو غسل دینے کے لیے کوئی مرد نہیں ہے، تو بیوی شوہر کو غسل دے سکتی ہے۔ اس لیے کہ وہ عدت تک اس کے نکاح میں سمجھی جاتی ہے۔ لیکن شوہر کے لیے بیوی کو کسی حال میں بھی غسل دینے کی اجازت نہیں ہوگی۔ کیونکہ بیوی مرتے ہی اس کے نکاح سے علیحدہ ہوجاتی ہے۔(۲)

---

(۱) ينـدب ان يكـون الـغـاسـل ثقة كي يستوفي الغسل،ويستر مايراه من سوء ويظهر مايراه من حسـن، فـان رأى مـايـعـجبه من تهلل وجه الميت وطيب رائحته ونحو ذالک فإنه يستحب له ان يتـحـدث بـه الى الناس ،وان رأى مايكرهه من نتن رائحة أوتقطيب وجه أو نحو ذالک لم يجز له ان يتـحـدث بـه.(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۰۹،ماينـدب ان يكون عليه الغسل من الصفات، ط: دار احياء التراث العربى،بيروت)

ويستـحـب أن يـكـون الـغـاسل ثقه يستوفى الغسل ويكتم مايرى من قبيح ويظهر مايرى من جميل. (عالمگیری: ۱/ ۱۵۹، كتاب الصلاة،الباب الحادى والعشرون فى الجنائز،الفصل الثانى فى الغسل،ط:رشيديه)

(الجوهرة النيرة: ۱/ ۱۲۳، ۱۲۴، كتاب الصلاة،باب الجنائز،ط:قديمى)

وينبغى أن يـكـون الغاسل ثقه اميناصالحا لينشر مايره من الخير ويستر مايظهر له من الشر. (فقه السنة: ۱/ ۳۳۵،الجنائز،صفة الغسل،ط:دارابن كثير)

(۲) وأمـا الـغاسل فمن شرطه أن يحل له النظر الى المغسول فلايغسل الرجل المرأة ولاالمرأة =

غسل دینے والے کا غسل کرنا

مردہ کو غسل دینے کے بعد غسل دینے والے کو غسل کر لینا مستحب ہے۔ تاکہ میت کو غسل دینے کے دوران جو چھینٹیں وغیرہ پڑ گئی ہیں وہ دور ہو جائیں، اور نظافت و پاکیزگی حاصل ہو جائے۔(۱)

غسل دینے والے کو روح دیکھتی ہے

''روح سب دیکھتی ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۸۹/۱)

غسل دینے والے کو غسل کا طریقہ نہیں آتا

جس آدمی کو میت کو غسل دینے کا طریقہ نہیں آتا، اگر اس نے میت کو غسل دیا تو وہ گناہ گار نہیں ہوگا۔ لیکن جہاں تک ہو سکے میت کو ایسے آدمی سے غسل دلانا چاہیے۔

= الرجل...... ولایغسل الرجل زوجته والزوجة تغسل زوجها دخل بهاأولا بشرط بقاء الزوجية عند الغسل. (البحر الرائق: ۱۷۴/۲، کتاب الجنائز، ط:سعید)

▭ ویمنع زوجها من غسلها ومسها......وهی لاتمنع من ذالک.

قوله: ویمنع زوجها...الخ)أشار الی مافی البحر:من ان شرط الغاسل ان یحل له النظر الی المغسول فلایغسل الرجل المرأة وبالعکس..اه.(الدر مع الرد: ۱۹۸/۲، کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: فی حدیث"کل سبب ونسب منقطع الاسببی ونسبی"،ط:سعید)

▭ ویغسل الرجال الرجال والنساء النساء ولایغسل احدهما الآخر.....ویجوزللمرأة أن تغسل زوجها إذالم یحدث بعد موته مایوجب البینونة....وأما هو فلایغسلها عندنا..(عالمگیری: ۱/ ۱۶۰، کتاب الصلاة،الباب الحادی والعشرون فی الجنائز،الفصل الثانی فی الغسل، ط: رشیدیه)

(۱) یندب الغسل من غسل المیت.(الشامیة: ۲۰۲/۲، کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب فی الکفن، ط:سعید)

▭ (فتح القدیر: ۷۶/۲، کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،قبیل فصل:فی التکفین،ط:رشیدیه)

▭ (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی:ص: ۵۷۰، کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز،ط:قدیمی)

جو میت کو سنت طریقے کے مطابق غسل دے سکے۔(۱)

غسل دینے والے کو مردہ پہچانتا ہے

''مردہ پہچانتا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۲۶۳)

غسل دینے والے کے لیے میت کو دیکھنا جائز نہیں تھا

اگر کسی ایسے آدمی نے میت کو غسل دیا جس کے لئے میت کا دیکھنا جائز نہیں تھا۔تب بھی غسل صحیح ہو جائے گا۔مگر مکروہ ہوگا۔(۲)

غسل سے پہلے میت کو وضو کرانا

''وضو کرانا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۴۵۵)

غسل کا سامان

۱-غسل دینے کے لیے پانی کے برتن حسبِ ضرورت اگر چہ گھر کے استعمال

(۱) والأولى فى الغاسل ان يكون اقرب الناس الى الميت،فان لم يحسن الغسل فاهل الامانة والورع. (حلبي كبير:ص:۵۸۰،فصل: في الجنائز،ط:سهيل اكيڈمی)

(النهر الفائق: ۱/۳۸۵،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،ط:رشيديه)

ويستحب للغاسل أن يكون أقرب الناس الى الميت فان لم يعلم الغسل فأهل الامانة والورع ويستحب ان يكون الغاسل ثقة يستوفي الغسل.(عالمگيری، ۱/۱۵۹،كتاب الصلاة،الباب الحادى والعشرون فى الجنائز،الفصل الثانى فى الغسل،ط:رشيديه)

(۲) ويمنع زوجها...الخ)أشار الى مافى البحر:من ان شرط الغاسل ان يحل له النظر الى المغسول فلايغسل الرجل المرأة وبالعكس..اه.....والظاهر ان هذا شرط لوجوب الغسل أولجوازه لالصحته.(الدر مع الرد: ۲/۱۹۸،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: فى حديث "كل سبب ونسب منقطع الاسببى ونسبى"،ط:سعيد)

فإذاغسل الميت مع مخالفة شئ مماذكر صح غسله مع الإثم.(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة، كتاب الصلاة،مباحث الجنائز،حكم النظر الى عورة الميت ولمسها وتغسيل الرجال النساء وبالعكس،ط:دارالفكر)

شدہ ہوں، لیکن پاک ہوں۔

۲- لوٹا یا پانی نکالنے کا مگا ایک عدد، اگر چہ پُرانا کیوں نہ ہو۔

۳- غسل کا تختہ ایک عدد۔ اکثر مساجد میں رہتا ہے۔ موذن یا خادم سے کہہ کر لایا جا سکتا ہے۔ یا کوئی اور تختہ جس پر میت کو لٹا کر غسل دیا جا سکے، انتظام کر لیا جائے۔

۴- استنجے کے ڈھیلے، تین یا پانچ عدد۔

۵- بیری کے تھوڑے سے پتے اگر مل جائیں۔

۶- لوبان ایک تولہ (گیارہ گرام ۶۶ سینٹی گرام)

۷- عطر کی شیشی (تقریباً چار ماشہ ایک تولے کا تہائی حصہ)

۸- پاک صاف روئی تھوڑی سی۔

۹- گل خیرو ایک چھٹانک۔ اور اگر یہ نہ ملے تو نہانے کا صابن بھی کافی ہے۔

۱۰- کافور پانچ گرام۔

۱۱- پاک تہبند دو عدد۔ گھر میں موجود نہ ہوں تو بالغ مرد و عورت کے لیے سوا میٹر لمبا کپڑا۔ البتہ عورت کے لیے ڈیڑھ میٹر رنگین کپڑا زیادہ مناسب ہے۔ کیوں کہ رنگین میں غسل کے وقت پوشیدہ حصہ نمایاں نہیں ہوتا ہے۔

۱۲- دو عدد کسی پاک صاف موٹے کپڑے کی تھیلیاں سی کر اتنی بڑی بنا لیں کہ غسل دینے والے کا ہاتھ کلائی تک اس میں آسانی سے آ جائے۔ یہی تھیلیاں دستانوں کے طور پر استعمال ہوں گی۔ ایک تھیلی کے لیے کپڑا تقریباً چھ گرہ لمبا اور تین گرہ چوڑا کافی ہے۔ (۲۵ سینٹی میٹر) (۱)

(۱) احکام میت: ص: ۵۴،۵۳، باب دوم، تجہیز و تکفین کے سامان کی مکمل فہرست، ط: ادارۃ الفاروق)

غسل کی شرعی حیثیت

☆......مردے کو غسل دینا زندوں پر فرض کفایہ ہے۔ یعنی اگر کچھ لوگوں نے اس فریضے کو انجام دے دیا تو دوسرے لوگ اس ذمہ داری سے بری ہو جائیں گے۔ ورنہ جن لوگوں کو اس کی اطلاع ملی ہوگی وہ سب گناہ گار ہوں گے۔

☆......اور مردہ کو اس طرح ایک بار غسل دینا فرض ہے کہ پورے بدن پر پانی پہنچ جائے۔ اور تین بار پانی بہانا سنت ہے۔(۱)

غسل کے بغیر جنازہ کی نماز پڑھی گئی

اگر کسی میت کو غسل نہیں دیا گیا، یا غسل ناممکن ہونے کی صورت میں تیمم بھی نہیں کرایا گیا، اور غسل اور تیمم کے بغیر اسی حالت میں جنازہ کی نماز پڑھی گئی، اور قبر میں دفن کر دیا گیا، اور دفن کر دینے کے بعد خیال آیا کہ اس کو غسل نہیں دیا گیا تھا، تو اس کے جنازے کی نماز دوبارہ اس کی قبر پر ادا کی جائے گی۔ اس لیے کہ پہلی نماز صحیح

(۱) غسل المیت حق واجب علی الاحیاء بالسنة واجماع الامة...... ولکن اذاقام به البعض سقط من الباقین...... والواجب هو الفعل مرة واحده والتکرار سنة.(عالمگیری: ۱/ ۱۵۸، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز،الفصل الثانی فی الغسل ط:رشیدیه)

▭ الناس توارثوا ذالک من لدن آدم صلی الله علیه وسلم الی یومنا هذا،فکان تارکه مسیئا لترکه السنة المتوارثه والاجماع المنعقدة علی وجوبه.....واما کیفیة وجوجبه فهو واجب علی سبیل الکفایه اذاقام به البعض سقط عن الباقین لحصول المقصود بالبعض.....وکذاالواجب هو الغسل مرة واحدة والتکرار سنة ولیس بواجب.(بدائع الصنائع،۲/ ۲۹۹، ۳۰۰، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،فصل؛واماالکلام فی الغسل،ط:سعید)

▭ والصلاة علیه.فرض کفایة بالاجماع....کدفنه وغسله وتجهیزه فإنها فرض کفایة .(الدر المختار: ۲/ ۲۰۷، کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب:فی صلاة الجنازة،ط:سعید)

▭ غسل المیت فرض کفایة علی الاحیاء،اذاقام به البعض سقط عن الباقین والمفروض غسله مرة واحده بحیث یعم بها جمیع بدنه،أما تکرار غسله وترافهوسنة.(کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۰۲، کتاب الصلاة،مباحث الجنائز،مبحث غسل المیت،وحکمه،ط:دارالفکر)

نہیں ہوئی۔ہاں اب چونکہ غسل ممکن نہیں ہے،لہٰذا نماز صحیح ہو جائے گی۔

واضح رہے کہ جب تک میت قبر میں پھٹ نہ گئی ہو،اس وقت تک قبر پر اس کے جنازہ کی نماز ادا کی جا سکتی ہے۔(۱)

غسل کے بغیر نماز پڑھی گئی

اگر کسی میت پر غسل یا تیمم کے بغیر جنازہ کی نماز پڑھی گئی ہو اور وہ دفن کر دیا گیا ہو،اور دفن کرنے کے بعد خیال آیا کہ اس کو غسل نہیں دیا گیا تھا،تو اس کے جنازہ کی نماز دوبارہ اس کی قبر پر پڑھی جائے،اس لیے کہ پہلی نماز صحیح نہیں ہوئی۔ہاں اب چونکہ غسل ممکن نہیں۔لہٰذا نماز ہو جائے گی۔(۲)

(۲،۱) (وإن دفـن)وأهيـل عـليـه التـراب(بغير صلاة)أوبها غسـل....(صلى على قبره)استحساناً (مالم يغلب على الظن تفسخه)من غير تقدير هو الاصح.

قوله: أوبها بلا غسل)هذا رواية ابن سماعة،والصحيح انه لايصلى على قبره فى هذه الحالة لانها بلاغسل غير مشروعة كذافى غاية البيان،لكن فى السراج وغيره قيل لايصلىٰ على قبره، وقال الكرخي: يصلى وهوالاستحسان لان الاولى لم يعتد بها لترك الشرط مع الامكان والآن زال الامكان فسقطت فرضية الغسل، وهذا يقتضي ترجيح الاطلاق، وهو الأولىٰ. نهر.(الدر مع الرد: ۲/ ۲۲۴، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب:فى كراهة صلاة الجنازة فى المسجد، ط: سعيد) .

(وإن دفن)وأهيل عليه التراب(بلاصلاة).....صلى على قبره وان لم يغسل)لسقوط شرط طهارته لحرمة نبشه وتعاد(لو صلى عليه قبل الدفن)بلاغسل لفساد الاولى بالقدرة على تغسيله قبل الدفن.....(مالم يتفسخ)والمعتبر فيه اكبر الرأى على الصحيح.

قوله: صلى على قبره)اقامة للواجب بقدر الامكان كذافى التبيين.(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ص: ۵۹۱، ۵۹۲،كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز،فصل: السلطان احق بصلاته، ط: قديمى)

ولو دفن الميت قبل الصلاة أوقبل الغسل فانه يصلى على قبره الى ثلاثة ايام والصحيح أن هذا ليس بتقدير لازم بل يصلى عليه مالم يعلم أنه قد تمزق كذافى السراجية. (عالمگيرى: ۱/ ۱۶۵، كتاب الصلاة،الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس فى الصلاة على الميت، ط: رشيديه)

غسل کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کس طرف تھے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد غسل دیتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کس طرف تھے؟ اور سر مبارک کس طرف تھا؟ اس بارے میں کوئی بات منقول نہیں ہے۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ:

"یہ تمہارا قبلہ ہے زندگی میں اور مرنے کے بعد۔" (۱)

اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جیسے قبر میں میت کو رکھا جاتا ہے، اسی طرح غسل کے وقت لٹا دیا جائے، جیسا کہ اب معمول ہے۔ (۲)

غسل میت کی اہمیت

"میت کے غسل کی اہمیت" عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۳۵۵)

---

(۱) عن عبد الحميد بن سنان حدثنا عبيد بن عمير عن ابيه انه حدثه وكان له صحبة ان رجلا سأله فقال يارسول الله! ماالكبائر؟قال:هن تسع فذكر معناه زاد وعقوق الوالدين المسلين واستحلال البيت الحرام قبلتكم احياء وامواتا. (سنن ابى دائود: ۲/۳۹۷، كتاب الوصايا، باب ماجاء فى التشديد فى اكل مال اليتيم، ط:مير محمد)

(مجمع الزوائد: ۱/۲۰۶، رقم الحديث: ۱۴۲، كتاب الايمان، باب فيما بنى عليه الاسلام، ط: دار الكتب العلمية)

(كنز العمال: ۳/۵۴۰، رقم الحديث: ۷۸۰۰، الكتاب الثالث من حرف الهمزة فى الأخلاق، الباب الثانى فى الاخلاق والافعال المذمومة، ط:اداره تاليفات اشرفيه)

(۲) ويوجه الى القبلة على جنبه الايمن) بذالك امر النبى صلى الله عليه وسلم، وفى حديث ابى داؤد البيت الحرام قبلتكم احياء وامواتا. (مرقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ص: ۶۰۹، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط:قديمى)

(حلبى كبير: ص: ۵۹۷، فصل فى الجنائز، ط:سهيل اكيڈمى)

(الشامية: ۲/۲۳۶، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب فى دفن الميت، ط:سعيد)

غسل میت کے مستحبات

میت کے غسل میں چند امور مستحب ہیں:

۱- تین بار غسل دیا جائے، یعنی پورے جسم پر تین مرتبہ پانی بہایا جائے۔ پہلی مرتبہ پانی بہانا فرض اور اس کے بعد دو دفعہ بہانا سنت ہے۔

اگر تین بار پانی بہانے سے میت کا بدن صاف نہ ہو تو تین دفعہ سے زیادہ دھونا مستحب ہے، تاکہ بدن صاف ہو جائے، اس کے لیے کوئی تعداد مقرر نہیں ہے۔ لیکن پانی بہانے کی تعداد طاق میں ہونا مستحب ہے۔ چنانچہ اگر چار بار دھونے سے مطلوبہ صفائی حاصل ہو جائے تب بھی پانچویں بار دھویا جائے وغیرہ۔

۲- آخری بار غسل کے پانی میں کافور وغیرہ خوشبو کی آمیزش کی جائے، ان میں کافور افضل ہے۔(۱)

---

(۱) ویغسل ثلثا اعتباراً بسنة الغسل حال الحیاة.... وروی الجماعة عن ام عطیة دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نغسل ابنته فقال: اغسلنها وتراً ثلاثا أو خمسا أو سبعا بماء وسدر واجعلن فی الآخرة کافوراً ودل ھذا علی جواز الزیادة علی الثلاثة عند الحاجة لکن ینبغی ان یکون وتراً ذکرہ فی شرح مختصر الکرخی وکذا فی المفید. (حلبی کبیر: ص: ۵۷۸، ۵۷۹، فصل فی الجنائز، ط: سھیل اکیڈمی)

عن ام عطیة قالت: دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نغسل ابنته فقال: اغسلنها ثلاثاأو خمساأو اکثر من ذالک ان رائین ذالک بماء وسدر، واجعلن فی الآخرة کافوراً أو شیئا من کافور، فإذا فرغتن فآذننی "فلما فرغنا آذناہ فألقی إلینا حقوہ، فقال: اشعرنها ایاہ وفی روایة: اغسلنها وتراً، ثلاثا أو خمسا أو سبعا...... الحدیث. (مشکاة المصابیح: ص: ۱۴۳، کتاب الجنائز، باب غسل المیت وتکفینه، الفصل الاول، ط: رشیدیه)

الاحکام فی مسائل...... الثالثة: قوله: (ثلاثاً أو خمسا) إشارة الی ان المشروع ھو الوتر لانه نقلهن من الثلاث الی الخمس وسکت عن الاربع وکذالک ھی وظائف الشرع وتر، وخاصة فی الطهارة. (عارضة الاحوذی: ۱۶۷/۴، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی غسل المیت، ط: دار الکتب العلمیة)=

آخری غسل کے علاوہ دوسرے غسل کے پانی میں بیری کے پتے یا میل دور کرنے والی کوئی اور چیز جیسے صابن وغیرہ ملالیا جائے، تاکہ صفائی حاصل ہو۔ اور میت کے غسل میں خوشبو وغیرہ ڈالنا مستحب ہے، خواہ وہ میت احرام کے لباس میں ہو یا نہ ہو، کیونکہ مردہ انسان غیر مکلّف ہوتا ہے۔ لہٰذا موت کے ساتھ ہی احرام بھی ختم ہوجاتا ہے۔ اس وجہ سے اس کا سر ڈھانک دیا جاتا ہے۔ ہاں اگر احرام کی حالت میں زندہ ہے تو سر بھی نہیں ڈھانکے گا، اور خوشبو بھی نہیں لگائے گا۔ لیکن موت سے یہ سب پابندیاں ختم ہوجاتی ہیں۔ (١)

= 🗁 تندب فی غسل المیت اشیاء ،أحدها:تکرار الغسلات الی ثلاث بحیث تعم کل غسلة منها جمیع بدن المیت....واحدی الغسلات الثلاث التی تعم جمیع البدن فرض،والغسلتان اللتان بعدها مندوبتان باتفاق ثلاثة،وخالف الحنفیة فقالوا:إن الغسلتین مسنونتین ....أما إذا لم ینظف البدن، بالثلاث المذکورة المستوعة لجمیع البدن،فانه یندب ان یزاد علیها حتی ینظف الدن بدون عدون معین، ولکن یندب ان تنتهی الزیاده الی وتر،فإن حصل تنظیف البدن باربع ـ علیها خامسة،وهکذا....ثانی المندوبات:أم یجعل فی ماء الغسلة الأخیرة کافور ونحوه من الطیب، الأن الکافور أفضل(کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ١/٥٠٦،٥٠٧،کتاب الصلاة، مباحث الجنائز،مندوبات غسل المیت،ط:دار الفکر)

(١) وأما غیر الغسله الأخیرة فیندب أن یکون بماء فیه ورق نبق ونحوه مما ینظف کالصابون، وإنما یوضع الطیب فی غسل المیت إذالم یکن ملتبسا بالإحرام للحج،أما المتلبس بالإحرام فإنه یوضع فی ماء غسله طیب،کمالو کان حیا،وهذا متفق علیه عند الحنابلة والشافعیة....الحنفیة والمالکیة.قالوا:یندب وضع الطیب ونحوه فی ماء غسل المیت،سواء کان متلبسابالإحرام أولا، وذالک لأن المیت غیر مکلف، وینقطع إحرامه بالموت ،ولذایغطی رأسه.(کتاب الفقه علی المذاهب الأربعة: ١/٥٠٧،کتاب الصلاة،مباحث الجنائز،حکم خلط ماء الغسل بالطیب ونحوه، ط:دار الفکر)

🗁 (و) بعد الوضوء(صب علیه ماء مغلی) قد مزج(بسدرأوحرض)أشنان غیر مطحون مبالغة فی التنظیف وقد أمر النبی صلی الله علیه وسلم أن تغسل بنته،والمحرم الذی وقصته دابته بماء وسدر (وإلا)أی وإن لم یوجدا)فالغسل بالقراح وهوالماء الخالص) کاف ویسخن إن تیسر لأنه أبلغ فی التنظیف ویغسل رأسه ....ولحیته بالخطمی)نبت بالعراق طیب الرائحة یعمل عمل =

۳-مردہ کو ہلکے گرم پانی سے غسل دینا مستحب ہے۔(۱)

۴-غسل دینے کے بعد میت کے سر اور ڈاڑھی میں خوشبو لگائی جائے، لیکن زعفران نہ ہو۔اسی طرح جن اعضاء پر خوشبو لگانا مستحب ہے، وہ اعضاء یہ ہیں: پیشانی، ناک، دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں، نیز دونوں آنکھوں پر، دونوں کانوں اور دونوں بغلوں کے نیچے بھی لگائی جائے۔اور بہتر یہ ہے

= الصابون فی التنظیف وإن لم یکن فالصابون.(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی:ص:۵۲۸، ۵۲۹،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز،ط:قدیمی)

ویصب علیه ماء مغلی بسدر أوحرض......ویغسل رأسه ولحیته بالخطمی....إن وجد وإلافبالصابون ونحوه...... ویجعل الحنوط...العطر المرکب من الاشیاء الطیبة....علی رأسه ولحیته ندبا....والکافور علی مساجده.

وفی الرد:قوله: ویضجع)....نعم اختلفوا فی شئ وهو أنه فی الهدایة لم یفصل فی الغسلات بین القراح وغیره وهوظاهر کلام الحاکم وذکر شیخ الاسلام أن الأولی بالقراح أی الماء الخالص، والثانیة بالمغلی فیه سدر،والثالثة بالذی فیه کافور قال فی الفتح:والأولی کون الأولیین بالسدر کما هو ظاهر الهدایة لما فی أبی داؤد بسند صحیح"أن أم عطیة تغسل بالسدر مرتین والثالث بالکافور.

قوله:علی مساجده)موضع سجوده ....وسواء فیه المحرم وغیره فیطیب ویغطی رأسه.(الدر مع الرد: ۲/ ۱۹۶، ۱۹۷،کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،مطلب:فی القراءة عند المیت،ط: سعید)

(۱) ثالث المندوبات:....وأماالحنفیة فقالوا: الماء الساخن افضل علی کل حال،(کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۰۷،کتاب الصلاة،مباحث الجنائز،تسخین ماء الغسل، ط:دار الفکر)

والغسل بالماء الحار افضل عندنا کذافی المحیط.(عالمگیری: ۱/ ۱۵۸،کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز،الفصل الثانی فی الغسل،ط:رشیدیه)

ویصب علیه ماء مغلی بسدر....أوحرض.....إن تیسر وإلا فماء خالص مغلی.

قوله:وإلا فماء خالص مغلی)أی إغلاء وسطاً لأن المیت یتأذی بما یتأذ به الحی ط وأفاد کلامه أن الحار أفضل سواء کان علیه وسخ أولا.(الدر مع الرد: ۲/ ۱۹۶، کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب:فی القراءة عند المیت،ط:سعید)

(حاشیة الطحطاوی علی المراقی:ص:۵۲۸،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز،ط:قدیمی)

کہ یہ خوشبو کافور ہو۔(١)

٥- میت کے قریب دھونی دی جائے۔ اور دھونی دینا تین موقعوں پر مستحب ہے۔(٢)

اس کی تفصیل کے لیے "دھونی" عنوان کے تحت دیکھیں!

٦- غسل دیتے وقت میت کے ستر پر ایک پاک کپڑا ڈال کر باقی تمام کپڑے اتار دیے جائیں۔(٣)

---

(١) رابعها: أن تطيب رأس الميت ولحيته بعد تمام الغسل بطيب، بشرط أن لايكون الطيب زعفران، وأن يوضع الطيب على الاعضاء التي يسجد عليها وهي الجبهة والأنف، واليدان والركبتان والقدمان، وكذالک يوضع الطيب على عينيه وأذنيه وتحت إبطيه والأفضل أن يكون الطيب كافوراً. (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: ١/٥٠٧، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، تطييب رأس الميت ولحيته، ط: دارالفكر)

🗀 (ويجعل الحنوط) وهو عطر مركب من اشياء طيبة ولابأس بسائر أنواعه غير الزعفران والورس للرجال (على رأسه ولحيته)...ويجعل الكافور على مساجده.)..... وهي الجبهة وأنفه ويداه وركبتاه وقدماه. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ٥٧٠، ٥٧١، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمي)

🗀 (الدر مع الرد: ٢/١٩٧، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في القراءة عند الميت، ط: سعيد)

🗀 (حلبي كبير: ص: ٥٧٩، فصل: في الجنائز، ط: سهيل اكيڈمی)

(٢) خامس المندوبات: اطلاق البخور عند الميت...... الحنفية قالوا: يندب اطلاق الكافور في ثلاثه مواضع: أحدها: عند خروج روح الميت...ثانيها: عند غسله...... ثالثها: عند تكفينه. (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ١/٥٠٨، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، اطلاق البخور عند الميت...... ط: دارالفكر)

🗀 (التاتارخانيه: ٢/١٠٢، كتاب الصلاة، الفصل الثاني والثلاثون في الجنائز، قسم آخر في بيان كيفية الغسل، ط: قديمي)

🗀 (حلبي كبير: ص: ٦٩٤، فصل في الجنائز، البحث الثاني في غسله، ط: نعمانيه كوئٹه)

(٣) سادسها: ان يجرد الميت عند غسله من ثيابه ماعدا ساترالعورة. (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ١/٥٠٨، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، ط: دارالفكر)

🗀 ويجرد الميت إذا أريده غسله وهذا مذهبنا.....وستر عورته من السرة الى الركبة =

غسل میں بے احتیاطی

''تجہیز و تکفین میں بے احتیاطی'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۱۹۵)

غصب کی ہوئی زمین میں جنازہ کی نماز پڑھنا

غصب کی ہوئی زمین میں جنازہ کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔(۱)

غلاف کے ٹکڑے کفن میں رکھنا

اگر کعبہ شریف کے غلاف کے ٹکڑے میں قرآنی آیات اور کلمہ شریف لکھا ہوا نہیں ہے، تو اس کو برکت کے لیے کفن میں رکھنا جائز ہے۔(۱) اور اگر قرآنی آیات یا

= كذافي محيط السرخسي هو الصحيح كذافي الهداية (عالمگيرى: ۱/۱۵۸، كتاب الصلاة، الباب الحادى و العشرون فى الجنائز، الفصل الثانى فى الغسل، ط: رشيديه)

وتستر عورته الغليظة فقط على الظاهر)من الرواية(وقيل مطلقا)الغليظة و الخفيفة(وصحح صححه الزيلعي وغيره(ويغلسها تحت خرقة)السترة. (الدر المختار: ۲/۱۹۵، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى القراء ة عند الميت، ط: سعيد)

(ويستر عورته)مابين سرته إلى ركبته قال الزيلعي، والنهاية هو الصحيح ...(ثم)بعد ستر عورته بإدخال الساتر من تحت الثياب(جرد عن ثيابه)(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ص: ۵۶۷، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمى)

(۱) تكره صلاة الجنائز فى الشارع وأرض الناس.

قوله: تكره الجنائز ..الخ)لشغل حق العامة فى الاول، وحق المالك فى الثانى. (مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ص: ۵۹۶، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: الصلاة عليه، ط: قديمى)

(الهنديه: ۱/۱۶۵، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس فى الصلاة على الميت، ط: رشيديه)

(الشامية: ۲/۲۲۵، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى كراهة صلاة الجنازة فى المسجد، ط: سعيد)

(۱)عن أم عطية الأنصارية قالت: دخل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم حين توفيت ابنته فقال: ''إغسلنها ثلاثاأو خمسا أو أكثر من ذالك إن رائتن ذالك بماء وسدر واجعلن فى الآخرة كافوراً أو شيئا من كافور فإذا فرغتن فآذننى'' فلما فرغنا اذناه فاعطانا حقوه، فقال اشعر نها إياها =

کلمہ شریف لکھا ہوا ہو تو کفن میں نہ رکھیں، تاکہ قرآنی آیات اور کلمہ شریف کی بے حرمتی نہ ہو۔(۱)

غیر شادی شدہ کی نماز جنازہ

☆......غیر شادی شدہ مرد اور عورت کے جنازہ کی نماز پڑھنا اسی طرح فرض ہے، جس طرح شادی شدہ کے جنازے کی نماز پڑھنا فرض ہے۔ البتہ نکاح سے انسان عام طور پر پاکدامن رہتا ہے۔

☆......بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی شادی نہ کرے اور مر جائے تو اس کے جنازے کی نماز جائز نہیں ہے، یہ بات غلط ہے، کیونکہ جنازہ کی نماز جائز ہونے کے لیے میت کا مسلمان ہونا شرط ہے، شادی شدہ ہونا شرط نہیں ہے۔(۲)

= تعني إزاره.(صحيح البخاري: ۱/۱۶۷، كتاب الجنائز، باب غسل الميت ووضوءه بالماء والسدر، ط: قديمي)

(مشكوٰة المصابيح: ص: ۱۴۳، كتاب الجنائز، باب غسل الميت وتكفينه، الفصل الاول، ط: قديمي)

فقال(اشعرنها)أي الميتة(إياه)أي الحقوا والخطاب للغاسلات.....قال الطيبي: أي اجلعن هذا الحقوا تحت الأكفان، بحيث يلاصق بشرتها والمراد إيصال البركة إليها.(مرقاة المفاتيح: ۴/۱۰۳، كتاب الجنائز، باب غسل الميت وتكفينه، الفصل الاولى، ط: رشيديه)

وهو أصل في التبرك بآثار الصالحين.(فتح الباري: ۱/۱۶۷، كتاب الجنائز، باب مايستحب أن يغسل وترا... ط: قديمي)

(۱) وقد أفتى ابن الصلاح بأنه لايجوزأن يكتب على الكفن يٰس والكهف ونحوهما خوفا من صديد الميت.(الشامية: ۲/۲۴۶، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فيما يكتب على كفن الميت، ط: سعيد)

(احسن الفتاویٰ: ۱/۳۵۱، باب رد البدعات، میت کے سینہ پر کلمہ شہادت لکھنا، ط: سعید)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۵/۲۸۹، کتاب الجنائز، آٹھویں فصل: زیارت قبور، اور ایصال ثواب، عہد نامہ لکھوا کر مردہ کے ساتھ قبر میں رکھنا، کیسا ہے؟، ط: دار الاشاعت)

(۲) فكل مسلم مات بعد الولادة يصلى عليه صغيراً كان أو كثيراذ كرا كان أوانثى حرا كان أوعبداً إلا البغاة وقطاع الطريق ومن بمثل حالهم لقول النبي صلى الله عليه وسلم: صلوا على كل بر وفاجر.=

غیر مسلم رشتہ دار کی تجہیز و تکفین

☆...... غیر مسلم مرد یا عورت، اپنے قریبی رشتہ دار، والدین وغیرہ اگر کفر کی حالت میں مرجائیں تو ان کی سنت کے مطابق تجہیز و تکفین نہ کرے، بلکہ ناپاک کپڑے کی طرح دھوکر اور کپڑے میں لپیٹ کر گڑھے میں ڈال دے۔ اگر وہ مرنے والا اپنے مذہب کے مطابق عمل کرنے کی وصیت کرے تو وصیت پر عمل نہ کرے۔

☆...... مسلمان اپنے قریبی غیر مسلم رشتہ دار کو ضرورت کے وقت کفن دفن کرسکتا ہے۔ لیکن بلاضرورت ایسا نہ کرے۔ (۱)

غیر مسلم کا بچہ

اگر کسی مسلمان نے غیر مسلم کے بچے کو خریدا، اور وہ مرگیا تو اس کے جنازے کی نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔ البتہ اگر اس کے ماں باپ میں سے کوئی ایک بھی مسلمان ہوگیا ہے تو یہ بچہ اس کے تابع ہوکر مسلمان شمار ہوگا۔ اور اس کے جنازہ کی

= (بدائع الصنائع: ۱/ ۳۱۱، کتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل: وأما الكلام في صلاة الجنازة، ط: سعيد)

(وهي فرض على كل مسلم مات خلا) أربعة (بغاة وقطاع طريق.... وكذا أهل عصبية ومكابر في مصر ليلاً بسلاح وخناق. (الدر المختار مع الرد: ۲۱۰/۱، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي؟، ط: سعيد)

(عالمگیری: ۱۶۳/۱، کتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت، ط: رشيديه)

(۱) ويغسل المسلم ويكفن ويدفن قريبه) كخاله (الكافر الأصلي.... (عند الاحتياج)... من غير مراعاة السنة) فيغسله غسل الثوب النجس ويلفه في خرقة ويلقيه في حفرة. (الدر المختار: ۲/ ۲۳۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، قبيل مطلب: في حمل الميت، ط: سعيد)

(البحر الرائق: ۱۹۰/۲، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

(الهندية: ۱۶۰/۱، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل، ط: رشيديه)

نماز پڑھنا واجب ہوگی۔(۱)

اور اگر غیر مسلم بچہ خود کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کرلے تو اس کو غسل دے کر کفن پہنا کر جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کرنا لازم ہوگا۔

غیر مسلم کا بچہ گود لیا

غیر مسلم کا زندہ بچہ جس کو کسی مسلمان نے گود لیا ہے وہ کافر ہی سمجھا جائے گا، کیونکہ بچہ کے مسلمان ہونے کے لیے ماں باپ میں سے کسی ایک کا مسلمان ہونا شرط ہے، یا خود اس بچہ کا سمجھ دار ہونے کے بعد اسلام لانا ضروری ہے۔ اگر ان میں سے ایک بات بھی نہیں تو اس بچے کو مسلمان نہیں سمجھا جائے گا۔(۲)

غیر مسلم کا غسل دینا

مسلمان شخص کی موجودگی میں مسلمان میت کو کسی کافر نے غسل دیا تو مکروہ ہے لیکن اگر کوئی مسلمان موجود نہیں ہے اور کافر غسل دے دے تو درست ہے البتہ سنت کے خلاف ہے۔

(۱،۲) وإلا يستهل (غسل وسمى....وأدرج فى خرقة ودفن ولم يصل عليه)....(كصبى سبب مع أحد أبويه)لايصلى عليه لأنه تبع له أى فى احكام الدنيا لا العقبىٰ.(ولو سبى بدونه)فهو مسلم تبعا للدار أوللسبى(أوبه فأسلم هوأو)أسلم(الصبى وهوعاقل)أى أحد أبويه ح أى فإن الصبى يصير مسلما، لأن الولد يتبع خير الأبوين دينا.ولافرق بين كون الولد مميزاًأولا كمامر.(الدرمع الرد: ۲/ ۲۲۸، ۲۳۰،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب مهم:إذاقال:إن شتمت فلانا فى المسجد يتوقف على كون الشاتم فيه.،ط:سعيد)

قوله: كصبى سبى مع أحد أبويه)أى لايصلى عليه لانه تبع لهما(إلاأن يسلم أحدهما) أنه يصلى عليه لاسلامه تبعاللمسلم منهما لانه يتبع خيرهما دينا....(أوهو)أنه يصلى عليه إذاأسلم وأبواه كافران لصحة اسلامه عندنا وأطلقه وقيده فى الهداية بأن يعقل الاسلام.(البحر الرائق: ۲/ ۱۸۹، كتاب الجنائز،فصل:السلطان أحق بصلاته،ط:سعيد)

(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى:ص؛۵۹۹،كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز، ط: قديمى)

☆ اگر مسلمان موجود ہیں تو سنت کے مطابق دوبارہ غسل دیدیں۔(۱)

غیر مسلم کا مسلمان کے جنازے میں شرکت کرنا

مسلمانوں کے ذمہ جو کام فرض ہے وہ پورا کرلیں یعنی میت کو غسل دے کر کفن پہنا کر جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کردیں، اگر کوئی غیر مسلم میت کو ہاتھ لگائے، چہرہ دیکھے یا استغفار کرے یا اپنے طور پر جنازہ کی نماز پڑھے تو اگر منع کرنے کی قدرت ہو تو منع کردیں، ورنہ خاموش رہیں۔(۲)

غیر مسلم کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ جائے

اگر کوئی غیر مسلم کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ جائے ملاقات وغیرہ کی وجہ

(۱) وليس للكافر غسل قريبه المسلم ، وفي الشامي : أى إذا لم يكن للمسلم قريب مسلم فيتولى تجهيزه المسلمون ، ويكره أن يدخل الكافر في قبر قريبه المسلم ليدفنوه ، "بحر" وقدمنا أنه لو مات مسلم بين نساء معهن كافر يعلمنه الغسل ، ثم يصلين عليه فتغسيل الكافر المسلم فيه للضرورة ، فلايدلّ على أنه يمكن من تجهيز قريبه المسلم عند عدمها خلافا للزيلعي رحمه الله تعالىٰ أفاده في البحر . (الدر مع الرد : (۲/ ۲۳۱) باب صلاة الجنازة ، قبل : مطلب في حمل الميت ، ط: سعيد)

🗀 حاشية الطحطاوى على الدر المختار : (۳۷۹/۱) .

🗀 البحر : (۱۹۱/۲) كتاب الجنائز ، قوله: ويغسل ولى مسلم الكافر ويكفنه ويدفنه، ط: سعيد.

🗀 ولو كان الغاسل جنبا أو حائضًا أو كافرًا جاز ويكره . (الهندية : (۱۵۹/۱) الباب الحادى والعشرون في الجنائز الخ ، الفصل الثاني في الغسل ، ط: رشيديه)

🗀 ولو لم يكن فيهن امرأته ولكن معهن رجل كافر علمنه غسل الميت ويخلين بينهما حتى يغسله ويكفنه ، ثم يصلين عليه ويدفنه ؛ لأنّ نظر الجنس إلى الجنس أخف وإن لم يكن بينهما موفقة في الدين . (بدائع الصنائع : (۳۰۵/۱) فصل في بيان من يغسل ، ط: سعيد)

🗀 (قوله : في الاختيار الخ) استفيد منه أنّه شريعة قديمة وأنّه يسقط ، وإن لم يكن الغاسل مكلفا ، ولذا لم يعد أولاد ابينا آدم عليه السلام غسله . (شامى : (۲۰۰/۱) باب صلاة الجنائز ، مطلب في حديث كل سبب و نسب ومنقطع الخ ، ط: سعيد)

(۲) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۲۰/۵، سوال نمبر: ۲۷۴۱/۲، عنوان: مسلمان کی لاش کو غیر مسلم چھوسکتے ہیں یا نہیں؟ ط: دارالاشاعت)

سے تو اس کو روکا نہ جائے؛ کیوں کہ یہ مسلمانوں کے اخلاق کے خلاف ہے۔(۱)

غیر مسلم کفن کی قیمت دے تو

میت کا کوئی غیر مسلم جاننے والا کفن کی قیمت دے دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔(۱)

غیر مسلم کے جنازہ پر نظر پڑے

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب غیر مسلم کے جنازہ پر نظر پڑے تو: "فـي نـــار

(۱) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۴۶/۵، سوال نمبر: ۲۸۰۶، عنوان: مسلمان کا ہندو میت کے ساتھ جانا اور کفن دفن میں شریک ہونا مباح ہے۔ ط: دارالاشاعت)

(۱) ولو أهدى لمسلم ولم يرد تعظيم اليوم وجرى على عادة الناس لايكفر وينبغي أن يفعله قبله أو بعده نفياً للتهمة. (الدر المختار: ۷۵۴/۶، كتاب الخنثىٰ، مسائل شتىٰ، ط: سعيد)

هذا هو الكلام في صلة المسلم المشرك. وجئنا إلى صلة المشرك المسلم، فقدروى محمد رحمه الله تعالى في السير الكبير أخبارا متعارضة في بعضها ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل هدايا المشرك، وفي بعضها أنه صلى الله عليه وسلم لم يقبل، فلابد من التوفيق، واختلفت عبارة المشايخ رحمهم الله تعالى في وجه التوفيق، فعبارة الفقيه أبي جعفر الهندوني أن ماروى أنه لم يقبلها محمول على أنه لم يقبلها من شخص غلب على ظن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه وقع عند ذالك الشخص ان رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما يقاتلهم طمعاً في المال، لالإعلاء كلمة الله، ولايجوز قبول الهدية من مثل هذا الشخص في زماننا، وماروى أنه قبلها محمول على أنه قبل من شخص غلب على ظن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه وقع عند ذالك الشخص ان رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما يقاتلهم لإعزاز الدين، ولإعلاء كلمة الله لالطلب المال وقبول الهدية من مثل هذا الشخص جائز في زماننا أيضا، ومن المشايخ من وفق من وجه آخر فقال: لم يقبل من شخص أنه لو قبل منه يقل صلابته وعزته في حقه ويلين له بسبب قبول الهدية، وقبل من شخص علم أنه لايقل صلابته وعزته في حقه ولايلين بسبب قبول الهدية كذافي المحيط. (عالمگیری؛ ۳۴۷/۵، ۳۴۸، كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أهل الذمة والاحكام التي تعود اليهم، ط: رشيديه)

(المحيط البرهاني: ۷۰/۸، كتاب الكراهية والاستحسان، الفصل السادس عشر في أهل الذمة والاحكام التي تعود اليهم، ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية)

(تاتارخانيه: ۱۶۸/۱۸، ۱۶۹، كتاب الكراهية، الفصل السادس في اهل الذمة والاحكام التي تعود اليهم، ط: مكتبه فاروقيه)

جہنم خالدین فیہا" پڑھنا چاہیے۔ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔(۱)

غیر مسلم کے جنازہ میں شرکت کرنا

کسی مصلحت یا ضرورت سے غیر مسلموں سے ملنا جلنا، ان کے دکھ درد میں شریک ہونا اور انسانیت کے ناطے ان کا تعاون کرنا خاص کر جب کہ پڑوسی ہوں شرعاً جائز ہے۔ نیت اچھی اور اصلاح کی ہونی چاہیے۔ مداہنت (خوشامد) کی صورت نہ ہو۔ البتہ ان کے مذہبی معاملات، اور رسومات میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے۔ لہٰذا اگر کوئی غیر مسلم بیمار ہوگیا یا اس کے یہاں کسی کا انتقال ہوگیا تو اس کی عیادت اور تعزیت کرنا تو جائز ہے۔(۲) مگر میت اور جنازہ لے کر چلنا اور ان کی دیگر مذہبی رسومات کی ادائیگی میں شرکت کرنا جائز نہیں۔(۳) اگر کسی مسلمان نے ایسا کیا ہے تو

---

(۱) (اغلاط العوام، ص:۲۲۳، بعنوان ''میراث''، ضمیمہ جدیدہ، ط: زمزم پبلشرز)

(۲) عن أنس أن غلام كان يخدم النبي صلى الله عليه وسلم، فمرض، فأتاه النبي صلى الله عليه وسلم يعوده فقال: أسلم، فأسلم. (صحيح البخاري، ۲/ ۸۴۴، كتاب المرضىٰ، باب عيادة المشرك، ط: قديمي)

قوله: فمرض فأتاه النبي صلى الله عليه وسلم يعوده) فيه دلالة على جواز عيادة الذمي، في الخزانة: لابأس بعيادة اليهودي. (مرقاة المفاتيح: ۴/ ۴۳، كتاب الجنائز، باب عيادة المريض وثواب المريض، الفصل الثالث، ط: رشيديه)

قوله: وجاز عيادته) أي عيادة مسلم ذميا، نصرانيا أو يهودياً، لأنه نوع بر في حقهم ومانهينا عن ذالك وصح ان النبي صلى الله عليه وسلم عاد يهودياً مرض بجواره. هدايه. (الشامية: ۶/ ۳۸۸، كتاب الحظر والاباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد)

(عالمگيري: ۵/ ۳۴۸، كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في اهل الذمة واحكام التي تعود اليهم، ط: رشيديه)

(۳) عن ابن عباس عن عمر بن الخطاب انه قال لمامات عبدالله بن أبي سلول، دعي له رسول الله صلى الله عليه وسلم، ليصلي عليه، فلماقام رسول الله صلى الله عليه وسلم، وثبت إليه فقلت: يارسول الله! تصلي على ابن أبيّ؟ وقد قال يوم كذاو كذا كذاو كذا۔ أعدد عليه قوله۔ فتبسم رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: أخر عني يا عمر فلماأكثرت عليه، قال: إني خيرت فاخترت =

وہ توبہ استغفار کرے۔ اور آئندہ اس قسم کی حرکت نہ کرنے کا پختہ عزم کرے۔(۱)

غیر مسلموں کا قبرستان

''ہندو کے نابالغ بچے'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۲۶۹)

غیر مسلموں کو میت کا چہرہ دکھانا

غیر مسلموں کو مسلمان مرد کا چہرہ جنازے کی نماز سے پہلے دکھانا جائز ہے۔(۲)

= ولو أعلم إني إن زدت على السبعين يغفر له لزدتُ عليها قال: فصلى عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم انصرف، فلم يمكث إلا يسيرا حتى نزلت الآيتان من براءة "ولاتصل على أحد منهم مات أبداً" . الى قوله وهم فاسقون "ولاتقم على قبره إنهم كفروا بالله وماتوا وهم فاسقون" قال فعجبت بعد من جرأتي على رسول الله صلى الله عليه وسلم يومئذ، والله اعلم ورسوله. (صحيح البخاري، ۱/۱۸۲، كتاب الجنائز، باب مايكره من الصلاة على المنافقين..... الخ، ط: قديمي)

(سنن النسائي: ۱/۲۷۹، كتاب الجنائز، الصلاة على المنافقين، ط: قديمي)

ولهذا كان رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد نزول هذه الآية الكريمة عليه لايصلي على أحد من المنافقين، ولايقوم على قبره. (تفسير ابن كثير: ۳/۴۲۷، سورة التوبة، آيت: ۸۴، ط: مكتبه رشيديه)

(۱) يا أيها الذين آمنوا توبوا الى الله توبة نصوحا... (سورة التحريم، آيت: ۸)

عن ابي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لله اشد فرحا بتوبة احدكم من احدكم بضالته إذا وجدها. (الصحيح للمسلم: ۲/۳۵۴، كتاب التوبة، ط: قديمي)

واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة وأنها واجبة، على الفور، لايجوز تاخيرها سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة. والتوبة من مهمات الاسلام وقواعده المتاكدة ووجوبها عند أهل السنة بالشرع. (شرح النووي على الصحيح للمسلم: ۲/۳۵۴، كتاب التوبة، ط: قديمي)

(۲) عن انس بن مالك قال لما قبض ابراهيم بن النبي صلى الله عليه وسلم قال لهم النبي صلى الله عليه وسلم "لاتدرجوه في اكفانه حتى أنظر إليه" فاتاه فانكب عليه، وبكى. (سنن ابن ماجة: ص: ۱۰۶، ابواب الجنائز، باب ماجاء في النظر الى الميت إذا أدرج في أكفانه، ط: قديمي)

(تاريخ ابن كثير: ۳/۳۲۳، فصل: في ذكر أولاده عليه السلام، ط: المكتبة الحقانية)

(المسند الجامع لابي الفضل: ۱/۳۹۶، رقم الحديث: ۵۷۲، الجنائز، ط: دار الجيل)

لیکن اگر شر اور فساد کا زیادہ اندیشہ نہ ہو تو انکار کر دیا جائے اور ان کو میت کا چہرہ نہ دکھایا جائے، احتیاط یہی ہے، کیونکہ اس وقت اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔(۱)

غیر مسلموں کی عیادت کرنا

''کافروں کی عیادت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۱۷۳)

غیر مقلد کے جنازے کی نماز میں شریک ہونا

غیر مقلدین کافر نہیں ہیں، البتہ مقلدین کو مشرک اور گمراہ کہنے، اور ان پر طعن و تشنیع کرنے کی وجہ سے گمراہ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ہر ایک نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھو اور ہر ایک نیک و بد کے جنازہ کی نماز پڑھو۔ لہٰذا غیر مقلدین کے جنازے کی نماز پڑھی جائے گی البتہ ان کو امام نہ بنایا جائے۔(۲)

---

(۱)عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم:لقد أنزل لموت سعد بن معاذ رضی الله تعالیٰ عنه سبعون ألف ملک ماوطئوا الأرض قبلها....الحدیث(مجمع الزوائد: ۹/۵۰۹، رقم الحدیث: ۱۵۶۹۱، کتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل سعد بن معاذ، ط: دار الکتب العلمیة)

☜ عن ثوبان قال خرجنا مع النبی صلی اللهُ علیهِ وسلم فی جنازة فرأی ناسا رکبانا فقال: لاتستحیون أن ملائکة الله علی اقدامهم وأنتم علی ظهور الدواب.(جامع الترمذی: ۱/۱۹۶، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی المشی خلف الجنازة، ط: قدیمی)

☜ حدیث ثوبان بأن یدل علی أن الملائکة تحضر الجنازة والظاهر أن ذالک عام من المسلمین بالرحمة ومع الکفار باللعنة.(مرقاة المفاتیح: ۴/۱۴۰، کتاب الجنائز، باب المشی بالجنازة والصلاة علیها، الفصل الثانی، ط: رشیدیه)

(۲)عن ابی هریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الجهاد واجب علیکم مع کل امیر براً کان أوفاجراً، والصلاة واجبة علیکم خلف کل مسلم برا کان أوفاجراً وإن عمل الکبائر والصلاة واجبة علی کل مسلم برا کان أوفاجرا، وإن عمل الکبائر.(سنن أبی داؤد، ۱/۳۴۳، کتاب الجهاد، باب فی الغزو مع ائمة الجور، ط: میر محمد)=

= فلکل مسلم مات بعد الولادة يصلى عليه صغيرا كان أو كبيرا ذكرا كان أو أنثى حرا كان أو عبدا إلا البغاة وقطاع الطريق ومن بمثل حالهم،لقول النبي صلى الله عليه وسلم :صلوعلى كل بر وفاجر. (بدائع الصنائع: ۱/ ۳۱۱،كتاب الصلاة،باب الجنائز،فصل:وأما الكلام فى صلاة الجنازة، ط: سعيد)

وهى فرض على كل مسلم مات خلا)أربعة(بغاة وقطاع الطريق...وكذاأهل عصبية ومكابر فى مصر بسلاح وخناق.(الدرالمختار: ۲/ ۲۱۰،كتاب الجنائز، باب صلاة الجنازة، مطلب:هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى؟ط:سعيد)

تكره إمامة الفاسق إلاإذا كان إماما لمثله.....وكذا تكره إمامة المبتدع إذاكانت بدعته غير مكفرة باتفاق.(كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: ۱/ ۴۲۹،كتاب الصلاة،مباحث الإمامة فى الصلاة ،مبحث مكروهات الإمامة ،إمامة الفاسق والأعمى...ط:دارالفكر)

ف

فاتحہ

میت کو ثواب پہنچانا جائز ہے۔ اور اس سے میت کو فائدہ بھی ہوتا ہے۔ لیکن ثواب پہنچانے کے لیے کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ثابت نہیں ہے؛ اس لیے کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

فاتحہ پڑھنا جنازہ اٹھانے سے پہلے

بعض علاقوں میں یہ دستور ہے کہ میت کے گھر پر لوگ جمع ہوتے ہیں، جنازہ اٹھانے سے پہلے امام صاحب کھڑے ہوکر ''الفاتحہ'' کہہ کر جمع شدہ لوگوں سے فاتحہ پڑھواتے ہیں۔ اور پھر بلند آواز سے دعا مانگتے ہیں۔ یہ دستور اور طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمۂ مجتہدین اور سلف صالحین کے عمل اور طریقہ کے خلاف ہے، لہٰذا یہ طریقہ ترک کرنا ضروری ہے، البتہ ہر آدمی ذاتی اور انفرادی طور پر دعا کرسکتا ہے، اس کی اجازت ہے۔ لیکن اجتماعی دعا کا ثبوت نہیں

---

(۱) قراءة الفاتحة والاخلاص والكافرون على الطعام بدعة.(الجنة لاهل السنة، ص:۱۵۵، ط: المكتبة النورية)

سوال: فاتحہ مروجہ حال یعنی طعام را روبرو نہادہ دست برداشتہ چیزے خواندن چہ حکم دارد؟
جواب: ایں طور مخصوص نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود نہ در زمان خلفاء بلکہ وجود آں در قرونِ ثلاثہ کہ مشہود لها بالخیر اند منقول نشدہ۔۔۔ در حرمین شریفین زادهما اللہ شرفا عادت خواص نیست واگر کسے ایں طور مخصوص بعمل آورد آں طعام ... فائدہ نیست وایں را ضروری دانستن مذموم است۔۔۔الخ (مجموع الفتاویٰ علی هامش خلاصة الفتاوی: ۱/۱۹۵، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: امجد اکیڈمی)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۵/۲۹۵، کتاب الجنائز، آٹھویں فصل: زیارت قبور اور ایصال ثواب، عنوان: تیسرے دن چنے پڑھنے کی رسم، ط: دار الاشاعت)

ہے۔(۱)

فاتحہ جنازہ کی نماز میں پڑھنا

''سورۂ فاتحہ جنازہ کی نماز میں پڑھنا'' (۴۳۶/۱) اور ''نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا'' کے تحت دیکھیں! (۴۳۶/۲)

فاسد ہوتا ہے

جنازہ کی نماز بھی ان چیزوں سے فاسد ہوجاتی ہے، جن چیزوں سے دوسری نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ جنازہ کی نماز میں قہقہہ سے وضو نہیں ٹوٹتا اور عورت کے برابر میں کھڑا ہونے سے جنازہ کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔ دوسری نماز فاسد ہوجاتی ہے۔(۲)

---

(۱) کره أن يقوم رجل بعد ما اجتمع القوم للصلاة ويدعو للميت ويرفع صوته. (الهندية: ۵/ ۳۱۹، كتاب الكراهية، الباب الرابع فى الصلاة والتسبيح وقراءة القرآن والذكر والدعاء ورفع الصوت عند قراءة القرآن، ط: رشيديه)

(المحيط البرهانی: ۵۱۳/۸، كتاب الكراهية والاستحسان، الفصل الرابع فى الصلاة والتسبيح وقراءة القرآن والذكر والدعاء ورفع الصوت عند قرآءة القرآن والذكر والدعاء، ط: ادارة القرآن)

(تاتارخانيه: ۵۶/۱۸، كتاب الكراهية والاستحسان، رفع الصوت عند قراءة القرآن عند الجنائز والذكر، ط: مكتبه فاروقيه.)

(أنظر ايضا الحاشية السابقة)

(۲) وتفسد صلاة الجنازة بما تفسد به سائر الصلوات إلا محاذاة المرأة. (الهنديه: ۱۶۴/۱، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس فى الصلاة على الميت، ط: رشيديه)

وفى البحر: ويفسدها ما أفسد الصلاة إلا المحاذاة كما فى البدائع. (الشامية: ۲۰۷/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب: فى صلاة الجنائز، ط: سعيد)

(البحر الرائق: ۱۸۰/۲، كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

وينقضه إغماء.... وجنون وسكر.... وقهقهة..... بالغ .... يصلى.... صلاة كاملة. =

فدیہ زندگی میں دینا

''زندگی میں فدیہ دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۴۱۱)

فدیہ کا مصرف

فدیہ کا مصرف زکاۃ اور صدقۂ فطر کا مصرف ہے۔ یعنی مسلمان فقیر وغریب جو سید نہیں ہیں اور ان میں بھی زیادہ مستحق وہ لوگ ہیں جو زیادہ حاجت مند ہیں۔ جیسے مقروض وغیرہ۔ اور اگر دینی مدارس کے غریب طلبہ اور مجاہدین کے واسطے بھیجا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ یہ صدقہ جاریہ ہے۔(۱)

= قوله: كاملة) أى ذات ركوع وسجود ،أومايقوم مقامها من الإيماء لعذر،أوراكباً يؤمى بالنفل أو بالفرض حيث يجوز فلاتنقض فى صلاة الجنازة وسجدة التلاوة.(الدر مع الرد: ۱/۱۴۳، ۱۴۵، كتاب الطهارة،مطلب: نوم الانبياء غير ناقض،ط:سعيد)

(ومنها القهقهة).....القهقهة فى كل صلاة فيها ركوع وسجود تنقض الصلاة والوضوء عندنا .....ولو قهقه فى سجدة التلاوة أوفى صلاة الجنازة تبطل ما كان فيها ولاتنقض الطهارة.(الهندية: ۱/۱۲، كتاب الطهارة،الباب الاول:فى الوضوء،الفصل الخامس فى نواقض الوضوء، ط:رشيديه)

(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى:ص: ۹۱، ۹۲، كتاب الطهارة،قبيل فصل:عشرة اشياء لاتنقض الوضوء،ط:قديمى)

(۱) باب المصرف أى مصرف الزكاة والعشر.....هو فقير....ومسكين.....وعامل....فيعطى ولو غنيا لاهاشميا....(ومديون لايملك نصابا فاضلا عن دينه)وفى الظهيرية:الدفع للمديون أولى منه للفقير(وفى سبيل الله وهو منقطع الغزاة)وقيل الحاج وقيل طلبة العلم، وفسره فى البدائع بجميع القرب.

قوله: أى مصرف الزكاة والعشر).......وهو مصرف أيضا لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذالك من الصدقات الواجبة كمافى القهستانى.قوله:أولى من الفقير)أى أولى من الدفع للفقير الغير المديون لزيادة احتياجه.

قوله: وقيل طلبة العلم) كذافى الظهيرية والمرغينانى...... فالتفسير بطالب العلم وجيه خصوصاً وقد قال فى البدائع:فى سبيل الله جميع القرب فيدخل فيه كل من سعى فى طاعة الله وسبيل الخيرات إذاكان محتاجا.(الدر مع الرد: ۲/۳۳۹، ۳۴۳، كتاب الزكاة،باب المصرف، ط: سعيد)=

فدیہ مرض الموت میں دینا

''مرض الموت میں خود فدیہ دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲۷۰،۲)

فرشتوں کا محاصرہ

''موت کے وقت فرشتوں کا محاصرہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۲۰،۲)

فرشتے جنازہ کی نماز پڑھتے ہیں

''مؤمن جب آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

فرشتے جنازہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے جنازہ کے آگے آگے چلتے ہیں اور آپس میں کہتے ہیں کہ اس نے آخرت کے واسطے کیا عمل کیا ہے؟ اور آدمی یہ کہتے ہیں کہ اس نے کیا میراث چھوڑی ہے۔(۱)

فرشتے میت کو عالم برزخ میں بٹھاتے ہیں

فرشتے میت کو ظاہری قبر میں نہیں، بلکہ عالم برزخ میں بٹھاتے ہیں۔ لحد یا شق (صندوقی قبر) کی گہرائی صرف اتنی ہونی چاہیے کہ اس میں میت کو سنت کے

= 🗁 (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی:ص: ۷۱۹، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ط:قدیمی)

🗁 (بدائع الصنائع، ۴۳/۲، ۴۷، کتاب الزکاۃ، فصل: وأما للذی یرجع إلی المؤدی إلیه، ط:سعید)

(۱) وأخرج البیهقی فی شعب الإیمان والدیلمی عن أبی هریرة، قال: قال رسول الله ﷺ: إذا مات المیت تقول الملائکة ماقدّم؟ وتقول النّاس: ماخلّف؟. (شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور: (ص: ۱۲۹) باب مشی الملائکة فی الجنازة ومایقولون، ط: المکتبة التوفیقیة، مصر)

مطابق کروٹ پر لٹایا جاسکے۔(۱)

فضائی حادثے میں مرنے والوں کے جنازہ کی نماز

جو شخص جہاز کے فضائی حادثے کا شکار ہو کر ہلاک ہو جائے، اور بدن کا اکثر حصہ محفوظ ہو تو اس کو باقاعدہ غسل وکفن دے کر اور جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کرنا چاہیے۔(۲)

فلاں جگہ دفنانے کی وصیت

"دفن کے بارے میں وصیت کرے" عنوان کے تحت دیکھیں!(۳۵۲/۱)

فیوضِ اولیاء مرنے کے بعد

"اولیاء کے فیوض مرنے کے بعد باقی رہتے ہیں یا نہیں؟" عنوان کے تحت دیکھیں!(۹۶/۱)

---

(۱) ویسقف علیه باللبن أو الخشب ولایمس السقف المیت.(حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص: ۶۰۷، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: فی حملها ودفنها، ط: قدیمی)
(حلبی کبیر: ص: ۵۹۵، فصل: فی الجنائز، ط: سهیل اکیڈمی)
ویرفع السقف قلیلا بحیث لایمس المیت.(نهایة المحتاج: ۵/۳، کتاب الجنائز، فصل: فی دفن المیت ومایتعلق به، ط: دار الفکر، بیروت.)

(۲) ولو وجد الاکثر من المیت أو النصف مع الرأس غسل وصلی علیه، وإلا فلا، (البحر الرائق: ۱۷۳/۲، کتاب الجنائز، ط: سعید)
وجد رأس آدمی، أو أحد شقیه (لایغسل ولایصلی علیه) بل یدفن إلا إذا یوجد أکثر من نصفه ولو بلا رأس.(الدر مع الرد: ۱۹۹/۲، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: سعید)
وشرائطها ستة.... والرابع: حضوره أو حضور اکثر بدنه، أو نصفه مع رأسه.(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۵۸۲، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: الصلاة علیه، ط: قدیمی)

ق

قاتل علی کرم اللہ وجہہ کا انجام

''عبدالرحمٰن بن ملجم' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۸۶/۱)

قاتل کا جنازہ

اگر ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کو قصداً قتل کر دیا اور حکومت نے اس کو قصاصاً قتل کر دیا یا پھانسی دے دی، تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا لازم ہے۔ البتہ قصداً کسی مسلمان کو قتل کرنے کی وجہ سے وہ بہت بڑا مجرم اور سخت گناہ گار ہے۔ (۱)

قادیانی امام نے جنازہ کی نماز پڑھائی

قادیانی مسلمان نہیں ہیں، کافر ہیں، یہ آستین کے سانپ ہیں، اسلام کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینکنے کے لیے اسلامی لباس میں اسلام کے دشمن بنائے گئے ہیں۔ اور غیر مسلم مسلمان میت کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھا سکتا لہٰذا اگر کسی قادیانی نے مسلمان

---

(۱) عن ابی هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الجهاد واجب عليكم مع كل امير برا كان أوفاجرا، والصلاة واجبة عليكم خلف كل مسلم براً كان أوفاجراً، وإن عمل الكبائر، والصلاة واجبة على كل مسلم برا كان أوفاجراً وإن عمل الكبائر. (سنن ابی داؤد، ۳۴۳/۱، كتاب الجهاد، باب فى الغزو مع ائمة الجور، ط: مير محمد)

🗀 (وهى فرض على كل مسلم مات خلا) أربعة (بغاة وقطاع الطريق) فلايغلسوا، ولايصلى عليهم (إذاقتلوا فى الحرب) ولوبعده صلى عليهم لأنه حدأوقصاص.

قوله: ولوبعده... الخ) قال الزيلعى: وأماإذا قتلوا بعد ثبوت يدالإمام عليهم فإنهم يغسلون ويصلى عليهم. وهذا تفصيل حسن أخذ به كبار المشايخ، لأن قتل قاطع الطريق فى هذه الحالة حد أوقصاص، ومن قتل بذالك يغسل ويصلى عليه. (الدر مع الرد: ۲۱۰/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى، ط: سعيد)

🗀 (البحر الرائق: ۲۰۰/۲، كتاب الجنائز، باب الشهيد، ط: سعيد)

کے جنازہ کی نماز پڑھائی ہے تو وہ صحیح نہیں ہے۔(۱) اور اگر میت کو دوبارہ جنازہ کی نماز پڑھے بغیر دفن کر دیا گیا ہے تو تمام مسلمان گناہ گار ہوں گے۔(۲) جنازہ کی نماز دوبارہ پڑھنا فرض ہے۔

قادیانیوں کے جنازہ کی نماز پڑھنا

جو شخص اپنے کفریہ عقائد کو اسلام کے رنگ میں پیش کرتا ہو، اسلام کے قطعی اور متواتر عقائد کے خلاف قرآن وسنت میں تاویلیں کرتا ہو، ایسا شخص ''زندیق'' کہلاتا ہے۔ اور زندیق، مرتد کے حکم میں ہے۔ بلکہ ایک اعتبار سے زندیق مرتد سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ اگر مرتد توبہ کر کے اسلام میں دوبارہ داخل ہو تو اس کی توبہ بالاتفاق قبول کے لائق ہے۔ لیکن زندیق کی توبہ قبول ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے۔(۳)

---

(۱) ویکرہ امامة عبد...... ومبتدع...... لایکفر بہا...... وان...... کفر بہا...... فلایصح الاقتداء بہ اصلا. (الدر المختار، ۱/ ۵۵۹، ۵۶۲، کتاب الصلاة، مطلب: البدعة خمسة اقسام، ط: سعید)

وَ والمراد بالمبتدع من یعتقد شیئا علی خلاف مایعتقدہ أھل السنة والجماعة وانما یجوز الاقتداء بہ مع الکراھة إذا لم یکن مایعتقدہ یودی الی الکفر عند اھل السنة أمالو کان مؤدیا الی الکفر فلایجوز اصلاً.(حلبی کبیر: ص: ۵۱۴، کتاب الصلاة، باب الامامة، ط: رشیدیہ)

وَ (الکفایة شرح الھدایة: ۱/ ۳۰۵، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ط: رشیدیہ)

(۲) والصلاة علی المیت فرض کفایة إذاقام بہ البعض واحداً کان أوجماعة .... سقط عن الباقین وإذاترک الکل أثموا.(عالمگیری: ۱/ ۱۶۲، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس الصلاة علی المیت، ط: رشیدیہ)

وَ والصلاة علیہ....فرض کفایة بالإجماع.... کدفنہ وغسلہ وتجھیزہ فإنھا فرض کفایة. (الدر المختار مع الرد: ۲/ ۲۰۷، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی صلاة الجنازة، ط: سعید)

وَ (مجمع الانھر مع ملتقی الابحر، ۱/ ۱۸۲، کتاب الصلاة، فصل: فی الصلاة علی المیت، ط: دار الکتب العلمیة)

(۳) الزندیق فی لسان العرب یطلق علی من ینفی الباری تعالیٰ وعلی من یثبت الشریک وعلی من ینکر حکمتہ (قولہ لاتوبة لہ) تصریح بوجہ الشبہ، والمراد بعدم التوبة أنھا لاتقبل منہ فی نفی القتل عنہ کما مر فی الساب، ولذا نقل البیری عن الشمنی بعد نقلہ اختلاف الروایة فی القبول =

قادیانیوں کا زندیق ہونا بالکل واضح ہے۔ کیونکہ ان کے عقائد، اسلامی عقائد کے قطعی طور پر خلاف ہیں، اور وہ قرآن وسنت کی نصوص میں غلط تاویلیں کر کے جاہلوں کو یہ باور کراتے ہیں کہ خود تو وہ پکے سچے مسلمان ہیں، اور ان کے سوا باقی پوری امت گمراہ اور کافر، بے ایمان ہے۔(۱)

اس لیے قادیانی غیر مسلم اور زندیق ہیں، ان پر مرتدین کے احکام جاری ہوتے ہیں اور کسی غیر مسلم کے جنازہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اسی طرح انہیں

= وعدمه أن الخلاف في حق الدنيا، أما فيما بينه وبين الله تعالىٰ فتقبل توبته بلاخلاف، (قوله المعروف)...... فإن الزنديق يموه كفره ويروج عقيدته الفاسدة، ويخرجها في الصورة الصحيحة،...... (الدر مع الرد: ۴/۲۴۱، ۲۴۲، كتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب في الفرق بين الزنديق والمنافق والدهري والملحد، ط: سعيد)

وفي الدراية: قال في الزنديق لنا روايتان، في رواية: لاتقبل توبته كقول مالك وأحمد وفي رواية: تقبل كقول للشافعي وهذا في أحكام الدنيا. (فتح القدير: ۵/۳۰۹، كتاب الحدود، باب احكام المرتدين، ط: رشيديه)

(العناية شرح فتح القدير: ۵/۳۱۰، كتاب الحدود، باب احكام المرتدين، ط: رشيديه)

(شرح الفقه الاكبر للملاعلي القاري: ص: ۱۶۵، مطلب في إيراد الالفاظ المكفرة، ط: قديمي)

(النهر الفائق: ۳/۲۵۴، كتاب الجهاد، باب المرتدين، ط: مكتبه رشيديه)

(۱) جواب: كافر است في الشفاء للقاضي عياض قد أجمع المسلمون على من نقص من القرآن حرفا قاصداً لذلك أو بدله بحرف آخر أو زاد فيه آخر مما لم يشمل عليه المصحف الذي وقع الاجماع عليه وأجمع أنه ليس من القرآن عامداً لكل هذا أنه كافر انتهى. (مجموع القتاوىٰ على هامش خلاصه الفتاوىٰ: ۱/۸۸، كتاب الصلاة، باب القراءة في الصلاة، ط: مكتبه رشيديه)

ومن جحد القرآن: أي كله أو سورة منه أو آية قلت، وكذا كلمة أو قراءة متواترة أو زعم أنه ليست من كلام الله تعالىٰ كفر. (شرح فقه اكبر، ص: ۱۶۷، فصل في القرآن، ط: قديمي)

إذ لاخلاف في كفر المخالف في ضروريات الاسلام من حدوث العالم وحشر الاجساد ونفي العلم بالجزئيات وإن كان من أهل القبلة المواظب طول عمره على الطاعات كما في شرح التحرير. (الشامية: (۱/۵۶۱)، كتاب الصلاة، باب الامامة، مطلب: البدعة خمسة اقسام، ط: سعيد)

دعوى النبوة بعد نبينا صلى الله عليه وسلم كفر بالاجماع. (شرح الفقه الاكبر للملاعلي القاري: ص: ۱۶۴، قبيل مطلب: في ايراد الالفاظ المكفرة، ط: قديمي)

مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا اوران کے دفن میں شرکت کرنا، اوران کے لیے مغفرت کی دعا کرنا حرام اور ناجائز ہے، اور مسلمانوں کو ان سے مکمل طور پر بائیکاٹ کرنا چاہیے۔(۱)

قبراپنے لیے زندگی میں بنانا

''زندگی میں اپنے لیے قبر بنانا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۹۰۴)

قبر بیٹھ جائے

اگر پرانی قبر بیٹھ جائے تو تختوں کو نکال کردوبارہ درست نہ کیا جائے، بلکہ قبر کے اوپر مٹی ڈال کردرست کردیا جائے۔قبر اکھاڑ کر اندر سے تختہ وغیرہ درست کرنایا

---

(۱) ولاتصل على أحد منهم مات أبدا)....والمراد من الصلاة المنهي عنها صلاة الميت المعروفة وهي متضمنة للدعاء والاستغفار والاستشفاع له.قيل:والمنع عنها لمنعه عليها لصلاة والسلام من الدعاء للمنافقين المفهوم من الآية السابقةأو من قوله سبحانه:"ما كان للنبي"التوبة:۱۱۳،(روح المعاني:۱۰/۴۷۸،سورة التوبة،آيت:۸۴،ط:مكتبه رشيديه)

(۲) عن ابن عباس عن عمربن الخطاب انه قال:لمامات عبدالله بن ابى سلول،دعى له۔رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ليصلى عليه،فلماقام رسول الله صلى الله عليه وسلم وثبت إليه.فقلت: يارسول الله! تصلى على ابن ابىّ؟وقد قال يوم كذاو كذا كذاو كذا.أعدد عليه قوله۔ فتبسم رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال:اخر عني يا عمر فلماأكثرت عليه قال:إني خيرت فاخترت ولواعلم إني إن زدت على السبعين يغفر له لزدتُ عليها قال: فصلى عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم انصرف.فلم يمكث إلايسيرا حتى نزلت الآيتان من برآءة "ولاتصل على احد منهم مات ابدا".الى قوله وهم فاسقون." ولاتقم على قبره إنهم كفروا بالله وماتوا وهم فاسقون" قال فعجبت بعد من جرائي على رسول الله صلى الله عليه وسلم يومئذ،والله اعلم ورسوله (صحيح البخارى،۱/۱۸۲،كتاب الجنائز،باب مايكره من الصلاة على المنافقين والاستغفار للمشركين،ط قديمى)

(۳) وشرطها اسلام الميت.(الدر المختار:۲/۲۰۷،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب في صلاة الجنازة،ط سعيد)

میت کو نکال کر دوسری قبر میں منتقل کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

قبر پختہ کرنا

☆......قبر کو پختہ کرنا جائز نہیں ہے۔

☆......قبر کی لحد کو کچا رکھنا اور باقی اطراف کو پختہ کرنا بھی جائز نہیں ہے۔(۲)

قبر پر اذان دینا

☆......میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان دینا شریعت کے خلاف ہے،

(۱) ولوجه اليها وجوبا....... ولاينبش ليوجه اليها.

قوله:ولاينبش ليوجه إليها)أی لو دفن مستدبراً لها وأهالوا التراب،لاينبش؛لأن التوجه الى القبلة سنة والنبش حرام،بخلاف ماإذاكان بعد إقامة اللبن قبل إهالة التراب فانه يزال ويوجه الى القبلة عن يمينه. (الدرمع الرد: ۲/۲۳۵،۲۳۶،كتاب الصلاة ،باب صلاة الجنازة،مطلب:فی دفن الميت، ط: سعيد)

ولو دفن الميت لغير القبلة....وأهيل التراب لم ينبش ولوسوی عليه اللبن ولم يهل عليه التراب نزع اللبن وروعی السنة،(عالمگيری، ۱/۱۶۷،كتاب الصلاة،الباب الحادی والعشرون فی الجنائز،الفصل السادس فی القبروالدفن.....ط:رشيديه)

(البحرالرائق،۲/۱۹۴،كتاب الجنائز،فصل:السلطان أحق بصلاته ،ط:سعيد)

(۲)عن جابر قال:نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يجصص القبر وأن يقعد عليه وأن يبنى عليه،(الصحيح لمسلم،۱/۳۱۲،كتاب الجنائز،فصل فی تسوية القبر ،ط:قديمی)

قال النووی:وفی هذا الحديث كراهة تجصيص القبر والبناء عليه.....هذا مذهب الشافعی وجمهورالعلماء.(شرح النووی على المسلم، ۱/۳۱۲،كتاب الجنائز،فصل فی تسوية القبر، ط: قديمی)

ولايجصص لنهی النبی صلى الله عليه وسلم عن تربيع القبور وتجصيصها.

قوله:ولايجصص)به قالت الثلاثة لقول جابر:"نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تجصيص القبور،وأن يكتب عليها،وأن يبنى عليها".....قوله: لنهی النبی صلى الله عليه وسلم)يفيد ان ماذكره مكروه تحريما(مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی،ص: ۶۱۱،كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز،فصل فی حملها ودفنها،ط:قديمی)

(الدر مع الرد: ۲/۲۳۷،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،مطلب:فی دفن الميت،ط:سعيد)

یہ دین میں شامل نہیں، بدعت ہے، ترک کرنا لازم ہے۔(۱)

☆...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کی مغفرت، قبر کے عذاب، اور شیطانی شرارت سے حفاظت کے لیے جنازہ کی نماز پڑھنے اور میت کو قبر میں رکھتے وقت "بسم اللّٰہ وعلی ملۃ رسول اللّٰہ" پڑھنے کی، اور مٹی ڈالتے وقت تین مٹھی مٹی ڈالنے کی اور پہلی بار "منہا خلقنٰکم" دوسری بار "وفیہا نعیدکم" اور تیسری بار "ومنہا نخرجکم تارۃً اخریٰ" پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔(۲)

اور دفنانے کے بعد سرہانے پر سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیتیں اور پائنتی کی جانب

---

(۱) لایسن الاذان عند ادخال المیت فی قبرہ کماھو المعتاد الآن، وقد صرح ابن حجر فی فتاویہ: بانہ بدعۃ. وقال: ومن ظن انہ سنۃ قیاسا علی ندبھا للمولود الحاقالخاتمۃ الامر بابتدائہ فلم یصب. (الشامیۃ، ۲/۲۳۵، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)

☐ قیل: وعند انزال المیت القبر قیاسا علی أول خروجہ للدنیا، لکن ردہ ابن حجر فی شرح العباب، (منحۃ الخالق علی البحر الرائق، ۱/۲۵۶، کتاب الصلاۃ، باب الآذان، ط: سعید)

☐ (فتاویٰ الکبری لابن حجر المکی، ۲/۱۷، باب الجنائز، ط: المکتبۃ الاسلامیۃ)

(۲) ویقول واضعہ "بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ" کذافی المتون..... ویستحب لمن شہد دفن المیت ان یحثو فی قبرہ ثلاث حثیات من التراب بیدیہ جمیعا ویکون من قبل رأس المیت ویقول فی الحثیۃ الاولی: منھا خلقنا کم وفی الثانیۃ: وفیھا نعیدکم وفی الثالثۃ: ومنھا نخرجکم تارۃ أخری کذا فی الجوھرۃ النیرۃ. (عالمگیری، ۱/۱۶۶، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس فی القبر والدفن، ط: رشیدیہ)

☐ ویقول واضعہ: بسم اللہ، وباللہ، وعلی ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم..... ویستحب حثیۃ من قبل رأسہ ثلاثا.

قولہ: من قبل رأسہ ثلاثا) لما فی ابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ "أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی علی جنازۃ ثم أتی القبر فحثی علیہ من قبل رأسہ ثلاثا" شرح المنیۃ. قال فی الجوھرۃ: ویقول فی الحثیۃ الاولی: منھا خلقناکم. وفی الثانیۃ: وفیھا نعیدکم. وفی الثالثۃ: ومنھا نخرجکم تارۃ أخری. (الدر مع الرد: ۲/۲۳۵، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)

☐ (مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی: ص: ۲۰۸، ۶۱۱، کتاب الصلاۃ، باب احکام الجنائز، فصل فی حملھا ودفنھا، ط: قدیمی)

سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھنے اور دیر تک قرآن شریف وغیرہ پڑھنے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نہایت عجز وانکساری کے ساتھ میت کے لیے مغفرت کی دعا کرنے کا ثبوت بھی ملتا ہے۔(۱)

اگر اس وقت اذان دینے کی ضرورت ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ضرور حکم فرماتے، اور تمام صحابہ کرام اس پر ضرور عمل کرتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلفائے راشدین کے دور میں ہزاروں صحابہ وتابعین نے وفات پائی، مگر کسی کی قبر پر اذان نہیں دی گئی، کسی نے بھی اس پر عمل نہیں کیا؛ اس لیے تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ مسنون طریقے پر عمل کریں، اس میں ہماری نجات اور کامیابی ہے۔اس کی خلاف ورزی میں گمراہی اور ناکامی ہے۔

جو کام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں دین میں شامل نہیں تھا وہ آج بھی بلکہ قیامت تک بھی دین میں شامل نہیں ہوسکتا۔(۲)

---

(۱) عن عبداللہ بن عمر قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إذامات أحدكم فلاتحبسوه وأسرعوا به الى قبره وليقرأ عند رأسه فاتحة البقرة وعند رجليه بخاتمة البقرة،رواه البيهقي في شعب الايمان. (مشكاة المصابيح: ص: ۱۴۹، كتاب الجنائز،باب دفن الميت،الفصل الثالث، ط: قديمی)

وكان ابن عمر يستحب أن يقرأ على القبر بعد الدفن أول سورة البقرة وخاتمتها...... فقد ثبت "أنه عليه الصلاة والسلام قرأ أول البقرة عند رأس ميت وآخرها عند رجليه" (الشامية: ۲/ ۲۳۷، ۲۴۲، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب في دفن الميت، ومطلب في زيارة القبور، ط: سعيد)

(مناسک للملا علی القاری: ص: ۵۰۱،باب المتفرقات ،فصل: يستحب زيارة أهل المعلى، ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية)

(۲) أصل مادة بدع للاختراع على غير مثال سابق....فالبدعة إذن عبارة عن طريقه في الدين مخترعة تضاهي الشريعة،يقصد بالسلوک عليها المبالغه في التعبد لله سبحانه وتعالى. (الاعتصام للشاطبي: ۱/ ۳۶، ۳۷،الباب الاول في تعريف البدع،ط:دارالمعرفه)=

عیدین کی نماز سے پہلے بھی اذان اور اقامت اسی لئے نہیں دی جاتی؛ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں یہ دین میں نہیں تھی۔ اسی طرح قبر پر اذان دینا بھی دین میں شامل نہیں بلکہ بدعت ہے؛ کیونکہ یہ سنت سے ثابت نہیں۔(۱)

قبر پر اگربتی جلانا

''اگربتی جلانا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۸۹/۱)

قبر پر پانی چھڑکنا

مردہ کو دفن کرنے کے بعد مٹی جمانے اور قبر کی حفاظت کی غرض سے پانی چھڑکنا مستحب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پانی چھڑکنا ثابت ہے۔ سر کی طرف سے پانی چھڑکنا شروع کرے، اور پائنتی تک چھڑکے۔

= قال النووی: البدعة کل شیء عمل علی غیر مثال سبق، وفی الشرع إحداث مالم یکن فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم. (مرقاة المفاتیح: ۳۳۷/۱، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الاول، ط: رشیدیه)

أما أهل السنة والجماعة فیقولون فی کل فعل وقول لم یثبت عن الصحابة رضی الله عنهم: هو بدعة، لأنه لو کان خیرا لسبقونا إلیه، لأنهم لم یترکوا خصلة من خصال الخیر إلا وقد بادروا إلیها. (تفسیر ابن کثیر: ۵٦۷/۵، سورة الاحقاف، آیت: ۱۱، ط: مکتبه رشیدیه)

وشر الأمور محدثاتها وکل بدعة ضلالة، یرید مالم یوافق کتابا أوسنة أو عمل الصحابة رضی الله عنهم. (تفسیر قرطبی: ۸۵/۲، سورة البقرة، آیت: ۱۱۷، ط: مکتبه رشیدیه)

(۱) لایسن الاذان عن ادخال المیت فی قبره کماهو المعتاد الآن، وقد صرح ابن حجر فی فتاویه: بأنه بدعة. وقال: ومن ظن أنه سنة قیاسا علی ندبها للمولود الحاقا لخاتمة الامر بابتدائه فلم یصب. (الشامیة، ۲۳۵/۲، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)

وأیضا فیه: ۳۸۵/۱، کتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب فی المواضع التی یندب لها الأذان، ط: سعید)

قیل وعند انزال المیت القبر قیاسا علی أول خروجه للدنیا. لکن رده ابن حجر فی شرح العباب. (منحة الخالق علی البحر الرائق، ۲۵٦/۱، کتاب الصلاة، باب الآذان، ط: سعید)

(الفتاوی الکبری لابن حجر المکی، ۱۷/۲، باب الجنائز، ط: المکتبة الاسلامیة)

اگر بعد میں بھی قبر کی مٹی منتشر ہوگئی ہو تو قبر کو ٹھیک کر کے پانی چھڑکنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن ہر جمعرات یا جمعہ کو پانی چھڑکنے کا اہتمام کرنا شریعت سے ثابت نہیں ہے۔(۱)

قبر پر پھول ڈالنا

''پھول ڈالنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱؍۱۸۴)

قبر پر چادر چڑھانا

''چادر چڑھانا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱؍۲۹۵)

قبر پر چار دیواری بنانا

☆...... قبر کی تعیین اور حفاظت کے لیے چہار دیواری کی گنجائش ہے۔ ہاں اگر یہ قبہ بنانے کا ذریعہ بنے تو گناہ ہے۔

☆...... قبر پر زینت کی غرض سے ہر قسم کی تعمیر حرام ہے۔ اور استحکام اور مضبوطی کے لئے تعمیر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اور گناہ میں مکروہ تحریمی بھی حرام کے برابر

---

(۱) وعن جعفر بن محمد عن ابیه مرسلا،أن النبی صلی الله علیه وسلم حثی علی المیت ثلاث حثیات بیدہ جمیعا، وأنه رش علی قبر ابنه ابراهیم،ووضع علیه حصباء،رواہ فی شرح السنة.(مشکوٰۃ المصابیح :ص:۱۴۸، کتاب الجنائز،باب دفن المیت،الفصل الثانی،ط:قدیمی)

☜ وعنه (جابر رضی الله عنه)قال:رُش قبر النبی صلی الله علیه وسلم،وکان الذی رش الماء علی قبرہ بلال ابن رباح بقربة،بدأمن قبل رأسه حتی انتهی الی رجلیه،رواہ البیهقی فی دلائل النبوۃ، (مشکاۃ المصابیح:ص:۱۴۹، کتاب الجنائز،باب دفن المیت،الفصل الثانی،ط:قدیمی)

☜ ولاباس برش الماء حفظاً له.قوله: ولاباس برش الماء)بل ینبغی أن یکون مندوباً لأن النبی صلی الله علیه وسلم فعله بقبر عبدہ،وقبر ولدہ ابراهیم وأمر به فی قبر عثمان بن مظعون.(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۶۱۱، کتاب الصلاۃ،باب احکام الجنائز،فصل فی حملها ودفنها،ط: قدیمی)

ہے۔(۱)

قبر پر چراغ جلانا

''چراغ جلانا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱؍۳۰۰)

قبر پر سلام کرنے کا فائدہ

انسان کے مرنے کے بعد روح جنت میں جائے یا دوزخ میں، مگر مردے کی روح کا تعلق قبر سے رہتا ہے۔(۲) اس لیے '' السلام علیکم '' کہا جاتا ہے اور

---

(۱) ویحرم البناء علیه للزینة...... (ویکره) البناء علیه(للإحکام بعد الدفن)لأنه للبقاء والقبر للفناء، وأما قبل الدفن فلیس بقبر.

قوله:ویکره البناء علیه)ظاهر إطلاقه الکراهة أنها تحریمیة.قال فی غریب الخطابی :نهی عن تقصیص القبور وتکلیلها انتهی.التقصیص التجصیص،والتکلیل بناء الکاسل،وهی القباب، والصوامع التی تبنی علی القبر،قوله:وأما قبل الدفن...الخ)...وقد اعتادأهل مصر وضع الأحجار حفظاً للقبور علی الإندراس والنبش ولابأس به.(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی،ص: ۶۱۱، کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز،فصل فی حملها ودفنها،ط:قدیمی)

(قوله: ولایرفع علیه بناء)أی یحرم لو للزینة،ویکره لو لإحکام بعد الدفن،وأما قبله فلیس بقبر...... قوله: وقیل لابأس به الخ)...... وعن ابی حنیفة:یکره أن یبنی علیه بناء من بیت أو قبة اونحو ذالک ..... نعم فی الامداد عن الکبریٰ:والیوم اعتادوا التسنیم باللبن صیانة للقبر عن النبش ورأو ذالک حسنا وقال صلی الله علیه وسلم "مارأه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن" (الشامیة: ۲؍۲۳۷،کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: فی دفن المیت،ط:سعید)

(البحر الرائق: ۲؍۱۹۴،کتاب الجنائز،فصل:السلطان أحق بصلاته،ط:سعید)

(۲) وفی حدیث البراء بن عازب مرفوعاً"قال:فتعاد روحه فی جسده فیأتیه ملکان فیجلسانه...... (مشکاة المصابیح: ص: ۱۴۳، کتاب الجنائز،باب مایقال عند من حضره الموت،الفصل الثالث، ط: قدیمی)

(سنن ابی داؤد، ۲؍۶۵۴،کتاب السنة،باب المسألة فی القبر وعذاب القبر،ط:میر محمد)

عن ابی نجیح قال: مامن میت یموت إلا روحه فی ید ملک ینظر إلی جسده کیف یغسل وکیف یمشی به إلی قبره ثم تعاد إلیه روحه فیجلس فی قبره الخ(شرح الصدور: ص:۳۸، باب معرفة المیت فی من یغسله ویجهزه وسماعه الخ،ط:دار المعرفة)

بعض روایات سے سلام کا جواب ملنا بھی ثابت ہے، "کتاب الروح، ابن قیم" میں تفصیل موجود ہے۔ (۱)

قبر پر قدم نہ رکھے

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر میں کوئلہ کی آگ پر یا تیز تلوار پر چلوں، یہاں تک کہ میرا پاؤں بے کار ہو جائے مجھے یہ تو پسند ہے، لیکن مسلمان کی قبر پر قدم رکھنا پسند نہیں۔ (۲)

قبر پر کھیتی کرنا

☆......موقوفہ قبرستان میں کھیتی کرنا، قبور کو زمین کے برابر کرنا، یا کرایہ وغیرہ

---

(۱) وقال ابن القيم: الأحاديث والآثار تدل على أن الزائر متى جاء علم به المزور، وسمع سلامه، وأنس به ورد عليه. (حاشية الطحطاوي على المراقي: ص: ۶۲۰، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: في زيارة القبور، ط: قديمي)

🗁 وقد شرع النبي صلى الله عليه وسلم لامته إذا سلموا على أهل القبور أن يسلموا عليهم سلام من يخاطبونه فيقول: السلام عليكم دار قوم مؤمنين وهذا خطاب لمن يسمع ويعقل ولولا ذالك لكان هذا الخطاب بمنزلة المعدوم والجماد والسلف مجمعون على هذا وقد تواترت الآثار عنهم بأن الميت يعرف زيارة الحي ويستبشر به.... عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: إذا مر الرجل بقبر يعرفه فسلم عليه رد عليه السلام وعرفه وإذا مر بقبر لا يعرفه فسلم عليه ورد عليه السلام. (كتاب الروح، ۱/۳۴، المسألة الاولى وهي هل تعرف الاموات زيارة الاحياء وسلامهم أم لا؟ ط: دار الكتب العلمية)

🗁 (مرقاة المفاتيح: ۴/۲۲۱، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، الفصل الثالث، رقم الحديث: ۱۷۶۷، ط: رشيديه)

(۲) أخرج ابن أبي شيبة، والحاكم، عن عقبة بن عامر الصحابي - رضي الله عنه - قال: لأن أطأ على جمرة، وعلى حد سيف حتى يخطف رجلي، أحب إلي من أن أمشي على قبر رجل مسلم، وما أبالي، أفي القبور قضيت حاجتي، أم في السوق بين ظهرانيه، والناس ينظرون، وأخرجه ابن ماجه عن حذيفه مرفوعًا. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۳۶۹) باب تأذيه بسائر وجوه الأذى، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

پر دینا جائز نہیں ہے۔(۱)

☆......اگر کسی میت کو کسی کی ذاتی زمین میں دفن کیا گیا ہے، اور قبر اتنی پرانی ہو گئی کہ اس میں میت مٹی بن چکی ہے، تو اس میں کھیتی کرنا درست ہے۔

☆......یا کسی نے مالک کی اجازت کے بغیر مردہ دفن کر دیا تھا تو مالک کے لیے اس جگہ پر کھیتی کرنے کی گنجائش ہوگی۔

☆......اور اگر خود مالک کا مردہ تھا، یا مالک کی اجازت سے اس میں مردہ دفن کیا گیا تھا تو مردہ جب تک پرانا ہو کر مٹی نہیں ہو جائے گا، اس جگہ پر کھیتی کرنا جائز نہیں ہوگا۔ تاہم کھیتی کرنے سے جو اناج حاصل ہوگا وہ حلال ہوگا۔(۲)

---

(۱) سئل هو ای القاضی الامام شمس الائمة)أيضا عن المقبرة فی القری اندرست ولم يبق فيها اثر الموتی لاالعظم ولاغيره هل يجوز زرعها واستغلالها؟قال:لا،ولها حكم المقبرة ،كذافی المحيط.(عالمگيری:۴۷۰/۲، ۴۷۱، كتاب الوقف،الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر... الخ،ط:رشيديه)

(المحيط البرهانی:۱۴۵/۹ ،كتاب الوقف،الفصل الثانی والعشرون فی المسائل التی تعود إلى الرباطات والمقابر...الخ،ط:ادارةالقرآن)

(تاتارخانيه:۵۹۰/۵ ،كتاب الوقف،الفصل الثانی والعشرون فی المسائل التی تعود إلى الرباطات والمقابر..الخ،ط:قديمی)

(۲) ولايخرج منه بعد إهالة التراب (إلا)لحق آدمی(كأن تكون الارض مغصوبة....ويخير المالك بين إخراجه ومساواته بالأرض، كماجاز زرعه والبناء عليه إذابلی وصار ترابا. زيلعی. قوله: كماجاز زرعه)ای القبر ولوغير مغصوب.(الدر مع الرد: ۲۳۷/۲، ۲۳۸، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنائز،مطلب: فی دفن الميت،ط:سعيد)

(تبيين الحقائق،۲۴۶/۱ ،كتاب الصلاة،باب الجنائز،قبيل فصل فی تعزية أهل الميت،ط:امداديه ملتان)

ولو بلی الميت وصار تراباً جاز دفن غيره فی قبره....والنبش حرام حقالله تعالیٰ (إلا أن تكون الارض مغصوبة فيخرج لحق صاحبها إن طلبه وإن شاء سواه بالارض، وانتفع بها زرعه،أو غيرها (مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی:ص: ۶۱۲، ۶۱۵، كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز، فصل فی حملها ودفنها،ط قديمی)

قبر پر لوبان جلانا

"لوبان جلانا" عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۲۲۳)

قبر پر مٹی ڈالنا

اگر کوئی قبر بارش، پانی یا سیلاب کی وجہ سے منہدم ہوگئی ہے تو اس پر اہانت سے محفوظ رکھنے کی نیت سے مٹی ڈالنا درست ہے۔(۱)

قبر پر نام کا پتھر لگوانا

"نام کا پتھر لگوانا" عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۴۷۷)

قبر پر نہ بیٹھے

عمار بن حزم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک قبر پر بیٹھے دیکھا تو فرمایا: قبر سے اتر جا، اور میت کو تکلیف نہ دے تا کہ وہ بھی تجھ کو تکلیف نہ دے، یعنی تیرے لئے بددعا نہ کرے۔(۲)

---

(۱) وكان عصام بن يوسف يطوف حول المدينة ويعمر القبور الخربة. (مجمع الانهر: ۱/ ۲۷٦، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ط: دار الكتب العلمية)

☜ وإذا خربت القبور فلا بأس بتطيينها، بما روى أن النبى صلى الله عليه وسلم، مر بقبر ابنه ابراهيم فرأى فيه حجر يسقط منه، فسده وأصلحه، ثم قال: "من عمل عملا فليتقنه" (تاتارخانية: ۱/ ۱۲۹، كتاب الصلاة، الفصل الثانى والثلاثون فى الجنائز، نوع آخر: من هذا الفصل فى القبر والدفن، ط: قديمى)

☜ (عالمگيرى: ۱/ ۱٦٦، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل السادس فى القبر والدفن، ط: رشيديه)

(۲) وأخرج الطبرانى، والحاكم وابن منده، عن عمارة بن حزم، قال: رآنى رسول الله و جالسا على قبر، فقال: يا صاحب القبر، انزل من على القبر، لاتؤذى صاحب القبر ولايؤذيک. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۳٦۹) باب تأذيه بسائر وجوه الأذى، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

☆......قبرستان میں میت کے لیے مغفرت کی دعا کرنا اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے۔اور ہاتھ اٹھائے بغیر دعا کرنا بھی جائز ہے۔(۱) لیکن چونکہ لوگ کثرت سے مزارات پر جا کر اپنی مرادیں قبر والوں سے مانگتے ہیں، جو کہ حرام اور شرک ہے۔اس لیے دعا کے وقت ہاتھ نہ اٹھانا بہتر ہے۔تا کہ ان کے ساتھ مشابہت نہ ہو، اور ان کے عمل کو تقویت اور تائید حاصل نہ ہو۔(۲)

---

(۱) عن محمد بن قيس بن مخرمة بن المطلب انه قال:يوما ألا أحدثكم عنى وعن امى؟ قال،فظننا أنه يريد امه التى ولدته.قال:قالت عائشة:ألاأحدثكم عنى وعن رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قلنا بلىٰ قال: قالت لما كانت ليلتى التى كان النبى صلى الله عليه وسلم فيها عندى،انقلب فوضع رداء ه وخلع نعليه فوضعهما عند رجليه وبسط طرف إزاره على فراشه فاضطجع فلم يلبث إلا ريثما ظن ان قد رقدت، فأخذ رداء ه رويداً وانتقل رويداً وفتح الباب رويداً فخرج.ثم اجافه رويداً. وجعلت درعى فى راسى واختمرت وتقنعت إزارى .ثم انطلقت على اثره حتى جاء البقيع فقام فاطال القيام ثم رفع يديه ثلاث مرات...... (الحديث)(الصحيح لمسلم. ۱/ ۳۱۳،كتاب الجنائز، فصل: فى التسليم على أهل القبور والدعاء والاستغفار لهم،ط:قديمى)

قولها:جاء البقيع فاطال القيام ثم رفع يديه ثلاث مرات)فيه استحباب اطالة الدعاء وتكريره ورفع اليدين فيه وفيه أن دعاء القائم اكمل من دعاء الجالس فى القبور.(شرح النووى على المسلم، ۱/ ۳۱۳، كتاب الجنائز،فصل:فى التسليم على أهل القبور والدعاء والاستغفار لهم، ط: قديمى)

ومن آدابه:أن سلم عليه بلفظ"السلام عليكم"على الصحيح...... ثم يدعو قائما طويلاً وإن جلس يجلس بعيداً منه أوقريباً بحسب مراتبه فى حال حياته(ارشاد السارى،ص:۷۰۷،باب المتفرقات، فصل: زيارة مقبرة المعلاة،ط:الامدادية،المكة المكرمة)

(غنية الناسك:ص:۲۸۸،خاتمة فى زيارة قبر الرسول صلى الله عليه وسلم،فصل :فى آداب زيارة القبور،ط:ادارة القرآن.

(۲) وبخدمهم من تلك البدع التى احدثت هناك ،فترى من لاعلم عنده يطوف بالقبر الشريف كما يطوف بالكعبة الحرام،ويتمسح به، ويقبله،ويلقون عليه مناديلهم وثيابهم، يقصدون به التبرك، وذالك كله من البدع،لأن التبرك إنما يكون بالاتباع له عليه الصلاة والسلام وما كان سبب عبادة الجاهلية للاصنام إلا من هذا الباب.(المدخل لابن الحاج: ۱/ ۲۶۳، فصل: فى زيارة القبور،ط:دارالفكر،بيروت)=

☆......میت کو دفن کرنے کے بعد قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔لہٰذا اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے قبلہ کی طرف رخ کر کے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔(۱)

قبر پکی بنانا

☆......قبر پختہ بنانا جائز نہیں ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو پختہ بنانے اوراس پر عمارت بنانے اور قبر پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔(۲)

= لایجوز مایفعله الجهال بقبور الاولیاء والشهداء فی السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد علیها ومن الاجتماع بعد الحول کالأعیاد ویسمونه عرسا.(تفسیر مظهری: ۲/ ۶۵، سورة العمران،آیت:۶۴،ط:المکتبة الرشیدیه)

(۱) عن محمد بن قیس بن مخرمة بن المطلب انه قال یوما:ألا أحدثکم عنی وعن امی؟ قال،فظننا أنه یرید امه التی ولدته.قال:قالت عائشة:ألاأحدثکم عنی وعن رسول الله صلی الله علیه وسلم قلنا بلیٰ قال: قالت لما کانت لیلتی التی کان النبی صلی الله علیه وسلم فیها عندی،انقلب فوضع رداء ه وخلع نعلیه فوضعهما عند رجلیه وبسط طرف إزاره علی فراشه فاضطجع فلم یلبث إلا ریث ما ظن ان قد رقدت.فأخذ رداء ه رویداً وانتعل رویداً وفتح الباب رویداً فخرج ثم اجافه رویداً .وجعلت درعی فی راسی واختمرت وتقنعت إزاری.ثم انطلقت علی اثره حتی جاء البقیع فقام فاطال القیام ثم رفع یدیه ثلاث مرات....(الحدیث)(الصحیح لمسلم. ۱/ ۳۱۳،کتاب الجنائز،فصل: فی التسلیم علی أهل القبور والدعاء والاستغفار لهم،ط:قدیمی)

وفی حدیث ابن مسعود رضی الله عنه رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم فی قبر عبدالله ذی البجادین الحدیث.وفیه فلما فرغ من دفنه استقبل القبلة رافعا یدیه .أخرجه ابوعوانة فی صحیحه.(فتح الباری: ۱۱/ ۱۷۳،کتاب الدعوات ،باب الدعاء مستقبل القبلة،ط:قدیمی)

عن ابن مسعود قال: والله لکأنی أری رسول الله صلی الله علیه وسلم فی غزوة تبوک،وهو فی قبر عبدالله ذی البجادین وأبوبکر.وعمر،یقول أدنیا منی اخاکما وأخذه من قبل القبلة،حتی أخذه فی لحده ثم خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم وولاهما العمل فلمافرغ من دفنه استقبل القبلة رافعاً یدیه.(مرقاة المفاتیح:۴/ ۱۶۴،کتاب الجنائز،باب دفن المیت،الفصل الثانی، ط: رشیدیه)

(۲) عن جابر قال: نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم أن یجصص القبر وأن یقعد علیه وأن یبنی علیه .(صحیح مسلم: ۱/ ۳۱۲،کتاب الجنائز،فصل فی تسویة القبر،ط:قدیمی)

وفی هذاالحدیث کراهة تجصیص القبر والبناء علیه وتحریم القعود والمراد بالقعود الجلوس علیه هذا مذهب الشافعی وجمهور العلماء. =

☆......اس لیے فقہاء کرام نے قبر میں پکی اینٹ رکھنے اور قبر کے چاروں طرف پختہ چبوترہ بنانے اور قبر کے پاس آگ اور اس میں پکائی ہوئی چیزیں لے جانے کی بھی ممانعت فرمائی ہے۔(۱)

☆......شرعی ضرورت کے بغیر قبر کی چاردیواری کی بھی ضرورت نہیں ہے، قبر کچی رہنے میں میت کا فائدہ ہے، کچی اور کسمپرسی کی حالت میں رہنے والی قبر اللہ تعالیٰ کے انوارات اور رحمت کی زیادہ مستحق ہے اور زیارت کرنے والوں کے دلوں پر زیادہ اثر ڈالنے والی ہے، ایسی قبر کی زیارت سے موت یاد آتی ہے اور دنیا ختم ہونے کا نقشہ سامنے آجاتا ہے اور قبر کی زیارت کا جو مقصد ہے وہ حاصل ہوجاتا ہے۔ میت کے ساتھ محبت اور عقیدت ہونے کے لیے قبر کا پختہ اور خوبصورت مزین ہونا ضروری نہیں ہے۔(۲)

= (شرح النووی علی المسلم: ۱/ ۳۱۲، کتاب الجنائز، فصل فی تسویة القبر، ط: قدیمی)

☜ قوله: ولا يجصص) به قالت الثلاثة، لقول جابر: "نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تجصيص القبور وأن يكتب عليها وأن يبنى عليها" رواه مسلم وابوداؤد والترمذی وصححه، وزاد وأن توطأ. (حاشية الطحطاوی على المراقی: ص: ۶۱۱، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: فی حملها ودفنها، ط: قدیمی)

(۱) قوله: لا الآجر) ..... قال فی البدائع: لأنه يستعمل للزينة ولا حاجة للميت اليها. (الشامية: ۲/ ۲۳۷، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی ادن الميت، ط: سعيد)

☜ ويكره الآجر فی اللحد إذا كان يلی الميت كذا فی فتاوى قاضيخان. (عالمگیری: ۱/ ۱۶۶، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس فی القبر والدفن، ط: رشیدیه)

☜ (البحر الرائق: ۲/ ۱۶۶، کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

(۲) ويكره البناء عليه للإحكام بعد الدفن) لأنه للبقاء والقبر للفناء. (مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی: ص: ۶۱۱، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: فی حملها ودفنها، ط: قدیمی)

☜ ويختار للقبور ماهو أبعد من احكام الأبنية. (المبسوط: ۲/ ۹۹، کتاب الصلاة، باب [illegible] الميت، ط: مکتبه غفاریه)

☜ ويكره الآجر والخشب لأنها لاحكام البناء والزينة والقبر مكان البلاء والفناء. (حلبی کبیر: ص: ۶۰۹، فصل فی الجنائز، ط: سهيل اكيڈمی)

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق اور جان و مال قربان کرنے والے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پانی کو زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے، ہاتھوں میں لے کر اپنے منہ اور آنکھوں پر ملتے تھے، ایسی محبت اور عظمت ہونے کے باوجود ان حضرات نے اپنے محبوب ترین آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پختہ نہیں بنائی، کچی رہنے دی، ہمیں بھی انہی کے نقشِ قدم پر چلنا چاہیے۔(۱)

☆...... کسی بھی اللہ کے ولی اور بزرگانِ دین نے پکی قبر کو پسند نہیں فرمایا، اگر کسی دوسرے شخص نے کسی بزرگ کی قبر کو پختہ کر دیا تو اس میں بزرگ کا کوئی قصور نہیں ہے، بزرگ سے اس کا مواخذہ نہیں ہوگا، البتہ پختہ قبر بنانے والا گناہ گار ہوگا۔

☆...... اگر کسی ولی اور بزرگ کو یقین ہے کہ ان کے انتقال کے بعد ان کے ناعاقبت اندیش خیر خواہ حضرات ان کی قبر کو پکا بنائیں گے اور اس میں شریعت کے خلاف کام کریں گے، تو ان پر ان تمام چیزوں سے منع کرنے کی وصیت کرنا لازم ہوگا، ورنہ آخرت میں مواخذہ ہوگا۔(۲)

---

(۱) وأما أهل السنة والجماعة فيقولون في كل فعل وقول لم يثبت عن الصحابة رضى الله عنهم هو بدعة، لأنه لو كان خيرا لسبقونا اليه، لأنهم لم يتركوا خصلة من خصال الخير إلا وقد بادروا إليها. (تفسير ابن كثير: ۵/۲۶۷، سورة الأحقاف، آيت: ۱۱، ط: مكتبه رشيديه)

🗁 وشر الأمور محدثاتها وكل بدعة ضلالة، يريد مالم يوافق كتاباً أو سنة أو عمل الصحابة رضى الله عنهم، (تفسير قرطبى: ۲/۸۵، بقره، آيت: ۱۱۷، ط: مكتبه رشيديه)

🗁 ومن أجل ذلك قال حذيفة رضى الله عنه: كل عبادة لم يتعبدها أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فلاتعبدوها فإن الاول لم يدع للآخرة مقالا، فاتقوا الله يامعشر القراء! وخذوا بطريق من كان قبلكم، ونحوه لابن مسعود ايضا، (الاعتصام للشاطبى: ۲/۱۳۲، الباب الثامن فى الفرق بين البدع والمصالح المرسلة والاستحسان، ط: دارالمعرفة)

(۲) واختلف العلماء فى هذه الاحاديث فتأولها الجمهور على من وصى أن يبكى عليه ويناح بعد موته فنفذت وصيته فهذا يعذب ببكاء اهله عليه ونوحهم لانه بسببه ومنسوب اليه. قالوا: فاما من بكى عليه اهله وناحوا من غير وصيته منه فلايعذب، لقول الله تعالىٰ: ولاتزر وازرة وزر أخرى...... وقالت طائفة: هو محمول على من أوصى بالبكاء والنوح أولم يوص بتركهما، فمن أوصى بهما =

قبر پھٹ گئی

اصفہانی نے ''ترغیب'' میں عوام بن حوشب سے روایت کیا ہے کہ میں ایک قبیلہ میں گیا، وہاں ایک قبر تھی، عصر کے بعد وہ قبر پھٹ گئی، اور اس میں سے ایک آدمی نکلا، اس کا سر گدھے کا تھا، اور بدن آدمی کا تھا، اس نے تین بار گدھے کے مثل آواز نکالی، اور قبر میں چلا گیا، اور قبر برابر ہوگئی، میں نے لوگوں سے اس کا حال دریافت کیا تو لوگوں نے بیان کیا کہ یہ شخص شراب پیتا تھا، جب نشہ سے ہوش میں آتا تو اس کی ماں نصیحت کرتی اور کہتی، اے میرے لڑکے! اللہ تعالیٰ کا خوف کر، وہ جواب دیتا تھا تو کیا گدھی کے مانند بکتی ہے، وہ شخص عصر کے بعد مرا، اس وقت سے ہمیشہ عصر کے بعد یہ قبر پھٹتی ہے اور وہ شراب خور نکل کر تین بار گدھے کی مانند چلاتا ہے پھر قبر برابر ہو جاتی ہے۔(۱)

= أو اهمال الوصية بتركيهما يعذب بهما لتفريطه بإهمال الوصية بتركيهما، فأما من وصى بتركيهما فلايعذب بهما إذلا صنع له فيهما ولاتفريط منه، وحاصل هذاالقول ايجاب الوصية بتركيهما ومن أهملهما عذب بهما. (شرح النووى على المسلم: ۱/۲۰۳، كتاب الجنائز، فصل: إن الميت لايعذب ببكاء اهله عليه إلاأن يكون راضيا أو أوصى بالبكاء، ط: قديمى)

(عمدة القارى: ۶/۱۰۹، كتاب الجنائز، باب قول النبى صلى الله عليه وسلم يعذب الميت ببعض بكاء اهله عليه، ط: دارالفكر بيروت)

(مرقاة المفاتيح: ۴/۱۸۱، كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت، الفصل الاول، ط: رشيديه)

والحاصل أن الميت إذا كان له تسبب فى هذه المعصية فالعذاب على حقيقته، ويعذب بفعل نفسه حيث تسبب فى ذالك لابفعل غيره..... وبهذا يحصل الجمع بين قوله تعالىٰ: "ولا تزر وازرة وزرأخرى" وبين الاحاديث المطلقة فى هذه البلية الكبرى. (حاشية الطحطاوى على المراقى ص ۶۶۵، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمى)

(۱) وأخرج الأصبهانى فى الترغيب عن العوام بن حوشب، قال: نزلت مرة حيًّا، وإلى جانب ذلك الحى مقبرة، فلما كان بعد العصر، انشق منها قبر، فخرج منه رجل رأسه رأس حمار، وجسده جسد انسان، فنهق ثلاث نهقات، ثم انطبق عليه القبر، فسألت عنه، فقيل: إنّه كان يشرب الخمر، فإذا راح، تقول امه: اتق اللّٰه ياولدى فيقول: إنّما انت تنهقين كما ينهق الحمار، =

قبر تیار کرانا

زندگی میں اپنے لیے ذاتی زمین یا ذاتی قبرستان میں قبر تیار کرانا جائز ہے۔(۱) البتہ وقف قبرستان میں قبر کے لیے جگہ گھیرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ شخصی جائیداد نہیں ہے۔(۲)

= فمات بعد العصر، فهو ينشق عنه القبر كل يوم بعد العصر، فينهق ثلاث نهقات، ثم ينطبق عليه القبر. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص:۲۱۸) باب عذاب القبر، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

(۱) ومن حفر قبراً لنفسه فلابأس به ويؤجر عليه كذا في التاتارخانيه (عالمگیری: ۱/ ۱۶۶، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في القبر والدفن....الخ، ط: رشيديه)

ومن حفر لنفسه قبراً فلابأس به ويؤجر عليه كذاعمل عمر بن عبدالعزيز والربيع ابن خيثم وغيرهما ذكره في التاتارخانية. (حلبي كبير: ص: ۶۱۰، فصل في الجنازة، قبل فصل في احكام المساجد، ط: سهيل اكيڈمی)

الدر مع الرد: ۲/ ۲۴۴، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في إهداء ثواب القراءة للنبي صلى الله عليه وسلم، ط: سعيد)

(۲) لأن المقابر وقف من أوقاف المسلمين لدفن موتاهم لايجوز لأحد أن يملكها. (عمدة القاري: ۳/ ۴۳۵، كتاب الصلاة، باب هل تنبش قبور مشركي الجاهلية ويتخذ مكانها مساجد، ط: دار الفكر)

(شرح سنن ابي داود للعيني: ۲/ ۳۵۵، كتاب الصلاة، باب بناء المسجد، ط: مكتبة الرشد، رياض)

إذا صح الوقف لم يجز بيعه ولاتمليكه. (هدايه: ۲/ ۶۱۹، كتاب الوقف، ط: رحمانيه)

وإذاصح الوقف...... لم يجز بيعه ولاتمليكه) هو باجماع الفقهاء. (فتح القدير، ۵/ ۴۳۲، ۴۳۳، كتاب الوقف، ط: رشيديه)

قال في الشرنبلالية: صرح رحمه الله تعالىٰ ببطلان بيع الوقف، وأحسن بذلك إذ جعله في قسم البيع الباطل، إذ لاخلاف في بطلان بيع الوقف لأنه لايقبل التمليك والتملك...... والحاصل ان ههنا مسألتين: الاولى أن بيع الوقف باطل ولو غير مسجد. (الشامية: ۵/ ۵۷، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في بطلان بيع الوقف وصحة بيع الملك المضموم اليه، ط: سعيد)

قبر روشن

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، میں علم پڑھنے والے اور پڑھانے والے کی قبر روشن کرتا ہوں تاکہ قبر کی وحشت سے کبھی وہ نہ گھبرائیں۔(۱)

قبرستان بیچنا

اگر قبرستان عام لوگوں کو دفن کرنے کے لیے وقف ہے تو اس کو بیچنا جائز نہیں ہے۔(۲)

قبرستان پر مکان بنانا

اگر قبرستان عام لوگوں کو دفن کرنے کے لیے وقف ہے تو اس میں رہنے کے لیے مکان بنانا ناجائز ہے۔(۳) ہاں قبرستان کے چوکیدار اور محافظ کے لیے جھونپڑی

---

(۱) وأخرج الإمام أحمد في الزهد وابن عبد البر في كتاب العلم بسنده عن كعب، قال: أوحى الله عز وجل إلى موسى - عليه السلام - تعلم الخير وعلمه الناس، فإني منور لمعلم العلم ومتعلمه قبورهم، حتى لا يستوحشوا المكانهم. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (۲۰۰، ۲۰۱) باب فظاعة القبر وسهولته وسعته على المؤمن، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

(۲) انظر إلى الحاشية السابقة، رقم: ۲ من لأن المقابر وقف من أوقاف المسلمين

(۳) وبطل بيع ما ليس في ملكه. (الدر المختار، ۵/۵۸، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد مطلب: الآدمي مكرم شرعا ولو كافرا، ط: سعيد)

☜ لأن المقابر وقف من أوقاف المسلمين لدفن موتاهم لا يجوز لأحد أن يملكها. (عمدة القاري ۳/۴۳۵، كتاب الصلاة، باب هل تنبش قبور مشركي الجاهلية ويتخذ مكانها مساجد، ط دار الفكر)

☜ لا يجوز الانتفاع لأهل القرية بالمقبرة الداثرة (فتح القدير: ۶/۲۲۰، كتاب الوقف، ط: رشيديه)

☜ وإذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تمليكه) هو بإجماع الفقهاء. (فتح القدير، ۵/۴۳۲، ۴۳۳، كتاب الوقف، ط: رشيديه).

یا کوٹھری یا کمرہ بنانا جائز ہے۔(۱)

قبرستان تک قرآن شریف لے جانا

''قرآن شریف چارپائی پر رکھ کر قبرستان تک لے جانا'' عنوان کے تحت دیکھیں!

قبرستان جا کر یہ کہنا چاہئے

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابورزین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرا آنا جانا قبرستان کی طرف سے ہوتا ہے، تو جب میں وہاں پہونچوں تو مجھے کیا کہنا چاہئے؟ آپ نے فرمایا: جب تم قبرستان میں جاؤ تو کہو: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا أَھْلَ الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُؤْمِنِیْنَ، أَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ لَکُمْ تَبَعٌ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ. ابورزین نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارا اسلام مردے سنتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں سنتے ہیں، اور جواب دیتے ہیں، مگر تم نہیں سنتے۔(۲)

---

(۱) أرض أهل القرية جعلوها مقبرة وأقبروا فيها ثم إن واحدا من أهل القرية بنى فيها بناء لوضع اللبن وآلات القبر وأجلس فيها من يحفظ المتاع بغير رضا أهل القرية أو رضا بعضهم بذلك قالوا: ان كان في المقبرة سعة بحيث لايحتاج الى ذالك المكان فلاباس به. (عالمگیری: ۲/ ۴۶۷، ۴۶۸، كتاب الوقف، الباب الثاني عشر في الرباطات والمقابر... الخ، ط: رشیدیه)

© (الخانية على هامش الهندية: ۳/ ۳۱۳، كتاب الوقف، فصل: في المقابر والرباطات، ط: رشیدیه)

© (التاتارخانیه: ۵/ ۵۸۹، كتاب الوقف، الفصل الثاني والعشرون في المسائل التي تعود الى الرباطات والمقابر...... الخ، ط: قدیمی)

(۲) واخرج العقيلي، عن أبي هريرة - رضي الله عنه - قال: قال أبو رزين: يارسول الله! ان طريقي على الموتى، فهل من كلام أتكلم به إذا مررت عليهم؟ قال: قل: السلام عليكم يا أهل القبور من المسلمين والمؤمنين، انتم لنا سلف ونحن لكم تبع، وإنا إن شاء الله بكم لاحقون. قال أبو رزين: يارسول الله! يسمعون؟ قال: يسمعون ولكن لايستطيعون ان يجيبوا، قال: يا أبا رزين: ألا ترضى أن يرد عليك بعددهم من الملائكة؛ قاله: لايستطيعون أن يجيبوا، أي جوابا يسمعه الجن والإنس، فهم يردون حيث لايسمع. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۲۵۴، ۲۵۵) باب زيارة القبور وعلم الموتى بزوارهم ورؤيتهم لهم، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

قبرستان جانے کا مسنون طریقہ

☆..... جب قبر کی زیارت کے لیے جائے تو قبرستان میں جا کر قبر کے پاس پہنچتے ہی یہ کہے:

" اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ، وَنَسْأَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ."

☆..... قبر کی زیارت کے وقت کھڑے رہنا اور کھڑے ہوکر پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچانا، اس کے لیے اور اپنے لیے دعا کرنا مستحب ہے۔

☆..... کھڑے ہوکر فاتحہ پڑھے، اگر کسی کو زیادہ دیر تک ٹھہرنا ہو، یا کھڑے ہونے میں تھکان ہو تو بیٹھنا بھی درست ہے۔ اگر زندگی میں مرنے والے سے بے تکلفی کے تعلقات تھے، تو کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر دونوں طرح فاتحہ پڑھنا درست ہے۔(۱)

(۱) قال فی الفتح: والسنة زيارتها قائما، والدعاء عندها قائما، كما كان يفعله صلى الله عليه وسلم فی الخروج إلى البقيع ويقول: السلام عليكم... الخ وفی شرح اللباب للملا علی القاری ومن آدابها أن يسلم بلفظ السلام عليكم على الصحيح، لا عليكم السلام فإنه ورد: "السلام عليكم دار قوم مؤمنين، وإنا إن شاء الله بكم لاحقون ونسأل الله لنا ولكم العافية" ثم يدعو قائما طويلا، وإن جلس يجلس بعيدا أو قريبا بحسب مرتبته فی حال حياته... (رد المحتار، الشامية: ۲/ ۲۴۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی زيارة القبور، ط: سعيد)

وكذا فی مناسك للملا علی القاری، ص: ۵۰۱، باب المتفرقات، فصل: يستحب زيارة أهل البقيع، ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية)

وكذا فی والسنة زيارتها قائما، والدعاء عندها قائما، كما كان يفعله صلى الله عليه وسلم فی الخروج إلى البقيع ويقول: السلام عليكم... الخ وفی شرح اللباب للملا علی القاری ومن آدابها أن يسلم بلفظ السلام عليكم على الصحيح، لا عليكم السلام فإنه ورد: "السلام عليكم دار قوم مؤمنين، وإنا إن شاء الله بكم لاحقون ونسأل الله لنا ولكم العافية".

قوله والسنة زيارتها قائما) قال فی شرح المشكاة: ينبغی أن يدنو من القبر قائما أو قاعدا بحسب ما كان يصنع لو زاره فی حياته اه كذا ذكره غيره. (مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی علیه: ص ۶۲۱، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل فی زيارة القبور، ط: قديمی)

☆......سورۂ اخلاص وغیرہ پڑھ کر میت کو پہنچا دینا بہتر ہے۔(۱)

قبرستان خاص لوگوں کے لیے وقف ہو

''قبرستان عام مسلمانوں کے لیے وقف نہ ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں!

قبرستان سے الگ دفن کرنا

مسلمان مردوں کو مسلمانوں کے عام قبرستان میں دفن کرنا مسنون ہے۔اس کے خلاف کسی خاص مقام میں دفن کرنا مکروہ ہے۔

موجودہ دور میں کسی جگہ پر قبضہ جمانے یا کسی اور مقصد کے لیے عام قبرستان سے ہٹ کر کسی خاص مقام، مسجد یا مدرسہ میں مردہ دفن کرنے کا جو رواج ہے یہ سنت طریقہ کے خلاف ہے۔ بلکہ ناجائز طور پر کسی اور کی جگہ پر ایسا کرنا تو بالکل جائز نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) وأخرج ابو محمد السمرقندی فی فضائل "قل هو الله أحد" عن علی مرفوعا "من مر علی المقابر وقرأ" قل هو الله "إحدی عشر مرة ثم وهب أجرها للاموات أعطی من الاجر بعدد الاموات. (شرح الصدور للسیوطی:ص:۱۳۵، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب:فی زیارہ القبور، ط:مطابع الرشید بالمدینة المنورة)

☐ (الدر المختار مع الرد : (۲/۲۴۲، ۲۴۳) کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب:فی زیارة القبور، ط:سعید)

☐ (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی:ص:۲۲۲، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل فی زیارة القبور، ط:قدیمی)

(۲) ولایدفن صغیر ولا کبیر فی البیت الذی مات فیه فإن ذلک خاص بالأنبیاء، بل ینقل إلی مقابر المسلمین. اهـ، ومقتضاه انه لایدفن فی مدفن خاص کما یفعله من یبنی مدرسة ونحوها، ویبنی له بقربها مدفناً تامل. (الشامیة: ۲/۲۳۵، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی دفن المیت، ط:سعید)

☐ (فتح القدیر، ۲/۱۴۱، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل :فی الدفن، ط:رشیدیه)

☐ (حلبی کبیر ص:۶۰۷، فصل فی الجنائز، ط:سہیل اکیڈمی)

قبرستان سے درخت ختم کرنا

’’سبز گھاس قبرستان سے ختم کرنا‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۴۱۹)

قبرستان سے سبز گھاس ختم کرنا

’’سبز گھاس قبرستان سے ختم کرنا‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۴۱۹)

قبرستان عام مسلمانوں کے لیے وقف نہ ہو

اگر قبرستان عام مسلمانوں کے لیے وقف نہ ہو، کسی خاص جماعت یا خاندان یا کسی خاص محلّہ کے لوگوں کے لیے وقف ہو، تو ان لوگوں کو ہی اس قبرستان میں دفن ہونے کا حق حاصل ہے، دوسرے لوگوں کو اس میں مردہ دفن کرنے کا حق حاصل نہیں ہے البتہ قبرستان کی انتظامیہ ان لوگوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کو اس میں میت دفن کرنے کی اجازت دے سکتی ہے۔(۱) لیکن اس صورت میں زمین کی قیمت لینا جائز نہیں ہوگا۔ کیونکہ قبرستان وقف ہے۔(۲)

---

(۱) میت دفن فی أرض انسان بغیر اذن مالکها کان المالک بالخیار ان شاء الله رضی بذالک وان شاء امر باخراج المیت وان شاء سوی الارض وزرع فیها،لأن الارض ظهرها وبطنها مملوکة له. (الخانیة علی هامش الهندیة:۳/۳۱۴،کتاب الوقف،فصل:فی المقابر والرباطات، ط: رشیدیه)

(عالمگیری: ۲/۴۷۲،کتاب الوقف،الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر،ط:رشیدیه)

لایجوز التصرف فی مال غیره بلاإذنه ولا ولایته.(الشامیة:۶/۲۰۰،کتاب الغصب، مطلب: فیما یجوز من التصرف بمال الغیر،ط:سعید)

(الاشباه والنظائر:ص:۲۷۶،کتاب الغصب،ط:قدیمی)

(۲) وبیع ارض الوقف لایجوز.(الخانیة علی هامش الهندیة:۳/۳۱۰،کتاب الوقف،قبیل فصل فی الاشجار،ط:رشیدیه)

وبطل بیع مالیس فی ملکه.(الدر المختار:۵/۵۸،کتاب البیوع،باب البیع الفاسد، مطلب: الآدمی مکرم شرعا ولو کافراً،ط:سعید)

واذاصح الوقف لم یجز بیعه ولاتملیکه) هو باجماع الفقهاء.(فتح القدیر، ۵/۴۳۲، ۴۳۳، کتاب الوقف،ط:رشیدیه)

قبرستان عام ہے

''عام قبرستان'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/ ۲۸۲)

قبرستان عبرت کی جگہ ہے

بعض لوگ قبرستان میں پہنچ کر بھی دنیا کی باتیں نہیں چھوڑتے، حالانکہ یہ عبرت کی جگہ ہے، قبراور آخرت کے مراحل، ان کی ہولناکیوں اوراپنے انجام کی فکر کرنے کی جگہ ہے۔(۱)

قبرستان کا احاطہ بنانا

حلال رقم سے قبرستان کا احاطہ بنانا جائز ہے البتہ حرام رقم یازکاۃ سے احاطہ

---

(۱)وروی الطبرانی عن ام سلمة بسند حسن ولفظه:نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها،فان لكم فيها عبرة،(مرقاة المفاتيح:۴/ ۲۱۵،كتاب الجنائز،باب زيارة القبور،الفصل الثالث،ط:رشيديه)

(وعن ابن مسعود أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فإنها تزهد في الدنيا وتذكر الآخرة .ابن ماجه.(مشكاة المصابيح:ص:۱۵۴،كتاب الجنائز،باب زيارة القبور،الفصل الثالث،ط:قديمی)

ويبنغي لمتبع الجنازة أن يكون متخشعاً متفكراً في مآله متعظا بالموت وبما يصير اليه الميت ولايتحدث بأحاديث الدنيا ولا يضحک وسمع ابن مسعود رجلاً يضحک في جنازة فقال له: أتضحک وأنت في جنازة؟لاأكلمک أبداً.رواه سعيد بن منصور.(حلبی كبير:ص:۵۹۴، فصل: في الجنائز،ط:سهيل اكيڈمی)

(المغنى لابن قدامه:۳/ ۳۹۶،مسألة:۳۵۲،المشي بالجنازةالاسراع،فصل: ويستحب لمتبع الجنازة ان يكون متخشعا،ط:هجر ،بيروت)

ويستحب لمن تبع الجنازة أن يكون مشغولا بذكر الله تعالىٰ والتفكر فيما يلقاه الميت وأن هذا عاقبة أهل الدنيا وليحذر عمالا فائدة فيه من الكلام ،فإن هذا وقت ذكر وموعظة فتقبح فيه الغفلة.(حاشية الطحطاوی على المراقی:ص:۶۰۶،كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز،فصل: في حملها ودفنها،ط:قديمی)

بنانا جائز نہیں ہے۔(۱) اور زکاۃ کی رقم لگانے سے زکاۃ ادا بھی نہیں ہوگی۔(۲)

قبرستان کی خدمت کیسے آدمی سے لے؟

☆......قبرستان کی خدمت ایسے آدمی سے لی جائے جو قبروں کے آداب واحترام سے واقف ہو؛ اس لیے جہاں تک ممکن ہو مسلمان ملازم رکھنا لازم ہے۔ اور جہاں مسلمان ملازم نہ مل سکے تو مجبوری ہے۔(۳)

(۱) قال تاج الشريعة :أما لو أنفق في ذالک مالا خبثا ومالا سببه الخبيث والطيب فيكره لان الله تعالىٰ لا يقبل الا الطيب.(الشامية: ۱/ ۶۵۸، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب: كلمة لاباس دليل على ان المستحب غيره.الخ، ط:سعيد)

فلو المال خبيثا أوفيه شبهة الخبث فيكره، لان الله تعالىٰ لايقبل الا الطيب.(طحطاوى على الدر، ۱/ ۲۷۸، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة، ط:مكتبه عربيه)

والحاصل انه ان علم ارباب الاموال وجب رده عليهم، والا فان علم عين الحرام لايحل له، ويتصدق به بنية صاحبه.(شامي:۵/ ۹۹، باب البيع الفاسد، مطلب:فيمن ورث مالا حراما، ط: سعيد)

(قوله كما بسطه الزيلعي)....وعلى هذا قالوا لو مات الرجل وكسبه من بيع العازف او الظلم أو اخذ الرشوة يتورع الورثة، ولاياخذون منه شيئا وهو اولى بهم، ويردونها على اربابها ان عرفوهم، والا تصدقوا بها، لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق اذا تعذر الرد على صاحبه. (شامي: ۶/ ۳۸۵، كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع، ط:سعيد) وشامي(۲/ ۲۹۱، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، قبل، مطلب: في التصدق من المال الحرام، ط:سعيد)

(۲) ويشترط أن يكون الصرف تمليكا لاإباحة كما مر ولايصرف الى بناء نحو مسجد ولا الى كفن ميت...الخ

قوله: نحو مسجد، كبناء القناطير والسقايات واصلاح الطرقات وكرى الانهار، والحج والجهاد وكل مالا تمليک فيه.(الدر مع الرد: ۲/ ۳۴۴، كتاب الزكاة، باب المصرف، ط:سعيد)

قوله: وبناء مسجد وتكفين الميت وقضاء دينه وشراء قن ليعتق) بالجر بالعطف على ذمى والضمير في دينه للميت وعدم الجواز لانعدام التمليک الذى هو الركن في الاربعة(البحر الرائق: ۲/ ۲۴۳، كتاب الزكاة، باب المصرف، ط:سعيد)

(تاتارخانيه: ۲/ ۲۰۵، كتاب الزكاة، الفصل الثامن في المسائل المتعلقة بمن توضع فيه الزكاة، ط قديمى)

(۳) يجب تعظيم قبر المسلم.(تاتارخانيه ۲/ ۱۷۱، كتاب الصلاة، الباب الثانى والثلاثون في الجنائز، فصل في القبر والدفن، ط:قديمى)=

☆.....قبرستان کی خدمت اور صفائی وغیرہ کے لیے عورت کو مقرر کرنا درست نہیں، کیونکہ اس میں فتنہ کا اندیشہ ہے۔(۱)

قبرستان کی زمین دفن کے لیے وقف ہے

اگر قبرستان کی زمین دفن کرنے کے لیے وقف ہے تو اس کو اپنے مکان کے طور پر استعمال کرنا جائز نہیں ہے، اسی طرح اس میں سے قبروں کے نشانات کو مٹانا بھی جائز نہیں ہے۔(۲) البتہ اگر زمین دفن کرنے کے لیے وقف نہ ہو، بلکہ کسی کی مملوکہ زمین ہو، اور اس کی اجازت کے بغیر کسی نے میت کو دفن کر دیا ہو، یا اجازت سے دفن کیا ہو مگر مالک نے زمین وقف نہ کی ہو تو ان صورتوں میں جب یہ گمان غالب

= ویکرہ أن یدخل الکافر فی قبر قرابته من المسلمین لدفنه،لان المواضع التی فیه الکافر بتزل فیه اللعن والسخط والمسلم یحتاج الی نزول الرحمة فی کل ساعة فینزه قبره من ذالک.
(المحیط البرهانی:۳/۹۶، کتاب الصلاة،الباب الثانی والثلاثون فی الجنائز،نوع آخر من هذا الفصل فی الکافر یموت وله ولی مسلم،ط:ادارة القرآن)

(۱) وحاصل الکلام انما تکره للنساء، بل تحرم فی هذاالزمان لاسیما نساء مصر لان خروجهن علی وجه فیه فساد وفتنة.(حاشیة الطحطاوی علی المراقی:ص:۶۲۰، کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز،فصل: فی زیارة القبور،ط:قدیمی)

(عمدة القاری،۶/۹۶، کتاب الجنائز،باب زیارة القبور،ط:دارالفکر بیروت)

(شرح سنن ابی داود للعینی،۴/۴۸۸، کتاب الصلاة،باب الخطبة فی یوم العید،ط:مکتبة الرشد)

(۲) سئل هو(ای القاضی الامام شمس الائمة)أیضا عن المقبرة فی القری اندرست ولم یبق فیها اثر الموتی لاالعظم ولاغیره هل یجوز زرعها واستغلالها؟قال: لا،ولها حکم المقبرة کذافی المحیط.
(عالمگیری، ۲/ ۴۷۰،۴۷۱، کتاب الوقف،الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر، ط: رشیدیه)

(المحیط البرهانی: ۹/ ۱۴۵، کتاب الوقف،الفصل الثانی والعشرون فی المسائل التی تعود الی الرباطات والمقابر....الخ،ط:ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة)

(تاتارخانیة:۵/ ۵۹۰، کتاب الوقف،الفصل الثانی والعشرون فی المسائل التی تعود الی الرباطات والمقابر،ط:قدیمی)

یجوزالانتفاع لأهل القریة بالمقبرة الدائرة،(فتح القدیر: ۶/ ۲۴۰، کتاب الوقف، ط: رشیدیه)

ہو جائے کہ میت کی لاش مٹی ہو گئی ہے، تو مالک کو زمین پر مکان بنانا جائز ہوگا۔(۱)

قبرستان کی سوکھی گھاس جلانا

''گھاس جلانا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲۲۲/۲)

قبرستان کی صفائی کے لیے عورت مقرر کرنا

قبرستان میں جھاڑو اور صفائی کے لیے عورت کو مقرر کرنا درست نہیں، کیونکہ فتنہ کا اندیشہ ہے۔(۲)

قبرستان کی گھاس کاٹنے کی ممانعت

''گھاس کاٹنے کی ممانعت'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲۲۲/۲)

قبرستان کے آداب

☆...... قبرستان عبرت، اور آخرت کے مراحل، اور اس کی ہولناکیوں اور اپنے انجام کی فکر کرنے کی جگہ ہے، اس لیے وہاں پہنچ کر دنیا کی باتیں اور مذاق مستی کی باتیں نہیں کرنی چاہییں۔(۳)

---

(۱) ولایخرج منه)بعد إهالة التراب(إلا) لحق آدمي(كأن تكون الارض مغصوبة....ويخير المالك بين إخراجه ومساواته، كما جاز زرعه والبناء عليه إذابلىٰ وصار ترابا زيلعي.
قوله: كما جاز زرعه)أى القبر ولو غير مغصوب.(الدر مع الرد: ۲۳۷/۲، ۲۳۸، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في دفن الميت، ط: سعيد)
☜ (تبيين الحقائق، ۲۴۶/۱، كتاب الصلاة، باب الجنائز، قبيل فصل: في تعزية اهل الميت، ط: امداديه ملتان.
☜ (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۶۱۲. ۶۱۵، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: في حملها ودفنها، ط: قديمى)
(۲) انظر الى الحاشية السابقة، رقم: ۱، (وحاصل الكلام انما تكره للنساء)
(۳) (وعن ابن مسعود أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فإنها تزهد في الدنيا وتذكر الآخرة. ابن ماجه. (مشكاة المصابيح: ص: ۱۵۴، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، الفصل الثالث، ط: قديمى) =

☆......قبرستان میں داخل ہوتے وقت قبر والوں کو سلام کرنے کے جو کلمات ہیں وہ کہنے چاہییں، اس سے غافل ہونا قبرستان کے آداب کے خلاف ہے۔(۱)

☆......قبرستان میں معروف اور متعین راستے سے چلنا چاہیے، معروف راستہ چھوڑ کر قبروں کے اوپر سے پھلانگ کر میت کی قبر تک پہنچنے کی کوشش کرنا یا قبروں پر چڑھ کر چلنا ناجائز، اور قبرستان کے آداب کے خلاف ہے؛ اس لیے قبرستان کے

وروی الطبرانی عن ام سلمة بسند حسن ولفظه: نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها، فان لكم فيها عبرة، (مرقاة المفاتيح: ۲۱۵/۴، کتاب الجنائز، باب زيارة القبور، الفصل الثالث، ط: رشيديه)

وينبغي لمتبع الجنازة أن يكون متخشعاً متفكراً في مآله متعظا بالموت وبما يصير اليه الميت ولايتحدث بأحاديث الدنيا ولا يضحك وسمع ابن مسعود رجلاً يضحك في جنازة فقال له: أتضحك وأنت في جنازة؟ لاأكلمك أبداً. رواه سعيد بن منصور. (حلبی کبیر: ص: ۵۹۴، فصل: في الجنائز، ط: سهيل اكيڈمی)

(المغنى لابن قدامه: ۳۹۶/۳، مسألة: ۳۵۲، المشى بالجنازة الاسراع، فصل: ويستحب لمتبع الجنازة ان يكون متخشعا، ط: هجر، بيروت)

ويستحب لمن تبع الجنازة أن يكون مشغولا بذكر الله تعالىٰ والتفكر فيما يلقاه الميت وأن هذا عاقبة أهل الدنيا وليحذر عما لا فائدة فيه من الكلام، فإن هذا وقت ذكر وموعظة فتقبح فيه الغفلة. (حاشية الطحطاوى على المراقى: ص: ۶۰۶، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: في حملها ودفنها، ط: قديمى)

(۱) عن ابن عباس رضى الله عنهما قال: مر رسول الله صلى الله عليه وسلم بقبور المدينة، فأقبل عليهم بوجهه فقال: السلام عليكم ياأهل القبور، يغفر الله لنا ولكم، أنتم سلفنا ونحن بالأثر. (جامع الترمذى: ۲۰۳/۱، ابواب الجنائز، باب مايقول الرجل إذا دخل المقابر، ط: قديمى)

قال في الفتح: والسنة زيارتها قائما، والدعاء عندها قائما، كما كان يفعله صلى الله عليه وسلم في الخروج إلى البقيع ويقول: السلام عليكم...... الخ وفي شرح اللباب للملا على القارى ومن آدابها ان يسلم بلفظ السلام عليكم على الصحيح، لاعليكم السلام فانه ورد: "السلام عليكم دار قوم مومنين، وإنا إن شاء الله بكم لاحقون ونسأل الله لنا ولكم العافية" ثم يدعو قائما طويلا، وإن جلس يجلس بعيداً أو قريبا بحسب مرتبته في حال حياته...... اه (الشامية: ۲۴۲/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في زيارة القبور، ط: سعيد)

(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ص: ۶۲۱، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: في زيارة القبور، ط: قديمى)

معروف اور مقررہ راستہ خواہ کچھ لمبا ہی کیوں نہ ہو، اسی پر چلنا چاہیے۔(۱)

☆......بعض لوگ قبرستان پہنچ کر میت کے ارد گرد جم کر بیٹھ جاتے ہیں، تا کہ میت کی تدفین کی کارروائی دیکھ سکیں، یہ بھی آداب کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے میت کے رشتہ دار اور قبر بنانے والوں کو بہت کلفت اور تکلیف ہوتی ہے۔ اور ہجوم کی بنا پر آپس میں بھی ایک دوسرے کو اذیت ہوتی ہے۔ پھر اکثر قرب و جوار کی دوسری قبروں کو بھی اپنے پیروں سے بری طرح روندتے ہیں، یہ بھی آداب کے خلاف ہے۔

واضح رہے کہ دفن کی کارروائی دیکھنا کوئی فرض یا واجب نہیں ہے، لیکن دوسروں کو اپنے اس طرز عمل سے تکلیف دینا حرام ہے۔ اور قبروں کو روندنا اور ان پر چلنا جائز نہیں ہے، لہٰذا گناہ کے کاموں سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ قبر کے پاس صرف کام کرنے والوں کو رہنے دینا چاہیے، تا کہ وہ لوگ اپنا کام سہولت سے انجام دے سکیں۔ اور جب مٹی دینے کا وقت آئے تو مٹی ڈال دیں۔

مٹی دینے میں عجلت سے کام لینا، ایک دوسرے پر چڑھ جانا اور تکلیف پہنچانا وغیرہ یہ بھی ناجائز ہے۔(۲)

---

(۱) عن جابر رضی الله عنه قال: نهى النبی صلى الله عليه وسلم: أن تجصيص القبور، وأن يكتب عليها، وأن يبنى عليها وأن توطأ (جامع الترمذی: ۱/۲۰۳، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی کراهة تجصيص القبور والكتابة عليها، ط: قديمی)

☜ ويكره الجلوس على القبر ووطؤه. (الشامية: ۲/۲۴۵، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی وضع الجريد ونحو الأس على القبور، ط: سعيد)

☜ (البحر الرائق: ۲/۱۹۴، كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

☜ (عالمگیری: ۱/۱۲۶، كتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس فی القبر والدفن، ط: رشيديه)

(۲) عن عبد الله بن عمر عن النبی صلى الله عليه وسلم قال: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده . الحديث. (الصحيح للبخاری: ۱/۶، كتاب الايمان، باب: المسلم من سلم المسلمون الخ، ط: قديمی)=

قبرستان کے درختوں کا پھل کھانا

قبرستان کے درختوں کا پھل کھانا جائز ہے۔ قبر پر درخت ہونے کی وجہ سے اس کا پھل کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ اگر قبرستان وقف ہے تو اس کے پھلوں کے متعلق جو کچھ شرط یا تعامل ہو، ویسا کرے۔ یعنی اگر فروخت کرنے کی شرط ہے، تو قیمت دے کر خرید ے بغیر مت کھائے۔ اور اگر فقراء کے لیے وقف ہے تو مالدار نہ کھائے۔ (۱)

قبرستان کے درختوں کا حکم

☆......قبرستان کے درخت اگر زمین کو قبرستان بنانے سے پہلے کے ہیں، تو اگر وہ زمین پہلے کسی شخص کی مملوکہ تھی اور اس نے اسے قبرستان کے لیے وقف کر دیا تو

= (الصحيح للمسلم: ۱/۴۸، كتاب الايمان، باب بيان تفاضل الاسلام وأى أموره أفضل، ط: قديمى)

وحاصله: أن المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده والأخ لايضر أخاه بل يفعله لى كل مايراه، (مرقاة المفاتيح: ۹/۱۶۹، كتاب الأدب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الاول، ط: رشيديه)

(۱) على انهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة. (الشامية: ۴/۴۴۵، كتاب الوقف، مطلب: مراعاة غرض الواقفين واجبة... الخ، ط: سعيد)

شرط الواقف كنص الشارع. (الشامية: ۴/۴۳۳، كتاب الوقف، مطلب: فى قولهم شرط الواقف كنص الشارع، ط: سعيد)

شرط الواقف كنص الشارع اى فى المفهوم والدلالة. (تنقيح الفتاوى الحامدية. ۱/۱۲۶، كتاب الوقف، مطلب: شرط الواقف كنص الشارع، ط: مكتبه حبيبه)

(الاشباه والنظائر: ص: ۱۹۴، الفن الثانى، الفوائد، كتاب الوقف، ط: قديمى)

فإن شرائط الواقف معتبرة. (الشامية، ۴/۴۴۳، كتاب الوقف، مطلب: شرائط الواقف معتبرة ... الخ، ط: سعيد)

درخت اس کی ملک ہیں، جو چاہے کرے۔ اور اگر زمین کسی کی ملک نہیں تھی، تو درخت اب بھی اسی حالت میں رہیں گے، جیسے قبرستان بننے سے پہلے تھے۔(۱)

☆......قبرستان کی زمین اگر مملوکہ ہو تو اس کے درخت خواہ لگائے ہوئے ہوں یا خود اُگے ہوں مالک کے ہیں۔(۲) جن درختوں سے مقبرہ کو نقصان پہنچنے کا

---

(۱) المالک هو المتصرف في الاعيان المملوكة كيف شاء من الملك. (بيضاوي: ص:۲۲، سورة الفاتحة، ط: رحمانيه)

مقبرة عليها أشجار عظيمة فهذا على وجهين: اما ان كانت الاشجار نابتة قبل إتخاذ الارض مقبرة أو نبتت بعد إتخاذ الارض مقبرة، ففي الوجه الاول المسألة على قسمين: اما ان كانت الارض مملوكة لها مالک أو كانت لا مالک لها واتخذها أهل القرية مقبرة، ففي القسم الاول الاشجار بأصلها على ملک رب الارض يصنع بالاشجار وأصلها ماشاء، وفي القسم الثاني الأشجار بأصلها على حالها القديم. (المحيط البرهاني: ۹/۱۴۷، كتاب الوقف، الفصل الثاني والعشرون في المسائل التي تعود الى الاشجار التي في المقابر وأراضي الوقف وغير ذالک، ط: ادارة القرآن)

(تاتارخانية: ۵/۵۹۲، كتاب الوقف، الفصل الثاني والعشرون في المسائل التي تعود الى الاشجار التي في المقابر وارضي الوقف وغير ذالک، ط: قديمي)

(عالمگيري: ۲/۴۷۳، ۴۷۴، كتاب الوقف، الباب الثاني عشر في الرباطات والمقابر.. الخ، مطلب: الكلام على الاشجار في المقبرة وغير ذالک، ط: رشيديه)

(۲) مقبرة عليها أشجار عظيمة فهذا على وجهين: اما ان كانت الاشجار نابتة قبل إتخاذ الارض مقبرة أو نبتت بعد إتخاذ الارض مقبرة، ففي الوجه الاول المسألة على قسمين: اما ان كانت الارض مملوكة لها مالک أو كانت لا مالک لها واتخذها أهل القرية مقبرة، ففي القسم الاول الاشجار بأصلها على ملک رب الارض يصنع بالاشجار وأصلها ماشاء. (عالمگيري: ۲/۴۷۳، ۴۷۴، كتاب الوقف، الباب الثاني عشر في الرباطات والمقابر.. الخ، مطلب: الكلام على الاشجار في المقبرة وغير ذالک، ط: رشيديه)

(المحيط البرهاني ۹/۱۴۷، كتاب الوقف، الباب الثاني عشر في الرباطات والمقابر... الخ، مطلب الكلام على الأشجار في المقبرة وغير ذالک، ط: رشيديه)

(التاتارخانية ۵/۵۹۲، كتاب الوقف، الفصل الثاني والعشرون في المسائل التي تعود الى الاشجار التي في المقابر واراضي الوقف وغير ذالک، ط: قديمي)

اندیشہ ہو، ان کو کاٹنا بلاتر دد جائز ہے۔(۱)

☆......اور اگر قبرستان کی زمین مملوکہ نہیں، بلکہ وقف ہے، اور زمین وقف ہونے کے بعد درخت اُگے ہیں، تو وہ درخت بھی وقف کے حکم میں ہیں۔ اس میں قاضی یا متولی یا قبرستان کی انتظامیہ تصرف کرسکتی ہے۔ یعنی ان کی آمدنی کو قبرستان کی مرمت اور توسیع کے لیے استعمال کرسکتے ہیں۔(۲)

---

(۱) عن ابی هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الايمان بضع وسبعون أو بضع وستون شعبة فأفضلها قول لااله الاالله وادناها اماطة الاذى عن الطريق والحياء شعبة من الايمان.

قوله: صلى الله عليه وسلم: أدناها اماطة الاذى عن الطريق) أى تنحيته وإبعاده والمراد بالاذى كل مايؤذى من حجر او مدر أو شوك. (صحيح مسلم مع شرح النووى: ۱/۴۷، ۴۸، كتاب الايمان، باب بيان عدد شعب الايمان وأفضلها وأدناها، ط: قديمى)

☐ مرقاة المفاتيح: ۱/۱۳۵، كتاب الايمان، الفصل الاول، ط: رشيديه)

☐ وعن أنس، أخرجه بن ابى شيبة من حديث قتادة عنه، قال: "كانت شجرة على طريق الناس فكانت تؤذيهم فعزلها رجل عن طريقهم، قال النبى صلى الله عليه وسلم: رأيته يتقلب فى ظلها فى الجنة" وأعلم ان الشخص يوجر على اماطه الاذى وكل مايؤذى الناس فى الطريق.... ولاشك ان نزع الأذى عن الطريق من اعمال البر وأن أعمال البر تكفر السيئات وتوجب الغفران، ولا ينبغى للعاقل أن يحقر شيئا من أعمال البر، أما ماكان من شجر فقطعه وألقاه، وأما ماكان موضوعا فأماطه. (عمدة القارى، ۹/۲۳۴، كتاب المظالم والغصب، باب من أخذ الغصن وما يؤذى الناس فى الطريق فرمى به، ط: دار الفكر)

(۲) وإن نبت الاشجار فيها بعد إتخاذ الارض مقبرة فإن علم غارسها كانت للغارس وإن لم يعلم الغارس فالرأى فيها يكون للقاضى إن رأى أن يبيع الاشجار ويصرف ثمنها إلى عمارة المقبرة فله ذالك ويكون فى الحكم كأنها وقف، (الخانية على هامش الهندية: ۳/۳۱۱، كتاب الوقف، فصل: فى الاشجار، ط: رشيديه)

☐ (الهندية: ۲/۴۷۴، كتاب الوقف، الباب الثانى عشر فى الرباطات والمقابر.... الخ، مطلب: الكلام على الاشجار فى المقبرة وغير ذالك، ط: رشيديه)

☐ (المحيط البرهانى: ۹/۱۴۷، كتاب الوقف، الفصل الثانى والعشرون فى المسائل التى تعود الى الاشجار التى فى المقابر وأراضى الوقف وغير ذالك، ط: اداره القرآن)

قبرستان کے درختوں کا مصرف

☆..... اگر قبرستان وقف ہے، جیسا کہ عام عرف یہی ہے تو کسی بھی شخص کے لیے قبرستان کے درختوں کو کاٹ کر اپنے کام میں لانا جائز نہیں ہے۔ بلکہ وقف کے مصارف میں خرچ کرنا لازم ہے۔ (۱)

☆..... اور ضرورت کے بغیر قبرستان سے سبز درخت کاٹنا جائز نہیں ہے۔ البتہ سوکھا درخت کاٹ کر وقف کے مصارف پر صرف کر دیا جائے۔ (۲) اگر وقف کرنے والے نے مسجد میں خرچ کرنے کی اجازت دے دی تو وہاں بھی خرچ کرنا درست ہے۔ (۳)

---

(۱) وإن نبت الاشجار فيها بعد إتخاذ الارض مقبرة فإن علم غارسها كانت للغارس وإن لم يعلم الغارس فالرأي فيها يكون للقاضي إن رأى أن يبيع الاشجار ويصرف ثمنها إلى عمارة المقبرة فله ذالك ويكون في الحكم كأنها وقف، (الخانية على هامش الهندية: ۳/۱۱۳، كتاب الوقف، فصل: في الاشجار، ط: رشيديه)

☜ (الهندية: ۲/۴۷۳، كتاب الوقف، الباب الثاني عشر في الرباطات والمقابر... الخ، مطلب: الكلام على الاشجار في المقبرة وغير ذالك، ط: رشيديه)

☜ (المحيط البرهاني: ۹/۱۴۷، كتاب الوقف، الفصل الثاني والعشرون في المسائل التي تعود الى الاشجار التي في المقابر وأراضي الوقف وغير ذالك، ط: ادارة القرآن)

(۲) يكره ايضا قطع النبات الرطب والحشيش من المقبرة دون اليابس. (الشامية: ۲/۲۴۵، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في وضع الجريد ونحو الآس على القبور، ط: سعيد)

☜ ويكره قطع الحطب والحشيش من المقبرة الا اذا كان يابسا ولا يستحب قطع الحشيش الرطب. (البحر الرائق، ۲/۱۹۶، كتاب الصلاة، قبيل باب الشهيد، ط: سعيد)

☜ (عالمگيري: ۱/۱۶۷، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في القبر والدفن، ط: رشيديه)

(۳) على أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة. (الشامية: ۴/۴۴۵، كتاب الوقف، مطلب مراعاة غرض الواقفين واجبة... الخ، ط: سعيد)

☜ شرط الواقف كنص الشارع. (الشامية: ۴/۴۳۳، كتاب الوقف، مطلب: في قولهم شرط الواقف كنص الشارع، ط: سعيد)=

☆......اگر قبرستان وقف نہیں، بلکہ ذاتی ملک ہے، تو مالک کے لئے سوکھے درخت کاٹ کر اپنے استعمال میں لانا جائز ہے۔(۱)

قبرستان مسلم غیر مسلم سے مخلوط ہے

''مخلوط قبرستان میں دفن کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲،۲۵۲)

قبرستان مملوکہ ہے

''مملوکہ قبرستان'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲،۲۰۲)

قبرستان میں آمدنی کے لیے درخت لگانا

''درخت لگانا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱،۳۴۵)

= شرط الواقف كنص الشارع أى في المفهوم والدلالة.(تنقيح الفتاوى الحامدية، ۱/۱۲٦، كتاب الوقف، مطلب: شرط الواقف كنص الشارع، ط: مكتبه حبيبه)

(الاشباه والنظائر: ص: ۱۹۴، الفن الثانى، الفوائد، كتاب الوقف، ط: قديمى)

فإن شرائط الواقف معتبرة.(الشامية، ۴/۳۴۳، كتاب الوقف، مطلب: شرائط الواقف معتبرة...... الخ، ط: سعيد)

(۱) مقبرة عليها أشجار عظيمة قبل اتخاذ الارض مقبرة فان كانت الارض يعرف مالكها فالاشجار بأصلها للمالك يصنع بالاشجار وأصلها ماشاء...... وإن نبتت الاشجار فيها بعد إتخاذ الارض مقبرة فإن علم غارسها كانت للغارس وإن لم يعلم الغارس فالرأى فيها يكون للقاضى إن رأى أن يبيع الاشجار ويصرف ثمنها إلى عمارة المقبرة فله ذالك.(الخانية على هامش الهندية: ۳/۳۱۱، كتاب الوقف، فصل: فى الاشجار، ط: رشيديه)

(الهندية: ۲/۴۷۴، كتاب الوقف، الباب الثانى عشر فى الرباطات والمقابر.... الخ، مطلب: الكلام على الاشجار فى المقبرة وغير ذالك، ط: رشيديه)

(المحيط البرهانى: ۹/۱۴۷، كتاب الوقف، الفصل الثانى والعشرون فى المسائل التى تعود الى الاشجار التى فى المقابر وأراضى الوقف وغير ذالك، ط: اداره القرآن)

(التاتارخانية: ۵/۵۹۲، كتاب الوقف، الفصل الثانى والعشرون فى المسائل التى تعود الى الاشجار التى فى المقابر وأراضى الوقف وغير ذالك، ط: قديمى)

قبرستان میں بیٹھنے کے لیے کرسی بنانا

''کرسی بنانا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱۷۹/۲)

قبرستان میں جوتا پہن کر چلنا

''جوتا پہن کر قبرستان میں چلنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲۸۹/۱)

قبرستان میں چبوترہ بنانا

☆...... جو زمین قبرستان کی ہے اور میت دفن کرنے کے لیے وقف ہے اس پر جنازہ کی نماز پڑھنے کے لیے چبوترہ بنانا اور نماز کے لیے خاص کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر کسی نے قبرستان کی جگہ پر نماز پڑھنے کے لیے چبوترہ بنایا ہے تو اس کو توڑ کر زمین کو میت دفن کرنے کے لیے خالی کر دینا ضروری ہے۔ (۱) اور اگر چبوترہ کی زمین میت دفن کرنے کے لیے وقف نہیں، بلکہ وقف کرنے والے نے جنازہ کی نماز کے لیے وقف کی ہے، تو اس پر جنازہ کی نماز پڑھنا جائز ہے۔

☆...... پنج وقتہ نمازوں میں سے کوئی نماز اگر اتفاقاً اس چبوترہ پر پڑھ لی

---

(۱) سئل هو (أي القاضي الامام شمس الائمة) أيضا عن المقبرة في القرى اندرست ولم يبق فيها أثر الموتى لا العظم ولا غيره هل يجوز زرعها واستغلالها؟ قال: لا، ولها حكم المقبرة، كذا في المحيط. (عالمگيري: ۴۷۰/۲، ۴۷۱، كتاب الوقف، الباب الثاني عشر في الرباطات والمقابر... الخ، ط: رشيديه)

(المحيط البرهاني: ۱۴۵/۹، كتاب الوقف، الفصل الثاني والعشرون في المسائل التي تعود إلى الرباطات والمقابر... الخ، ط: ادارة القرآن)

(تاتارخانيه: ۵۹۰/۵، كتاب الوقف، الفصل الثاني والعشرون في المسائل التي تعود إلى الرباطات والمقابر... الخ، ط: قديمي)

جائے، تو کوئی مضائقہ نہیں، (۱) مگر پنجگانہ نمازوں کے لیے اس کو مخصوص کر دینا جائز نہیں۔ (۲)

☆......چبوترہ کے سامنے دیوار نہ ہو تو اس کے آگے قبلہ کی جانب سترہ قائم کر کے نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ (۳)

(۱) ولابأس بالصلاة فيها إذا كان فيها موضع أعد للصلاة وليس فيه قبر ولا نجاسة كما في الخانية ولا قبلته إلى قبر. "حلية" (الشامية: ۳۸۰/۱، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: تكره الصلاة في الكنيسة، ط: سعيد)

☐ وتكره الصلاة في المقبرة الا ان تكون فيها موضع أعد للصلاة لا نجاسة فيه ولا قذر (حاشية الطحطاوي على المراقي: ص: ۳۵۷، كتاب الصلاة، باب الامامة، فصل: في المكروهات، ط: قديمي)

☐ (البحر الرائق: ۳۳/۲، كتاب الصلاة، قبيل فصل: لما فرغ من بيان الكراهة في الصلاة، ط: سعيد)

(۲) شرط الواقف كنص الشارع. (الشامية: ۴۳۳/۴، كتاب الوقف، مطلب: في قولهم شرط الواقف كنص الشارع، ط: سعيد)

☐ شرط الواقف كنص الشارع أي المفهوم والدلالة. (تنقيح الفتاوى الحامدية ۱۲۶/۱، كتاب الوقف، مطلب: شرط الواقف كنص الشارع، ط: مكتبه حبيبه)

☐ (الاشباه والنظائر: ص: ۱۹۴، الفن الثاني، الفوائد، كتاب الوقف، ط: قديمي)

☐ على أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة. (الشامية: ۴۴۵/۴، كتاب الوقف، مطلب: مراعاة غرض الواقفين واجبة... الخ، ط: سعيد)

(۳) وكفت سترة الامام للكل ولو عدم المرور والطريق جاز تركها وفعلها أولى. (قوله: ولو عدم المرور...... الخ)...... قال في البحر عن الحلية: ويظهر أن الاولى اتخاذها في هذا الحال وإن لم يكره الترك لمقصود آخر وهو كف بصره عما وراء ها وجمع خاطره بربط الخيال، (الدر مع الرد: ۶۳۸/۱، كتاب الصلاة، مطلب: مكروهات الصلاة، ط: سعيد)

☐ وتكره الصلاة في الصحراء من غير سترة إذا خاف المرور بين يديه...... والمستحب لمن يصلي في الصحراء أن ينصب شيئا ويستتر. (البحر الرائق: ۱۷/۲، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ط: سعيد)

☐ (مراقي الفلاح مع الطحطاوي: ص: ۳۶۵، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، فصل: في المكروهات، فصل: في اتخاذ السترة، ط: قديمي)

☆.....اگر قبرستان کی خالی جگہ پر صرف جنازہ کی نماز پڑھنے کے لیے اور بارش، دھوپ وغیرہ میں بیٹھنے کے لیے کوئی کمرہ وغیرہ بنایا جائے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ قبرستان میں جنازہ کی نماز پڑھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ سامنے قبریں نہ ہوں، اور بہتر یہ ہے کہ جنازہ کی نماز دوسری جگہ پڑھیں۔(۱)

قبرستان میں خشک گھاس کو آگ لگانا

''گھاس کو آگ لگانا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/ ۲۲۳)

قبرستان میں دکان بنانا

عام قبرستان مسلمان مُردوں کے لیے وقف ہوتا ہے، اور قبرستان کا اصل مقصد یہی ہوتا ہے؛ اس لیے قبرستان کے کسی حصے میں قبرستان کے مفاد کے لیے بھی

---

(۱) ولا بأس بالصلاة فيها إذا كان فيها موضع أعد للصلاة وليس فيه قبر ولا نجاسة كما في الخانية ولا قبلته إلى قبر. "حلية" (الشامية: ۱/ ۳۸۰، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: تكره الصلاة في الكنيسة، ط: سعيد)

وتكره الصلاة في المقبرة الا ان تكون فيها موضع أعد للصلاة لا نجاسة فيه ولا قذر (حاشية الطحطاوي على المراقي: ص: ۳۵۷، كتاب الصلاة، باب الامامة، فصل: في المكروهات، ط: قديمي)

(البحر الرائق: ۲/ ۳۴، كتاب الصلاة، قبيل فصل: لما فرغ من بيان الكراهة في الصلاة، ط: سعيد)

شرط الواقف كنص الشارع. (الشامية: ۴/ ۴۳۳، كتاب الوقف، مطلب: في قولهم شرط الواقف كنص الشارع، ط: سعيد)

شرط الواقف كنص الشارع أي المفهوم والدلالة. (تنقيح الفتاوى الحامدية ۱/ ۱۲۶، كتاب الوقف، مطلب: شرط الواقف كنص الشارع، ط: مكتبه حبيبيه)

(الاشباه والنظائر: ص ۱۹۴، الفن الثاني، الفوائد، كتاب الوقف، ط: قديمي)

على أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة. (الشامية: ۴/ ۴۴۵، كتاب الوقف، مطلب مراعاة غرض الواقفين واجبة الخ، ط: سعيد)

دکان بنانا شرعاً جائز نہیں ہے،(۱) ہاں اگر واقف نے وقف کرتے وقت دکان بنانے کی اجازت دی ہے، یا کسی آدمی نے قبرستان کے مذکورے سے دکان بنانے کے لیے جگہ دی ہے، تو اس میں دکان بنانا جائز ہے اور اس کی آمدنی قبرستان میں خرچ کرنا لازم ہے۔(۲)

قبرستان میں مویشی چرانا

قبرستان میں مویشی کو گھاس چرانے کے لیے چھوڑنا منع ہے، قبریں روندی جائیں گی، گوبر وغیرہ نجس چیزیں قبروں پر گریں گی، جس سے میت کی بے حرمتی ہوگی۔(۳)

---

(۱) سئل هو (اى القاضي الامام شمس الائمة) أيضا عن المقبرة في القرى اذا اندرست ولم يبق فيها أثر الموتى لا العظم ولا غيره هل يجوز زرعها واستغلالها؟ قال: لا ولها حكم المقبرة، كذا في المحيط. (عالمگيرى: ۲/ ۴۷۰، ۴۷۱، كتاب الوقف، الباب الثاني عشر في الرباطات والمقابر... الخ، ط: رشيديه)

(المحيط البرهاني: ۹/ ۱۳۵، كتاب الوقف، الفصل الثاني والعشرون في المسائل التي تعود إلى الرباطات والمقابر... الخ، ط: ادارة القرآن)

(تاتارخانيه: ۵/ ۵۹۰، كتاب الوقف، الفصل الثاني والعشرون في المسائل التي تعود إلى الرباطات والمقابر.. الخ، ط: قديمى)

(۲) شرط الواقف كنص الشارع. (الشامية: ۴/ ۴۳۳، كتاب الوقف، مطلب: في قولهم شرط الواقف كنص الشارع، ط: سعيد)

شرط الواقف كنص الشارع أى المفهوم والدلالة. (تنقيح الفتاوى الحامدية: ۱/ ۱۲۶، كتاب الوقف، مطلب: شرط الواقف كنص الشارع، ط: مكتبه حبيبه)

(الاشباه والنظائر: ص: ۱۹۴، الفن الثاني، الفوائد، كتاب الوقف، ط: قديمى)

على أنهم صرحوا بأن مراعاة غرض الواقفين واجبة. (الشامية: ۴/ ۴۴۵، كتاب الوقف، مطلب: مراعاة غرض الواقفين واجبة... الخ، ط: سعيد)

(۳) فلو كانت فيها حشيش يحش ويرسل الى الدواب ولا ترسل الدواب فيها كذا في البحر الرائق، (عالمگيرى: ۲/ ۴۷۱، كتاب الوقف، الباب الثاني عشر في الرباطات والمقابر... الخ، ط: رشيديه)

(البحر الرائق: ۵/ ۳۵۴، كتاب الوقف، ط: سعيد)

(الخانية على هامش الهندية: ۳/ ۳۱۴، كتاب الوقف، فصل: في المقابر والرباطات، ط: رشيديه)

قبرستان میں میت کا منہ دکھانا

قبرستان میں میت کا منہ دکھانے کے بارے میں شریعت میں کوئی اصل اور ثبوت نہیں ہے، اور بعض جگہ مردے کو قبر میں رکھنے کے بعد کفن کھول کر چہرہ دکھلایا جاتا ہے، یہ بے اصل ہے، شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے، (۱) کفن کا بند (گرہ) لگا دینے کے بعد کھولنا مناسب نہیں کیونکہ بعض مرتبہ برزخ کے آثار شروع ہو جاتے ہیں، انہیں ظاہر کرنا مناسب نہیں ہے، البتہ قبر میں کفن کے بند کھول دیے جائیں گے۔ (۲)

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ماليس منه فهو رد. (صحيح البخاري: ۱/ ۳۷۱، كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، ط: قديمي)

من أصر على أمر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة، فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال، فكيف من أصر على بدعة أو منكر. (مرقاة المفاتيح: ۳/ ۲٦، كتاب الصلاة، باب الدعاء في التشهد، ط: رشيديه)

الاصرار على المندوب يبلغه الى حد الكراهة، فكيف إصرار البدعة التي لاأصل لها في الشرع، (السعايه: ۲/ ۲٦۵، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، قبيل فصل: في القراءة، ط: سهيل اكيلمي)

(۲) وينبغي للغاسل ولمن حضر إذا رأى مايجب الميت ستره أن يستره ولايحدث به لأنه غيبة، وكذا اذا كان عيبا حادثا بالموت كسواد وجه ونحوه. (الشامية: ۲/ ۲۰۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في الكفن، ط: سعيد)

وينبغي للغاسل ولمن حضر اذا رأى من الميت شيئا ممايجب على الميت ستره أن يستره ولا يحدث به لانه غيبة هذا اذا كان من العيوب الموجودة قبل الموت وكذا اذا كان من العيوب الحادثة بالموت كسواد وجهه ونحوه. (حلبي كبير: ص: ۵۸۰، فصل في الجنائز، ط: سهيل اكيلمي)

ويستر مالاينبغي إظهاره) وإن رأى مايكره كنتنه وسواد وجهه وبدنه أو انقلاب صورته حرم أن يتحدث به. (حاشية الطحطاوي على المراقي: ص: ۵۷۰، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط قديمي)

قبرستان میں نماز پڑھنا

اگر قبرستان میں خالی جگہ ہو، اور سامنے قبریں نہ آتی ہوں، اور اگر آتی ہوں تو اتنی دور ہوں کہ نمازی کی نگاہ ان پر نہ پڑتی ہو یا درمیان میں کوئی حائل ہو تو جنازہ کی نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے ورنہ قبروں کے درمیان جنازہ کی نماز پڑھنا منع ہے۔(۱)

قبر سے خوشبو آنا

''مشک کی خوشبو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۲۹۳)

قبر عمل کا صندوق ہے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ قبر عمل کا صندوق ہے، اس کا حال موت کے بعد معلوم ہوگا، یعنی جس طرح آدمی اپنی محنت کا روپیہ صندوق میں رکھتا ہے، اسی طرح جو عمل بھلا یا برا کرتا ہے اس کا صندوق قبر ہے۔(۲)

قبر کا استقبال

''قبر کا میت سے بات کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۱۲۱)

---

(۱) ویکره ان تكون قبلة المسجد الى المخرج...... او الى القبر...... هذااذا لم يكن بين يدى المصلى وبين هذه المواضع حائل كالحائط وإن كان حائط لايكره.(حلبى كبير:ص:۳۶۶، كراهية الصلاة، فروع فى الخلاصة)

☜ يكره ان تكون قبلة المسجد الى حجام او مخرج او قبر ،فان كان بينه وبين هذه حائل حائط لايكره، (فتح القدير: ۱/۳۶۵، كتاب الصلاة،فصل: يكره للمصلى ان يبعث بثوبه.)

☜ وقال فى الحلية: وتكره الصلاة عليه وإليه لورود النهى عن ذالک.(الشامية: ۲/۲۴۵، كتاب الصلاة،مطلب: فى وضع الجريد ونحو الآس على القبر، ط:سعيد)

(۲) واخرج ابن العساكر ، عن على بن ابى طالب رضى الله عنه قال : القبر صندوق العمل ، و بعد الموت يأتيک الخبر . (شرح الصدور بشرح حال الموتىٰ والقبور : (ص: ۳۶) باب ذكر الموت والاستعداد له ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

قبر کا برتاؤ

''قبر کا میت سے بات کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱۲۱/۲)

قبر کا جواب

''بیوی نے کیا کہا اور قبر نے کیا جواب دیا؟'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱۶۵/۱)

قبر کا سامان تیار کرو

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اپنی قبر کا سامان تیار کرو، اس واسطے کہ قبر ہر روز سات بار تم سے کہتی ہے کہ اے آدم کی اولاد! تم لوگ ضعیف ہو، میری مصیبت برداشت نہ کرسکو گے، تم لوگ زندگی میں اپنے اوپر رحم کرو، میرے اندر آنے سے پہلے جب اپنے اوپر رحم کرو گے تو میرے عذاب سے نجات پاؤ گے۔(۱)

قبر کا طواف کرنا

قبر کا طواف کرنا جائز نہیں ہے، اس لیے اس سے بچنا ضروری ہے۔(۲)

(۱) وأخرج الديلمي عن ابن عباس قال: قال رسول الله ﷺ: تجهزوا لقبوركم، فإن القبر في كل يوم سبع مرات يقول: يا ابن آدم الضعيف، ترحم في حياتك على نفسك قبل أن تلقاني، أترحم عليك وتكفي مني الردى. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۱۵۱) باب مخاطبة القبر للميت، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

(۲) ولا يطوف أي لا يدور حول البقعة الشريفة لان الطواف من مختصات الكعبة المنيفة فيحرم حول قبور الانبياء والاولياء، ولااعتبار بما يفعله العامة الجهلة ولو كانوا في صورة المشائخ والاولياء. (مناسك للملا علي القاري: ص: ۵۱۵، ۵۱۶، باب زيارة سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم، فصل: وليغتنم ايام مقامه بالمدينة الشريفة، ط: ادارة القرآن)

☜ لايجوز مايفعله الجهال بقبور الاولياء والشهداء في السجود والطواف حولها. (تفسير مظهري ۶۵/۲، سورة العمران، آيت: ۶۴، ط: المكتبة الرشيديه)=

قبر کا میت سے بات کرنا

حدیث میں ہے کہ: جب کسی مومن شخص کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے: ''خوش آمدید'' آپ اپنے ہی گھر آئے ہیں۔ سن لو میری پشت پر جتنے چلنے والے ہیں تم مجھے ان سب سے زیادہ محبوب تھے، اب آج جب میں نے تمہیں ٹھکانا دیا ہے اور میرے پاس آگئے ہو تو اب تم دیکھ لوگے کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرتی ہوں۔ چنانچہ قبر حد نگاہ تک اس کے لیے کشادہ ہو جاتی ہے اور اس کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

اور جب کافر یا بدکردار کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے: تمہارا آنا نامبارک ہو، تم اپنے گھر نہیں آئے، سن لو تم مجھے ان سب لوگوں سے زیادہ ناپسند تھے جو میری پشت پر چلتے تھے، اور اب جب میں نے آج تمہیں ٹھکانا دے دیا ہے اور تم میرے پاس آگئے ہو، تم دیکھ لوگے کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرتی ہوں۔ پھر قبر اس پر تنگ ہو جاتی ہے اور مل جاتی ہے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کر کے اشارہ کر کے دکھایا۔ فرمایا: اس پر ننانوے اژدھے مسلط کر دیے جاتے ہیں، اگر ان میں سے ایک اژدھا بھی زمین پر پھونک مار دے تو ساری زندگی زمین میں

= ویحذرهم من تلک البدع التی أحدثت هناک، فتری من لاعلم عنده یطوف بالقبر الشریف کما یطوف بالکعبة الحرام، ویتمسح به، ویقبله، ویلقون علیه منادیلهم وثیابهم یقصدون به التبرک، وذالک کله من البدع، لان التبرک انما یکون بالاتباع له علیه الصلاة والسلام وماکان سبب عبادة الجاهلیة للاصنام الا من هذاالباب. (المدخل لابن الحاج، ۱/ ۲۶۳، فصل: فی زیارة القبور، ط: دارالفکر، بیروت)

وینبغی ان تکون الزیارة مطابقه لاحکام الشریعة، فلایطوف حول القبر ولایقبل حجراً، ولاعتبة ولاخشبا، ولایطلب من المزور شیئا الی غیر ذالک، (کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ۱/ ۵۲۰، خاتمة فی زیارة القبور، قبل "کتاب الصیام" ط: داراحیاء التراث العربی، بیروت)

کچھ نہ اُگے۔ وہ اژدھے اسے ڈستے رہتے ہیں، یہاں تک کہ اسے حساب کتاب کے لیے پیش کیا جائے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔(۱)

قبر کا نشان باقی رہے

''نشان باقی رہے'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۳۹۶/۲)

قبر کچی بنانا

''کچی قبر بنانا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱۷۸/۲)

قبر کو چومنا

قبر کو چومنا جائز نہیں ہے، اس لیے اس سے بچنا ضروری ہے۔(۲)

(۱) عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال: دخل رسول الله صلی الله علیه وسلم مصلاه...... فقال..... فإذا دفن العبد المؤمن،قال له القبر: مرحباً واهلا اما إن كنت لأحب من يمشي على ظهري الي فإذا وليتك اليوم وصرت الى فسترى صنيعي بك فيتسع له مد بصره ويفتح له باب الجنة، وإذادفن العبد الفاجر أو الكافر قال له القبر: لامرحباً ولاأهلاً،أما ان كنت لأبغض من يمشي على ظهري الي،فإذاوليتك اليوم وصرت الى فسترى صنيعي بك قال: فيلتئم عليه حتى يلتقي وتختلف أضلاعه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم باصابعه فأدخل بعضها جوف بعض، قال: ويقيض الله له تسعين تنينا اوتسعة وتسعين لوان واحدا منها نفخ في الارض ماأنبتت شيئا مابقيت الدنيا فتنهشه حتى يفضى به الى الحساب،قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إنما القبر روضة من رياض الجنة اوحفرة من حفر النار.(التذكرة في احوال الموتیٰ وامورا الآخرة، ص: ۸۴، باب ماجاء في كلام القبر كل يوم وكلامه للعبد ذا وضع فيه ،ط: دار الحديث قاهره) (مختصر تذكرة القرطبي،ص: ۶۱،باب ماجاء في كلام القبر للعبد اذا وضع فيه، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

(۲) ولايمس القبر ،ولايقبله فانه من عادة أهل الكتاب ...... ولايمسح القبر،ولايقبله ولايمسه فإن ذالك من عادة النصارى.(حاشية الطحطاوي على المراقي:ص: ۶۲۰،۶۲۱، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: في زيارة القبور،ط:قديمي)=

قبر کو مٹی سے لیپ لینا

قبر کو اوپر سے مٹی سے لیپ لینا جائز ہے، مگر بہتر نہیں ہے، اس لیے اس سے احتراز کرنا بہتر ہے۔(۱)

قبر کھل جائے

اگر کسی انسان کی قبر کھل جائے یا کسی وجہ سے اس کی نعش باہر آجائے، پھٹی نہ ہو اور کفن نہ ہو، تو اس کو بھی مسنون کفن دے دینا چاہیے، اور اگر نعش پھٹ گئی ہے تو صرف پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دینا کافی ہے۔(۲)

= (حلبی کبیر: ص: ۲۰۸، فصل فی الجنائز، ط: سہیل اکیڈمی)

(هندیه: ۳۵۱/۵، کتاب الکراهیة، الباب السادس عشر فی زیارة القبور، ط: رشیدیه)

وینبغی ان تکون الزیارة مطابقه لاحکام الشریعة، فلایطوف حول القبر ولایقبل حجراً، ولاعتبة ولاخشباء، ولایطلب من المزور شیئا الی غیر ذالک. (کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ۵۴۰/۱، خاتمة فی زیارة القبور، قبل "کتاب الصیام" ط: داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(۱) عبارة السراجیه...... ان تطیین القبور مکروه، والمختار أنه لایکره. (الشامیة: ۲۳۷/۲، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)

وفی النوازل لاباس بتطیینه) وفی التجنیس والمزید لابأس بتطیین القبور خلافا لما فی مختصر الکرخی. (حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص: ۶۱۱، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: فی حملها ودفنها، ط: قدیمی)

(البحر الرائق: ۱۹۴/۲، کتاب الصلاة، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعید)

(۲) (و) آدمی (منبوش طری) لم یتفسخ (یکفن کالذی لم یدفن) مرة بعد أخری (وإن تفسخ کفن فی ثوب واحد. قوله: کالذی لم یدفن) أی یکفن فی ثلاثة أثواب. (الدر مع الرد: ۲۰۵/۲، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی الکفن، ط: سعید)

وإن نبش المیت وهو طری کفن ثانیا من جمیع المال...... وإن نبش بعد ماتفسخ فأخذ کفنه کفن فی ثوب واحد. (تاتارخانیه: ۱۱۴/۲، کتاب الصلاة، الباب الثانی والثلاثون فی الجنائز، قسم آخر: فی کیفیة التکفین، ط: قدیمی)

(عالمگیری: ۱۶۱/۱، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثالث فی التکفین، ط: رشیدیه)

قبر کھودتے وقت ہڈیاں نکل آئیں

''ہڈیاں نکل آئیں'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۴۶۵/۲)

قبر کھول کر میت نکالنا

☆...... جب تک یہ گمان ہے کہ میت کی کوئی ہڈی گلنے سڑنے سے باقی ہے، کسی قبر کو کھولنا حرام ہے۔ البتہ اس حکم سے چند صورتیں مستثنیٰ ہیں:

۱- ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ میت کو دوسرے آدمی کی زمین میں اجازت کے بغیر دفن کیا گیا ہو، اور زمین کا مالک اس کی قیمت لینے سے انکار کر دے۔

۲- یا کسی کی زمین کو غصب کر کے مردہ دفن کیا گیا ہو، اور اس کا مالک اس میت کے وہاں مدفون رہنے پر راضی نہ ہو۔

۳- یا میت کے ساتھ کچھ مال قصداً یا بے خبری میں دفن ہو گیا، خواہ وہ مال خود میت کا ہو یا کسی دوسرے کا، اور خواہ وہ مال مقدار میں زیادہ ہو یا کم، یعنی صرف ایک ہی درہم ہو۔ ان تمام صورتوں میں قبر کھول کر وہ مال نکالنا جائز ہے۔ خواہ لاش خراب ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ (۱)

---

(۱) ولایخرج من القبر إلا ان تکون الارض مغصوبه) ای بعد ما أهیل التراب علیه لایجوز إخراجه لغیر ضرورة، للنهی الوارد عن نبشه وصرحوا بحرمته وأشار بکون الارض مغصوبة الی إنه یجوز نبشه لحق الآدمی کما إذا سقط فیها متاعه أو کفن بثوب مغصوب اودفن فی ملک الغیر أو دفن معه مال (البحر الرائق: ۱۹۵/۲، کتاب الجنائز، فصل: السلطان احق بصلاته، ط: سعید)

☜ ولایخرج منه) بعد إهالة التراب (إلا) لحق آدمی (کان تکون الارض مغصوبة أو أخذت بشفعة) ویخیر المالک بین إخراجه ومساواته، کما جاز زرعه والبناء علیه إذا بلیٰ وصار ترابا زیلعی.

قوله: کان تکون الارض مغصوبة) وکما إذا سقط فی القبر متاع أو کفن بثوب مغصوب اودفن معه مال (الدر مع الرد: ۲۳۷/۲، ۲۳۸، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)=

قبر کھولنا

☆......میت کو دفن کرنے کے بعد قبر کو کھولنا اور میت کو پوسٹ مارٹم کی غرض سے نکالنا جائز نہیں ہے۔(۱)

☆......اگر حکومت کی جانب سے ایسا قانون ہے تو عوام کوشش کر کے اس قانون کو منسوخ کرانا چاہیے۔اور جب تک منسوخ نہ ہو اور حکومت یہ کام جبراً کرے تو عوام معذور ہیں۔اور حکومت گناہ گار ہوگی۔(۲)

= (عالمگیری: ۱۶۷/۱، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس فی القبر والدفن، ط: رشیدیه)

یحرم نبش القبر مادام یظن بقاء شئ من عظام المیت فیه، ویستثنی من ذالک امور: منها ان یکون المیت قد کفن بمغصوب، وأبی صاحبه أن یاخذ القیمة، ومنها ان یکون قد دفن فی ارض مغصوبة، ولم یرض مالکها ببقاه، ومنها أن یدفن معه مال بقصدأوبغیر قصد، سواء کان هذاالمال له او لغیره، وسواء کان کثیرا أوقلیلا ولو درهمًا، سواء تغیر المیت اولا، وهذامتفق علیه. (کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة (۵۳۷/۱، ۵۳۸) مباحث الجنائز، نبش القبر، ط: داراحیاء التراث العربی بیروت)

(۱) ولایسع إخراج المیت من القبر بعدا لدفن الااذاکانت الارض مغصوبة. (الخانیة علی هامش الهندیة: ۱۹۵/۱، کتاب الصلاة، قبیل: بیان أن النقل من بلد الی بلد مکروه، ط: رشیدیه)

(ولایخرج منه) بعد إهالة التراب (إلا) لحق آدمی (کأن تکون الارض مغصوبة) (الدر مع الرد: ۲۳۸/۲، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)

ولایخرج من القبر الاان تکون الارض مغصوبة)......وأفاد کلام المصنف انه لو وضع لغیر القبلة أوعلی شقه الایمن أو جعل رأسه فی موضع رجلیه أودفن بلاغسل وأهیل علیه التراب فإنه لاینبش قال فی البدائع: لأن النبش حرام حقا لله تعالیٰ. (البحر الرائق: ۱۹۵/۲، کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعید)

(۲) وأما قوله تعالی: یاایهاالذین آمنوا علیکم انفسکم لایضرکم من ضل إذااهتدیتم) الآیة فلیست مخالفة لوجوب الامر بالمعروف والنهی عن المنکر، لان المذهب الصحیح عند المحققین فی معنی الآیة أنکم إذا فعلتم ماکلفتم به فلایضرکم تقصیر غیرکم، مثل قوله تعالیٰ "ولا تزر وازرة وزرأخری" فإذا کان کذالک فهما کلف به الامر بالمعروف إذافعله ولم یمتثل المخاطب فلاعتب بعدذالک علیه لکونه ادی ماعلیه. هکذا ذکره النووی وفی آخره: فانما علیه الامر والنهی لاالقبول" والله اعلم (شرح النووی علی المسلم: ۵۱/۱، کتاب الایمان، =

قبر کھولنے والے کا بیان

''گورکن کا بیان'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/ ۲۲۰)

قبر کی اہانت

قبر کی اہانت کرنا ناجائز اور حرام ہے؛ اس لیے اس پر بیٹھنا، چلنا، نجاست ڈالنا، پیشاب، پاخانہ کرنا ناجائز اور حرام ہے۔(۱)

قبر کی بلندی

قبر کی بلندی ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ ہونی چاہیے۔ایک بالشت سے بہت زیادہ بلند کرنا مکروہ تحریمی ہے۔البتہ تازہ قبر کی مٹی ایک بالشت سے بھی زیادہ بلند ہو جائے کوئی مضائقہ نہیں ہے۔لیکن بعد میں مزید مٹی ڈال کر بلند کرنا مکروہ تحریمی ہے۔(۲)

= باب بیان کون النهی عن المنکر من الایمان،ط:قدیمی)

(مرقاة المفاتیح: ۹/ ۳۳۲،کتاب الآداب،باب الامر بالمعروف،الفصل الثانی،ط:رشیدیه)

(عون المعبود: ۲/ ۱۹۹۹،کتاب الملاحم،باب الامر والنهی،ط:دار ابن باز)

(۱) ویکره ان یبنی علی القبر أویقعد أوینام علیه او یوطأ علیه أو یقضی حاجة الانسان من بول او غائط. (عالمگیری: ۱/ ۱۶۶،کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز،الفصل السادس فی القبر والدفن،ط:رشیدیه)

و کره (وطؤها) بالاقدام لما فیه من عدم الاحترام........و کره تحریماً(قضاء الحاجة)أی البول والتغوط(علیها).(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی:ص: ۶۲۳،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز،فصل: فی زیارة القبور،ط:قدیمی)

وفی المجتبیٰ :ویکره أن یطأ القبر أویجلس اوینام علیه أویقضی علیه حاجة من بول أو غائط. (البحر الرائق: ۲/ ۱۹۴،کتاب الجنائز،فصل: السلطان احق بصلاته،ط:سعید)

(۲) ویکره ان یزید فیه علی التراب الذی خرج منه،ویجعله مرتفعا عن الارض قدر شبر أو اکثر بقلیل. (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی:ص: ۶۱۱،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز، ط: قدیمی)

ویهال التراب علیه،وتکره الزیادة علیه من التراب لانه بمنزلة البناء...... ولایربع للنهی ویسنم ندباً وفی الظهیریة وجوباً قدر شبر.قوله: لانه بمنزلة البناء) کذافی البدائع.وظاهره أن الکراهة =

قبر کی چھت پر نماز پڑھنا

قبر کی چھت پر نماز پڑھنا جائز ہے۔(۱)

قبر کی حفاظت

قبر کی حفاظت کرنا اس وقت تک ضروری ہے جب تک میت مٹی نہیں ہوجاتی۔ مٹی ہوجانے کے بعد اس کی حفاظت ضروری نہیں۔ اس لیے قبر کی مضبوطی کے لیے زیادہ اہتمام کرنا درست نہیں ہے۔(۲)

=تحريمية.قوله: ويسنم)أي يجعل ترابه مرتفعا كسنام الجمل.قوله: قدر شبر)أو اكثر قليلا بدائع. (الدر مع الرد: ۲/۲۳۶، ۲۳۷، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: في دفن الميت، ط: سعيد)

(ويهال التراب)وتكره زيادته (ويسنم القبر)قدر شبر. (الدر المنتقى مع مجمع الانهر: ۱/۲۷۵،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنائز، ط:دار الكتب العلمية)

(البحر الرائق: ۲/۱۹۴، كتاب الجنائز،فصل: السلطان احق بصلاته،ط:سعيد)

(۱) الحنفية قالوا:تكره الصلاة في المقبرة اذا كان القبر بين يدى المصلى ،بحيث لو صلى صلاة الخاشعين وقع بصره عليه،اما اذا كان خلفه أو فوقه أو تحت ماهو واقف عليه،فلا كراهة على التحقيق.وقد قيد الكراهة بان لايكون في المقبرة موضع اعد للصلاة ،لانجاسة فيه ولاقذر،والا فلاكراهة،وهذا في غير قبور الانبياء عليهم السلام فلاتكره الصلاة عليها مطلقا(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/۲۷۹، ۲۸۰،مكروهات الصلاة،الصلاة في المقبرة،ط:داراحياء التراث العربي،بيروت)

(شامى: ۱/۶۵۴،باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها،مطلب في بيان السنة والمستحب والمندوب والمكروه وخلاف الاولىٰ،ط:سعيد)

(۲) قوله: لاالآجر والخشب) لأنهما لاحكام البناء والقبر موضع البلاء. (البحر الرائق: ۲/۱۹۴، كتاب الجنائز،فصل:السلطان احق بصلاته،ط:سعيد)

ويكره الآجر والخشب لانهما لاحكام البناء والزينة والقبر مكان البلاء والفناء، (حلبى كبير:ص:۵۹۸،فصل: في الجنائز،ط:سهيل اكيڈمى)

(الجوهرة النيرة: ۱/۱۳۳، كتاب الصلاة،باب الجنائز،ط:قديمى)

(احسن الفتاویٰ: ۴/۲۰۰،کتاب الصلاۃ،باب الجنائز،قبر پر چاردیواری یا چبوترہ بنانا منع ہے،ط:سعید)

قبر کی زمین خریدنا

☆...... وارثوں کے لیے میت کو کسی عام غیر محفوظ قبرستان میں دفن کرنا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ کسی خاص قبرستان میں زمین خرید کر اس میں میت کو دفن کرنا بھی جائز ہے، کوئی وارث ہو یا قرض خواہ اس سے منع نہیں کرسکتا۔ اور قیمت کی رقم کو میت کے ترکے سے ادا کرنا درست ہے۔ اور اگر ورثاء خوشی سے عام قبرستان میں دفن کرنا چاہیں تو یہ بھی جائز ہے۔ (۱)

☆...... اگر میت عورت ہے اور اس کا شوہر زندہ ہے تو تجہیز و تکفین کے خرچ کا ذمہ دار شوہر ہے، اس لیے یہ خرچہ عورت کے ترکے میں سے نہیں لیا جائے گا، شوہر اپنی حیثیت کے اعتبار سے تجہیز و تکفین کا خرچہ ادا کرے گا، اور اگر شوہر نہ ہو، یا تجہیز و تکفین کا خرچہ دینے سے انکار کردے تو عورت کے ترکے میں سے تجہیز و تکفین کا خرچہ لیا جائے گا۔ (۲)

---

(۱) التركة تتعلق بها حقوق اربعة.... فيبدأ أولا بجهازه وكفنه ومايحتاج اليه في دفنه بالمعروف...... ويكفن في مثل ما كان يلبسه من الثياب الحلال حال حياته على قدر التركة من غير تقتير ولاتبذير. (عالمگیری: ۶/ ۴۴۷، كتاب الفرائض، الباب الاول في تعريفها ومايتعلق بالتركة، ط: رشيديه)

(البحر الرائق: ۸/ ۵۵۷، كتاب الفرائض، ط: سعيد)

(تبيين الحقائق، ۶/ ۲۲۹، كتاب الفرائض، ط: امداديه)

(۲) وعلى الرجل تجهيز امرأته) أي تكفينها ودفنها..... ولو كان الزوج معسراً وهي موسرة في الاصح وعليه الفتوى، ومن مات ولامال له فكفنه على من تلزمه نفقته من اقاربه.

قوله: ودفنها) أي مؤنته ان لم يتبرع به.

قوله: ولامال له) قيد به لانه لو كان له مال فانه يجب فيه، ويقدم على الدين. (حاشية الطحطاوي على المراقي: ص: ۵۷۳، ۵۷۴، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمي)

واختلف في الزوج والفتوى على وجوب كفنها عليه) عند الثاني (وإن تركت مالا) خانيه ورجحه في البحر بانه الظاهر لانه ككسوتها. (الدر المختار: ۲/ ۲۰۶، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في كفن الزوجة على الزوج، ط: سعيد)

(البحر الرائق: ۲/ ۱۷۷، ۱۷۸، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

قبر کی زندگی کی کیفیت

ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا: جب میت سے سوال کے واسطے روح بدن میں ڈالتے ہیں تو مردہ زندہ ہوتا ہے مگر یہ زندگی ایسی نہیں ہوتی جیسے ہم لوگوں کی ہوتی ہے، کہ چلنے پھرنے کھانے پینے کی حاجت ہو، بلکہ یہ دوسری قسم کی زندگی ہے، جو اس زندگی کے مثل نہیں ہے، اسی زندگی میں منکر ونکیر کا سوال اور امتحان ہوتا ہے۔

اس زندگی کی مثال یوں سمجھنا چاہئے کہ جاگتے ہوئے آدمی کی حیات ہے اور سوتے ہوئے بھی آدمی کی حیات ہے لیکن اس حیات کو موت نہیں کہہ سکتے، اسی طرح میت میں روح ڈالنے کے بعد ایک حیات ہے، اور یہ حیات دنیاوی حیات کے درمیان کی ایک چیز ہے، جیسے نیند، حیات وموت کے درمیان کی چیز ہے، اب اگر بدن موجود ہے یا سڑ گل جائے، یا ریزہ ریزہ ہو جائے، یا ٹکڑے ٹکڑے کر کے اڑا دیا جائے، ہر صورت میں یہ حیات باقی رہتی ہے۔(۱)

قبر کی زیارت رات کو کرنا

"رات کے وقت قبر کی زیارت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں!(۳۷۸/۱)

---

(۱) وقال ابن القیم: ان الأحادیث مصرحة بإعادة الروح إلى البدن عند السؤال، لكن هذه الإعادة لا تحصل بها الحياة المعهودة الّتي تقوم بها الروح بالبدن وتدبيره، ويحتاج معها إلى الطعام ونحوه وإنّما يحصل بها للبدن حياة أخرى، يحصل بها الإمتحان بالسؤال وكما أن حياة النائم، وهو حي غير حياة المستيقظ، فإنّ النوم أخو الموت، ولا ينفي عن النائم إطلاق الحياة، وكذلك حياة الميت عند الإعادة غير حياة الحي، وهي حياة لا تنفي عند إطلاق اسم الموت، بل أمر متوسط بين الموت والحياة، كما أنّ النوم متوسط بينهما، ولا دلالة في الحديث على أنها مستقرة، وإنّما يدلّ على تعلق مثالها بالبدن، وهي لا تزال متعلق به وإن بلى، وتمزق، وتقسم، وتفرق. (شرح الصدور بشرح حال الموتٰى والقبور: ص: ۱۸۴) باب فتنة القبر وسؤال الملكين، فصل فيه فوائد، تحت العاشرة، ط: المكتبة التوفقية، مصر)

قبر کی زیارت عیدین کے دن کرنا

''عیدین کے دن قبر کی زیارت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۵۲۴/۱)

قبر کیسی بنائی جائے؟

قبر کی دو قسمیں ہیں: ۱- بغلی ۲- صندوقی۔

بغلی قبر سنت ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ قبر میت کی لمبائی اور چوڑائی کے برابر پوری کھودنے کے بعد قبلے کی جانب دیوار کے نیچے سے کھود کر، ایسا خلا بنا لیا جائے کہ میت کو اس میں آسانی سے لٹایا جا سکے۔ پھر میت کو اس میں قبلہ رو کر کے لٹا کر کچی اینٹیں کھڑی کر کے یہ خلا بند کر دیا جائے۔ اگر اس میں کوئی سوراخ یا چھیدرہ جائے تو اس کو گارے مٹی سے بند کر دیا جائے۔ اگر کچی اینٹیں نہ ہوں تو بانس رکھے وہ بھی نہ ہوں تو مجبوراً لکڑی تختہ رکھ کر اوپر درخت کا بھوسہ، پتے وغیرہ یا کھجور کی چٹائی بچھا کر کمرے کی چھت کی مانند بنا دیا جائے، تا کہ اس میں مٹی کا گزر نہ ہو، مگر یہ بغلی قبر سخت زمین میں بن سکتی ہے۔ نرم زمین میں اگر بنائی جائے تو جلد بیٹھ جاتی ہے۔ ایسی زمین میں صندوقی قبر بنائی جائے۔

صندوقی قبر کی صورت یہ ہے کہ قبر کھودنے کے بعد اس کے بیچ میں لمبائی میں نہر کی مانند زمین اتنی کھودی جائے اور صاف کر دی جائے کہ میت کو لٹایا جا سکے، اس پر کچی اینٹیں، بانس، تختہ وغیرہ اگر یہ نہ ہوں تو پتھر کی سلیں بچھا کر قبر چھت والے صندوق کے مانند بنالی جائے تا کہ قبر کے اندر مٹی کا گزر نہ ہو سکے۔ پھر مٹی ڈال کر پُر کر دیا جائے۔ (۱)

---

(۱) ویحفر القبر ویلحد)..... هو أ. یحفر القبر بتمامه ثم یحفر فی جانب القبلة منه حفیرة یوضع فیها المیت ویجعل کالبیت المسقف. والشق أن یحفر حفیرة فی وسط القبر یوضع فیها=

قبر کی قیمت کس مال سے دی جائے؟

☆......قبر کی زمین کی قیمت کا خرچ تجہیز و تکفین میں شامل ہے۔لہٰذا میت کے مال سے ادا کر سکتے ہیں۔

☆......اگر شوہر زندہ ہے تو بیوی کی تجہیز و تکفین کا خرچہ شوہر پر ہے،اس لیے قبر کی زمین خریدنے کی صورت میں اس کی قیمت ادا کرنا شوہر پر ہے۔اور اگر شوہر نہیں ہے یا زندہ ہے لیکن قیمت ادا کرنے سے انکار کر دے تو بیوی کے ترکے سے ادا کیا جائے گا۔(۱)

= المیت واستحسنوا الشق فیمااذاکانت الارض رخوة لتعذر اللحد. (البحر الرائق: ۱۹۳/۲، کتاب الجنائز،فصل: السلطان احق بصلاته،ط:سعید)

🗀 وحفر قبره فی غیر دار مقدار نصف قا.. فان زاد فحسن ویلحد ولایشق الافی ارض رخوة
قوله: مقدار نصف قامة...... الخ)أو الی الصدر...... وفی القهستانی:وطوله علی قدر طول المیت،وعرضه علی قدر نصف طوله.
قوله: ویلحد)لانه السنة،وصفته ان یحفر القبر ثم یحفر فی جانب القبلة منه حفیرة فیوضع فیها المیت ویجعل ذالک کالبیت المسقف .حلیه.
قوله: ولایشق)وصفته ان یحفر فی وسط القبر حفیرة فیوضع فیها المیت .حلیه(الدر مع الرد: ۲۳۳/۲، ۲۳۴،کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: فی دفن المیت،ط:سعید)

🗀 والسنة هو اللحد دون الشق...... وصفة اللحد ان یحفر القبر بتمامه ثم یحفر فی جانب القبلة منه حفیرة فیوضع فیه المیت...... ویجعل ذالک کالبیت المسقف...... فان کانت الارض رخوة فلاباس بالشق وصفة الشق ان تحفر حفیرة کالنهر وسط القبر ویبنی جانباه باللبن او غیره ویوضع المیت فیه ویسقف،وینبغی ان یکون مقدار عمق القبر الی صدر رجل وسط القامة وکلما زاد فهو أفضل.وروی الحسن بن زیاده عن ابی حنیفة رحمهما الله تعالی طول القبر علی قدر طول الانسان وعرضه ر نصف قامته.(عالمگیری: ۱۶۵/۱، ۱۶۶،کتاب الصلاة،الباب الحادی والعشرون فی الجنائز،الفصل السادس فی القبر والدفن،ط:رشیدیه)

(۱) وعلی الرجل تجهیز امراته)أی تکفینها ودفنها.....ولوکان الزوج معسراً وهی موسرة فی الاصح وعلیه الفتویٰ ،ومن مات ولامال له فکفنه علی من تلزمه نفقته من اقاربه.
قوله: ودفنها)أی مونته ان لم یتبرع به.=

قبر کی وحشت دور ہوگی

☆ سری ابن مخلد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر تم سفر کا ارادہ کرو گے، تو اس کے واسطے سامان تیار کرو گے، تو قیامت کے واسطے تم نے کیا سامان تیار کیا ہے، اے ابوذر! ہم تم کو بتا دیتے ہیں، وہ چیز جو اس دن کام آوے، ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: فرمائیے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: گرمی کے زمانے میں نفل روزہ رکھو، اور دو رکعات اندھیری رات میں پڑھا کرو، اس سے قبر کی وحشت دور ہوگی۔ (۱)

☆ حضرت علی کرم اللہ وجھہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی ہر روز سو بار لا إلٰه الّا اللّٰه الملك الحق المبين پڑھتا رہے گا، تو تنگ دستی سے محفوظ رہے گا، اور قبر کی وحشت اس کو نہیں ہوگی، اور جنت کے دروازے اس کے واسطے کھولے جائیں گے۔ (۲)

= قوله: ولامال له)قيد به لانه لوكان له مال فانه يجب فيه، ويقدم على الدين. (حاشية الطحطاوى على المراقى: ص: ۵۷۳، ۵۷۴، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمى)

🗁 واختلف فى الزوج والفتوى على وجوب كفنها عليه)عند الثانى(وإن تركت مالا)خانيه ورجحه فى البحر بانه الظاهر لانه ككسوتها. (الدر المختار: ۲/۲۰۶، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى كفن الزوجة على الزوج، ط: سعيد)

🗁 (البحر الرائق: ۲/۱۷۷، ۱۷۸، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

(۱) [illegible] رج ابن أبى الدنيا فى كتاب ا[illegible]، عن السرى بن مخلد أنّ النّبىّ ﷺ قال لأبى ذر: لو اردت سفرًا لأعددت له عدة، فكيف سفر طريق القيامة؟ ألا أنبئك ياأباذر بماينفعك ذلك اليوم؟ [illegible]ال: بلىٰ، بأبى أنت وأمّى، قال: صم يومًا شديد الحر النشور، وصلّ ركعتين فى ظلمة الليل لوحشة القبور. (شرح الصدور بشرح حال الموتىٰ والقبور: (ص: ۲۰۰) باب فظاعة وسهولته و سعته على المؤمن، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

(۲) وأخرج الديلمى والخطيب فى الرؤية عن مالك وأبو نعيم وابن عبد البر فى التمهيد =

قبر کی گہرائی

☆......قبر کے اوپر کا حصہ سینے کے برابر یا پورے قد کے برابر گہرا ہونا چاہیے۔ اور جس جگہ میت کو رکھا جاتا ہے وہ جگہ اتنی گہری ہو کہ قبر کا تختہ اس کے جسم سے نہ لگے، تقریباً دو بالشت کی مقدار گہری ہو تو تختہ میت کے جسم سے نہیں لگے گا۔ (۱)

☆......میت کو دفن کرتے وقت فرشتوں کے آنے اور میت کے بیٹھنے کے لیے جگہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب فرشتے آئیں گے، وہ خود بٹھانے کی جگہ کر لیں گے۔ اور قبر کی مٹی میت کے حق میں پانی کی طرح نرم ہو جائے گی۔ (۲)

☆......نصف قامت گہرائی سے کل قبر کی گہرائی مراد ہے۔ اور یہ گہرائی کا سب سے کمترین درجہ ہے۔ اس سے زیادہ پورے قد تک گہرائی کرنا بہتر ہے۔ اس

= عن علی ابن أبی طالب ـ کرم اللّٰه وجهه ـ قال : قال رسول اللّٰه ﷺ : من قال فی کل یوم مائة مرّة " لا إله إلاّ اللّٰه " الملک الحق المبین ، کان له أمانا من الفقر ، وأنسًا فی وحشة القبر ، وفتحت له أبواب الجنة . وأخرج الخطیب أیضًا من حدیث ابن عمر . (شرح الصدور بشرح حال الموتٰی والقبور : (ص: ۲۰۰) باب فظاعة القبر و سهولته علی المؤمن ، ط: المکتبة التوفیقیة ، مصر)

(۱) ویحفر القبر نصف قامة او الی الصدر ولمن یزد کان حسنا.

قوله: ویحفر القبر نصف قامة) فی الحجة روی الحسن بن زیاد عن الامام رحمه الله تعالیٰ قال: طول القبر علی قدر طول الانسان وعرضه قدر نصف قامة...... یوضع فیها المیت...... ویسقف علیه باللبن او الخشب ولایمس السقف المیت،(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۶۰۷، کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز ،فصل: فی حملها ودفنها، ط:قدیمی)

🗀 (حلبی کبیر:ص:۵۹۵ ،فصل فی الجنائز ،ط:سهیل اکیڈمی)

🗀 (نهایة المحتاج:۵/۳ ،کتاب الجنائز ،فصل فی الدفن ومایتعلق به،ط:دارالفکر)

🗀 وانظر الحاشیة السابقة تحت عنوان : ''قبر کیسی بنائی جائے'' أیضًا .

(۲) فیقعد انه فیبتدانانه بعنف وینتهرانه بجفاء وقد صار التراب له کالماء حیثما تحرک انفسخ فیه ووجد فرجة...... الخ (التذکرة فی احوال الموتی وامو الآخرة،ص: ۲۱۸ ،باب فی سؤال الملکین للعبد...... الخ، ط:دار الحدیث قاهره)

کی وجہ یہ ہے کہ بد بو باہر نہ پھیلے اور درندوں سے محفوظ رہے۔(۱)

قبر کی لحد کی جہت

قبر کی لحد قبلہ کی جانب میں ہونا مستحب ہے۔لیکن اگر غفلت یا کسی عذر کی بنا پر میت کو قبلہ کی جانب کے خلاف رکھ دیا اور مٹی ڈال دی گئی تو پھر دوبارہ قبر کھود کر میت کو قبلہ کی جانب رکھنے کی ضرورت نہیں۔(۲)

قبر کی لمبائی چوڑائی

قبر کی لمبائی اور چوڑائی کم سے کم اتنی ہونی چاہیے جس میں میت کی اور قبر میں

(۱) ویحفر القبر نصف قامة او الی الصدر ولمن یزد کان حسنا) لانه ابلغ فی الحفظ.

قوله: لانه ابلغ فی الحفظ)أی حفظ المیت من السباع،وحفظ الرائحة من الظهور.(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی:ص:۶۰۷،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز،فصل: فی حملها ودفنها، ط: قدیمی)

وحفر قبره فی غیر دار مقدار نصف قامة فان زاد فحسن.

قوله: مقدار نصف قامة)...... فعلم ان الأدنی نصف القامة والأعلی القامة،ومابینهما شرح المنیة، وهذاحد العمق،والمقصود منه المبالغه فی منع الرائحة ونبش السباع.(الدر مع الرد: ۲/ ۲۳۳، ۲۳۴، کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة، مطلب: فی دفن المیت،ط:سعید)

المقصد من الدفن ان یواری المیت فی حفره تحجب رائحته وتمنع السباع والطیور عنه وعلی ای وجه تحقق هذاالمقصود تأدی به الفرض وتم به الواجب إلا انه ینبغی تعمیق القبر قدر قامة. (فقه السنة: ۱/ ۳۶۳،الجنائز،الدفن،استحباب إعما ق القبر، ط:دارابن کثیر)

(۲) وصفته أن یحفر القبر ثم یحفر فی جانب القبلة منه حفیرة فیوضع فیه المیت...... قوله: ولا ینبش لیوجه الیها)أی لود فن مستدبراً لها وأهالوا التراب لاینبش؛لأن التوجه إلی القبلة سنة والنبش حرام. (الشامیة: ۲/ ۲۳۴، ۲۳۶، کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)

وصفة اللحد ان یحفر القبر بتمامه ثم یحفر فی جانب القبلة منه حفیرة فیوضع فیه المیت...... ولو وضع المیت لغیر القبلة او علی شقه الایسر أو جعل رأسه موضع رجلیه وأهیل علیه التراب لم ینبش.(عالمگیری: ۱/ ۱۶۵، ۱۶۷، کتاب الصلاة،الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس فی القبر والدفن،ط:رشیدیه)

(البحرالرائق: ۲/ ۱۹۳، ۱۹۴، کتاب الجنائز،فصل:السلطان احق بصلاته،ط:سعید)

اتارنے والوں کی گنجائش ہو۔(۱)

قبر کی مٹی برکت کے لیے لے جانا

☆...... وقف قبرستان سے مٹی اٹھا کر لانا جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ وہ وقف ہے۔ اور اپنے مملوک قبرستان سے مٹی اٹھا کر لانا جائز ہے۔ کیوں کہ وہ اس کی ملک ہے۔(۲) البتہ برکت کے لیے کسی بزرگ کی قبر سے مٹی لانا اور اپنے پاس رکھنا قرآن وسنت، صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین سے ثابت نہیں ہے، اس سے بچنا چاہیے۔(۳)

---

(۱) عن هشام بن عامر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال يوم احد: احفروا واوسعوا واعمقوا...... الحديث. (مشكاة المصابيح: ص: ۱۴۸، كتاب الجنائز، باب دفن الميت، الفصل الاول)

(ابو داود: ۲/۴۵۹، كتاب الجنائز، باب تعميق القبر، ط: مير محمد)

(سنن نسائي: ۱/۲۸۳، كتاب الجنائز، باب مايستحب من توسيع القبر)

أما أقلها طولاً وعرضاً فهو مايسع االميت ومن يتولى دفنه، (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/۱۳۴، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، حكم دفن الميت ومايتعلق به، ط: دار الفكر)

(۲) المالك هو المتصرف في الاعيان المملوكة كيف شاء من الملك. (بيضاوى: ص: ۳۳، سورة فاتحه، تحت مالك يوم الدين، ط: رحمانيه)

وللمالك أن يتصرف في ملكه كيف يشاء. (العناية شرح الهداية: ۹/۳۷۰، كتاب الوصايا، باب الوصية بثلث المال، ط: رشيديه)

إذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تمليكه. (هدايه: ۲/۶۱۹، كتاب الوقف، ط: رحمانيه)

شرط الواقف كنص الشارع: أى في المفهوم والدلالة، (الدر المختار: ۴/۴۳۳، كتاب الوقف، فصل: يراعى وشرط الواقف في إجازته، ط: سعيد)

(البحر الرائق: ۵/۴۱۱، كتاب الوقف، ط: رشيديه)

(تبيين الحقائق: ۴/۲۶۹، كتاب الوقف، ط: دار الكتب العلمية)

(۳) عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم من احدث في أمرنا هذا ماليس منه فهو رد. (صحيح البخارى: ۱/۳۷۱، كتاب الصلح، باب إذا اصطلحو على صلح جور فهو مردود، ط: قديمى)

من اصر على أمر مندوب وجعله عزما ولم يعمل بالرخصة، فقد أصاب منه الشيطان =

☆......شریعت میں میت کا احترام ہے قبر کی مٹی کا کوئی احترام نہیں ہے۔ اس لیے اگر میت کو مملوکہ زمین میں دفن کیا گیا ہے اور اندازہ سے معلوم ہوا کہ میت مٹی بن گئی ہے تو اس پر کھیتی کرنا اور مکان بنانا جائز ہے۔(۱)

قبر کی وسعت

''مومن قبر میں سر سبز باغ میں رہتا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۲۲۵)

قبر کے پاس اجرت پر قرآن خوانی کرنا

''اجرت پر قرآن خوانی کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۶۷)

قبر گر جائے دفن کرتے وقت

''دفن کرتے وقت قبر گر جائے'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۳۵۱)

قبر مربع بنانا

قبر مربع بنانا مکروہ ہے۔قبر کو اونٹ کے کوہان کی طرح بنانا مستحب ہے۔اور اس کی بلندی ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ ہونی چاہیے۔

= من الإضلال، فكيف من أصر على بدعة او منكر. (مرقاة المفاتيح: ۲۶/۳، كتاب الصلاة،باب الدعاء في التشهد، ط:رشيديه)

الاصرار على المندوب يبلغه الى حد الكراهة فكيف اصرارا لبدعة التي لاأصل لها في الشرع. (السعاية: ۲۶۵/۲، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة،قبيل فصل:في القراءة، ط:سهيل اكيڈمى)

(۱) جاز زرعه والبناء عليه إذا بلى وصار تراباً ،زيلعى.(الدر المختار: ۲۳۸/۲، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: في دفن الميت،ط:سعيد)

(تبيين الحقائق: ۲۴۶/۱، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،قبيل فصل: في تعزية اهل الميت، ط:امداديه ملتان.

(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوى:ص: ۶۱۲، كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز ،فصل: في حملها ودفنها،ط:قديمى)

اور ایک بالشت سے بہت زیادہ بلند کرنا مکروہ تحریمی ہے۔(۱)

قبر مکان میں نکل آئی

''مکان میں قبر نکل آئی'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۲۹۷)

قبر منہدم ہو جائے

اگر قبر منہدم ہو جائے تو جب بھی ضرورت ہو اس پر مٹی ڈال دینا جائز ہے۔(۲) اس کے لیے کوئی خاص مہینہ یا خاص دن مقرر نہیں ہے۔ اس لیے محرم

۱) ویسنم القبرویکره ان یزید فیه علی التراب الذی خرج منه،ویجعله مرتفعا عن الارض قدر شبرأو اکثر بقلیل...... ولایربع ولایجصص لنهی النبی صلی الله علیه وسلم عن تربیع القبور تجصیصها. (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی:ص: ۶۱۱،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز،فصل :فی حملها ودفنها،ط:قدیمی)

ویهال التراب علیه،وتکره الزیادة علیه من التراب لانه بمنزلة البناء......ولایربع للنهی ویسنم ندباً وفی الظهیریة وجوباً قدر شبر. قوله: لانه بمنزلة البناء)کذافی البدائع. وظاهره أن الکراهة تحریمیة.

قوله: ویسنم)أی یجعل ترابه مرتفعا کسنام الجمل. قوله: قدر شبر)أواکثر قلیلابدائع. (الدر مع الرد:۲/۲۳۶،۲۳۷،کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: فی دفن المیت،ط:سعید)

ویسنم أی یرفع القبر استحبابا غیر مسطح قدرشبر فی ظاهر الروایة وفیه إباحة الزیادة ولایربع.

وفی الدر المنتقی:ویهال التراب)وتکره زیادته (ویسنم القبر)قدر شبر. (مجمع الانهرمع الدر المنتقی: ۱/۲۷۵،کتاب الصلاة،باب صلاة الجنائز، ط:دارالکتب العلمیة)

(۲) وکان عصام بن یوسف یطوف حول المدینة ویعمر القبور الخربة. (مجمع الانهر: ۱/۲۷۶،کتاب الصلاة،باب الجنائز،ط:دارالکتب العلمیة)

وإذا خربت القبور فلابأس بتطیینها ،لما روی ان النبی صلی الله علیه وسلم ،مر بقبر بنه ابراهیم فرأی فیه حجر یسقط منه ،فسده،وأصلحه،(تاتارخانیه: ۱/۱۲۹،کتاب الصلاة،الفصل الثانی والثلاثون فی الجنائز،نوع آخر:من هذا الفصل فی القبر والدفن،ط:قدیمی)

(عالمگیری: ۱/۱۶۶،کتاب الصلاة،الباب الحادی والعشرون فی الجنائز،الفصل السادس فی القبر والدفن،ط:رشیدیه)

کی دس تاریخ کو اس کام کے لیے خاص طور پر متعین کرنا درست نہیں ہے۔(۱)

قبر میت سے کہتی ہے

☆ابوالحجاج ثمالی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قبر میں مردہ رکھا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے، کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ میں عذاب کا گھر ہوں، اور میں اندھیری کوٹھڑی ہوں، اور کیڑے مکوڑے کا مکان ہوں، اے آدم کی اولاد تو بڑی غفلت میں تھا اور تکبر سے میرے اوپر اکڑ کر چلتا تھا، پس اگر مردہ نیک ہے تو اس کی طرف سے فرشتہ جواب دیتا ہے یہ تو بتا کہ اگر یہ نیک ہو اور لوگوں کو اچھے کام کی رغبت دلاتا ہو اور برے کام سے منع کرتا ہو تب بھی عذاب کرے گی؟ قبر جواب دے گی، اب میں اس کے واسطے سر سبز باغ ہو جاؤں گی، اور اس کا بدن نور کا ہوگا اور اس کی روح اللہ تعالیٰ کی طرف جائے گی۔(۲)

(۱) عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لاتختصوا لیلۃ الجمعۃ بقیام بین اللیالی ولاتختصوا یوم الجمعۃ بصیام من بین الایام الاان یکون فی صوم یصوم احدکم.(صحیح المسلم: ۱/ ۳۶۱، کتاب الصیام،باب کراھۃ افراد یوم الجمعۃ بصوم لایوافق عادتہ، ط:قدیمی)

🗁 ومنھا (أی من البدع)التزام العبادات المعینۃ فی أوقات معینۃ لم یوجد لھا ذالک التعین فی الشریعۃ.(الاعتصام للشاطبی:ص: ۳۹،الباب الاول فی تعریف البدع وبیان معناھا واشتق منہ لفظا .ط: دار المعرفۃ، بیروت)

🗁 لان ذکر اللہ تعالیٰ إذاقصد بہ التخصیص بوقت دون وقت أو بشئ دون شئ لم یکن مشروعا حیث لم یرد بہ الشرع لانہ خلاف الشرع.(البحرالرائق: ۱۵۹/۲، کتاب الصلاۃ،باب العیدین، ط: سعید)

(۲) وأخرج ابن أبی الدنیا ، والحکیم الترمذی ، وأبو یعلی ، وأبو أحمد والحاکم فی الکنی، والطبرانی فی الکبیر ، وأبو نعیم ، عن الحجاج الثمالی قال : قال رسول اللہ ﷺ : یقول القبر للمیت حین یوضع فیہ : ألم تعلم- ویحک- أنّی بیت الفتنۃ ؟ وبیت الظلمۃ ؟ وبیت الوحدۃ؟ وبیت الدود ؟ یا ابن آدم ماغرّک بی إذ کنت تمر علیّ فدّادًا ؟ فإن کان مصلحًا أجاب عنہ مجیب القبر ، فیقول : أرأیت إن کان یأمر بالمعروف وینھی عن المنکر ؟ فیقول القبر : إنّی إذًا تحول علیہ خضرًا ، ویعود جسدہ نورًا وتصعد روحہ إلی اللہ تعالیٰ.

قیل لأبی الحجاج : ما الفداد ؟ قال : الّذی یقوم رجلًا ویؤخذ أخری

حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قبر میت سے پکار کر کہتی ہے: میں اندھیری کوٹھری ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، اگر تو اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار تھا تو میں تیری واسطے رحمت ہوں اور اگر نافرمان تھا تو میں تیرے واسطے عذاب ہوں، میں وہ گھر ہوں کہ جو اللہ کا فرمانبردار شخص میرے اندر آئے گا وہ مجھ سے خوش ہوکر قیامت کے دن اٹھے گا اور جو نافرمان بندہ میرے اندر آئے گا وہ مجھ سے ہلاک ہوکر قیامت کے دن اٹھے گا۔(۱)

قبر میں اتارنے والے کو مردہ پہچانتا ہے

''مردہ پہچانتا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۲۶۳)

قبر میں اعمال چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں

''اعمال قبر میں چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱/۸۲)

قبر میں افسوس ہوگا

''صدقے کا ثواب پہنچانے کا انداز'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۴۷۷)

قبر میں بستر، تکیہ وغیرہ بچھا کر دفنانا

بعض علاقوں میں میت کو دفن کرتے وقت قبر میں چادر، گدّا، اور بعض جگہ تکیہ

=یعنی الّذی یمشی مشیة المتبختر . (شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور : (ص:۱۴۸) باب مخاطبة القبر للمیت ، ط: المکتبة التوفیقیة ، مصر)

(۱) وأخرج ابن أبی الدنیا ، عن عبید بن عمیر ، قال : لیس من میت یموت الا نادته حضرته الّتی یدفن فیها ، أنا بیت الظلمة والوحدة والانفراد ، فإن کنت فی حیاتک للّٰہ مطیعا کنت علیک الیوم رحمة ، وإن کنت لربّک فی حیاتک عاصیا ، فانا علیک نقمة ، أنا البیت الّذی من دخله مطیعًا خرج منه مسرورًا ، ومن دخله عاصیا خرج منه مثبورًا . (شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور : (ص: ۱۵۰) باب مخاطبة القبر للمیت ، ط: المکتبة التوفیقیة مصر)

بھی رکھ کر میت کو اس پر لٹا کر دفن کرتے ہیں، یہ شریعت سے ثابت نہیں ہے۔(۱)

قبر میں ثواب پہنچتا ہے

حافظ ابونعیم رحمہ اللہ وغیرہ مرفوع روایت نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سات چیزوں کا اجر بندے کو اس کی قبر میں بھی پہنچاتے رہتے ہیں وہ سات چیزیں یہ ہیں: دینی تعلیم دی ہو، یا نہر کھدوائی ہو، یا کنواں کھدوایا ہو، یا کھجور کا درخت لگایا ہو، یا مسجد بنائی ہو، یا قرآن کریم میراث میں چھوڑا ہو، یا اولاد چھوڑی ہو جو مرنے کے بعد اس کے لیے استغفار کرتی ہو۔

ایک روایت میں ہے: نیک صالح مسلمان بچہ اور ایک روایت میں ہے کہ مومن کو اس کے اعمال وحسنات میں سے اس صدقہ کا اجر بھی ملتا ہے جو اس نے صحت کی حالت میں اپنے مال سے نکالا ہو۔(۲)

---

(۱) ولایجوز ان یوضع فیه مضربة.

قوله: ولایجوز...... الخ)أی یکره ذالک، قال فی الحلیة:ویکره ان یوضع تحت المیت فی القبر مضربة أو مخدة أوحصیر أونحو ذالک...اه،ولعل وجهه أنه إتلاف مال بلاضرورة ،فالکراهة تحریمیة ولذاعبر بلایجوز. (الدر مع الرد: ۲/۲۳۴،کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة، مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)

(حاشیة الطحطاوی علی المراقی:ص:۶۰۸،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز،فصل: فی حملها ودفنها،ط:قدیمی)

(البحر الرائق: ۲/۱۹۳،کتاب الجنائز،فصل: السلطان احق بصلاته،ط:سعید)

ویکره ان یوضع المیت فی صندق إلا لحاجة......کما یکره وضع وسادة أو فراش أو نحو ذالک معه فی قبره باتفاق الحنفیة......(کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ۱/۵۳۵،کتاب الصلاة، مباحث الجنائز،حکم دفن المیت،ط:دار الفکر)

(۲) وروی ابونعیم من حدیث قتادة عن انس بن مالک قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: سبع یجری أجرها للعبد بعد موته وهو فی قبره من علم علما أو أجری نهرا أو حفرا بئرا أو غرس نخلا أوبنی مسجدا أوورث مصحفا أوترک ولدا یستغفر له بعد موته...... عن ابی هریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم:إن ممایلحق المؤمن من عمله وحسناته بعد موته علما علمه ونشره او ولدا ترکه او مصحفا ورثه أو مسجدا بناه أوبیتا لابن السبیل بناه او نهرا أجراه =

قبر میں جسم کا حال

ایک طویل روایت کا ایک ٹکڑا یہ ہے کہ...... قبر میں جسم کا حال یہ ہوتا ہے کہ جب قبر میں دفن کر کے واپس آتے ہیں تو نماز اس کے داہنی طرف آتی ہے، اور روزہ بائیں طرف، اور قرآن اور وظیفہ سر کی طرف، اور نماز کے واسطے مسجد کا آنا جانا پیر کی طرف، اور صبر قبر کے باہر رہتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ عذاب نازل کرتا ہے، دائیں طرف سے عذاب مردہ کے پاس آتا ہے تو نماز کہتی ہے دور ہو، اس طرف سے تیرا راستہ نہیں ہے، اللہ کی قسم اس نے تمام عمر کوشش کی تھی، اب آرام پایا ہے جب کہ قبر میں آیا، بائیں طرف سے عذاب آتا ہے تو روزہ بھی اسی طرح کہتا ہے، سر کی طرف سے آتا ہے تو قرآن اور وظیفہ بھی یہی جواب دیتا ہے، پیر کی طرف سے آتا ہے تو بھی ایسا ہی جواب پاتا ہے، جب ہر طرف سے عاجز ہو جاتا ہے اور دیکھتا ہے کہ عبادت نے ہر طرف سے اس کی حفاظت کی ہے تو واپس چلا جاتا ہے، پھر صبر تمام عبادات سے کہتا ہے (جو کہ خاموش تھا) اگر تم سب عاجز ہو جاتے تو میں تنہا اس کا ساتھ دیتا اور عذاب کو دفع کرتا، اب پل صراط اور میزان پر اپنا کام کروں گا۔ (۱)

= اوصدقة أخرجاه من ماله في صحته تلحقه بعد موته. (التذكرة فى احوال الموتىٰ وأموار الآخرة، ص:۷۵، باب مايتبع الميت إلى قبره وبعد موته ومايبقى معه فيه، ط: دار الحديث، قاهره)

(۱) واخرج ابو يعلى فى مسنده، ابن أبى الدنيا من طريق يزيد الرقاشى، عن أنس، عن تميم الدارى عن النبىّ ﷺ : ...... فإذا وضع فى قبره جاء ت الصلاة ، فكانت عن يمينه ، وجاء الصيام فكان عن يساره ، وجاء القرآن والذكر ، فكانا عند رأسه ، وجاء مشيه إلى الصلاة ، فكان عند رجليه ، وجاء الصبر فكان ناحية القبر ، ويبعث الله عنقًا ، من العذاب ، فيأتيه عن يمينه فتقول الصلاة : وراء ک ، و الله مازال دائبا عمره كله ، وإنّما استراح الآن ، حين وضع فى قبره ، قال : فيأتيه من يساره ، فيقول الصيام مثل ذلک ، فيأتيه من قبل رأسه ، فيقال له مثل ذلک ، فلايأتيه العذاب من ناحية ، فيلتمس هل يجد إليه مساغًا ، الا وجد ولي الله قد أحرزته الطاعة، =

قبر میں جھانکنا

’’قبر میں مت جھانکو‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں! (۱۴۲/۲)

قبر میں رقم رہ جائے

’’سامان رہ جائے‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں! (۲۱۸/۱)

قبر میں رکھتے وقت

قبر میں رکھتے وقت ’’ بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ‘‘ کہنا مستحب ہے۔(۱)

قبر میں سامان رہ جائے

’’سامان رہ جائے‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں! (۲۱۸/۱)

قبر میں مت جھانکو

روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ کے ساتھ تشریف

= فیخرج عنه العذاب عند مایری ، ويقول الصبر لسائر الأعمال : اما إنّه لم يمنعني ان أباشره أنا بنفسي الا أنّي نظرت ما عندكم ، فلو عجزتم ، كنت أنا صاحبه ، فأما إذا أجزأتم عنه ، فأنا ذخر له عن الصراط ، وذخر له عند الميزان الخ . (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور : (ص: ٨٠) بان من يحضر الميت من الملائكة وغيرهم ، ومايراه المحتضر ، ومايقال له ، وما يبشر به المؤمن وينذر به الكافر ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

(١)عن ابن عمر قال كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا أدخل الميت القبر قال :بسم الله وعلى ملة رسول الله .(ابن ماجه:ص: ١١١ ،ابواب الجنائز،باب ماجاء في إدخال الميت القبر، ط: قديمي)

ويستحب...... أن يقول واضعه:بسم الله ،وبالله ،وعلى ملة رسول الله صلى الله عليه وسلم' (الدرالمختار: ٢٣٥/٢ ، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: في دفن الميت، ط: سعيد)

(ويقول واضعه)ندبا في قبره كماأمر به النبي صلى الله عليه وسلم،وكان يقوله إذا أدخل الميت "باسم الله وعلى ملة رسول الله"(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي:ص:٦٠٨، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز،فصل: في حملها ودفنها،ط:قديمي)

لے گئے، جب اس پر نماز پڑھی تو ایک کپڑا منگا کر قبر پر پھیلا دیا، اور فرمایا کہ: قبر میں مت جھانکو، یہ امانت ہے، بعض مرتبہ اسے دوزخ لے جانے کا حکم ہوتا ہے، تو زنجیروں کی آواز آتی ہے۔

ایک روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قبر میں مت جھانکو، یہ ایک امانت ہے، ہوسکتا ہے کہ اس شخص کو وہ عذاب یا سزا دی جارہی ہو جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقرر کر رکھی ہے، اور کالا سانپ اس کی گردن میں پڑا ہوا نظر آئے، یا یہ حکم ہو کہ اسے دوزخ میں لے جایا جائے، اور زنجیروں کی آواز آئے۔

کالے سانپ انسان کے برے اعمال ہیں، جب کہ علماء نے لکھا ہے کہ ہر انسان کے لیے اس کا برا عمل بری صورت میں بنا دیا جائے گا، اور قیامت تک اسے عذاب دیا جاتا رہے گا۔(۱)

قبر میں میت کو اتارتے وقت

''میت کو قبر میں اتارتے وقت'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۳۴۵)

قبر ناپاک زمین میں بنانا

''ناپاک زمین میں قبر بنانا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۳۷۱)

قبر والوں کی جانب سے سبق

''تین قبریں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱/۲۱۶)

---

(۱) ابوھدبة ابراھیم بن ھدبة قال: حدثنا أنس بن مالک أن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم تبع جنازة فلما صلی علیها دعا بثوب فبسط علی القبر وھو یقول: لاتتطلعوا فی القبر فانها امانة فلعسی یحل القعدة فیری حیة سوداء متطوقة فی عنقه فإنها أمانة ولعله یؤمر به فتسمع صوت السلسلة، (التذکرة فی احوال الموتی وامور الآخرة، ص: ۲۳، باب بسط الثوب علی القبر عند الدف، ط: دار الحدیث القاھرة)

قبر والی جگہ مسجد میں شامل کرنا

☆......اگر مسجد کے قریب بوسیدہ قبریں ہیں اور اس جگہ کو مسجد میں شامل کرنا چاہتے ہیں تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر قبر والی جگہ مسجد کی ملک ہے، یا کسی نے مسجد میں دے دی ہے اور قبر بے نشان اور اتنی بوسیدہ ہوگئی ہے کہ مردے کے گل کر مٹی بن جانے کا یقین ہے تو ایسی جگہ کو مسجد میں شامل کرنا درست ہے، اور وہاں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس میں مردوں کی بے حرمتی بھی نہیں ہے، اور اگر قبرستان وقف ہے تو اس کا کوئی بھی حصہ مسجد میں شامل کرنا جائز نہیں۔

☆......اگر قبرستان استعمال میں نہیں ہے اور مردے دفن نہیں کیے جاتے اور آئندہ بھی دفن کیے جانے کی توقع نہیں ہے، اور قبرستان کی جگہ بے کار پڑی ہوئی ہے، تو ایسے قبرستان کو مسجد میں شامل کرنے کی اجازت ہے۔(۱)

---

(۱) وقال الزيلعي :ولو بلي الميت وصار ترابا جاز دفن غيره في قبره وزرعه والبناء عليه... اه.. قلت لكن في هذا مشقة عظيمة فالأولى اناطة الجواز بالبلا...... وإن بقي من عظامهم شيء تنبش وترفع الآثار وتتخذ مسجداً لما روى "أن مسجد النبي صلى الله عليه وسلم كان قبل مقبرة للمشركين فنبشت" (الشامية: ۲/ ۲۳۳، ۲۳۴، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: في دفن الميت، ط: سعيد)

فان قلت هل يجوز ان تبنى المساجد على قبور المسلمين؟قلت: قال ابن القاسم رحمه الله تعالى: لوأن مقبرة من مقابر المسلمين عفت فبنى قوم عليها مسجداً لم أر بذالك باسا وذالك لأن المقابر وقف من أوقاف المسلمين لدفن موتاهم لايجوز لأحد أن يملكها فإذا درست واستغنى عن الدفن فيها جاز صرفها الى المسجد لان المسجد ايضا وقف من اوقاف المسلمين لايجوز تمليكه لاحد فمعناها على هذا واحد.(عمدة القاري: ۳/ ۴۳۵، كتاب الصلاة، باب هل تنبش قبور مشركي الجاهلية ويتخذ مكانها مساجد؟ط: دارالفكر بيروت)

(شرح سنن ابى داود للعيني: ۲/ ۳۵۵، كتاب الصلاة،باب بناء المسجد، ط:مكتبة الرشد، رياض)

شرط الواقف كنص الشارع اى في المفهوم والدلالة (الدر مع الرد: ۴/ ۴۳۳، كتاب الوقف.فصل: يراعى شرط الواقف في اجارته،ط:سعيد)

(تبيين الحقائق: ۴/ ۲۶۹، كتاب الوقف،ط: دارالكتب العلمية)

(البحر الرائق: ۵/ ۴۱۱، كتاب الوقف،ط: رشيديه)

قبروں پر جانے سے منع کیوں کیا گیا تھا؟

اسلام کے شروع شروع میں جب تک کہ توحید پوری طرح عام مسلمانوں کے دلوں میں راسخ اور مضبوط نہیں ہوئی تھی، اور انہیں شرک، جاہلیت اور بت پرستی سے نکلے ہوئے تھوڑا ہی زمانہ ہوا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر جانے سے منع فرما دیا تھا کیونکہ اس سے ان لوگوں کے شرک اور قبر پرستی میں ملوث ہو جانے کا خطرہ تھا۔

پھر جب امت کا توحیدی مزاج پختہ ہو گیا اور ہر قسم کے جلی اور خفی شرک سے دلوں میں نفرت بھر گئی اور قبروں پر جانے سے شرک کے جراثیم پھر پیدا ہونے کا اندیشہ نہیں رہا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ اعلان کے ذریعے قبروں پر جانے کی اجازت دے دی۔ اور یہ بھی واضح فرمایا کہ یہ اجازت اس لیے دی جا رہی ہے کہ قبروں کی زیارت دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی یاد اور فکر دلوں میں پیدا ہونے کا ذریعہ ہے۔(۱)

---

(۱) وعن ابن مسعود أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: كنت نهيتكم عن زيارة القبور، فزوروها فإنها تزهد في الدنيا، وتذكر الآخرة، رواه ابن ماجه. (مشكاة المصابيح: ص:۱۵۴، كتاب الجنائز، بابُ زيارة القبور، الفصل الثالث، ط: رشيديه)

🗀 كان في أول الاسلام قد نهى عن زيارة القبور صيانة لجانب التوحيد وقطعاً لتعلق بالأموت وسداً لذريعة الشرك التي أصلها تعظيم القبور وعبادتها كماقال ابن عباس فلما تمكن التوحيد من قلوبهمّ واضمحل الشرك واستقر الدين أذن في زيارة يحصل بها مزيد الإيمان وتذكير ماخلق العبد له من دار البقاء فاذن حينئذ فيها فكان نهيه عنها للمصلحة وإذنه فيها للمصلحة. (حاشية ابن القيم على عون المعبود: ۹/۴۴، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، ط: دار الكتب العلمية)

🗀 ومعنى النهي عن زيارة القبور إنما كان في أول الاسلام عند قربهم بعبادة الأوثان واتخاذ القبور مساجد فلما استحكم الاسلام وقوى في قلوب الناس وآمنت عبادة القبور والصلاة إليها نسخ النهي عن زيارتها لأنها تذكر الآخره وتزهد في الدنيا. (عمدة القاري: ۸/۱۰۱، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، ط: دار الفكر)

🗀 كنت نهيتكم عن زيارة القبور) لحدثان عهدكم بالكفر وأما الآن حيث انمحت آثار الجاهلية واستحكم الاسلام وصرتم أهل يقين وتقوىٰ (فزوروا القبور فإنها تزهد في الدنيا وتذكر الآخرة)...... قال القاضي: الفاء متعلق بمحذوف أي نهيتكم عن زيارتها مباهاة بتكاثر الاموال =

قبروں پر جانے کی اجازت

''قبروں پر جانے سے منع کیوں کیا گیا تھا؟'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱۴۵/۲)

قبروں پر چلنا

قبرستان میں قبروں پر جوتوں کے ساتھ اور جوتوں کے بغیر دونوں صورتوں میں چلنا سخت مکروہ ہے۔ (۱)

قبروں پر راستہ بنانا

قبروں پر راستہ بنانا منع ہے، خواہ جوتا پہن کر ہوں یا ننگے پاؤں البتہ قبر سے بچ کر درمیانی جگہ میں جوتا پہن کر چلنا درست ہے۔ (۲)

= وفعل الجاهلية وأما الآن فقد جاء الاسلام وهدم قواعد الشرك فزوروها فإنها تورث رقة القلب وتذكر الموت والبلى. (فيض القدير للمناوى: ۳۳۱/۶، رقم الحديث: ۶۴۳۰، ط: دار الحديث قاهره)

زيارة القبور مستحبة للرجال...... وكان النهى ابتداء لقرب عهد بالجاهلية وفى الوقت الذى لم يكونوا يتورعون فيه عن هجر الكلام وفحشه فلما دخلوا فى الاسلام واطمأنوا به وعرفوا أحكامه أذن لهم الشارع بزيارتها. (فقه السنة: ۳۸۲/۱، الجنائز، الدفن، زيارة القبور، ط: دار ابن كثير)

(۱–۲) وقد ثبت فى الحديث "إن الميت يسمع قرع نعالهم إذا ولوا عنه مدبرين" وهو دال على جواز لبس النعال فى المقابر قال وقد ثبت حديث انس ان النبى صلى الله عليه وسلم صلى فى نعليه قال: فإذا جاز دخول المسجد بالنعل فالمقبرة أولى.

قال العسقلانى: ويحتمل أن يكون المراد بالنهى اكرام الميت كما ورد النهى عن الجلوس على القبر وليس ذكر السبتيتين للتخصيص بل اتفق ذالك، والنهى إنما هو للمشى على القبور بالنعال، والله اعلم بالحال، قلت: الظاهر أن المشى على القبور منهى بالنعال وبغيرها. (مرقاة المفاتيح: ۲۶۳/۸، كتاب اللباس، باب النعال، الفصل الاول، تحت حديث الاول، ط: رشيديه)

(فتح البارى: ۳۰۹/۱۰، كتاب اللباس، باب النعال السبتية، ط: قديمى)

ولا يكره المشى فى المقابر بالنعلين عندنا. (حاشية الطحطاوى على المراقى: ص: ۶۲۰، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: فى زيارة القبور، ط: قديمى)

لا بأس بالمشى بين القبور بالنعال. (اللباب فى الجمع بين السنة والكتاب: ۳۲۵/۱، كتاب الصلاة، باب لا بأس بالمشى بين القبور بالنعال، ط: المكتبة الحقانية) =

قبروں کو لوہے کے ہتھوڑے سے مارا جارہا ہے

"لوہے کے ہتھوڑے سے مارا جارہا ہے" عنوان کے تحت دیکھیں! (۲؍۲۳۴)

قبروں کی زمین قبروں کے لیے وقف نہ ہو

اگر قبروں کی زمین قبروں کے لیے وقف نہ ہو بلکہ کسی کی ملک ہو، یا دوسرے کام کے لیے وقف کردی گئی ہو، تو جب تک میت کے اجزاء باقی رہنے کا گمان غالب ہو تو قبروں پر تعمیر یا زراعت یا وہ کام کرنا جس کے لیے زمین وقف کی گئی ہے جائز نہیں ہے، ہاں اگر میت کے اجزاء باقی نہ رہنے کا گمان غالب ہو جائے تو قبروں پر تعمیر یا زراعت یا وہ کام کرنا جس کے لیے زمین وقف کی گئی ہے جائز ہے۔(۱)

= ذهب اكثر اهل العلم الى انه لاباس بالمشي في المقابر بالنعال. (فقه السنة، ۱/۳۶۹، كتاب الجنائز، الدفن، خلع النعال في المقابر، ط: دار ابن كثير)

عن جابر رضي الله عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن تجصص القبور وأن يكتب عليها وأن توطأ، (جامع الترمذي: ۱/۲۰۳، ابواب الجنائز، باب ماجاء في كراهية تجصيص القبور والكتابة عليها، ط: سعيد)

ويكره الجلوس على القبر ووطؤه (شامي: ۲/۲۴۵، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: سعيد)

(الهندية: ۱/۱۶۶، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في الدفن والنقل، ط: رشيديه)

(۱) يكره أن يبنى على القبر بيت أو قبة أو مدرسة أو مسجد أو حيطان تحدقه به.. كالحيشان ..إذا لم يقصد بها الزينه والتفاخر، وإلا كان ذالك حراما، وهذا إذا كانت الارض غير مسبلة ولا موقوفة، والمسبلة: هي الذى اعتاد الناس الدفن فيها، ولم يسبق لأحد ملكها، والموقوفة: هي ما وقفها مالك بصيغة الوقف..... أما المسبلة والموقوفة فيحرم فيها البناء مطلقا.....(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/۵۳۶، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، اتخاذ البناء على القبور، ط: دار الفكر)

شرط الواقف كنص الشارع أي في المفهوم. والدلالة. (الدر مع الرد: ۴/۴۳۳، كتاب الوقف، فصل: يراعى شرط الواقف في اجازته، ط: سعيد)

(تبيين الحقائق: ۴/۲۶۹، كتاب الوقف، ط: دار الكتب العلمية)=

قبروں کی زیارت کرنا

☆......عبرت حاصل کرنے اور آخرت کی یاد دلانے کے لیے قبروں کی زیارت کرنا مستحب ہے، ہر ہفتے میں کم سے کم ایک مرتبہ اور وہ بھی جمعہ کے دن ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

☆...... اگر عورت جوان نہیں، بلکہ بوڑھی ہے تو اس کے لیے بھی قبر کی زیارت کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ رنج وغم تازہ کرنے کے لیے زیارت نہ کرے، بلکہ عبرت اور برکت حاصل کرنے کی غرض سے ہو۔

☆...... جب قبرستان میں زیارت کے لیے جائے تو دعا بھی کرے، عبرت حاصل کرے اور میت کے لیے قرآن مجید کی تلاوت میں لگا رہے، تا کہ میت کو اس سے اجر اور ثواب ملتا رہے۔

☆......قبر کی زیارت شریعت کے احکام کے مطابق ہو، اس لیے قبر کا طواف کرنا، آستانہ یا چوکھٹ یا لکڑی یا قبر کو چومنا جائز نہیں ہے۔

= لو وضع بغير القبلة أوعلى شقه الايسر أوجعل رأسه في موضع رجليه أودفن بلاغسل وأهيل عليه التراب فإنه لاينبش.قال في البدائع:لأن النبش حرام حقا لله تعالىٰ.....وفي التبيين: ولو بلي الميت وصار تراباًجاز دفن غيره في قبره وزرعه والبناء عليه. (البحر الرائق: ۲/ ۹۱۵، كتاب الجنائز،فصل: السلطان احق بصلاته،ط:سعيد)

قوله: وحفر قبره....الخ)وقال الزيلعي:ولو بلي الميت وصار ترابا جاز دفن غيره في قبره وزرعه والبناء عليه،اه(وبعد صفحتين قال) قوله: ولاينبش ليوجه اليها)أي لو دفن مستدبراً لها وأهالوا التراب لاينبش،لان التوجه الى القبلة سنة والنبش حرام.(الشامية: ۲/ ۲۳۳،۲۳۶،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،مطلب: في دفن الميت،ط:سعيد)

ولو بلي الميت وصار ترابا جاز دفن غيره في قبره......ولاينبش وإن طال الزمان،(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي:ص: ۶۱۲،۶۱۳، كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز،فصل: في حملها ودفنها،ط:قديمي)

اسی طرح زیارت کے وقت مسنون دعاؤں کو پڑھنا چاہیے۔(۱)

(۱) وبزيارة القبور ولو للنساء...... ويقول: السلام عليكم دارقوم مؤمنين وإنا إن شاء الله بكم لاحقون ويقرأ يس، وفي الحديث: "من قرأ الإخلاص أحد عشر مرة ثم وهب أجرها للأموات أعطي من الأجر بعدد الأموات.

قوله: وبزيارة القبور) أي لابأس بها، بل تندب...... وتزار في كل أسبوع...... إلاأن الافضل يوم الجمعة والسبت والاثنين والخميس.

قوله: ولو للنساء) وقيل تحرم عليهن. والاصح أن الرخصة ثابتة لهن...... وقال الرملي: إن كان لتجديد الحزن والبكاء والندب على ماجرت به عادتهن فلاتجوز...... وإن كان للاعتبار والترحم من غير بكاء...... فلابأس به إذا كن عجائز، ويكره إذاكن شواب كحضور الجماعة في المساجد. اه (الدر مع الرد: ۲/ ۲۴۲، ۲۴۳، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في زيارة القبور، ط: سعيد)

ندب زيارتها...... للرجال والنساء) وقيل تحرم على النساء والاصح ان الرخصه ثابتة للرجال والنساء فتندب لهن ايضا (على الاصح) والسنة زيارتها قائماو الدعاء عندها قائما...... ويقول: السلام عليكم دارقوم مؤمنين وإنا إن شاء الله بكم لاحقون أسأل الله لي ولكم العافية. قوله: للرجال) ويقصدون بزيارتها وجه الله تعالىٰ وإصلاح القلب ونفع الميت بمايُتلى عنده من القرآن. ولايمس القبر، ولايقبله فإنه من عادة أهل الكتاب.

قوله: وقيل تحرم على النساء)...... وفي السراج وأماالنساء إذا أردن زيارة القبور إن كان ذالك لتجديد الحزن والبكاء والندب كما جرت به عادتهن فلاتجوز لهن الزيارة...... وإن كان للاعتبار والترحم والتبرك بزيارة قبور الصالحين من غيرما يخالف الشرع، فلابأس به إذاكن عجائز وكره ذالك للشابات كحضورهن في المساجد للجماعات.. اه(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۶۱۹، ۶۲۰، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: في زيارة القبور، ط: قديمي)

زيارة القبور مندوبة للإتعاظ وتذكرة الآخرة، وتتأكد يوم الجمعة ويوماً قبلها، ويوماً بعدها...... وينبغي للزائر الاشتغال بالدعاء والتضرع والاعتبار بالموتىٰ وقراءة القرآن للميت، فإن ذالك ينفع الميت على الاصح...... ولافرق في الزيارة بين كون المقابر قريبة أوبعيدة...... وكما تندب زيارة القبور للرجال تندب أيضا للنساء العجائز) اللاتي لايخشى منهن الفتنة...... وينبغي أن تكون الزيارة مطابقة لأحكام الشريعة، فلايطوف حول القبر ولايقبل حجراً ولاعتبة ولاخشباً، ولايطلب من المزور شيئاإلى غير ذالك. (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۴۰، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، خاتمة في زيارة القبور، ط: دارالفكر)

(حلبي كبير، ص: ۶۰۸، فصل في الجنائز، ط: سهيل اكيڈمی)

(عالمگيری: ۵/ ۳۵۰، كتاب الكراهية، الباب السادس عشر في زيارة القبور، ط: رشيديه)

قبروں کی زیارت کرو

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو قبر پر جانے سے روک دیا تھا، اچھا تو اب قبرستان جایا کرو، کیونکہ یہ دلوں کو نرم کر دیتا ہے، اور آنکھوں کو آنسوؤں سے بھر دیتا ہے، اور آخرت کی یاد دلاتا ہے، اور واہیات باتیں مت بکا کرو۔ (۱)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم قبروں پر جایا کرو تاکہ اس سے تم آخرت کی یاد حاصل کرسکو، اور دیکھو جنازوں کی نماز بھی پڑھا کرو، شاید اس سے کچھ رنج وغم تمہارے دل پر طاری ہو جائے (اور یہ رنج وغم طاری ہونا اس لئے اچھا ہے کہ) رنجیدہ اور غمگین شخص اللہ کے سایہ میں رہتا ہے اور ہر بھلائی کو تلاش کرتا ہے۔

قبروں کے درمیان نماز پڑھنا

''چاروں طرف قبریں ہوں'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۲۸۹)

قبر ہر روز کہتی ہے

قبر ہر روز کہتی ہے کہ میں غربت کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں عذاب کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں۔ (۲)

(۱) واخرج الحاكم ...... عن انس مرفوعًا : كنت نهيتكم عن زيارة القبور ، الا فزوروها ، فإنها ترق القلب ، وتدمع العين ، وتذكر الآخرة ، ولا تقولوا هجرًا ...... واخرج أيضًا عن أبى ذر ، قال قال لى رسول الله ﷺ : زُر القبور ، تذكر بها الآخرة ، واغسل الموتٰى ، وإن معالجة جسد خاو موعظة بليغة ، وصلّ على الجنائز ، لعل ذٰلك يحزنک ، فإن الحزين فى ظل اللّٰه يتعرض لكل خير . (شرح الصدور بشرح حال الموتٰى والقبور : (ص: ۳۷ ، ۳۸) باب مايعين على ذكر الموت ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

(۲) فاكثروا ذكرها ذم اللذات :الموت، فانه لم يات على القبر يوم إلا تكلم فيه، فيقول :أنا بيت =

قبریں تین

''تین قبریں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۶/۱)

قبریں قریب قریب ہونا رشتہ داروں کی

''رشتہ داروں کی قبریں قریب قریب ہونا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۳۸۳/۱)

قبلہ رخ میت کو دفن نہیں کیا

''میت کو قبلہ رخ دفن نہیں کیا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۳۴۶/۲)

قبلہ کی سمت بدل گئی

''سمت قبلہ بدل گئی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۲۹/۱)

قبلے کی طرف سے میت کو قبر میں اتار دیں

''میت کو قبلے کی طرف سے قبر میں اتار دیں'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۳۴۶/۲)

قبہ بنانا

انبیاء کرام کے علاوہ کسی اور کی قبر پر قبہ بنانا جائز نہیں ہے۔ (۱)

= الغربة وأنا بيت الوحدة وأنا بيت التراب وأنا بيت الدود.... الحديث. (التذكرة في احوال الموتى وامور الآخرة، ص: ۸۴، باب ماجاء في كلام القبر كل يوم وكلامه للعبد اذا وضع فيه، ط: دار الحديث قاهره)

(مشكاة المصابيح: ص: ۴۵۷، كتاب الرقاق، باب البكاء والخوف، الفصل الثاني، ط: قديمي)

(فيض القدير للمناوی: ۴۹۱/۲، رقم الحديث: ۱۵۹۸، ط: دار الحديث القاهره)

(۱) (کفایت المفتی: ۵۶/۴، کتاب الجنائز، فصل چہارم، قبر و دفن، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگوں کی قبور کا پختہ ہونے پر اشکال، ط: دار الاشاعت)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۲۶۸/۵، کتاب الجنائز، فصل سادس: قبر دفن اور ان کے متعلقات، عنوان: مزارات و قبے بنانا، اور اندرون مکان دفن کرنا کیسا ہے؟ ط: دار الاشاعت)

ولا يجصص به قالت الثلاثة لقول جابر رضي الله عنه: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تجصيص القبور، وإن يكتب عليها وإن يبنى عليها" رواه مسلم وابو داود والترمذی =

قرآن پڑھایا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی کو کچھ قرآن شریف پڑھایا یا کوئی مسئلہ بتایا تو اللہ تعالیٰ اس کے ثواب کو قیامت تک بڑھاتا ہے (ا) یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے مثل ہو جائے۔

قرآن پورا یاد نہ ہو

اگر کسی شخص کو پورا قرآن یاد نہ ہو، مثلاً: صرف دس پارے یاد ہوں، اور وہ ان کو تین مرتبہ پڑھے تو اس صورت میں پورے قرآن کریم کا ثواب حاصل نہیں ہوگا۔ البتہ دس پاروں کا تین گونہ ثواب حاصل ہوگا۔

اگر پورا قرآن کریم ختم کرنا ممکن نہ ہو تو یہ ہی بہتر ہے کہ دس پاروں کو بار بار پڑھ کر ثواب پہنچا دے۔ میت کو ثواب پہنچ جائے گا۔ (۲)

= وصححه وزاد: وأن توطأ (حاشية الطحطاوی علی المراقی: ص: ۶۱۱، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: فی حملها ودفنها، ط: قدیمی)

(شرح النووی علی صحیح المسلم: ۱/۳۱۲، کتاب الجنائز، فصل: فی النهی عن تجصیص القبورؓ، ط: قدیمی)

(مرقاة المفاتیح: ۴/۱۷۷، ۱۷۸، کتاب الجنائز، باب دفن المیت، الفصل الاول، ط: رشیدیه)

(۱) وأخرج ابن عساکر، من حدیث أبی سعید الخدری مرفوعًا: من علم آية من کتاب اللہ عزّ وجلّ، أو بابًا من علم، انمی اللہ اجره إلی یوم القیامة. (شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور: (ص: ۳۷۴) باب ماینفع المیت فی قبره، ط: المکتبة التوفیقیة، مصر)

(۲) ویقرأ من القرآن ماتیسر له من الفاتحة وأول البقرة إلی المفلحون وآية الکرسی وآمن الرسول وسورة یس...... ثم یقول: اللهم أوصل ثواب ماقرأناه إلی فلان أو إلیهم. (الشامیة: ۲/ ۲۴۳، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی القراءة للمیت وإهداء ثوابها له، ط: سعید)

قال النووی: فی شرح المهذب یستحب لزائر القبور أن یقرأ ماتیسر من القرآن ویدعو لهم عقبها نص علیه الشافعی واتفق علیه الاصحاب وزاد فی موضع آخر: وإن ختموا القرآن علی القبر کان أفضل. (مرقاة المفاتیح: ۴/۱۷۴، کتاب الجنائز، باب دفن المیت، الفصل الثالث، ط: رشیدیه)=

قرآن شریف چارپائی پر رکھ کر قبرستان تک لے جانا

میت کے ساتھ قرآن شریف اس کی چارپائی پر رکھ کر قبرستان تک لے جانا سنت کے خلاف ہے، درست نہیں ہے، اس کو ترک کرنا لازم ہے، کیونکہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور ائمۂ مجتہدین سے ثابت نہیں ہے، ساتھ ساتھ قرآن مجید کی بے حرمتی بھی ہے۔(۱)

= يستحب أن يقرؤوا عنده شيئا من القرآن، قالوا: فإن ختموا القرآن كله كان حسنا، (الاذكار للنووي: ص: ۲۱۶، رقم الحديث: ۴۱۹، كتاب أذكار المرض والموت، باب مايقوله بعد الدفن، ط: دار ابن كثير)

(فتاوی دار العلوم دیوبند: ۲۹۲/۵، کتاب الجنائز، آٹھویں فصل: زیارۃ قبور اور ایصال ثواب، عنوان: ثلث قرآن پڑھ کر ایصال ثواب کرنے سے پورے قرآن کا ثواب ہوگا یا نہیں؟ ط: دار الاشاعت)

(۱) وأما أهل السنة والجماعة فيقولون كل فعل وقول لم يثبت عن الصحابة رضى الله عنهم :هو بدعة،لأنه لو كان خيرا لسبقونا إليه،لأنهم لم يتركوا خصلة من خصال الخير إلا وقد بادروا إليها.(تفسير ابن كثير: ۵/۲۶۷ ،سورة الاحقاف، آيت: ۱۱ ،ط:مكتبه رشيديه)

عن عائشة رضى الله عنها،قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم:من أحدث في أمرنا هذا ماليس منه فهو رد.(صحيح البخارى: ۱/۳۷۱، كتاب الصلح،باب اصطلحوا على صلح جور فهو مردود،ط:قديمى)

من أصر على أمر مندوب وجعله عزما ولم يعمل بالرخصة ،فقد أصاب منه الشيطان من الاضلال فيكف من أصر على بدعة أو منكر.(مرقاة المفاتيح: ۳/۲۶، كتاب الصلاة،باب الدعاء في التشهد،رقم الحديث: ۹۴۶ ،ط: رشيديه)

الاصرار على المندوب يبلغه الى حد الكراهة ،فكيف اصرار البدعة التي لا اصل لها في الشرع.(السعاية: ۲/۲۶۵ ، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة،قبيل فصل:في القراءة،ط:سهيل اكيڈمی)

وفي الرد:بأنها أي:البدعة ما أحدث على خلاف الحق الملتقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من علم أو عمل أو حال او بنوع شبهة او استحسان وجعل دينا قويما وصراطا مستقيما. (الشامية: ۱/۵۶۰، ۵۶۱، كتاب الصلاة،باب الامامة،ط:سعيد)

قرآن کریم قبر میں رکھنا

قرآن کریم قبر میں رکھنا جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ اس میں نجاست کے ساتھ ملوث ہونے کا خطرہ ہے، اور یہ جائز نہیں ہے۔ (۱)

قربانی بہتر ہے یا صدقہ کرنا

قربانی کے دنوں میں پیسہ وغیرہ صدقہ کرنے سے قربانی کرنا اور اس کا ثواب میت کو پہنچانا افضل ہے۔ کیوں کہ صدقہ وخیرات میں صرف مال ادا کرنا ہے۔ اور قربانی میں مال اور جانور کی جان دونوں قربان کرنا ہوتا ہے۔ (۲)

نیز یہ کہ صدقہ خیرات کے لیے کوئی دن اور تاریخ مقرر نہیں ہے۔ قربانی کے لیے دن تاریخ مقرر ہیں۔ مقررہ دن گزرنے کے بعد قربانی کا موقع نہیں ملے گا۔ لیکن صدقہ خیرات کرنے کا موقع ہمیشہ ملے گا، اس لیے قربانی کے ایام میں قربانی کرنا اور اس کا ثواب میت کو پہنچانا زیادہ بہتر ہے۔ (۳)

---

(۱) وقد أفتى ابن الصلاح بأنه لايجوز أن يكتب على الكفن يس والكهف ونحوهما خوفا من صديد الميت. (الشامية: ۲/۲۴۶، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فيمايكتب على كفن الميت، ط: سعيد)

(فتح القدير: ۱/۱۹۶، كتاب الطهارة، باب الحيض والاستحاضة، ط: دارالفكر)

نفع المفتى والسائل، ص: ۴۰۳، مايتعلق بتعظيم اسم الله، الخ، ط: دارابن حزم)

(۲) شراء الاضحية بعشرة أولىٰ من ان يتصدق بالف لأن القربة التى تحصل باراقة الدم لاتحصل بالصدقة. (خلاصة الفتاوىٰ، ۴/۳۲۰، كتاب الأضحية، ط: امجد اکیڈمی)

(الجوهرة النيرة؛ ۲/۲۸۱، كتاب الأضحية، ط: قديمى)

(الهندية: ۵/۳۲۰، كتاب الأضحية، الباب الخامس فى بيان محل اقامة الواجب، ط: رشیدیه)

(۳) (خطبات حکیم الاسلام: ۲/۴۴۶، سنت حضرت خلیل، کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

قربانی رہ گئی

اگر کسی پر قربانی واجب تھی، اور زندگی میں ادا نہیں کی تو اس کے فدیہ کے طور پر ایک بکرے یا ایک حصے کی قیمت کا صدقہ ادا کرنا ہوگا، ورنہ میت بری الذمہ نہیں ہوگا۔(۱)

قربانی کرنا میت کی طرف سے

☆......میت کی طرف سے اور میت کے لیے قربانی کرنا جائز ہے اور ثواب کا کام ہے۔ اور اس کی چند صورتیں ہیں:

۱- میت نے وصیت کی ہے کہ میرے مال میں سے میری طرف سے قربانی کر دینا اور وصیت کے مطابق اس کے مال میں سے قربانی کرے تو جائز ہے، مگر اس قربانی کا تمام گوشت وغیرہ مستحق لوگوں کو صدقہ کر دینا واجب ہے۔ مال داروں کے لیے اس قسم کی قربانی کا گوشت لینا اور کھانا جائز نہیں ہے۔

۲- میت نے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو، اس کے عزیز و اقارب یا دوست احباب وغیرہ اپنے پیسوں سے نفلی قربانی کر دیں، تو یہ درست ہے۔ اور میت کو ثواب ملے گا اور اس کا گوشت امیر و غریب سب کھا سکتے ہیں۔

۳- اپنے مال اور نام سے نفل قربانی کر کے اس کا ثواب ایک یا ایک سے

---

(۱) ولو كان موسرا في أيام النحر فلم يضح حتى...... بعد مضى أيام النحر لم يسقط التصدق بقيمة الشاة حتى يلزمه الايصاء به. (الهندية: ۲۹۷/۵، كتاب الأضحية، الباب الرابع فيما يتعلق بالمكان والزمان، ط: رشيديه)

وإن لم يوجب ولم يشتر وهو موسر وقد مضت أيامها تصدق بقيمة شاة تجزى للأضحية. (الشامية: ۳۲۱/۶، كتاب الاضحية، ط: سعيد)

(بدائع الصنائع: ۶۸/۵، كتاب التضحية، فصل: وأما كيفية الوجوب، ط: [illegible])

زائد میتوں کو بخش دے تو بھی درست ہے۔ اور اس کا گوشت بھی امیر و غریب سب کھا سکتے ہیں۔ (۱)

قرض

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کی روح اس کے قرض میں مقید ہے، جب کوئی مومن مرا اور اس کے ذمہ قرض تھا اور وارثوں نے اس کا قرض ادا نہیں کیا تو اس کی روح جنت میں نہیں جائے گی، جب تک کہ اس کا قرض ادا نہیں کیا جائے گا۔ (۲)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ آیا تا کہ آپ اس کی نماز پڑھائیں، آپ نے پوچھا کیا اس پر کسی

---

(۱) قوله عن الميت، أى لو ضحى عن ميت وارثه بأمره ألزمه بالتصدق بها وعدم الاكل منها، وان تبرع بها عنه له الاكل، لانه يقع على ملك الذابح والثواب للميت، (الشامية: ۳۳۵/۶، ۳۲۷، كتاب الاضحية، قبيل كتاب الحظر والاباحة، ط: سعيد)

🗀 فرع: من ضحى عن الميت يصنع كما يصنع فى أضحية نفسه من التصدق والاكل والاجر للميت والملك للذابح قال الصدر: والمختار أنه إن بأمر الميت لايأكل منها وإلا يأكل. بزازيه. (الشامية: ۳۲۶/۶، كتاب الاضحية، ط: سعيد)

🗀 (بزازيه على هامش الهنديه: ۲۹۵/۶، كتاب الأضحية، السابع فى التضحية عن الغير، ط: رشيديه)

🗀 (الخانية على هامش الهندية: ۳۹۵/۳، كتاب الاضحية، فصل فيما يجوز فى الضحايا ومالايجوز، ط: رشيديه)

(۲) أخرج الترمذى وابن ماجه والبيهقى عن أبى هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يقضى عنه.

قال العلماء: معلقة: أى محبوسة عن مقامها الكريم. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۳۲۸) باب مايحبس الروح عن مقامها الكريم، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

کا قرض ہے، لوگوں نے کہا: ہاں، آپ نے فرمایا: اس کی روح قرض کی قید میں ہے، آسمان تک نہیں جا سکتی، میری نماز سے اس کو فائدہ نہیں پہنچے گا، البتہ اگر کوئی اس کے قرض ادا کرنے کا ذمہ دار بنے تو میں نماز پڑھوں گا اور میری نماز اس کو نفع دے گی۔(۱)

☆ کتاب "من عاش بعد الموت" میں شیبان بن حسن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میرے باپ اور عبد الواحد جہاد کے واسطے گھر سے روانہ ہوئے راستے میں ایک کنواں ملا جو چوڑا اور بہت گہرا تھا، اس میں سے بھنبھناہٹ کی آواز آئی، چنانچہ ہم میں سے ایک آدمی کنویں میں اترا، دیکھا کہ ایک شخص پانی کے اوپر تختہ پر بیٹھا ہے، انہوں نے پوچھا تو کون ہے؟ جن ہے یا انسان؟ کہا: میں انسان ہوں، پھر پوچھا تو یہاں کیوں بیٹھا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں شہر انطاکیہ کا رہنے والا ہوں، میں دنیا سے انتقال کر چکا ہوں، مجھ پر قرض ہے، اس کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو قید کیا ہے، میرے لڑکے انطاکیہ میں ہیں، انہوں نے مجھ کو اپنے دل سے بھلا دیا، اور میرا قرض ادا نہ کیا، یہ سن کر وہ آدمی کنویں سے نکلا، اور اپنے ساتھی سے کہا کہ چلو پہلے اس کا قرض ادا کریں، اس کے بعد جہاد کریں گے، غرض کہ وہ دونوں آدمی انطاکیہ کی طرف گئے، اور قرض ادا کر کے لوٹے جب اس کنویں کے پاس آئے تو نہ کنواں دیکھا اور نہ کنویں کا کوئی نشان پایا، رات کو یہاں سو رہے، خواب میں وہ آیا اور کہنے لگا، اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو نیک بدلہ دے کہ تم نے میرا قرض ادا کیا، اب اللہ تعالیٰ نے مجھ کو جنت میں جگہ دی، اور اجازت دی کہ میں جہاں

(۱) وأخرج الطبرانی، عن أنس قال: كنا عند النبیّ ﷺ فأتی برجل یصلی علیه، فقال: هل علی صاحبكم دین؟ قالوا: نعم قال: فما ینفعكم ان أصلی علی رجل روحه مرتهن فی قبره، ولایصعد روحه إلی السماء؟ فلو ضمن رجل دینه قمت فصلیت علیه، فإنّ صلاتی تنفعه. (شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور: (ص: ۳۲۸) باب مایحبس الروح عن مقامها الكریم، ط: المكتبة التوفیقیة، مصر)

چاہوں سیر کروں۔(۱)

قرض ادا کرنے سے عذاب ختم ہو جائے گا

قرض ادا نہ کرنے کی وجہ سے میت عذاب میں مبتلا رہتا ہے، اگر ورثاء میت کا قرضہ ادا کردیں گے تو ان شاء اللہ عذاب ختم ہو جائے گا، جہاں تک ممکن ہو میت کے قرضہ کے جلد از جلد ادا کر دینا چاہیے، کیونکہ احادیث میں قرض کے بارے میں سخت وعید وارد ہوئی ہے۔(۲)

(۱) وأخرج ابن أبي الدنيا في كتاب " من عاش بعد الموت " عن شيبان بن حسن ، قال : خرج أبي و عبد الواحد بن زيد إلى الغزو ، فهجموا على ركية (البئر) واسعة عميقة ، فإذا بهمهمة (الكلام الخفي) فيها ، فدخل أحدهما الركية ، فإذا هو برجل على ألواح جالس ، وتحته الماء ، فقال : أ جني أم إنسي ؟ قال : بل إنسي ، قال ما أنت ؟ قال : أنا رجل من أهل إنطاكية ، وإنّي متُّ ، فحبسني ربّي هنا بدين عليّ ، وإن ولدي بأنطاكية ما يذكرونني ولا يقضون عني ، فخرج الّذي كان في الركية ، فقال لصاحبه : غزوة بعد غزوة ، امشوا حتى يقضي عنه دينه فذهبوا ، حتى قضوا ذلك الدين ثم رجعوا إلى موضع الركية ، فلم يروا ركية ولا شيئًا ، فامسوا و باتوا هناك ، فإذا الرجل قد أتاهم في منامهم ، فقال لهم :جزاكم اللّٰه عنّي خيرًا ، فإنّ ربّي حولني إلى موضع كذا و كذا من الجنة حيث قضي عني ديني . (شرح الصدور بشرح حال الموتٰى والقبور : (ص: ۳۳۰) باب مايهبس الروح عن مقامها الكريم ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

(۲) عن سعد بن الأطول قال: مات أخي وترك ثلث مائة دينار وترك ولداً صغارا،فأردت أن أنفق عليهم فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم:إن أخاك محبوس بدينه،فاقض عنه، قال: فذهبت فقضيت عنه، ثم جئت ،فقلت: يارسول الله! قد قضيت عنه ولم تبق إلا امرأة تدعي دينارين، وليست لها بينة؟قال صلى الله عليه وسلم: أعطها ،فإنها صادقة،رواه احمد(مشكاة المصابيح: ص: ۲۵۳، كتاب البيوع، باب الإفلاس والأنظار،الفصل الثالث)

(مسند احمد:۴/۱۳۶ ،رقم الحديث:۱۶۷۷۶ ،في حديث سعد بن الاطول رضي الله عنه، ط: داراحياء التراث العربي)

(السنن الكبرى للبيهقي:۱۰/ ۱۴۲، كتاب آداب القاضي،باب من قال للقاضي أن يقضي بعلمه، ط: اداره تاليفات اشرفيه)

عن ابي هريرة رضي الله عنه قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يُقضىٰ عنه. (مشكاة المصابيح :ص:۲۵۳، كتاب البيوع،باب الإفلاس والانظار، الفصل الثاني، ط: قديمي)=

قرض اور اللہ کے حق میں فرق ہے

''قرضوں قرضوں میں فرق ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱۶۲/۲)

قرض کی اہمیت

☆......میت کی تجہیز و تکفین اور تدفین کے اخراجات ادا کرنے کے بعد سب سے اہم کام لوگوں کا قرضہ ادا کرنا ہے، جو میت کے ذمہ رہ گئے ہیں، اگر میت نے بیوی کا مہر ادا نہیں کیا تھا، تو وہ قرض ہے، وراثت کی تقسیم سے پہلے اس کو ادا کرنا لازم ہے۔

☆......تجہیز و تکفین کے بعد جو ترکہ بچے گا اس میں سے سب سے پہلے میت کے تمام قرضے ادا کرنا فرض ہے، چاہے میت نے قرضے ادا کرنے کی وصیت کی ہو یا نہ کی ہو، اور چاہے اس کا یہ باقی ماندہ سارا ترکہ قرضوں ہی کی ادائیگی میں ختم ہو جائے۔

☆......اگر قرضوں کی ادائیگی کے بعد کچھ ترکہ بچا تو پھر وہ میت کی وصیت میں بھی شرعی قاعدے کے مطابق خرچ کیا جائے گا، اور وارثوں کو بھی ان کا حصہ ملے گا، کیونکہ شریعت میں قرضوں کی ادائیگی وصیت اور میراث پر بہر حال مقدم ہے۔(۱)

= وعنه (أی ابی هريرة) أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال مطل الغنی ظلم) أی تاخيره أداء الدين من وقت الى وقت (ظلم) فإن المطل منع أداء مااستحق أداء ه وهو حرام من المتمكن.
(مرقاة المفاتيح: ۱۰۷/۷، كتاب البيوع، باب الافلاس والانظار، الفصل الثانی، ط: رشيديه)

(۱) (ثم) تقدم (ديونه التی لها مطالب من جهة العباد) ويقدم دين الصحة على دين المرض إن جهل سببه وإلا فسيّان كما بسطه السيد، وأما دين الله تعالىٰ فإن أوصى به وجب تنفيذه من ثلث الباقی وإلا لا (ثم) تقدم (وصيته) ولو مطلقة على الصحيح خلافا لما اختاره فی الاختيار (من ثلث مابقی) بعد تجهيزه وديونه......
(ثم) رابعاً بل خامساً (يقسم الباقی) بعد ذالک (بين ورثته) الذی ثبت إرثهم بالكتاب أو السنة...... الخ
قوله: ثم تقدمت وصيته) أی على القسمة بين الورثة، قال الزيلعی: ثم هذا ليس بتقديم على الورثة فی المعنىٰ، بل هو شريک لهم حتى إذا سلم له شیء سلم للورثة ضعفه أو اكثر ولابد من ذالک، وهذا ليس بتقديم فی الحقيقة، بخلاف التجهيز والدين فإن الورثة والموصىٰ له لاياخذون إلا مافضل عنهما، اه (الدر مع الرد: ۷۶۰/۶، ۷۶۱، كتاب الفرائض، ط: سعيد)

(تبيين الحقائق: ۲۳۰/۶، كتاب الفرائض، ط: امداديه ملتان)

(الهندية: ۴۴۷/۶، كتاب الفرائض، الباب الاول فی تعريفها ومايتعلق بالتركة، ط: رشيديه)

☆...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض کے متعلق نہایت تاکید اور تنبیہ فرمائی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب جنازہ کی نماز کے لیے ایسی میت کو لایا جاتا جو مقروض ہوتا، تو دریافت فرماتے کہ کیا اس نے اپنا قرض ادا کرنے کے لیے مال چھوڑا ہے؟ اگر بتایا جاتا کہ اس نے اتنا مال چھوڑا ہے کہ قرض ادا کرنے کے لیے کافی ہے، تو اس پر جنازہ کی نماز پڑھتے، ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے فرما دیتے تھے کہ اس پر تم نماز پڑھو۔(۱)

حالانکہ ان لوگوں کا قرض بھی کچھ حد سے زیادہ نہ ہوتا تھا، اور وہ حضرات ضرورت ہی میں قرض لیتے تھے، پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر سختی فرماتے تھے۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ بعد میں جب اللہ تعالیٰ نے فتوحات دیں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقروضوں کے متعلق دریافت فرماتے، اگر وہ مال چھوڑتا، یا اس کے کوئی وارث اس کے قرض کی ذمہ داری لیتا تو نماز پڑھاتے، اور اگر کوئی ذمہ داری نہ لیتا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی طرف سے اس مقروض کا قرض ادا کر کے نماز ادا فرماتے۔(۲)

---

(۱) عن ابی هريرة رضی الله تعالىٰ عنه،ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ،كان يوتى بالرجل الميت عليه الدين فيسأل :هل ترك لدينه من قضاء؟فإن حدث أنه ترك وفاءً صلى عليه وإلا قال صلى الله عليه وسلم:صلوا على صاحبكم.....الحديث.(الصحيح لمسلم:۲/۳۵،كتاب الفرائض،فصل: فی أداء الدين قبل الوصية والارث...الخ،ط:قديمی)

(الصحيح للبخاری: ۱/۳۰۸،كتاب الكفالة،قبيل كتاب الوكالة،ط:قديمی)

(جامع الترمذی: ۱/۲۰۵،ابواب الجنائز،باب ماجاء فی الصلاة على المديون،ط:سعيد)

(۲) عن عثمان ابن عبدالله بن موهب سمعت عبدالله بن ابی قتاده يحدث عن ابيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أتى برجل من الانصار ليصلى عليه،فقال النبی صلى الله عليه وسلم :صلوا على صاحبكم،فإن عليه دينا، قال: ابوقتادة هو علی، قال النبی صلى الله عليه وسلم:بالوفاء قال: بالوفاء فصلى عليه.=

☆...... موجودہ دور میں فضول رسموں اور بے جا خرچوں کے واسطے لوگ بڑے بڑے قرضے لے لیتے ہیں اور ادا کیے بغیر مرجاتے ہیں اور وارث بھی کچھ فکر نہیں کرتے۔

حدیث شریف میں ہے کہ مومن کا جب تک قرض ادا نہ کردیا جائے اس کی روح کو ثواب یا جنت میں داخلے سے روک دیا جاتا ہے۔(۱)

اور حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ شہید کے تمام گناہ معاف کردیے جاتے ہیں،

= عن ابی ھریرۃ :أن رسول الله صلی الله علیه وسلم:کان إذاتوفی المؤمن وعلیه دین فیسأل:ھل ترک لدینه من قضاء فإن قالوا:نعم‌صلی علیه، وإن قالوا:لا،قال:صلوا علی صاحبکم فلما فتح الله عزوجل علی رسوله صلی الله علیه وسلم قال:أناأولی بالمؤمنین من أنفسھم فمن توفی وعلیه دین فعلیّ قضائه ومن ترک مالاً فھو لورثته.(سنن النسائی: ۲۷۸/۱، ۲۷۹،کتاب الجنائز، الصلاۃ علی من علیه دین،ط:قدیمی)

(جامع الترمذی: ۲۰۵/۱،ابواب الجنائز،باب ماجاء فی المدیون،ط:سعید)

(مشکاۃ المصابیح:ص: ۲۵۲،کتاب البیوع،باب الافلاس والانظار،الفصل الاول، ط: قدیمی)

(۱) عن ابی ھریرۃ رضی الله عنه قال:قال رسول الله صلی الله علیه وسلم:نفس المؤمن معلقة بدینه حتی یُقضیٰ عنه. (مشکاۃ المصابیح:ص:۲۵۳،کتاب البیوع،باب الإفلاس والانظار، الفصل الثانی،ط:قدیمی)

عن سعد بن الأطول قال: مات أخی وترک ثلث مائة دینار وترک ولداً صغارا،فأردت أن انفق علیھم فقال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم:إن أخاک محبوس بدینه،فاقض عنه، قال: فذھبت فقضیت عنه، ثم جئت ،فقلت: یارسول الله! قد قضیت عنه ولم تبق إلا امرأۃ تدعی دینارین، ولیست لھا بینة؟قال صلی الله علیه وسلم: أعطھا ،فإنھا صادقة.(مشکاۃ المصابیح: ص:۲۵۳،کتاب البیوع، باب الإفلاس والأنظار،الفصل الثالث)

(مسند احمد:۱۳۶/۴،رقم الحدیث:۱۶۷۷۶،فی حدیث سعد بن الاطول رضی الله عنه، ط:داراحیاء التراث العربی)

(السنن الکبری للبیھقی: ۱۴۲/۱۰،کتاب آداب القاضی،باب من قال للقاضی أن یقضی بعلمه،ط:اداره تالیفات اشرفیه)

مگر قرض معاف نہیں ہوتا۔(۱)

قرضوں قرضوں میں فرق ہے

☆...... بندہ اور اللہ کے قرضوں اور حقوق میں تین فرق ہیں:

۱-ایک یہ کہ بندوں کے قرضوں کو ادا کرنا میت کی وصیت پر موقوف نہیں ہے اور اللہ کے حقوق کا ادا کرنا میت کی وصیت پر موقوف ہے، وصیت نہ کرے تو ان کا ادا کرنا وارثوں پر لازم نہیں ہے۔

۲-دوسرا فرق یہ ہے کہ بندوں کا قرض ادا کرنے میں کوئی حد نہیں ہے، تجہیز و تکفین کے بعد سارا ترکہ بھی اس میں خرچ ہو جائے تو خرچ کر کے قرض ادا کرنا فرض ہے، اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کو بندوں کے تمام قرضے ادا کرنے کے بعد جو ترکہ بچے اس کے صرف ایک تہائی سے ادا کرنا فرض ہے، تہائی سے زیادہ خرچ کرنا وارثوں پر لازم نہیں ہے۔

۳-تیسرا فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنا اسی صورت میں فرض ہے جب کہ بندوں کے تمام قرضے ادا ہو چکے ہوں۔(۲)

(۱) عن عبدالله بن عمرو أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: يغفر للشهيد كل ذنب إلا الدين. رواه مسلم. (مشكاة المصابيح: ص: ۲۵۲، كتاب البيوع، باب الافلاس والانظار، الفصل الاول، ط: قديمى)

(الصحيح لمسلم: ۱۳۵/۲، كتاب الامارة، باب من قتل فى سبيل الله كفرت خطاياه الاالدين، ط: قديمى)

(كنزالعمال: ۳۹۹/۴، رقم الحديث: ۱۱۱۱۰، الباب الخامس فى الشهادة الحقيقية والحكمية، الفصل الاول، ط: اداره تاليفات اشرفيه)

(۲) وفى البحر: والمراددين له مطالب من جهة العباد، لادين الزكاة والكفارات ونحوها، لأن هذه الديون تسقط بالموت، فلايلزم الورثة أدؤها إلا إذااوصى بها.... (ثم وصيته) أى: تنفذ وصيته من ثلث مابقى بعد التجهيز والدين لماتلونا، وفى أكثر .. الثلث لايجوز إلاباجازة الورثة..... ثم هذاليس بتقديم على الورثة فى المعنى، بل هو شريك لهم حتى إذاسلم له شيء سلم للورثة =

☆...... ایک شخص نے آکر عرض کیا: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے بھائی کا انتقال ہوگیا ہے، اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گیا ہے، کیا میں ان پر مال خرچ کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا بھائی قرض کی وجہ سے مقید ہے (جیل میں ہے) پہلے قرض ادا کرو۔(۱)

قرض ہو لیکن ترکہ چھوڑ کر مرا ہو

اگر کسی پر قرض ہو، اور اس نے انتقال کے وقت اپنے پیچھے اتنا ترکہ چھوڑا ہو جس سے اس کا قرض ادا ہو سکتا ہو، یا ایسے ورثاء چھوڑے ہوں جو قرض ادا کرنے پر راضی ہوں، تو ایسا آدمی حکم کے اعتبار سے مقروض مرنے والا نہیں

= ضعفه أو اكثر ولابد من ذالک بخلاف التجهيز والدين فإن الموصى لهم لايأخذون إلا مافضل منهما. (البحر الرائق: ۵۵۸/۸، کتاب الفرائض، ط: سعید)

🗀 (ثم) تقدم (ديونه التي لها مطالب من جهة العباد) ...... (ثم) تقدم (وصيته) ...... (من ثلث مابقي) بعد تجهيزه وديونه..... (ثم) (يقسم الباقي) بعد ذالک (بين ورثته)

قوله: ثم تقدمت وصيته) أي على القسمة بين الورثة، قال الزيلعي: ثم هذا ليس بتقديم على الورثة في المعنىٰ، بل هو شريک لهم حتى إذا سلم له شيء سلم للورثة ضعفه أو اكثر ولابد من ذالک، وهذا ليس بتقديم في الحقيقة، بخلاف التجهيز والدين فإن الورثة والموصىٰ له لاياخذون إلا مافضل عنهما، اه (الدر مع الرد: ۷۶۰/۶، ۷۶۱، کتاب الفرائج، ط: سعید)

🗀 (تبيين الحقائق: ۲۳۰/۶، کتاب الفرائض، ط: امدادیه ملتان)

(۱) عن سعد بن الأطول قال: مات أخي وترک ثلث مائة دينار وترک ولداً صغارا، فأردت أن أنفق عليهم فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن أخاک محبوس بدينه، فاقض عنه، قال: فذهبت فقضيت عنه، ثم جئت، فقلت: يارسول الله! قد قضيت عنه ولم تبق إلا امرأة تدعي دينارين، وليست لها بينة؟ قال صلى الله عليه وسلم: أعطها، فإنها صادقة. (مشكاة المصابيح: ص: ۲۵۳، کتاب البيوع، باب الإفلاس والأنظار، الفصل الثالث)

🗀 (مسند احمد: ۱۳۶/۴، رقم الحديث: ۱۶۷۷۶، في حديث سعد بن الاطول رضي الله عنه، ط: داراحیاء التراث العربي)

🗀 (السنن الكبرى للبيهقي: ۱۴۲/۱۰، کتاب آداب القاضي، باب من قال للقاضي أن يقضي بعلمه، ط: اداره تالیفات اشرفیه)

ہے، (۱) خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وفات کے وقت کچھ قرض تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر کی ضروریات کے لیے بیس صاع ''جو'' خریدے تھے۔ (۲) اور زرہ رہن میں رکھی تھی۔ جس کو وفات کے بعد ورثاء نے قرضہ ادا کر کے چھڑایا تھا۔ اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ بھی قرضہ چھوڑ کر گئے تھے۔ جو وارثوں نے ادا کیا ہے۔ (۳)

---

(۱) عن أبي موسى، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن اعظم الذنوب عند الله أن يلقاه بها عبد بعد الكبائر التي نهى الله عنها، أن يموت رجل وعليه دين لايدع له قضاء، رواه احمد وابوداود. (مشكاة المصابيح: ص: ۲۵۳، كتاب البيوع، باب الافلاس والانظار، الفصل الثاني، ط: قديمي)

(سنن ابي داؤد: ۴۷۵/۲، كتاب البيوع، باب ماجاء في التشديد في الدين، ط: مير محمد)

قوله: لايدع له قضاء) صفة لدين، أى لايترك لذالك الدين مالاً يقضي به، وفيه التحذير عن كثرة التدين والتقصير في أدائه، قال المظهر: فعل الكبائر عصيان الله تعالى، وأخذ الدين ليس بعصيان، بل الاقتراض والتزام الدين جائز، وإنما شدد رسول الله صلى الله عليه وسلم على من مات وعليه دين ولم يترك مايقضي دينه كيلا تضيع حقوق الناس. (مرقاة المفاتيح: ۱۱۷/۷، كتاب البيوع، باب الافلاس والانظار، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

(۲) عن ابن عباس قال: توفي النبي صلى الله عليه وسلم ودرعه مرهونة بعشرين صاعا من طعام أخذه لأهله، هذا حديث حسن صحيح (سنن الترمذي: ۲۳۰/۱، ابواب البيوع، باب ماجاء في الرخصة في الشراء الى أجل، ط: قديمي)

ولذالك مات صلى الله عليه وسلم ودرعه مرهونة على شعير إقترضه قوتاً لأهله. (فتح الباري: ۵۰۳/۹، كتاب النفقات، باب حبس الرجل قوت سنة على أهله وكيف نفقات العيال، ط: قديمي)

انه صلى الله عليه وسلم مات وعليه دين. (فتح الباري: ۱۲۱/٦، كتاب الجهاد والسير، باب من لم ير كسر السلاح عند الموت، ط: قديمي)

قوله: أوصى إلى علي) نعم أوصى إليه النبي صلى الله عليه وسلم في بعض أمره، ككفك درعه التي كانت مرهونة عند يهودي في نفقة عياله. (فيض الباري: ۱۴۴/۴، كتاب المغازي، باب وفاة النبي صلى الله عليه وسلم، ط: رشيديه)

(۳) قوله: كان الله مع الدائن حتى يقتضي دينه، مالم يكن فيما يكره الله أى: إذا كان الدين في رضاء الرب لنفقة الاهل والعيال والتصدق في نوائب الحق ونية القضاء. وقد روى من ادان دينا بنية القضاء وكل له ملك بالدعاء. وقد روى عن الصحابة والأولياء والصالحين في ذالك =

قرضہ ہو ترکہ نہ ہو

''بری موت''عنوان کے تحت دیکھیں!(۱؍۱۳۷)

قریبی راستے سے جنازے کو لے جانا

''جنازے کو قریبی راستے سے لے جانا''عنوان کے تحت دیکھیں!(۱؍۲۸۳)

قضا نماز

فوت شدہ نمازوں کو ادا کرنا اور تاخیر کی وجہ سے توبہ استغفار کرنا ضروری ہے،(۱) اگر زندگی میں ادا نہیں کر سکا تو موت کے بعد فدیہ دینے کی وصیت کرنی چاہیے۔(۲)

= مالا يحصىٰ وقصة الزبير قد أخرجه البخارى فى باب بركة مال الغازى حيا وميتاً وفيه كرامة عظمى لـه رضى الله عنه،وكذالك عمر رضى الله عنه مات مديوناً.(مصباح الزجاجة شرح سنن ابن ماجه للسيوطى:ص:١٧٣،ابواب الصدقات،باب من أدان دينا وهو ينوى قضائه ،ط:قديمى)

(صحيح بخارى: ١/ ٤٤١،كتاب الجهاد،باب بركة الغازى فى ماله حيا وميتا...الخ،ط: قديمى)

(١) بـاب قضاء الفوائت لم يقل المتروكات ظنا بالمسلم خيراً، إذا التاخير بلاعذر كبيرة لاتزول بـالقـضـاء بـل بـالتوبة.قوله: لاتزول بالقضاء)وإنما يزول إثم الترك ،فلايعاقب عليها إذا قضاها وإثم التاخير باق.بحر.(الدر مع الرد:٢/ ٦٢،كتاب الصلاة،باب قضاء الفوائت،ط:سعيد)

والظاهر أن المراد بالمأثم ترك الصلاة فلايعاقب عليها إذاقضاها وأما إثم تاخيرها عن الوقت الذى هو كبيرة فباق لايزول بالقضاء المجرد عن التوبة ،بل لابد منها. (البحر الرائق: ٢/ ٧٩، كتاب الصلاة،باب قضاء الفوائت،ط:سعيد)

حاشية الطحطاوى على المراقى:ص: ٤٤٠،كتاب الصلاة،باب قضاء الفوائت،ط:قديمى)

(٢) ومن مات وعليه صلوات فائتة..الخ)أى بأن كان يقدر على أدائها ولو بالايماء ،فيلزمه الايصاء بها.(الدر مع الرد: ٢/ ٧٢،كتاب الصلاة،باب قضاء الفوائت،مطلب: فى إسقاط الصلاة عن الميت،ط:سعيد)

(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى:ص: ٤٣٦،كتاب الصلاة،باب صلاة المريض،فصل: فى إسقاط الصلاة والصوم،ط:قديمى)

(الهندية: ٦/ ٩٠،كتاب الوصايا،الباب الاول:فى تفسيرها وشرط جوازها.....ط:رشيديه)

قضا نمازوں کا فدیہ کب ادا کیا جائے؟

زندگی میں نماز کا فدیہ ادا کرنا جائز نہیں ہے بلکہ قضا نمازوں کو ادا کرنا ہی لازم ہے، البتہ اگر کوئی شخص اسی حالت میں مرجائے، اور اس کے ذمہ میں قضا نمازیں ہوں تو ہر نماز کا فدیہ صدقۂ فطر کی طرح تقریباً دوکلو گندم یا اس کی قیمت ہے اور قیمت، فدیہ ادا کرنے کے دن کی معتبر ہے، اس دن گندم یا آٹے کی جو قیمت ہوگی اس کے حساب سے فدیہ ادا کیا جائے گا، چونکہ وتر ایک مستقل نماز ہے، اس لیے دن رات کی چھ نمازیں ہوتی ہیں لہٰذا ایک دن کی نمازیں قضا ہونے پر چھ صدقۂ فطر کے برابر گندم یا اس کی قیمت ادا کرنا لازم ہے۔

اگر میت نے فدیہ ادا کرنے کی وصیت کی ہے تو ایک تہائی ترکہ سے یہ فدیہ ادا کرنا واجب ہے اور اگر میت نے فدیہ دینے کی وصیت نہیں کی تو وارثوں کے ذمہ فدیہ ادا کرنا واجب نہیں البتہ اگر تمام وارث عاقل و بالغ ہیں اور وہ اپنی اپنی خوشی سے فدیہ ادا کردیں تو میت کا بوجھ اتر جانے کی توقع ہے۔(۱)

(۱) ومن مات وعليه صلوات فائتة وأوصى بالكفارة يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر) كالفطرة وكذاحكم الوتر والصوم وإنمايعطى (من ثلث ماله).
قوله: يعطى)....أى:يعطى عنه وليه،أى من له ولاية التصرف فى ماله بوصاية أو وراثة فيلزمه ذالك من الثلث إن أوصى وإلا فلايلزم الولى ذالك لأنها عبادة فلابد من الاختيار.
قوله: وإنمايعطى من ثلث ماله)أى فلوزادت الوصية على الثلث لايلزم الولى إخراج الزائد إلا بإجازة الورثة.(الدر مع الرد: ۲/ ۷۲، ۷۳، كتاب الصلاة ،باب قضاء الفوائت، ط:سعيد)

وإذامات الرجل وعليه صلوات فائتة فأوصى بأن تعطى كفارة صلواته يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر وللوتر نصف صاع ولصوم يوم نصف صاع من ثلث ماله.....وإن لم يوص لورثته وتبرع بعض الورثة يجوز ويدفع عن كل صلاة نصف صاع حنطة......وفى اليتيمة :سئل الحسن بن على رضى الله عنهما عن الفدية عن الصلوات فى مرض الموت هل يجوز؟فقال:لا. (الهندية: ۱/ ۱۲۵ ،كتاب الصلاة،الباب الحادى عشر فى قضاء الفوائت،ط:رشيدية)

(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى:ص: ۴۳۶، ۴۳۷، كتاب الصلاة،باب صلاة المريض' فصل:فى اسقاط الصلاة والصوم،ط:سعيد)

قضا نمازوں کا کفارہ

قضا نمازوں کا کفارہ ان نمازوں کو ادا کرنا ہے، اور اللہ تعالیٰ سے عجز اور ندامت کے ساتھ توبہ استغفار کرنا ہے، صدقہ دینا واجب نہیں ہے، ہاں اگر صدقہ بھی دے دے تو بہتر ہے تاکہ نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب کا جو سبب بنا ہے وہ ٹھنڈا ہو جائے، کیونکہ کسی غریب کی حاجت پورا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہو جاتی ہے، باقی ان نمازوں کو ادا کرنا ہر حال میں لازم ہے۔ زندگی میں صدقہ یا فدیہ دینے سے نماز معاف نہیں ہوگی۔(۱)

قضا نمازوں کی تعداد یاد نہیں

اگر قضا نمازوں کی تعداد زیادہ ہو، اور صحیح عدد یاد نہ ہو تو خوب سوچ سمجھ کر ایک صحیح اندازہ لگالینا چاہیے، مثلاً: چودہ یا پندرہ سال کی عمر میں بالغ ہوا، اور چار پانچ سال تک نمازیں نہیں پڑھیں، یا کبھی نماز پڑھی اور کبھی چھوڑ دی، اور یہ صورت اس شخص کے اندازے میں مثلاً چار سال کی ہوئی تو اس شخص کو اپنے گمان کے مطابق اس

---

(۱) وقضاء الفرض والواجب....فرض وواجب.....وجميع أوقات العمر وقت القضاء إلاالثلاثة المنهية.(الدر المختار: ۲/ ٦٦، كتاب الصلاة،باب قضاء الفوائت،ط:سعيد)

🗁 كل صلاة فاتت عن الوقت بعد وجوبها فيه يلزمه قضاؤه سواء ترك عمداً أوسهواً أوبسبب نوم وسواء كانت الفوائت كثيرة أوقليلة.....والقضاء فرض في الفرض وواجب في الواجب .....ثم ليس للقضاء وقت معين بل جميع أوقات العمر وقت له إلاالثلاثة.(الهندية: ۱/ ۱۲۱، كتاب الصلاة،الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت،ط:رشيديه)

🗁 (البحر الرائق: ۲/ ۸۰، كتاب الصلاة،باب قضاء الفوائت،ط:سعيد)

🗁 عن أنس رضي الله عنه قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:إن الصدقة لتطفئ غضب الرب وتدفع ميتة السوء،رواه الترمذي،(مشكاة المصابيح:ص: ۱٦۸، كتاب الزكاة،باب فضل الصدقة،الفصل الاول،ط:قديمي)

🗁 (انظر الحاشية السابقة أيضا)

قدر نمازوں کو ادا کرنا چاہیے۔(١)

قطع تعلق

اگر کبھی اتفاق سے کسی عزیز، رشتہ دار، ہمسایہ، دوست یا کسی مسلمان سے اختلاف یا جھگڑا ہو جائے تو تین دن سے زیادہ دل میں بغض وعداوت کو جگہ نہ دی جائے، اور جس قدر جلد ممکن ہو صلح کر لی جائے۔

اسی طرح اگر بات چیت بند کر لی، تو تین دن سے زیادہ بات چیت بند نہ کرے، ورنہ ایسی حالت میں اگر انتقال ہو جائے تو جنت حرام ہو جائے گی۔(٢)

قیامت سے پہلے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت سے پہلے اس قدر فتنے برپا ہوں گے کہ جب کسی کا قبر کی طرف گزر ہوگا

(١) من لایدری کمیة الفوائت یعمل باکبر رأیه،فإن لم یکن له رأی یقض حتی یتقین أنه لم یبق علیه شیء.(حاشیة الطحطاوی علی المراقی:ص:٤٤٧،کتاب الصلاة،باب قضاء الفوائت، ط: قدیمی)

(حاشیة الشلبی علی التبیین: ١٩٠/١ ،کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،ط:امدادیه ملتان)

قال الحنفیة:من علیه فوائت کثیرة لایدری عددها،یجب علیه أن یقضی حتی یغلب علی ظنه براءة ذمته.(الفقه الاسلامی وأدلته،١١٦١/٢ ،المبحث الثانی:قضاء الفوائت، خامسا: القضاء إن جهل عدد الفوائت،ط:رشیدیه)

(٢)عن ابی هریرة ،أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: "لایحل لمسلم أن یهجر أخاه فوق ثلاث فمن هجر فوق ثلاث فمات دخل النار"رواه احمد وابوداود.(مشکاة المصابیح: ص: ٤٢٨ ، کتاب الآداب،باب ماینهی عنه من التهاجر والتقاطع...الخ،الفصل الثانی، ط: رشیدیه

(ابوداود:٦٧٢/٢ ،کتاب الادب،باب فی هجرة الرجل أخاه،ط:میر محمد)

کنز العمال: ٣٣/٩،رقم الحدیث: ٢٤٧٩٥ ،الکتاب الثالث من حرف الصاد کتاب الصحبة، الباب الثانی فی آداب الصحبة والمصاحب ومحظوراتها ،محظورات الصحبة،ط:اداره تالیفات اشرفیه)

تو کہے گا: ''کیا خوب ہوتا اگر میں اس کی جگہ مدفون ہوتا''۔(۱)

(۱) اخرج مالک عن أبی هریرة قال :قال رسول الله ﷺ : لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل فیقول : یالیتنی کنت مکانه . (شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور : (ص: ۱۷) باب جواز تمنی الموت والدعاء به لخوف الفتنة فی الدین ، ط: المکتبة التوفیقیة ، مصر)

ک

کاروبار بند رکھنا

کسی کے انتقال پر اس کے قریبی رشتہ داروں کے لیے تین دن تک کاروبار بند رکھنا تو جائز ہے۔ لیکن اس کو ضروری سمجھنا اور بند نہ رکھنے والے پر طعن و تشنیع کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

کافر عزیز مر گیا

اگر کسی مسلمان کا کوئی عزیز کافر ہو، اور وہ مر جائے تو اس کی نعش اس کے کسی ہم مذہب کو دے دی جائے، اور اگر اس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو، یا وہ لینا قبول نہ کرے تو مجبوری کی بنا پر مسلمان اس کافر رشتہ دار کو غسل دے دے، مگر مسنون طریقے سے نہیں، یعنی اس کو وضو نہ کرایا جائے، سر صاف نہ کیا جائے، اور کافور وغیرہ اس کے بدن پر نہ ملا جائے، اور جنازہ کی نماز بھی نہ پڑھی جائے۔(۲)

(۱) ویباح الحداد علی قرابة ثلاثة أیام فقط)وفی الرد:للحدیث الصحیح:لایحل لامرأة تومن بالله والیوم الآخر أن تحد فوق ثلاث إلاعلی زوجهافإنها تحد أربعة أشهر وعشر ،فدل علی حله فی الثلاث دون مافوقها.(الدرالمختار:۵۳۳/۳،کتاب الطلاق،باب الحداد،ط:سعید)

🗁 وفی خزانة الفتاوی:والجلوس للمصیبة ثلاثة أیام رخصة وترکه أحسن.(عالمگیری: ۱/ ۱۶۷، کتاب الصلاة،الباب الحادی والعشرون فی الجنائز،الفصل السادس فی القبر والدفن......الخ، ط: رشیدیه)

🗁 (التاتارخانیه:۱۳۹/۲، کتاب الصلاة،الباب الثانی والثلاثون فی الجنائز،فصل فی التعزیة والمائم، ط: قدیمی)

(۲) ویغسل المسلم ویکفن ویدفن قریبه) کخاله(الکافرالأصلی)...... عند الاحتیاج)فلو له قریب فالأولی ترکه لهم (من غیر مراعاة السنة) فیغسله غسل الثوب النجس ویلفه فی خرقة ویلقیه فی حفیرة. (الدر المختار: ۲۳۰/۲، کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،قبیل مطلب :فی حمل المیت، ط: سعید) =

کافر کا بچہ

''غیر مسلم کا بچہ'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۶۶)

کافر کا ولی مسلمان ہے

اگر کوئی کافر مر گیا اور اس کا ولی مسلمان کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے تو مسلمان ولی اس میت پر پانی بہادے، یعنی اس کو وضو نہ کرائے، سر صاف نہ کرے، کافور وغیرہ بدن پر نہ ملے، جنازہ نہ پڑھے۔(۱)

کافر کی روح کس طرح قبض کرتے ہیں؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ: حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے ملک الموت علیہ السلام سے فرمایا: مجھے یہ بتلائیں کہ آپ کافر کی روح کس طرح قبض کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ذرا اپنا رخ دوسری طرف پھیر لیجیے، انہوں نے اپنا چہرہ پھیر لیا، پھر ان کی طرف منہ کیا تو دیکھا ملک الموت ایک کالے سیاہ

= ▭ ویغسل ولی مسلم الکافر ویکفنه ویدفنه)...... وإنما یغسل غسل الثوب النجس من غیر وضوء...... ویلف فی خرقة بلااعتبار عدد ولا حنوط ولا کافور ویحفر له حفیرة من غیر مراعاة السنة اللحد...... أطلق جواب المسئلة وهو مقید بما إذا لم یکن له قریب کافر فإن کان خلی بینه وبینهم. (البحر الرائق: ۲/۱۹۰، ۱۹۱، کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعید)

▭ (وإن کان لکافر قریب) حاضر، ولا ولی له کافر (غسله) المسلم (کغسل خرقة نجسة) لایراعی فیه سنة عامة بنی آدم...... (وکفنه فی خرقة) من غیر مراعاة کفن السنة (وألقاه فی حفرة)...... (أو دفعه) القریب (إلی أهل ملته)

قوله: من غیر مراعاة کفن السنة) أی فلایعتبر فیه عدد، ولایجعل فیه حنوط لایبخر. (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۶۲۰، ۶۰۱، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: قدیمی)

(۱) أنظر الحاشیة السابقة، رقم: ۲. (ویغسل المسلم ویکفن ویدفن قریبه)

انسان کی شکل میں ہیں، پاؤں زمین میں اور سر آسمان میں ہے، اور شکل ایسی ہے کہ شاید ہی ایسی کوئی بدصورت شکل کبھی دیکھی ہو، ان کے جسم کے ہر بال کے نیچے آگ کی لپیٹیں ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر کافر صرف آپ کو دیکھ ہی لے تو اس کے ڈرانے دھمکانے اور دہشت زدہ کرنے کے لیے یہ ہی کافی ہے، پھر اس کے بعد وہ فرشتہ پیاری سی صورت میں آیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روح قبض کر لی۔ (۱)

کافر کے لئے موت آسان کیوں ہوتی ہے

''رحم کرنا چاہتا ہے اللہ ......'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/ ۳۸۰)

کافر کے مرنے کی خبر سن کر کیا پڑھے

کافر کی موت کی خبر سننے پر '' الحمد لله '' پڑھنا چاہئے، اور اپنی موت کو یاد کرنا چاہئے۔ (۲)

---

(۱) وروی عن ابن عباس أن ابراهيم خليل الرحمن سأل ملك الموت أن يريه كيف يقبض روح المؤمن فقال له: اصرف وجهك عنى فصرف ثم نظر إليه فرآه فى صورة شاب حسن الصورة حسن الثياب طيب الرائحه حسن البشر فقال له: والله لو لم يلق المؤمن من السرور شيئا سوى وجهك كفاه ثم قال له: أرنى كيف تقبض روح الكافر فقال له: لاتطيق ذالك قال: بلى أرنى قال: أصرف وجهك عنى فصرف وجهه عنه ثم نظر إليه فإذا صورة انسان اسود رجلاه فى الارض ورأسه فى السماء كأقبح ماأنت راء من الصور تحت كل شعره من جسده لهيب نار فقال له: والله لولم يلق الكافر سوى نظرة إلى شخصك لكفاه...... ثم قبض روحه صلى الله عليه وسلم. (التذكرة فى أحوال الموتى وأمورا الآخرة، ص: ۵۸، باب ماجاء فى صفة ملك المو عن قبض روح المؤمن والكافر. ط: دارالحديث قاهره)

(۲) قال الله تعالىٰ: ﴿فإذا استويت انت ومن معك فى الفلك فقل الحمد لله الّذى نجانا من القوم الظالمين﴾. [سورة مؤمنون: (۲۸)]

فإن الحمد على الانجاء منهم متضمن للحمد ... ما ذكر ولم يقل: =

کافروں کی عیادت کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کافروں کی بھی عیادت کرنا ثابت ہے۔

☆......ایک جوان یہودی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا، جب وہ بیمار ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کو تشریف لے گئے اور اس سے مسلمان ہو جانے کے لیے ارشاد فرمایا، اس کی خوش قسمتی کہ وہ مسلمان ہو گیا۔(۱)

☆...... جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب بیمار ہوئے، جب کہ وہ مشرک تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، انہیں بھی مسلمان ہونے کے لیے ارشاد فرمایا، لیکن مسلمان ہونے کی سعادت ان کی

= فقل الحمد للّٰه الّذی أهلک القوم الظالمین ؛ لأنّ نعمة الانجاء أتم ، ...... وأنت تعلم أنّ الحمد هنا ردیف الشکر ، فإذا خص بالنعمة الواصلة إلی الشاکر ، لایصلح أن یتعلق بالمصیبة من حیث إنّها مصیبة ، وهو ظاهر ، وفی أمره علیه السلام بالحمد علی نجاة أتباعه إشارة إلی أنّه بنعمة علیه أیضًا . (روح المعانی : (۱۸ / ۲۷ ، ۲۸) دار إحیاء التراث العربی ، بیروت)

🗀 قال اللّٰه تعالیٰ ﴿ فقطع دابر القوم الّذین ظلموا والحمد للّٰه ربّ العالمین ﴾ [سورة الأنعام : (۴۵)]

🗀 علی ما جری علیهم من النکال والإهلاک ، فإن هلاک الکفار والعصاة من حیث أنّه تخلیص لأهل الأرض من شؤم عقائدهم الفاسدة وأعمالهم الخبیثة نعمة جلیلة یحق أن یحمد علیها ، فهٰذا منه تعالیٰ تعلیم العباد أن یحمدوه علی مثل ذٰلک واختار الطبرسی أنّه حمد منه عز اسمه لنفسه علی ذٰلک الفعل . (روح المعانی : (۱۵۲/۷) ط: دار إحیاء التراث ، بیروت)

(۱) عن انس قال: کان غلام یهودی یخدم النبی صلی الله علیه وسلم ،فمرض، فأتاه النبی صلی الله علیه وسلم یعوده فقعد عند رأسه،فقال له:أسلم،فنظر إلی أبیه وهو عنده فقال:أطع أبا القاسم! فأسلم، فخرج النبی صلی الله علیه وسلم وهو یقول:الحمد لله الذی انقذه من النار.(مشکاة المصابیح :ص:۱۳۷ ، کتاب الجنائز ،باب عیادة المریض،الفصل الثالث،ط:قدیمی)

🗀 (الصحیح للبخاری، ۱/ ۱۸۱ ، کتاب الجنائز ،باب إذاأسلم الصبی فمات هل یصلی علیه؟،ط:قدیمی)

🗀 (سنن أبی داود : ۲/ ۴۴۱، کتاب الجنائز ،باب عیادة الذمی،ط:میر محمد)

قسمت میں نہیں تھی، اس لیے وہ حکم کے مطابق اسلام لانے سے محروم رہے۔(۱)

کافروں کے ہاتھ مارا گیا

جومسلمان کافروں کے ہاتھ مارا جاتا ہے وہ شہید ہوتا ہے، اس پر شہید کے دنیوی احکام جاری ہوتے ہیں۔(۲)

کافور

میت کو کفنانے کے وقت کفن پر میت کو لٹا کر اس کے سجدہ کے اعضاء پر کافور لگائی جائے، یعنی پیشانی، ناک، ہتھیلیوں، گھٹنوں اور قدموں پر کافور لگائی جائے جو

(۱) عن ابن شهاب قال أخبرني سعيد بن المسيب عن أبيه قال: لما حضرت أباطالب الوفاة جاءه رسول الله صلى الله عليه وسلم فوجد عنده أباجهل وعبد الله بن أبي أمية بن مغيرة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ياعم!قل لااله الاالله كلمة اشهد لك بها عند الله،فقال أبوجهل وعبد الله بن أبي أمية :ياأباطالب أترغب عن ملة عبدالمطلب؟فلم يزل رسول الله صلى الله عليه وسلم يعرضها عليه ويعيد له تلك المقالة حتى قال أبوطالب آخر ماكلمهم هو على ملة عبد المطلب وأبى أن يقول:لااله الا الله...... (الصحيح لمسلم: ۱/ ۴۰،كتاب الايمان،باب الدليل على صحة الاسلام، ط: قديمي)

(الصحيح للبخاري: ۲/ ۷۰۲كتاب التفسير،القصص،ط:قديمي)

سنن النسائي: ۱/ ۲۸۶،كتاب الجنائز،النهي عن الاستغفار للمشركين ،ط:قديمي)

(۲) (والشهيد)شرعا هو(من قتله أهل الحرب...... فيكفن بدمه...... ويكفن مع ثيابه...... ويصلى عليه...... بلاغسل.

قوله: هو من قتله أهل الحرب)هو حقيقة عرفية في كافر لم يدخل تحت أماننا.(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي:ص. ۶۲۵،۶۲۷،كتاب الصلاة،باب احكام الشهيد،ط؛قديمي)

قوله: في الشهيد الكامل)وهو شهيد الدنيا والآخرة،وشهادة الدنيا بعدم الغسل.....وشهادة الآخرة بنيل الثواب الموعود للشهيد......والمراد بشهيد الآخرة من قتل مظلوما أوقاتل لإعلاء كلمة الله تعالىٰ حتى قتل.(الشامية: ۲/ ۲۵۲،كتاب الصلاة،باب الشهيد،قبيل مطلب:في تعداد الشهداء،ط:سعيد)

(البحرالرائق: ۲/ ۱۹۶،۱۹۷،كتاب الجنائز،باب الشهيد،ط:سعيد)

سجدہ کے وقت زمین سے لگتے ہیں۔ اور یہ حکم مرد اور عورت دونوں کو شامل ہے۔(۱)

کافور بدن پر ملنے کی وجہ

میت کے بدن پر کافور ملنے سے موذی جانور پاس نہیں آتے۔(۲)

کان میں عطر کی پھریری رکھنا

''عطر کی پھریری کان میں رکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲۸۱/۱)

کبیرہ گناہ کرنے والے کے جنازہ کی نماز پڑھنا

کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرنا بہت بڑا جرم ہے، لیکن ایسے شخص کے جنازہ کی نماز پڑھنا لازم ہے۔ کیوں کہ وہ کافر نہیں ہے۔(۳)

(۱-۲) ثم يوضع الميت على الإزار ويقمص ويوضع الحنوط في رأسه ولحيته وسائر جسده...... ويوضع الكافور على جبهته وأنفه ويديه وركبتيه وقدميه.(الهندية: ۱/ ۱۶۱، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث في التكفين، ط: قديمي)

ويجعل الكافور على مساجده...... ليطرد الدود عنها، وهي الجبهة وأنفه ويداه وركبتاه وقدماه. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۵۷۱، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمي)

ويوضع الكافور على مساجد يعني جبهته وأنفه ويديه وركبتيه وقدميه...... وعن زفر رحمه الله تعالى أنه قال يذر الكافور على عينيه وأنفه وفمه لأن المقصور أن يتباعد الدود من الموضع الذي يذر عليه الكافور فخص هذه المحال من بدنه لهذا.(بدائع الصنائع: ۱/ ۳۰۸، كتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل: وأمابيان من يجب عليه الكفن، ط: سعيد)

(۳) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الجهاد واجب عليكم مع كل امير برا كان أوفاجر، والصلاة واجبة عليكم خلف كل مسلم برا كان أوفاجرا، وإن عمل الكبائر والصلاة واجبة على كل مسلم براً كان أوفاجرا، وإن عمل الكبائر.(سنن ابي داؤد: ۱/ ۳۴۳، كتاب الجهاد، باب في الغزو مع ائمة الجور، ط: مير محمد)

فكل مسلم مات بعد الولادة يصلي عليه صغيرا كان أو كبيراً...... إلاالبغاة وقطاع الطريق ومن بمثل حالهم لقول النبي صلى الله عليه وسلم: صلوا على كل بر وفاجر.(بدائع الصنائع: ۱/ ۳۱۱، كتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل: وأماالكلام في صلاة الجنازة، ط: سعيد) =

کبیرہ گناہ معاف ہوتا ہے

"جنازے کو چاروں طرف سے کندھا دینے کا فائدہ" عنوان کے تحت دیکھیں!

کپڑے اچھے پہن کر ناجائز کام کرنا

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ میں نے خواب میں چند مردوں کو دیکھا کہ ملائکہ ان کے گوشت کو آگ کی قینچی سے کاٹتے ہیں، میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو اچھے اچھے کپڑے پہن کر ناجائز کام میں جاتے تھے، اور میں نے دیکھا ایک کنواں سخت بدبودار، نہایت گندگی والا ہے، اس میں سے شور و فریاد کی آواز آتی ہے، میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ وہ عورتیں ہیں کہ اچھے اچھے کپڑے پہنتی تھیں ناجائز کام کے واسطے، اور میں نے دیکھا کچھ لوگوں کو کہ آدھا بدن ان کا نہایت خوبصورت ہے اور آدھا بدن انتہائی درجہ کا بدصورت، ان لوگوں نے آب حیات میں غسل کیا، تمام بدن ان کا خوبصورت ہوگیا، اور بدصورتی جاتی رہی، میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا: یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے دنیا میں اچھے کام کئے تھے، اور کچھ برے کام بھی، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو بخش دیا۔ (۱)

= (وھی فرض علی کل مسلم مات خلا) أربعة (بغاة وقطاع الطریق......وكذا أهل عصبية ومكابر في مصر ليلا بسلاح وخناق. (الدر المختار مع الرد: ۲/ ۲۱۰، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازه، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي؟ ط: سعيد)

(۱) وأخرج الخطيب، وابن عساكر من حديث ابي موسى الاشعري أنّ رسول الله ﷺ قال: رايت رجالاً تقرض جلودهم بمقاريض، من نار: قلت: ماشان هؤلاء؟ قال: هؤلاء الّذين يتزينون إلى مالايحل لهم، ورأيت خباء خبيث الريح، فيه صياح، قلت: ماهذا؟ قال: هنّ نساء يتزين إلى مالايحلّ لهن، ورأيت قومًا اغتسلوا في ماء الحياة، قلت: ماهؤلاء: قال: هم قوم خلطوا عملاً صالحًا وآخر سيئًا. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۲۱۳) باب عذاب القبر، ط: المتكبة التوفيقية، مصر)

کچھ دیر ٹھہرنا

☆......میت کو دفن کرنے کے بعد کچھ دیر تک قبرستان میں ٹھہرنا، اور ذکر و تسبیح میں مشغول رہنا، اور مغفرت کی دعا کرنا اور میت کو ثواب پہنچانا بہتر ہے، اس سے سوال وجواب میں آسانی ہوتی ہے۔ اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی وصیت بھی فرمائی ہے۔(۱)

☆......میت کو دفن کرنے کے بعد جتنی دیر اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کرنے میں لگتی ہے، اتنی دیر تک قبر کے پاس قرآن مجید کی تلاوت اور استغفار میں مشغول رہیں، اس سے میت کو انس اور فائدہ ہوتا ہے۔(۲)

(۱) وكان إذافرغ من دفن الميت قام على قبره هو وأصحابه،وسأل له التثبت وأمرهم أن يسالوا له التثبت. (زاد المعاد: ۱/۵۲۲،فصل: وكان من هديه صلى الله عليه وسلم أن لايدفن الميت عند طلوع الشمس،ط:مؤسسة الرسالة ،بيروت)

عن عثمان بن عفان رضي الله عنه قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم،إذا فرغ من دفن الميت وقف عليه،فقال: استغفروا لأخيكم وسلوا له التثبت ،فإنه الآن يسأل.(سنن ابی داود: ۲/ ۴۵۹، كتاب الجنائز،باب الاستغفار عند قبر الميت في وقت الانصراف،ط:مير محمد

ويستحب ......وجلوس ساعة بعد دفنه لدعاء وقراءة بقدر ماينحر الجزور ويفرق لحمه.
قوله: وجلوس...... الخ)لمافي سنن ابی دائود "كان النبي صلى الله عليه وسلم ،إذا فرغ من دفن الميت وقف على قبره وقال:استغفروا لأخيكم واسألوا الله له التثبت فإنه الآن يسأل...... وروى أن عمرو بن العاص قال وهو في سياق الموت:إذا أنامت فلاتصحبني نائحة ولانار،فإذا دفنتموني فشنوا على التراب شنا، ثم أقيموا حول قبري قدر ماينحر جزور ويقسم لحمها حتى أستانس بكم وأنظر ماذا أرجع رسل ربي، جوهره.
(الدر مع الرد: ۲/۲۳۶، ۲۳۷،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة مطلب:في دفن الميت، ط: سعيد)

(حاشية الطحطاوي على المراقي:ص: ۶۰۵، كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز،ط:قديمي)

(۲) ويستحب حثيه من قبل رأسه ثلاثا وجلوس ساعة بعد دفنه لدعاء وقراءة بقدر ماينحر الجزور ويفرق لحمه.(الدر المختار: ۲/۲۳۶، ۲۳۷،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة، مطلب: في دفن الميت،ط:سعيد)

ويستحب إذادفن الميت أن يجلسوا ساعة عند القبر بعدالفراغ،بقدر ماينحر الجزور ويقسم لحمها،يتلون القرآن ويدعون للميت.(الهنديه: ۱/۱۶۶،كتاب الصلاة، =

نوٹ: آج کل عام طور پر تلاوت، استغفار، اور مغفرت کے قیمتی وقت کو دنیاوی باتوں میں ضائع کر دیتے ہیں، اور برائے نام دعا کر کے رخصت ہو جاتے ہیں، یہ سنت طریقے کے خلاف ہے، اس طرح قیمتی وقت ضائع کرنا بہت ہی بڑے نقصان کی بات ہے اور گھاٹے کا سودا ہے۔(۱)

کچی قبر بنانا

کچی قبر بنانا سنت ہے، پکی قبر بنانا شریعت کے خلاف اور گناہ ہے۔(۲)

= الباب الحادی والعشرون فی الجنائز،الفصل السادس فی القبر والدفن،.....الخ،ط:رشیدیه)

🗀 حاشية الطحطاوی علی المراقی:ص:۶۱۶،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز،فصل:فی حملها ودفنها،ط:قدیمی)

(۱) وینبغی لمتبع الجنازة أن یکون متخشعا متفکرا فی مآله متعظا بالموت وبما یصیر إلیه المیت ولایتحدث بأحادیث الدنیا ولایضحک وسمع ابن مسعود رجلاً یضحک فی جنازة فقال له: أتضحک وأنت فی جنازة؟لاأکلمک أبداً.(حلبی کبیر:ص:۵۹۴،فصل:فی الجنائز،ط:سهیل اکیڈمی)

🗀 (المغنی لابن قدامه:۳/۳۹۶،مسألة:۳۵۲،المشی بالجنازة الاسراع"،فصل: ویستحب لمتبع الجنازة أن یکون متخشعا،ط:هجر،بیروت)

🗀 ویستحب لمن تبع الجنازة أن یکون مشغولا بذکر الله تعالی والتفکر فیما یلقاه المیت وأن هذاعاقبة أهل الدنیا ولیحذر عمالافائدة فیه من الکلام ،فإن هذا وقت ذکر وموعظة فتقبح فیه الغفلة، (حاشية الطحطاوی علی المراقی:ص:۶۰۶،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز،فصل: فی حملها ودفنها،ط:قدیمی)

(۲) عن جابر قال: نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم أن یجصص القبر وأن یقعد وأن یبنی علیه، (الصحیح لمسلم: ۱/۳۱۲،کتاب الجنائز،فصل: فی تسویة القبر،ط:قدیمی)

🗀 وفی هذاالحدیث کراهة تجصیص القبر والبناء علیه......هذا مذهب الشافعی وجمهور العلماء.(شرح النووی علی المسلم، ۱/۳۲۱،کتاب الجنائز،فصل: فی تسویة القبر،ط:قدیمی)

🗀 ولایجصص)به قالت الثلاثة،لقول جابر:نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن تجصیص القبور وأن یکتب علیها وأن یبنی علیها"(حاشية الطحطاوی علی المراقی:ص: ۶۱۱،کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز،فصل: فی حملها ودفنها،ط:قدیمی)

🗀 (الدر مع الرد:۲/۲۳۷،کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب:فی دفن المیت،ط: سعید)

کراماً کاتبین آخری وقت میں کیا کہتے ہیں

''موت کے وقت چار فرشتے آتے ہیں''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۳۱۹)

کرسی بنانا

قبرستان عبرت حاصل کرنے کی جگہ ہے،تفریح گاہ یا باغ نہیں ہے،اس لیے قبرستان میں کرسی وغیرہ نہ رکھی جائے،تاکہ لوگ قبرستان کو تفریح کی جگہ نہ بنالیں اور وہاں بیٹھ کر بے کار قسم کی گپ شپ میں مشغول نہ ہوجائیں،اور قبرستان جانے کا جو مقصد ہے، وہ فوت نہ ہوجائے،اس لیے قبرستان کو پرانے اور سادا طریقے پر ہی رکھا جائے۔(۱)

کسی کی زمین میں اجازت کے بغیر مردہ دفن کرنا

''اجازت کے بغیر کسی کی زمین میں مردہ دفن کرنا''عنوان کے تحت دیکھیں!

کشتی میں فوت ہوگیا

''سمندر میں فوت ہوگیا''عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۴۲۹)

کعبہ پر غلاف چڑھانا

کعبۃ اللہ پر غلاف چڑھانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اس لیے کعبۃ اللہ پر غلاف چڑھانا درست ہے،قبروں پر چادر چڑھانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے،اس لیے قبروں پر چادر چڑھانا جائز نہیں۔(۲)

---

(۱) أنظر الحاشية السابقة، رقم: ۲. (عن جابر قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم)

(۲) عبدالرزاق عن ابن جريج قال: أخبرت أن عمر كان يكسوها القباطي،قال: أخبرني غير واحد أن النبي صلى الله عليه وسلم: كساها القباطي والحبرات وأبوبكر وعمر وعثمان.(مصنف عبدالرزاق: ۵/ ۸۹، رقم الحديث: ۹۰۸۵،كتاب الحج،باب الحلية التي في البيت وكسوة الكعبة، ط: المجلسي العلمي،ادارة القرآن)=

کفن

بالغ نابالغ، مُحرم اور حلال سب کا کفن یکساں ہوتا ہے۔ (۱)

کفن اچھا دیا کرو

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مردوں کو اچھا کفن دیا کرو، کیوں کہ وہ ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں اور قبروں میں ملتے ہیں۔

= وروی الواقدی ایضا عن ابراهیم بن أبی ربیعة قال: کسی البیت فی الجاهلیة الازطاع، ثم کساه رسول الله صلی الله علیه وسلم الثیاب الیمانیة، ثم کساه عمر وعثمان القباطی.... وقال عبد الرزاق عن جریج: أخبرت أن عمر کان یکسوها القباطی، وأخبرنی غیر واحد أن النبی صلی الله علیه وسلم کساها القباطی والحبرات وأبوبکر وعمر وعثمان.....وروی أبوعروبة فی "الاوائل" له عن الحسن، قال: أول من لبس الکعبة القباطی النبی صلی الله علیه وسلم. (فتح الباری: ۳/۵۸۵، ۵۸۶، کتاب الحج، باب کسوة الکعبة، ط: قدیمی)

(عمدة القاری: ۷/۱۵۸، کتاب الحج، باب قول الله تعالیٰ "جعل الله الکعبة البیت الحرام" ط: دار الفکر بیروت)

وأما مایفعله بعض من لاعلم لهم من التمسح بالأضرحة وتقبیلها والطواف حولها فهو من البدع المنکرة التی یجب اجتنابها ویحرم فعلها فإن ذالک بالکعبة زادهاالله شرفاً ولایقاس قبر نبی ولاضریح ولی، والخیر کله فی الاتباع، والشر کله فی الابتداع. (فقه السنة: ۱/۳۸۴، الجنائز، الدفن، صفة الزیارة، ط: دارابن کثیر)

(۱) وفی المجتبی: المکفنون اثنا عشر: الرجل والمرأة وقد تقدما، والثالث: المراهق المشتهی وهو کالبالغ...... والعاشر المحرم وهو کالحلال عندنا. (البحر الرائق: ۲/۱۷۷، کتاب الجنائز، ط: سعید)

والمحرم کالحلال والمراهق کالبالغ ومن لم یراهق إن کفن فی واحدجاز.

قوله: ومن لم یراهق......) ...... وقال فی البدائع: وإن کان صبیا لم یراهق فإن کفن فی خرقتین إزار ورداء فحسن، وإن کفن فی إزار واحد جاز...... أقول: فی قوله فحسن إشارة إلی أن یکفن فیما یکفن فیما یکفن فیه البالغ وإن کفن فی ثوب واحد جاز...... اه، وفیه اشارة إلی أن المراد بمن لم یراهق من لم یبلغ حد الشهوة. (الدر مع الرد: ۲/۲۰۴، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی الکفن، ط: سعید)

والمراهق کالباغ والمراهقة کالبالغة وکذا هو الأحسن لصغیر وصغیرة...... والمحرم کالحلال. حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص؛ ۵۷۹، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، ط: قدیمی)

☆......حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: میں یہ پسند کرتا ہوں کہ انسان کو انہی کپڑوں میں دفن کر دیا جائے جن میں وہ نماز پڑھتا ہو۔(۱)

کفن پر پھول ڈالنا

میت کے جنازہ پر پھولوں کی چادر ڈالنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین سے ثابت نہیں ہے، اگر یہ چیز میت کے لیے فائدہ والی ہوتی تو یہ حضرات یہ کام ضرور کرتے، حالانکہ ان حضرات نے یہ کام کیا ہی نہیں اور کرنے کے لیے کہیں حکم بھی نہیں دیا، اس لیے جنازہ پر ثواب یا سنت سمجھ کر پھولوں کی چادر ڈالنا بدعت اور مکروہ تحریمی ہے۔(۲)

---

(۱) عن جابر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أحسنوا أكفان موتاكم فإنهم يتباهون ويتزاورون في قبورهم، وقال ابن المبارك: أحب إلي أن يكفن في ثيابه التي كان يصلي فيها. (التذكرة في احوال الموتي وأمور الآخرة، ص: ٦٣، باب ماجاء في تزاور الاموات في قبورهم واستحسان الكفن لذالك، ط: دار الحديث قاهره)

🗀 (البحر الرائق: ١٧٦/٢، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

🗀 (الشامية: ٢٠٥/٢، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في الكفن، ط: سعيد)

(٢) أنكر الخطابي ومن تبع وضع الجريد اليابس، وكذالك مايفعله اكثر الناس من وضع مافيه رطوبة من الرياحين والبقول ونحوهما على القبور ليس بشئ. (عمدة القاري: ١٨٠/٣، كتاب الوضوء، باب الكبائر أن لا يستتر من البول، قبيل: باب ماجاء في غسل البول، ط: دار الكتب العلمية)

🗀 وأما إلقاء الرياحين على القبور، ففي "الفتاوى الهندية" عن "مطالب المؤمنين" أنه جائز تمسكا بحديث الباب، قلت: وصرح العيني أنه لغو وعبث، وقال الخطابي: إن مايفعله الناس على القبور لا أصل له كما في النووي، ومصنف المطالب، ليس من الكبار ليثق به. (فيض الباري: ٤١١/١، ٤١٢، كتاب الوضوء، باب من الكبائر أن لا يستتر من بوله، ط: دار الكتب العلمية)

🗀 وقد أنكر الخطابي مايفعله الناس على القبور من الأخواص ونحوها متعلقين بهذا الحديث وقال: لا أصل له ولا وجه له، والله أعلم، (شرح النووي على المسلم، ١٤١/١، كتاب الطهارة، باب الدليل على نجاسة البول ووجوب الاستبراء منه، ط: قديمي)

کفن پر خوشبو لگانا

☆......کفن پر خوشبو لگانا مستحب ہے، البتہ جو خوشبو مرد کے لیے زندگی میں منع ہے، جیسے زعفران وغیرہ اس کا کفن میں لگانا بھی منع ہے۔(۱)

☆......میت کو کفناتے وقت حنوط (جو چند پاک خوشبودار عطر کا مرکب ہوتا ہے) عورت کے سر کے بالوں میں اور مرد کے سر اور ڈاڑھی کے بالوں میں لگایا جائے، اور کافور پیشانی، ناک، ہتھیلیوں، گھٹنوں اور قدموں پر لگایا جائے جو سجدہ کے وقت زمین سے لگتے ہیں، اور یہ حکم مرد اور عورت دونوں کو شامل ہے۔

مرد کے لیے حنوط میں زعفران وغیرہ رنگین خوشبو کو شامل نہ کیا جائے البتہ عورت کے لیے اجازت ہے۔

☆......اور بعض فقہ کی کتابوں میں پورے جسم پر خوشبو لگانے کی اجازت ہے مگر ناف سے گھٹنے تک کے حصے کو دیکھنے اور ہاتھ لگانے سے احتراز کرنا ضروری ہے۔

---

(۱)ثم تبسط الأكفان (ويجعل الحنوط) وهو عطر مركب من أشياء طيبة ولاباس بسائر انواعه غير الزعفران ،والورس للرجال.

قوله: للرجال)فيكرهان لهم دون النساء اعتبارا بحال الحياة.(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى:ص:٥٧٠،كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز،ط:قديمى)

🗁 ويجعل الحنوط...... العطر المركب من الاشياء الطيبة غير زعفران وورس) لكراهتهما للرجال وجعلهما فى الكفن جهل.(الدر المختار:٢/١٩٧،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة، مطلب: فى القراءة عند القبر،ط:سعيد)

🗁 (وتجمر الاكفان)للرجل والمرأة جميعا مجمراً(وتراً قبل أن تدرج)الميت(فيها)

قوله: وتجمر الاكفان)جمع نظيراً إلى تعداد الاثواب.....والمراد أنها تطيب بالجمر وهو مايبخر به الثوب من عود ونحوه.(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى:ص:٥٧٨،كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز،ط:قديمى)

اور پورے جسم پر خوشبو لگانے کی صورت یہ ہے کہ کفن پھیلا کر اس پر حنوط (مرکب خوشبو) چھڑک دی جائے اور اس پر میت کو لٹا کر کفن لپیٹ دیا جائے تا کہ سارا جسم معطر ہو جائے، اس طرح میت کے ستر کو ہاتھ لگنے اور نظر پڑنے سے حفاظت رہے گی۔(۱)

کفن پر عطر لگانا

بعض لوگ میت کو کفنانے کے بعد کفن پر عطر لگاتے ہیں، یہ جہالت ہے،

---

(۱) (ویجعل الحنوط فی لحیته ورأسه وسائر جسده)....... ولابأس بسائر الطیب غیر الزعفران والورس،فإنه لایقربه الرجال کما فی الحیاة ویجعل المسک والعنبر فی الحنوط....ولابأس أن یحنط النساء بالزعفران اعتباراً بحال الحیاة،قوله: (والکافور علی مساجده) یعنی جبهته وأنفه وکفیه ورکبتیه وقدمیه لفضیلتها،لأنه کان یسجد بها لله تعالیٰ فاختصت بزیادة الکرامة والرجل والمرأة فی ذالک سواء.(الجوهرة النیرة: ۱/۱۲۶،کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،ط:قدیمی)

ویجعل الحنوط)وهو عطر مرکب من أشیاء طیبة ولابأس بسائر أنواعه غیر الزعفران والورس للرجال (علی رأسه ولحیته).....(ویجعل الکافور علی مساجده).....وهی الجبهة وأنفه ویداه ورکبتاه وقدماه.

قوله؛ للرجال) فیکرهان لهم دون النساء اعتباراً بحال الحیاة فجعلهما فی کفن الرجال جهل.

قوله: علی رأسه ولحیته)وسائر جسده کمافی الجوهرة.(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص۵۷۰،۵۷۱،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز،ط:قدیمی)

وصفة التکفین أن تبسط اللفافة علی بساط أوحصیرأونحوه ثم یذر علیها الطیب ثم یبسط علیها الازار ویذر علیه الطیب ثم یقمص کذالک،ثم یوضع المیت بالثوب الذی نشف فیه فیقمص ویحنط.(حلبی کبیر:ص: ۵۸۱،فصل فی الجنائز،ط:سهیل اکیڈمی)

یجب ستر عورة المیت فلایحل للغاسل ولاغیره أن ینظر إلیها.وکذالک لایحل لمسها، فیجب أن یلف الغاسل علی یده خرقه لیغسل بها عورته،سواء کانت مخففة أومغلظة .(کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة. ۱/۵۰۴،کتاب الصلاة، مباحث الجنائز،حکم النظر إلی عورة المیت ولمسها.....ط:دارالفکر)

شریعت سے ثابت نہیں ہے۔(۱)

کفن پر کلمہ طیبہ لکھنا

"کلمہ طیبہ کفن پر لکھنا" عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۲۰۳)

کفن پہناتے وقت کس طرح لٹایا جائے؟

کفن پہناتے وقت اور پہنانے کے بعد شمال اور جنوب کی سمت پر لٹا دیا جائے، اگر یہ شکل مشکل ہے تو مشرق اور مغرب کی سمت پر لٹا دیا جائے، قبلہ کی طرف پیر پھیلا کر لٹانا مناسب نہیں ہے، اس لیے کہ اس میں سر اونچا نہیں کیا جاتا۔(۲)

کفن پہنا کر کس طرح لٹایا جائے؟

اگر کوئی مریض اتنا کمزور ہے کہ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر نماز ادا کرنے پر قادر نہیں تو لیٹ کر نماز ادا کرنے کا حکم ہے، اور لیٹے لیٹے نماز ادا کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ

---

(۱) وبهذا يعلم جهل من يجعل الزعفران في الكفن عند رأس الميت في زماننا. (البحر الرائق: ۲/۱۷۳، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

☜ وجعلها في الكفن جهل. (الدر المختار: ۲/۱۹۷، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في القراءة عند الميت، ط: سعيد)

☜ حاشية الطحطاوي على المراقي: ص: ۵۷۰، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمي)

(۲) وكيفية الوضع عند بعض أصحابنا: الوضع طولاً كما في حالة المرض إذا أراد الصلاة بالإيماء ومنهم من اختار الوضع كما يوضع في القبر. والاصح أنه يوضع كما تيسر. (الهندية: ۱/۱۵۸، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل، ط: رشيديه)

☜ (المحيط البرهاني: ۳/۲۸۷ كتاب الصلاة، الباب الثاني والثلاثون في الجنائز، ط، قسم آخر: في بيان كيفية الغسل، ط: ادارة القرآن)

☜ ويوضع الميت كيف اتفق على الأصح) قاله شمس الائمة السرخسي، وقيل: عرضا وقيل: إلى القبلة. قوله: وقيل عرضا) أي كما يوضع في القبر. قوله: إلى القبلة) فتكون رجلاه إليها كالمريض إذا أراد الصلاة بإيماء، وفي القهستاني عن المحيط وغيره أنه السنة. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي، ص: ۵۶۷، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمي)

قبلہ کی طرف پیر کرے، مگر گھٹنے کھڑے رکھے، اگر طاقت نہ ہو تو پیر پھیلا سکتا ہے اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر ذرا اونچا کر دیا جائے، تا کہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے، اسی طرح میت کو لٹانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ جس طرح قبر میں قبلہ رخ مردہ لٹایا جاتا ہے، اسی طرح کروٹ سے لٹا دیا جائے، اگر اس میں تکلیف ہوتی نظر آتی ہے تو قبلہ کی طرف پیر پھیلا کر لٹا دیا جائے، اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر اونچا کر دیا جائے، تا کہ منہ قبلہ کی طرف ہو آسمان کی طرف نہ ہو۔(۱)

کفن پہنانا

میت کو غسل کے بعد کفن پہنانا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے، اگر کچھ لوگ اس کام کو انجام دے دیں، تو سب کی طرف سے ذمہ داری ادا ہو جائے گی۔(۲)

کفن پہنانے سے پہلے بدن خشک کرنا

''خشک کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۳۳۱)

کفن پہنانے کے بعد نجاست نکلے

اگر کفن پہنانے کے بعد میت سے نجاست نکلی ہے، تو اس کو دھونا ضروری نہیں ہے، خواہ میت کے بدن پر ہو یا کفن پر، دھوئے بغیر جنازہ کی نماز صحیح ہے، یہ حکم خود میت سے نکلنے والی نجاست کا ہے، خارجی نجاست کا دھونا ضروری ہے ورنہ جنازہ کی

---

(۱) أنظر الحاشية السابقة، رقم: ۲. (وكيفية الوضع عند بعض أصحابنا)

(۲) أصل التكفين فرض كفاية (الشامية: ۲/۲۰۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في الكفن، ط: سعيد)

🗁 والتكفين فرض) أي كفاية بالنظر لعامة المسلمين. (حاشية الطحطاوي على المراقي: ص: ۵۷۴، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمي)

🗁 (الهندية: ۱/۱۶۰، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث في التكفين، ط: رشيديه)

نماز درست نہیں ہوگی، اسی طرح اگر کفن نجاست سے آلودہ ہونے کی وجہ سے ناپاک ہوگیا تو بھی جنازہ کی نماز درست نہیں ہوگی۔(۱)

کفن پہنانے والے کو مردہ جانتا ہے

''مردہ پہچانتا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲؍۲۶۳)

کفن چور کی توبہ

رسالہ قشیریہ میں ہے کہ ایک آدمی کفن چور تھا، اتفاقاً ایک نیک بخت عورت نے انتقال کیا، لوگوں نے جنازہ کی نماز پڑھی، کفن چور بھی نماز میں شریک ہوا تا کہ قبر کی جگہ معلوم کرے، جب دفن سے فارغ ہوئے اور رات آئی، تو اس کفن چور نے قبر کھودی، عورت نے کہا: سبحان اللہ! جس کے گناہ اللہ نے بخش دیئے وہ کفن چوری کرتا ہے اس عورت کی جس کے گناہ اللہ نے بخش دیئے، اس نے پوچھا میرے گناہ بھی بخش دیئے؟ عورت نے جواب دیا: اللہ نے مجھ کو بخشا اور ان سب لوگوں کو بھی جس جس نے میری نماز جنازہ پڑھی ہے، اور تو نے بھی میری نماز جنازہ پڑھی ہے، یہ

(۱) وفی ط عن الخزانة :إذا تنجس الكفن بنجاسة الميت لايضر دفعاً للحرج بخلاف الكفن المتنجس ابتداءً...اھ(الشامية: ۲۰۸/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي؟، ط: سعيد)

(طحطاوی علی الدر: ۳۷۱/۱، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: المكتبة العزبية)

ويشترط طهارة الكفن إلاإذاشق ذالک لمافی الخزانة :أنه إن تنجس الكفن بنجاسة الميت لايضر دفعاً للحرج بخلاف الكفن المتنجس ابتداء...اھ(حاشية الطحطاوی علی المراقی: ص: ۵۸۲، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: الصلاة عليه، ط: قديمی)

الحنفية...قالو: النجاسة الخارجة من الميت لاتضر، سواء أصابت بدنه أو كفنه إلاأنها تغسل قبل التكفين تنظيفا لاشرطا فی صحة الصلاة عليه، أمابعد التكفين فإنها لاتغسل، لأن فی غسلها مشقة وحرجا، بخلاف النجاسة الطارئة عليه، كان كفن بنجس فانها تمنع من صحة الصلاة عليه (كتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ۵۰۹/۱، ۵۱۰، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، إذاخرج من الميت نجاسة بعد غسله، ط: دارالفكر)

سن کر اس نے قبر برابر کر دی اور اس فعل سے توبہ کر لی۔(۱)

کفن دینے والے کو روح دیکھتی ہے

''روح سب دیکھتی ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۸۹/۱)

کفن زندگی میں تیار کرنا

زندگی میں اپنے لیے کفن تیار کرانا جائز ہے۔(۲)

کفن سنت

☆......مرد کے کفن سنت میں قمیص، ازار اور چادر شامل ہیں۔

قمیص: گردن کی جڑ سے لے کر پیروں تک ہوتی ہے۔ اس میں آستین نہیں ہوتی اور دامن چاک نہیں ہوتا۔

ازار: ماتھے سے قدم تک ہوتی ہے۔

---

(۱) وفی الرسالة القشيرية بسنده ...... وفيها عن بعضهم ، إنّه كان نباش ، فتوفيت امرأة ، فصلى النّاس عليها ، وصلى عليها هذا النباش أيضًا ، ليغزف القبر ، فلمّا جنّ الليل ، نبش قبرها ، فقالت : سبحان اللّٰه! رجل مغفور يأخذ كفن مغفورة ، قال : فقلت : هبى أنّه غفرلک فأنا مغفور؟ فقالت: إنّ اللّٰه غفرلي ولجميع من صلى على ، وأنت قد صليت علىّ ، فتركها ورد التراب ، ثم تاب وحسنت توبته. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۲۵۹، ۲٦۰) باب زيارة القبور، وعلم الموتى بزوارهم ورؤيتهم لهم، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

(۲) ويحفر قبراً لنفسه ،قيل يكره والذى ينبغى أن لايكره تهيئة نحو الكفن.(الدر المختار: ۲/ ۲۴۴، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: فى إهداء ثواب القراء ة للنبى صلى الله عليه وسلم، ط: سعيد)

🗁 والذى ينبغى أن لايكره تهيئة نحو الكفن لأنّ الحاجة إليه غالبا بخلاف القبر. (حلبى كبير:ص: ۶۱۰ ،فصل:فى الجنائز،قبيل فصل: فى احكام المسجد،ط:سهيل اكيڈمى)

🗁 (حاشية الطحطاوى على المراقى:ص:۶۱۲ ،كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز،فصل فى حملها ودفنها،ط:قديمى)

چادر: ماتھے سے قدم تک ہوتی ہے، اور یہ چادر سر اور پیر کی طرف سے بڑھی ہوئی ہونی چاہیے البتہ عورت کے لیے ان تین کپڑوں کے علاوہ دو کپڑے اور زائد ہیں:

ایک ''اوڑھنی'' جو سر اور چہرے کو ڈھکے۔ اور ایک ''سینہ بند'' جو عورت کی چھاتیوں پر باندھا جائے۔

☆......اگر کفن کھل جانے کا اندیشہ ہو تو اس کو درمیان سے کفن کے کپڑے سے فالتو ٹکڑے نکال کر اس سے باندھ دیا جائے۔ (۱)

کفن ضرورت

کفن ضرورت وہ ہے جو ضرورت کے وقت میسر ہو جائے، خواہ وہ صرف ایک ہی کپڑا پوشیدہ حصے کو چھپانے کے لیے ہو۔

اگر اتفاق سے اتنا بھی کپڑا کفن کے لیے نہ ملے تو غسل دینے کے بعد ''اذخر''

---

(۱) (وكفن الرجل سنة) ثلاثة أثواب(قميص)من أصل العنق إلى القدمين بلادخريص وكمين (وإزار) من القرن إلى القدم (و) الثالث(لفافة) تزيد مافوق القرن والقدم ليلف فيها الميت وتربط من أعلاه وأسفله......(وتزاد المرأة) على ماذكرناه للرجل(في) كفنها على جهة (السنة خماراً لوجهها) ورأسها(وخرقة)عرضها مابين الثدى إلى السرة.....(لتربط ثدييها).(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي:ص:۵۷۵،۵۷۸، كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز،ط:قديمي)

🗁 ويسن في الكفن له إزار وقميص ولفافة.....(ولها درع)قميص(وإزار وخمار وخرقة تربط بها ثدياها)وبطنها.

قوله: إزار...الخ) هو من القرن إلى القدم.والقميص من أصل العنق إلى القدمين بلادخريص وكمين. واللفافة تزيد على مافوق القرن إلى القدم ليلف فيها الميت وتربط من الأعلى والأسفل. امداد. والدخريص:الشق الذي يفعل في قميص الحي ليتسع للمشي.

قوله: وخمار)بكسر الخاء ماتغطي به المرأة رأسها.

(الدر مع الرد: ۲/۲۰۲، ۲۰۳، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة، مطلب:في الكفن،ط:سعيد)

🗁 (البحرالرائق: ۲/۱۷۵، ۱۷۶، كتاب الجنائز ،ط:سعيد)

(ہری گھاس وغیرہ) سے میت کو ڈھک دیا جائے، اور دفن سے پہلے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جائے، بلکہ دفن کرنے کے بعد قبر پر جنازہ کی نماز پڑھی جائے۔(۱)

کفن عورت کا

''عورت کا کفن'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۵۰۶)

کفن کا کپڑا پاک ہو

کفن کا کپڑا خواہ کوئی بھی ہو، اور کوئی بھی اُسے تیار کرے اس کپڑے کا پاک ہونا شرط ہے، اور جو کپڑا بازار میں ملتا ہے وہ پاک ہے، جب تک اس کے ناپاک ہونے کا علم نہ ہو پاک سمجھا جائے گا۔(۲)

---

(۱) ویکره أن یکفن فی ثوب واحد لأن فی حال الحیاة تجوز صلاته فی ثوب واحد مع الکراهة فکذا بعد الموت یکره أن یکفن فیه إلاعند الضروره بأن کان لایوجد غیره لماروی أن مصعب بن عمیر لمااستشهد کفن فی نمرة فکان إذا غطی بها رأسه بدت رجلاه وإذاغطی بهارجلاه بدارأسه فأمرالنبی صلی الله علیه وسلم أن یغطی بهارأسه ویجعل علی رجلیه شیء من الإذخر.(بدائع الصنائع: ۱/ ۳۰۷، کتاب الصلاة،باب الجنائز،فصل:وأما کیفیة التکفین،ط:سعید)

(البحرالرائق:۲/ ۱۷۶، کتاب الجنائز،ط:سعید)

(حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص: ۵۷۹،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز،ط:قدیمی)

وفی العتابیة:وإن لم یوجد ذالک غسل وجعل علیه الإذخر ودفن ویصلی علی قبره.(الهندیة:ص: ۱/ ۱۶۱، کتاب الصلاة،الباب الحادی والعشرون فی الجنائز،الفصل الثالث فی التکفین،ط:رشیدیه)

فإن لم یوجد من یکفن غسل،وجعل علیه الإذخر،ودفن وصلی علی قبره.(حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص: ۵۷۴،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز،ط:قدیمی)

(۲) الاصل المعهود إن غیر الثابت بیقین لایثبت بالشک والثابت بیقین لایزول بالشک. (بدائع الصنائع،۲/ ۳۴۰،کتاب النکاح،فصل:وأما بیان مایرفع حکم النکاح،ط:سعید)

الیقین لایزول بالشک.(الاشباه والنظائر:ص: ۶۰،القاعدة الثالثة،ط:قدیمی)

(تکمله ردالمحتار،۷/ ۳۶،مطلب:صک کتب فیه بیع وإجارة أواقرار...الخ،ط:سعید)

کفن کس رنگ کا ہونا چاہیے؟

☆......کفن کے لیے سفید کپڑا افضل ہے، اس کے علاوہ بھی جائز ہے، اور جو رنگ اور کپڑا زندگی میں جائز ہے وہ کفن کے لیے بھی جائز ہے، اور جو زندگی کی حالت میں ناجائز ہے، وہ کفن کے لیے بھی ناجائز ہے۔

☆......عورتوں کے لیے بھی سفید رنگ کا کفن ہونا زیادہ بہتر ہے، لیکن رنگین بھی جائز ہے خواہ کل کفن رنگین ہو یا بعض۔ (۱)

کفن کس کو بنانا چاہیے؟

اگر میت کا مال نہیں ہے، تو اس کا کفن اس شخص کو بنانا چاہیے جو زندگی کی حالت میں اس کی کفالت کرتا تھا۔ (۲)

---

(۱) الحنفية. قالو: أحب الاكفان ان تكون الثياب البيض، سواء كانت جديدة أو خلقة وكل مايباح للرجال لبسه في حال الحياة يباح التكفين به بعد الوفاة وكل مالايباح في حال الحياة يكره التكفين فيه، فيكره للرجال التكفين بالحرير والمعصفر والمزعفر ونحوها إلا إذا لم يوجد غيرها، أما المرأة فيجوز تكفينها بذالك، وينظر في كفن الرجل إلى مثل ثيابه لخروجه في العيدين وينظر في كفن المرأة إلى مثل ثيابها عند زيارة ابويها. (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/۵۱۴، ۵۱۵، التكفين، ط: داراحياء التراث العربي، بيروت)

🗁 ولم يبين لون الاكفنا لجواز كل لون لكن أحبها البياض (البحر الرائق: ۲/۱۷۶، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

🗁 (ولاباس في الكفن ببرد وكتان وفي النساء بحرير ومزعفر ومعصفر) لجوازه بكل مايجوز لبسه حال الحياة وأحبه البياض. (الدرالمختار: ۲/۲۰۵، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في الكفن، ط: سعيد)

🗁 (حلبی کبیر: ص: ۵۸۱، ۵۸۲، فصل: في الجنائز، ط: سہیل اکیڈمی)

(۲) إذا ماتت المرأة، ولامال لها قال ابويسف: يجبر الزوج على كفنها، والاصل فيه ان من يجبر على نفقته في حياته يجبر عليها بعد موته وقال محمد: لايجبر الزوج والصحيح الاول. (الشامية: ۲/ ۲۰۶، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في كفن الزوجة على الزوج، ط: سعيد) =

کفن کس کے ذمہ ہے؟

☆...... میت کا کفن اسی کے خالص ذاتی مال سے ہونا چاہیے، جس کے ساتھ کسی غیر کا حق وابستہ نہ ہو، جیسے رہن کا مال نہ ہو، کیونکہ اس کے ساتھ دوسروں کا حق وابستہ ہے۔

☆...... اگر مرنے والے کا خالص مال موجود نہ ہو تو اس کا کفن اس شخص کے ذمہ ہے جس پر اس کی زندگی میں اس کا ضروری خرچہ واجب تھا۔(۱)

☆...... میت کا مال نہیں ہے تو اس کا کفن اس شخص کو بنانا چاہیے جو زندگی کی حالت میں اس کی کفالت کرتا تھا۔(۲)

= وکفن من لامال له علی من تجب علیه نفقته.(الدرالمختار: ۲/۲۰۵، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی الکفن، ط: سعید)

(البحرالرائق: ۲/۱۷۸، کتاب الجنائز، ط: سعید)

(۱) ویجب تکفین المیت من ماله الخاص الذی لم یتعلق به حق الغیر کالمرهون فان لم یکن له مال خاص فکفنه علی من تلزمه نفقته فی حال حیاته .(کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ۱/۵۱۳، التکفین، ط: داراحیاء التراث العربی، بیروت)

وکفن من لامال له علی من تجب نفقته. وفی الرد: قوله: من لامال له) أما من له مال فکفنه فی ماله یقدم علی الدین والوصیة والإرث إلی قدر السنة مالم یتعلق به حق الغیر کالرهن والمبیع قبل القبض.(الدر مع الرد: ۲/۲۰۵، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی الکفن، ط: سعید)

(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۵۷۴، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، ط: قدیمی)

(البحرالرائق: ۲/۱۷۸، کتاب الجنائز، ط: سعید)

(۲) ویجب تکفین المیت من ماله الخاص الذی لم یتعلق به حق الغیر کالمرهون فان لم یکن له مال خاص فکفنه علی من تلزمه نفقته فی حال حیاته، ولو کانت زوجة ترکت مالا فیجب علی الزوج القادر تکفین زوجه، فإن لم یکن لمن تلزمه نفقته مال، کفن من بیت المال ان کان من للمسلمین بیت مال وامکن الاخذ منه، والا فعلی جماعة المسلمین القادرین .(کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ۱/۵۱۳، التکفین، ط: داراحیاء التراث العربی، بیروت)

إذا ماتت المرأة، ولامال لها قال أبویسف: یجبر الزوج علی کفنها، والاصل فیه أن من یجبر علی نفقته فی حیاته یجبر علیها بعد موته وقال محمد: لایجبر الزوج والصحیح الاول. =

☆...... میت کا کوئی غیر مسلم جاننے والا کفن کی قیمت دے تو کوئی خرابی نہیں ہے۔(۱)

کفن کفایہ

عورت کے ”کفن کفایہ“ کے لیے ایک ازار، ایک چادر، اوڑھنی اور سینہ بند کافی

= (الشامية: ۲/ ۲۰۶، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في كفن الزوجة على الزوج، ط: سعيد)

🗁 فإن لم يكن للميت مال فكفنه على من تجب عليه نفقته وكسوته في حياته. (البحر الرائق: ۲/ ۱۷۸، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

🗁 (الدر المختار: ۲/ ۲۰۵، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في الكفن، ط: سعيد)

(۱) ولو أهدى لمسلم ولم يرد تعظيم اليوم وجرى على عادة الناس لايكفر وينبغي أن يفعله قبله أو بعده نفيا للتهمة. (الدر المختار: ۶/ ۷۵۴، كتاب الخنثىٰ، مسائل شتى، ط: سعيد)

🗁 هذا هو الكلام في صلة المسلم المشرك. وجئنا إلى صلة المشرك المسلم، فقد روى محمد رحمه الله تعالىٰ في السير الكبير أخباراً متعارضة في بعضها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل هدايا المشرك، وفي بعضها أنه صلى الله عليه وسلم لم يقبل، فلابد من التوفيق. واختلفت عبارة المشايخ رحمهم الله تعالى في وجه التوفيق، فعبارة الفقيه أبي جعفر الهندواني أن ماروى أنه لم يقبلها محمول على أنه إنما لم يقبلها من شخص غلب على ظن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه وقع عند ذالك الشخص أن رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما يقاتلهم طمعا في المال لالإعلاء كلمة الله ولايجوز قبول الهدية من مثل هذا الشخص في زماننا، وماروى أنه قبلها محمول على أنه قبل من شخص غلب على ظن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه وقع عند ذالك الشخص أن رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما يقاتلهم لاعزاز الدين ولإعلاء كلمة الله لالطلب المال وقبول الهدية من مثل هذا الشخص جائز في زماننا ايضا، ومن المشايخ من وفق من وجه آخر فقال لم يقبل من شخص علم أنه قبل منه يقل صلابته وعزته في حقه ويلين له بسبب قبول الهدية، وقبل من شخص علم أنه لايقل صلابته وعزته في حقه ولايلين بسبب قبول الهدية. (الهندية: ۵/ ۳۴۷، ۳۴۸، كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أهل الذمة والاحكام التي تعود إليهم، ط: رشيديه)

🗁 (المحيط البرهاني: ۸/ ۷۰، كتاب الكراهية والاستحسان، الفصل السادس عشر في أهل الذمة والاحكام التي تعود إليهم، ط: ادارة القرآن).

🗁 (التاتارخانية: ۱۸/ ۱۶۸، ۱۶۹، كتاب الكراهية، الفصل السادس عشر في اهل الذمة والاحكام التي تعود إليهم، ط: مكتبه فاروقيه)

ہے، اس قدر کفن بھی بلا کراہت جائز ہے۔ (اس میں قمیص کو چھوڑ دیا گیا ہے) (۱)

کفن کم سے کم کتنا ہونا چاہیے؟

کم سے کم کفن اتنا ہونا چاہیے کہ میت کا تمام بدن ڈھک جائے، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، اگر اس سے کم ہو تو مسلمان کے ذمہ سے فرض کفایہ ادا نہ ہوگا۔ (۲)

کفن کو دھونی دینا

پہلے کفن کو تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات مرتبہ لوبان وغیرہ کی دھونی دے، پھر اس سے مردہ کو کفن دے۔ (۳)

(۱) وتزادالمرأة (فی) کفن (الکفایة) علی کفن الرجل(خماراً) فیکون ثلاثة:خمار ولفافة وإزار . (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی:ص:۵۷۸،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز،ط:قدیمی)

والکفایة فی حقه أن یقتصر علی إزار ولفافة وفی حقها علی إزار وخمار ولفافة.(حلبی کبیر: ص: ۵۸۰، فصل: فی الجنائز،ط:سهیل اکیڈمی)

(الهندیة: ۱/۱۶۰،کتاب الصلاة،الباب الحادی والعشرون فی الجنائز،الفصل الثالث فی التکفین، ط: رشیدیه)

(۲) وکفن الضرورة لهمامایوجد) وأقله مایعم البدن)ظاهره أنه لولم یوجد له ذالک سألوا الناس له ثوباً یعمه وأن مادون ذالک بمنزلة العدم وأنه لایسقط به الفرض عن المکفلین، (الدر مع الرد: ۲/ ۲۰۲،کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب:فی الکفن،ط:سعید)

(حاشیة الطحطاوی علی المراقی:ص: ۵۷۹،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز،ط:قدیمی)

تکفین المیت بمایستره ولوکان ثوباً واحداً فرض کفایة.(فقه السنة، ۱/ ۳۳۷، الجنائز، الکفن، حکمه،ط:دارابن کثیر)

(۳) وتجمر الاکفان وتراً بأن یدار المجمر ثلاثاً أوخمساً أوسبعاً قبل أن یدرج المیت فیها،أی الأکفان.والإجمار هوالتطیب.(مجمع الانهر: ۱/۲۶۷،کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة، ط: دار الکتب العلمیة)

(حلبی کبیر:ص: ۵۸۲،فصل:فی الجنائز،ط:سهیل اکیڈمی)

(حاشیة الطحطاوی علی المراقی:ص:۵۷۸، ۵۷۹،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز، ط: قدیمی)

کفن کی اقسام

کفن کی تین قسمیں ہیں:

۱-کفن سنت۔ ۲-کفن کفایہ۔ ۳-کفن ضرورت۔(۱)

کفن کی گرہ

''گرہ کھول دے''عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/ ۲۱۸)

کفن کے بند کا حکم

''گرہ دینا''عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/ ۲۱۷)

کفن کیسا دیا جائے؟

☆......سب سے زیادہ محبوب اور سب سے زیادہ پسندیدہ کفن وہ ہے، جو سفید کپڑے کا ہو، خواہ وہ نیا ہو یا پرانا۔

☆......ہر ایسا لباس جس کا پہننا مردوں کے لئے زندگی میں مباح (جائز) ہے، مرنے کے بعد اس کا کفن دینا بھی مباح ہے، اور ہر ایسا لباس جس کا زندگی میں پہننا مکروہ ہے اس کا کفن بھی مکروہ ہے، لہٰذا مردوں کو ریشم اور زرد رنگ، اور زعفرانی رنگ اور سرخ رنگ کے کپڑے کا کفن دینا مکروہ ہے، ہاں اگر اس کے علاوہ کوئی اور کپڑا موجود نہ ہو تو مکروہ نہیں ہوگا، البتہ عورت کے لیے ایسے کپڑے کا کفن جائز ہے،

---

(۱) یجب أن یعلم بأن الکفن أنواع ثلاثة: کفن ضرورة، و کفن کفایة، و کفن سنة.

(المحیط البرهانی: ۳/ ۶۴، کتاب الصلاة، الباب الثانی و الثلاثون فی الجنائز، قسم آخر، فی مقدار الکفن، ط: ادارة القرآن)

🗁 (التاتارخانیه: ۲/ ۱۱۱، کتاب الصلاة، الباب الثانی و الثلاثون فی الجنائز، ط: قدیمی)

🗁 قال الحنفية: الکفن فی ثلاثة أنواع: کفن الضرورة و کفن الکفاية و کفن السنة. (الفقه الاسلامی: ۲/ ۱۵۰۰، الفرض الثانی، تکفین المیت، ثانیا: صفة التکفین، ط: رشیدیه)

یعنی رنگین کپڑے کا کفن بھی عورتوں کو دے سکتے ہیں۔

☆...... اور مرد کے کفن کا کپڑا ایسا ہونا بہتر ہے، جیسا کہ وہ عیدین کی نماز کے لیے پہن کر جاتا ہے اور عورت کے کفن کا کپڑا ایسا ہونا بہتر ہے جیسا کہ وہ ماں باپ کے گھر جانے کے لیے پہنتی ہے۔(۱)

(۱) الحنفية..قالو :أحب الاكفان ان تكون الثياب البيض،سواء كانت جديدة أوخلقة و كل مايباح للرجال لبسه في حال الحياة يباح التكفين به بعد الوفاة و كل مالايباح في حال الحياة يكرة التكفين فيه،فيكره للرجال التكفين بالحرير والمعصفر والمزعفر ونحوها إلاإذا لم يوجد غيرها، أماالمرأة فيجوز تكفينها بذالک،وينظر في كفن الرجل إلى مثل ثيابه لخروجه في العيدين وينظر في كفن المرأة إلى مثل ثيابها عند زيارة ابويها.(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۵۱۴/۱، ۵۱۵،التكفين،ط:داراحياء التراث العربي،بيروت)

ويؤخذ الكفن(مما) كان(يلبسه) الرجل(في حياته)يوم الجمعة والعيدين ويحسن للحديث:حسنوا أكفان الموتى،فإنهم يتزاورون فيما بينهم ويتفاخرون بحسن أكفانهم ،ولايغالي فيه لقوله صلى الله عليه وسلم :لاتغالوا في الكفن فإنه يسلب سريعاً.

قوله: مماكان يلبسه الرجل في حياته)أفاد بطريق المنطوق جواز تكفينه في كل ماجازلبسه له، وهو حي من كل جنس......ومنع بالمفهوم مالايجوز لبسه في حال حياته كحرير،ونحوه اعتباراً بحال الحياة إلاإذالم يوجد غيره لكن لايزاد على ثوب واحد لأن الضرورة تندفع به ويجوز ذالک للنساء كمزعفر ،ومعصفر.

قوله: يوم الجمعة والعيدين)ولها ماكانت تلبسه في زيارة الابوين.

قوله: للحديث حسنوا..الخ).....وأخرج مسلم إذاكفن أحدكم أخاه فليحسن كفنه يعني فليختر من الثياب أنظفها، وأبيضها على ما روته السنة،ولم يرد به مايفعله المبذرون إسرافاً ورياءً وسمعةً....والحاصل أن الحد الوسط في الكفن هو المستحب المستحسن.(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي:ص: ۵۷۶،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،ط:قديمي)

والجديد والغسيل ولو خلقا في الكفن سواء...... والمستحب فيه البياض...... ويكره للرجال المزعفر والمعصفر والحرير ولايكرة للنساء اعتباراً بحال الحياة فإن لم يوجد للرجل إلاالحرير يجوز الكفن به ولكن لايزاد على ثوب للضرورة وينبغي أن يكون الكفن في النفاسة مثل ملبوسه في الجمعة والعيدين وللمرأة ماتلبس في زيارة أهلها.(حلبي كبير: ص: ۵۸۱، ۵۸۲، فصل: في الجنائز، ط: سهيل اكيڈمی)

ولو أوصى بأن يكفن بألف درهم كفن كفنا وسطاً ولم يبين لون الأكفان لجواز كل لون لكن أحبها البياض ولم يبين جنسها لجواز الكل،لامالايجوز لبسه حال الحياة كالحرير للرجال...... وفي المجتبى:والجديد والخلق فيه سواء بعد أن يكون نظيفا من الوسخ...... وفي الظهيرية: =

☆......حدیث شریف میں ہے کہ: جب تم میں کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اچھا کفن دے۔(۱)

☆......بہت زیادہ قیمتی کپڑے کا کفن بنانا مکروہ ہے۔اور بالکل کم قیمت کے کپڑے کا کفن بھی نہ ہونا چاہیے۔(۲)

کفن کے کپڑے سلے ہوئے نہ ہوں

کفن کے کپڑے سلے ہوئے نہیں ہونے چاہییں۔ ہاں اگر عرض کم ہونے کی وجہ سے مجبوری ہے تو الگ بات ہے۔(۳)

= ویکفن المیت کفن مثله.وتفسیره أن ینظر إلی ثیابه فی حال حیاته لخروج الجمعة والعیدین فذالک کفن مثله وتحسن الاکفان للحدیث. حسنوا أکفان الموتی لأنهم یتزاورون فیما بینهم ویتفاخرون بحسن اکفانهم.(البحر الرائق: ۱۷۶/۲، کتاب الجنائز، ط:سعید)

(۱) عن جابر قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم إذاکفن أحدکم أخاه فلیحسن کفنه. رواه مسلم. (مشکوۃ المصابیح، ص: ۱۴۳، کتاب الجنائز، باب غسل المیت وتکفینه، الفصل الاول، ط: قدیمی)

(الصحیح لمسلم: ۳۰۶/۱، کتاب الجنائز، فصل: فی کفن المیت، ط:قدیمی)

(جامع الترمذی: ۱۹۴/۱، أبواب الجنائز، باب ماجاء مایستحب من الاکفان، وباب بعدها، ط: قدیمی)

(۲) أنظر الحاشیة السابقة رقم الحاشیة: ۱. (الحنفیة..قالو:أحب الاکفان)

(۳) قوله: إزار...الخ)هو من القرن إلی القدم والقمیص من أصل العنق إلی القدمین بلاد خریص وکمین......والدخریص:الشق الذی یفعل فی قمیص الحی لیتسع للمشی..(الشامیة: ۲۰۲/۲، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی الکفن، ط:سعید)

(التاتارخانیة: ۱۱۱/۲، کتاب الصلاة، الفصل الثانی والثلاثون فی الجنائز، قسم آخر فی تکفین الشهید، ط:قدیمی)

ولنا حدیث ابن عباس، ان النبی صلی الله علیه وسلم کفن فی حلة وقمیص، والحلة:اسم الثوبین عند العرب إزار ورداء ولأن اشرف لباس الاحیاء القمیص، فوجب تقدیمه، إلا إنه لایجعل قمیصه علی هیئة قمیص الاحیاء فلایجعل له دخریص، لأن ذالک إنما یجعل فی حق الحی لیسع أسفله، فتیسر له المشی، والمیت لایحتاج إلی ذالک، ولایکف أطرافه، لأن ذالک یفعل للحی، ولاحاجة للمیت إلیه(المحیط البرهانی: ۶۶/۳، کتاب الصلاة، الفصل الثانی والثلاثون فی الجنائز، قسم آخر: فی تکفین الشهید، ط: ادارة القرآن)

(البحر الرائق: ۱۷۵/۲، کتاب الجنائز، ط:سعید)

کفن کے کپڑے نہ ملیں تو

اگر کسی جگہ پر اتفاق سے میت کو کفن دینے کے لیے کپڑا بالکل نہ ملے تو غسل دینے کے بعد "اذخر" ہری گھاس وغیرہ سے میت کو ڈھک دیا جائے، اور دفن سے پہلے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جائے بلکہ دفن کرنے کے بعد قبر پر جنازہ کی نماز پڑھی جائے۔(۱)

کفن کے لیے چندہ کرنا

اگر کسی مسافر یا پردیسی کا انتقال ہوگیا، اور اس کا کوئی ولی وارث نہیں ہے اور اس کا کوئی مال ومتاع بھی نہیں ہے، تو اس کے کفن کے لیے چندہ کرنا جائز ہے، کیونکہ یہ مسلمانوں کے ذمے میں لازم ہے۔(۲)

---

(۱) فإن لم يوجد من يكفن غُسّل ،وجعل عليه الاذخر، ودفن وصلى على قبره.(حاشية الطحطاوى على المراقى:ص:۵۷۴،كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز،ط:قديمى)

وفى العتابية:وإن لم يوجد ذالك، غسل وجعل عليه الاذخر ودفن ويصلى على قبره. (الهندية: ۱/۱۶۱،كتاب الصلاة،الباب الحادى والعشرون فى الجنائز،الفصل الثانى فى التكفين، ط: رشيديه)

(التاتارخانيه:۲/۱۱۳،كتاب الصلاة،الباب الثانى والثلاثون فى الجنائز،قسم آخر:فى كيفية الكفن،ط:قديمى)

(۲) وكفن من لامال له على من تجب عليه نفقته...... وإن لم يكن ثمة من تجب عليه ففى بيت المال فإن لم يكن)بيت المال معموراً أو منتظما (فعلى المسلمين تكفينه)فإن لم يقدروا سألوا الناس له ثوباً. قوله: فعلى المسلمين)أى العالمين به وهو فرض كفاية يأثم بتركه جميع من علم به.ط. (الدر مع الرد:۲/۲۰۵،۲۰۶،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب:فى كفن الزوجة على الزوج، ط: سعيد)

(وإن لم يوجد من تجب عليه نفقته ففى بيت المال)تكفينه وتجهيزه.....(وإن لم يعط)بيت المال(عجزاً) لخلوه من الاموال(أوظلماً)......(فعلى الناس)القادرين(و)يجب أن(يسأل) له)أى للميت (التجهيز من)علم به وهو(لايقدر عليه)أى التجهيز(غيره)من القادرين.(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى:ص:۵۷۴،كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز،ط:قديمى)

(البحر الرائق:۲/۱۷۸،كتاب الجنائز،ط:سعيد)

کفن لازم ہونے والا آدمی نہیں ہے

اگر اتفاق سے ایسا آدمی نہیں ہے جس پر میت کا نان ونفقہ لازم ہوتا ہے، تو بیت المال سے کفن کا خرچہ حاصل کرنا چاہیے بشرطیکہ مسلمانوں کا بیت المال ہو، اور لینا بھی ممکن ہو، ورنہ مال دار مسلمانوں پر کفن کا انتظام کرنا لازم ہوگا۔ اور اسی میں جنازے کے دوسرے اخراجات وغیرہ بھی شامل ہیں۔ مثلاً: قبرستان تک لے جانا، اور دفنانے کے مصارف وغیرہ۔ (۱)

کفن مرد کا

''مرد کا کفن'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲۵۵/۲)

کفن میں گریبان کس طرف کیا جائے؟

''گریبان کس طرف کیا جائے؟'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲۱۸/۲)

کفن نجاست سے ملوث ہو جائے

اگر میت کو غسل دینے کے بعد کفن پہنا دیا گیا پھر بدن سے خون نکل کر کفن ملوث ہو گیا تو کفن بدلنا اور دھونا ضروری نہیں۔ (۲)

---

(۱) فان لم يكن لمن تلزمه نفقته مال كفن من بيت المال ان كان للمسلمين بيت مال وامكن الاخذ منه، وإلا فعلى جماعة المسلمين القادرين، ومثل الكفن فى هذا التفصيل مؤن التجهيز كالحمل إلى المقبرة والدفن ونحوه، (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۵۱۳/۱، التكفين، ط: دار احياء التراث العربى، بيروت)

(أنظر الحاشية السابقة أيضا)

(۲) قوله : ولم يعد غسله ؛ لأنّ الغسل عرفناه بالنص . وقد حصل مرة وكذا لاتجب إعادة وضوءه ؛ لأنّ الخارج منه من قبل أو دبر أو غيرهما ليس بحدث ؛ لأنّ الموت حدث كالخارج ، فلما لم يؤثر الموت في الوضوء وهو موجود لم يؤثر الخارج . (البحر الرائق : (۱۷۳/۲) كتاب الجنائز، ط: ماجدية)

(ولايعاد غسله ولا وضوءه بالخارج منه) لأن غسله ما وجب لرفع الحدث لبقائه بالموت =

کلمہ پڑھ لو

☆......ایک شخص جو لین دین میں برابر کا وزن کرتا تھا، اس سے وفات کے وقت کہا گیا کہ: کلمہ پڑھ لو! تو اس نے کہا کہ: اللہ سے دعا کرو کہ میرے لیے کلمہ پڑھنا آسان بنا دیں، اس لیے کہ ترازو کا کانٹا میری زبان پر ہے اور وہ مجھے کلمہ پڑھنے سے روک رہا ہے کہ میں ترازو کا پلڑا صاف کر کے نہیں تولتا تھا، اور جو میل کچیل اور ہواؤں سے گرد وغبار اس پر لگ جاتا تھا، اس کے دور کرنے کا خیال نہیں کرتا تھا۔(۱)

☆......ایک شخص کو وفات کے وقت کہا گیا کہ: کلمہ پڑھ لو! تو اس نے کہا: مجھے میرا جام دے دو۔(۲)

☆......ایک دکان دار آدمی سے وفات کے وقت کہا گیا کہ: کلمہ پڑھ لو! تو اس نے کہا: ساڑھے تین پونے چار۔(۳)

= بل لتنجسه بالموت كسائر الحيوانات الدموية الا ان المسلم يطهر بالغسل كرامة له وقد حصل، بحر. (الدر مع الرد: (۱۹۷/۲) باب صلاة الجنازة، مطلب في القراءة عند الميت، ط: سعيد)

(۱) ولقد حكى ابن ظفر في كتاب النصائح له قال: كان يونس بن عبيد رحمه الله تعالى...... قال حضرت الساعة رجلاً احتضر فقلت له: قل: لاإله إلاالله فامتعض فألححت عليه فقال: أدع الله لي فقال: هذالسان الميزان على لساني يمنعني من قولها. قلت: أفما يمنعك إلا من قولهما؟ فقال: نعم، قلت: وماكان عملك به؟ قال: ما أخذت ولاأعطيت به إلا حقا في علمي غير أني كنت أقيم المدة لاأفتقده ولاأحتبره. (التذكرة في أحوال الموتى وأمور الآخرة، ص: ۳۳، باب ما جاء أن الميت يحضره الشيطان عند موته، ط: دار الحديث قاهره)

(۲) وقال الربيع بن شبره بن معبد الجهني وكان عابداً بالبصرة؛ أدركت الناس بالشام وقيل لرجل: يافلان قل: لاإله إلاالله قال: اشرب واسقني. (التذكرة في أحوال الموتى وأمور الآخرة، ص: ۳۲، باب ماجاء أن الميت يحضره الشيطان عند موته، ط: دار الحديث قاهره)

(۳) لقد حكى لنا أن بعض السماسرة جاء عند الموت فقيل له: قل: لاإله إلاالله، فجعل يقول: ثلاثة ونصف أربعة ونصف، غلبت عليه السمسرة. ((التذكرة في أحوال الموتى وأمور الآخرة، ص: ۳۳، باب ماجاء أن الميت يحضره الشيطان عند موته، ط: دار الحديث قاهره)

کلمہ پڑھا نہیں جا رہا

☆......ایک شخص سے موت کے وقت کہا گیا کہ: کلمہ پڑھو! اس نے کہا کہ: مجھ سے پڑھا نہیں جا رہا، پوچھا گیا: کیوں؟ اس نے کہا: ایک دن ایک عورت مجھ سے رومال خریدنے آئی، میں نے اس کے حسن و جمال پر نظر ڈالی تھی۔

☆......ایک شخص سے موت کے وقت کلمہ پڑھنے کا مطالبہ کیا گیا، اس نے کہا: میں اس لیے کلمہ نہیں پڑھ پا رہا ہوں کہ: میں اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے ایذا پہنچایا کرتا تھا۔

☆......ایک شخص سے موت کے وقت کہا گیا: کلمہ پڑھو! اس نے کہا: میں پڑھ نہیں سکتا، اس سے پوچھا گیا: تم کیا گناہ کرتے تھے؟ اس نے جواب دیا کہ: میں جب کسی عورت کے ساتھ تنہا ہوتا تو میرا دل چاہتا کہ وہ راضی ہو جائے تو اس کا بوسہ لے لوں۔

☆......ایک شخص سے موت کے وقت کہا گیا کہ: کلمہ پڑھو! اس نے کہا: میں پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا، پوچھا گیا: کیوں؟ اس نے کہا: میں گناہ کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ لوگوں سے شرماتا تھا۔

☆......ایک شخص سے کہا گیا: کلمہ پڑھو! اس نے کہا: میں نہیں پڑھ سکتا۔ پوچھا گیا: تم کیا گناہ کرتے تھے؟ اس نے کہا: میں زندگی میں ایک مرتبہ زنا کر بیٹھا تھا۔

ایک اور شخص سے کہا گیا: کلمہ طیبہ پڑھ لو! اس نے کہا اس کی قدرت نہیں پاتا، اس سے پوچھا گیا تم کیا کرتے تھے؟ اس نے کہا کہ ایک مرتبہ میری بیوی بیمار تھی تو میں نے اپنے غلام سے منہ کالا کر لیا تھا۔

اس قسم کے بے شمار واقعات ملتے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ دنیا و آخرت میں ہمیں عافیت عطا فرمائے! لہٰذا اسے خوب اچھی طرح ذہن نشین کرلیں، اور مالک الملک کے سامنے حساب وکتاب سے پہلے اپنا حساب وکتاب کرلیں، اس لیے کہ اس وقت بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں ہوگی اور دنیا سے نیکیوں اور اچھائیوں کا توشہ ساتھ لے جائے بغیر وہاں بچنے کی کوئی جگہ نہیں ہوگی، اس لیے گناہوں سے خوب بچیں، ورنہ مرتے وقت زبان کلمہ پڑھنے سے رک سکتی ہے۔(۱)

کلمہ پڑھنے سے انکار کردیا

امام ابوجعفر احمد بن محمد قرطبی رحمہ اللہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو لوگوں نے

---

(۱) وقیل لآخر: قل: "لاإله إلاالله" لما احتضر، فقال: لااستطیع، فقیل: ومایمنعک من ذالک؟ فقال: نظرت یوماً إلی محاسن امرأة وقفت علی تشتری لها مندیلاً.

وقیل لآخر حین احتضر قل: لاإله إلاالله، فقال: لااقدر علی النطق بهالأنی کنت أوذی جیرانی بلسانی.

وقیل لبعضهم قل: "لاإله إلاالله" فقال: لااقدر علیها فقیل له: فماذاکنت تصنع؟ قال: کنت اذاخلوت بامرأة یمیل قلبی إلی تقبیلهالورضیت.

وقیل لآخر قل: لاإله إلاالله فقال: لااقدر فقیل له: فماذاکنت تصنع؟ فقال: کنت استحیی من الخلق إذا عصیت اکثر ماکنت استحیی من الله تعالیٰ.

وقیل لآخر قل: لاإله إلاالله، فقال: [illegible] له: ماکنت تصنع؟ قال: وقعت فی الزنا مرة فی عمری.

وقیل لآخر قل: لاإله إلاالله، فقال: لااقدر، فقیل له: ماکنت تفعل؟ فقال: مرضت زوجتی مرة فوقعت علی عبدی انتهی.

والحکایات فی ذالک کثیرة نسأل الله العافیة فی الدنیا والآخر، فاعلموا ذاک ایهاالاخوان وحاسبوا انفسکم قبل ان تعرضوا علی الملک الدیان فلا مفر عن ذالک ولافوت الالمن رغب فی طاعة الله بالزادوالقوت وإیاکم ان تتعاطوا شیئا من المعاصی فربما انعقد لسان احدکم من الشهادة عند الموت والحمد لله رب العالمین.

(مختصر تذکرة القرطبی للامام ابی المواهب عبد الوهاب بن احمد الشعرانی المتوفی ۹۷۳ھ، ص: ۲۷، باب ماجاء فی ان الشیطان یحضر المیت عند موته، ومایخاف من سوء الخاتمة نسأل الله العافیة، ط: دارالکتب العلمیة، بیروت)

ان سے کہا: ''لَا اِلٰــهَ اِلَّا اللهُ'' پڑھ لیجیے۔ وہ کہنے لگے: نہیں۔ جب انہیں افاقہ ہوا تو لوگوں نے یہ واقعہ ان سے ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا: میرے دائیں بائیں، دو شیطان آگئے تھے، ایک ان میں سے کہہ رہا تھا کہ: یہودی بن کر مرو۔ یہ سب سے بہتر مذہب ہے۔ دوسرا کہہ رہا تھا: عیسائی بن کر مرو۔ یہ سب سے بہتر دین ہے۔ میں ان دونوں سے کہہ رہا تھا: نہیں، نہیں۔ تم لوگ مجھے کلمہ پڑھنے کو کہہ رہے تھے، حالانکہ میں نے خود اپنے ہاتھ سے ترمذی اور نسائی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مبارک لکھی ہے کہ: مرنے سے پہلے تم میں سے ایک شخص کے پاس شیطان آ کر کہتا ہے کہ: یہودی ہو کر مرو، عیسائی ہو کر مرو۔ میں جو ''نہیں'' کہہ رہا تھا، ان کے جواب میں کہہ رہا تھا۔ تمہارے کلمہ کی تلقین کے جواب میں نہیں کہہ رہا تھا۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایسا واقعہ بہت سارے نیک لوگوں کے ساتھ پیش آیا ہے، جس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے کلمہ پڑھنے سے انکار نہیں کیا، بلکہ وہ شیطان کو جواب دے رہے ہوتے ہیں۔(۱)

---

(۱) قلت: وقد سمعت شيخنا الامام اباالعباس احمد بن عمر القرطبي بثغر الاسكندرية يقول: حضرت أخا شيخنا أبي جعفر أحمد بن محمد بن محمد القرطبي بقرطبة وقد احتضر، فقيل له: قل: لاإله إلاالله فكان يقول: لا. لا. فلما أفاق ذكرناله ذلک فقال: أتاني شيطانان عن يميني وعن شمالي. يقول أحدهما: مت يهوديا فإنه خير الاديان والآخر يقول: مت نصرانيا فإنه خير الاديان فكنت أقول لهما: لا، لا. إلى تقولان هذا وقد كتبت بيدي في كتاب الترمذي والنسائي عن النبي صلى الله عليه وسلم إن الشيطان يأتي أحدكم عند موته فيقول: مت يهوديا مت نصرانيا فكان الجواب لهما لا لكما. قلت: ومثل هذا عن الصالحين كثير يكون الجواب للشيطان لا لمن يلقنه الشهادة. (التذكرة في إحوال الموتى وأمور الآخرة، ص: ۳۲، باب ماجاء أن الميت يحضره الشيطان عند موته، ط: دار الحديث قاهره)

(مختصر تذكرة القرطبي للامام ابي المواهب عبد الوهاب بن احمد الشعراني المتوفى ۹۷۳ھ، ص: ۲۷، باب ماجاء في ان الشيطان يحضر الميت عند موته، ومايخاف من سوء الخاتمة نسأل الله العافية، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

کلمۂ شہادت لکھ کر میت کے گلے میں لٹکا دیا

''کلمۂ طیبہ وغیرہ لکھ کر میت کے گلے میں لٹکا دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

کلمہ طیبہ بلند آواز سے جنازے کے ساتھ پڑھنا

☆...... میت کا جنازہ لے جاتے ہوئے بلند آواز سے ''کلمۂ طیبہ'' کو لازم سمجھنا بدعت ہے، اس کو ترک کرنا لازم ہے، البتہ انفرادی طور پر آہستہ آہستہ کلمہ طیبہ پڑھنا منع نہیں ہے۔

☆...... جنازے کے ساتھ چلنے والوں کو خاموش رہنا لازم ہے، بلند آواز سے ذکر کرنا، قرآن کریم کی تلاوت کرنا، اور کلمہ طیبہ کا ورد کرنا مکروہ اور بدعت ہے۔ البتہ آواز کے بغیر دل دل میں ذکر کرنا اور کلمہ طیبہ کا وِرد کرنا جائز ہے۔(۱)

کلمۂ طیبہ کفن پر لکھنا

میت کے کفن پر مٹی سے کلمۂ طیبہ لکھنا، اور میت کو قبر میں رکھنے کے بعد کچی اینٹ پر لکڑی سے کلمہ شریف لکھ کر میت کے سر کے پاس مغرب کی جانب رکھنا، نیز

---

(۱) ویکرہ رفع الصوت بالذکر)والقرآن،وعلیهم الصمت وقولهم:کل حی سیموت ونحو ذالک خلف الجنازة بدعة.

قوله: ویکرہ رفع الصوت)قیل یکرہ تحریما.....وفی الشرح عن الظهیریة:فإن أراد أن یذکر الله تعالیٰ ففی نفسه أی سراً بحیث یسمع نفسه،قوله: ونحو ذالک) کالأذکار المتعارفة.(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی:ص:۲۰۶ ،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز،فصل: فی حملها ودفنها، ط: قدیمی)

☐ کره فیها رفع الصوت بذکر أو قراء ة.وفی الرد: وینبغی لمن تبع الجنازة أن یطیل الصمت، وفیه عن الظهیریة :فإن أراد أن یذکر الله تعالیٰ یذکرہ فی نفسه، لقوله تعالیٰ:إنه لایحب المعتدین، أی الجاهرین بالدعاء، وعن ابراهیم أنه کان یکرہ أن یقول الرجل وهو معها استغفروا له غفر الله لکم...... اه، قلت: وإذا کان هذا فی الدعاء والذکر فما ظنک بالغناء الحادث فی هذا الزمان. (الدر مع الرد: ۲/۲۳۳ ،کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)

☐ (البحرالرائق: ۲/۱۹۲ ،کتاب الجنائز،فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:رشیدیه)

مٹی کے چند چھوٹے ڈھیلوں پر ''سورۂ اخلاص'' پڑھ کر سب ڈھیلوں کو میت کے ساتھ لحد میں ڈالنا، یہ سب کام شریعت کے خلاف ہیں اور ان کی شریعت میں کچھ اصل نہیں ہے، اور ایسی رسوم کو چھوڑنا چاہیے۔ (۱)

کلمۂ طیبہ وغیرہ لکھ کر میت کے گلے میں لٹکا دینا

روشنائی سے کلمہ طیبہ، کلمہ شہادت اور آیۃ الکرسی لکھ کر میت کے گلے میں لٹکانا شریعت سے ثابت نہیں ہے، اس لئے اس کو ثواب کا کام سمجھ کر کرنا بھی جائز نہیں ہے، قبر میں میت کا بدن پھٹنے اور اس کی آلائش لگنے سے کلمہ وغیرہ کا احترام باقی نہیں رہے گا۔ (۲)

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من احدث في امرنا هذ ماليس منه فهو مردود. (صحيح البخاري، ۱/ ۳۷۱، كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، ط: قديمي)

من أصر على امر مندوب وجعله عزما ولم يعمل بالرخصه، فقد أصاب منه الشيطان من الاضلال، فكيف من اصر على بدعة أومنكر. (مرقاة المفاتيح: ۳/ ۲۶، رقم الحديث: ۹۴۶، كتاب الصلاة، باب الدعاء في التشهد، ط: رشيديه)

الاصرار على المندوب يبلغه الى حدالكراهة، فكيف اصرار البدعة التي لااصل لها في الشرع (السعاية، ۲/ ۲۶۵، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، قبيل فصل: في القراءة، ط: سهيل اكيڈمی)

وفي الرد: بأنهاأي البدعة، ماأحدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، عن علم أوعمل أوحال أو بنوع شبهة أو استحسان، وجعل دينا قويما وصراطاً مستقيما. (الشامية: ۱/ ۵۶۰، ۵۶۱، كتاب الصلاة، باب الامامة، مطلب: البدعة خمسة اقسام، ط: سعيد)

(۲) وقد أفتى ابن الصلاح: بأنّه لايجوز أن يكتب على الكفن يٰسن والكهف ونحوهما خوفا من صديد الميت...... وقد قدمنا قبيل باب المياه عن الفتح أنّه تكره كتابة القرآن وأسماء الله تعالىٰ على الدراهم، ولمحاريب والجدران ومايفرش، وماذالك الا لاحترامه وخشية وطئه ونحوه مما فيه إهانة، فالمنع هنا بالأولىٰ مالم يثبت عن المجتهد أو ينقل فيه حديث ثابت...... ان ممايكتب على جبهة الميت بغير مداد بالأصبع المسبحة، بسم الله الرحمٰن الرحيم، وعلى الصدر: =

کلمہ لکھی ہوئی چادر میت پر ڈالنا

☆......جس چادر پر کلمہ شریف اور قرآن مجید کی آیات لکھی ہوئی ہوتی ہیں، اس کو میت پر ڈالنا کلمہ اور قرآنی آیات کے احترام کے خلاف ہے، اس لئے اس سے بچنا چاہئے۔(۱)

☆......کلمہ لکھی ہوئی چادر میت پر ڈالنا کلمہ شریف اور آیات قرآنیہ کے

= لا إله إلا الله محمد رسول الله، وذلک بعد الغسل قبل التكفين. (شامي: (۲۴۶/۲، ۲۴۷) كتاب الصلاة، باب الجنائز، ط: سعيد)

الاستفسار : قد تعارف في بلادنا أنهم يلقون على قبر الصلحاء ثوبا مكتوبا فيه سورة الإخلاص، هل فيه بأس ؟

الاستبشار : هو استهانة بالقرآن ؛ لأن هذا الثوب إنما يلقى تعظيما لميت ، ويصير هذا الثوب مستعملا مبتذلا، وابتذال كتاب الله من أسباب عذاب الله. (نفع المفتي والسائل: (ص: ۴۰۳) مايتعلق بتعظيم اسم الله واسم حبيب الله الخ ، ط: دار ابن حزم)

(۱) وقدمنا قبل باب المياه عن الفتح أنه تكره كتابة القرآن وأسماء الله تعالیٰ على الدراهم والمحاريب والجدران وما يفرش ، وما ذلک الا لاحترامه وخشية وطئه ونحوه مما فيه إهانة ، فالمنع هنا بالأولیٰ مالم يثبت عن المجتهد أو ينقل فيه حديث ثابت . (شامی : (۲۴۶/۲ ، ۲۴۷) كتاب الصلاة ، باب الجنائز ، ط: سعيد)

بساط أو غيره كتب عليه " الملک لله " يكره بسطه واستعماله لاتعليقه للزينة . (شامی : (۱/ ۱۷۸) كتاب الطهارة ، أركان الوضوء أربعة ، قبيل باب المياه ، ط: سعيد)

كتابة القرآن على مايفرش ويبسط مكروهة . (الهندية : (۳۲۳/۱) كتاب الكراهية ، الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف ، ط: رشيديه .

الاستفسار : قد تعارف في بلادنا أنهم يلقون على قبر الصلحاء ثوبا مكتوبا فيه سورة الإخلاص ، هل فيه بأس ؟

الاستبشار : هو استهانة بالقرآن ؛ لأن هذا الثوب إنما يلقى تعظيما لميت ، ويصير هذا الثوب مستعملا مبتذلا ، وابتذال كتاب الله من أسباب عذاب الله ...... قلت : واشنع من هذا مايفعله أهل الركن من إلقاء الثياب التي كتب فيه اسم الله تعالىٰ أو سورة القرآن على جميع القبور ، وإن لم يكن المقبور من أهل الزهد والورع . (نفع المفتي والسائل : (ص: ۴۰۳) مايتعلق بتعظيم اسم الله واسم حبيب الله الخ ، ط: دار ابن حزم)

احترام کے خلاف ہے۔(۱)

کمروں کا مزار کے قریب ہونا

مزار کے قریب کمرہ ہونے میں کچھ حرج نہیں ہے۔(۲)

کمیونسٹ کے جنازہ کی نماز

اگر کوئی شخص واقعۃً کمیونسٹ ہے، اللہ تعالیٰ کے وجود کا منکر ہے، کائنات کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتا ہے، بلکہ یوں کہتا ہے کہ انسان ایسے ہی پیدا ہوتا ہے، اور ایسے ہی مرتا ہے، انسان وغیرہ کا پیدا ہونا ایک فطری چیز ہے، اور ہر چیز ایسی ہی ہوتی ہے، بننے اور بگڑنے میں انسان کی محنت پر دار و مدار ہے، نبی کریم ﷺ کو اللہ کا نبی اور رسول نہیں مانتا، قرآن مجید کو انسان کا بنایا ہوا کلام سمجھتے ہیں، نماز، روزہ کو لازم نہیں سمجھتا وغیرہ وغیرہ، تو ایسا آدمی اگر موت سے پہلے پہلے توبہ کر کے دوبارہ دین اسلام میں داخل نہیں ہوتا، تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) وقد أفتى ابن الصلاح بأنه لايجوز أن يكتب على الكفن يسٓ والكهف وغيرها خوفا من صديد الميت،(إلى قوله)فلايجوز تعريضهاللنجاسة.(الشامية: ۲/ ۲۴۶، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب:فيما يكتب على كفن الميت،ط:سعيد)

(احسن الفتاوىٰ: ۱/ ۳۵۱،باب ردالبدعات،میت کے سینے پر کلمہ شہادت لکھنا، ط: سعید)

(فتاوىٰ دارالعلوم دیوبند: ۵/ ۲۸۹، کتاب الجنائز،آٹھویں فصل،زیارت وقبور وایصالِ ثواب، عنوان:عہد نامہ لکھوا کر مردہ کے ساتھ قبر میں رکھنا کیسا ہے؟،ط:دارالاشاعت)

(۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیو بند:۵/۳۹۲،سوال نمبر:۳/۳۱۸۲،عنوان: مزار کے پہلو میں مسجد بنانا کیسا ہے؟ط:دارالاشاعت)

(۳) قال الله تعالىٰ : ﴿ومن يرتدد منكم عن دينه فيمت وهو كافر فاولئك حبطت أعمالهم فى الدنيا والآخرة وأولئك اصحاب النّار هم فيها خالدون﴾ [سورة البقرة :۲۱۷)]

وأما المرتد فيلقى فى حفرة كالكلب. الدر المختار ، أى لايغسل ، ولا يكفن ، ولا يدفع إلى من انتقل إلى دينهم . (شامي : (۲/ ۲۳۰) باب صلاة الجنائز ، قبيل مطلب فى حمل الميت ، ط: سعيد)

کندھا دینے سے کبیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں

''جنازے کو چاروں طرف سے کندھا دینے کا فائدہ'' عنوان کے تحت دیکھیں!

کندھا دینے کا طریقہ

☆......میت کے جنازے کو کندھا دینا مسنون ہے، اور بعض احادیث میں جنازے کے چاروں طرف کندھا دینے کی فضیلت بھی آئی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے میت کے چاروں پایوں کا کندھا دیا، اللہ تعالیٰ اس کے چالیس بڑے گناہوں کا کفارہ بنادیں گے۔

☆...... ہر وہ شخص جو کہ چالیس قدم جنازہ اٹھا کر چلے گا اس کے چالیس گناہ معاف ہوں گے۔(۱)

☆......مسنون یہ ہے کہ آدمی جنازہ کی چارپائی کو چالیس قدم اٹھائے۔ پہلے دائیں کندھے پر اگلی دائیں جانب کو دس قدم اٹھائے، پھر دس قدم دائیں جانب کے پچھلے پائے کو دائیں کندھے پر، پھر بائیں کندھے پر اگلی بائیں جانب کے پائے کو دس قدم، پھر بائیں کندھے پر بائیں جانب کے پچھلے پائے کو دس قدم تک، اگر

---

(۱)عن أنس بن مالک قال:قال رسول الله صلی الله علیه وسلم:من حمل جوانب السریر الأربع کفر الله عنه أربعین کبیرة.روی الحدیث.الطبرانی فی الاوسط.(مجمع الزوائد:۱۲۶/۳،رقم الحدیث:۴۰۱۹،کتاب الجنائز،باب حمل السریر،ط:دارالفکر بیروت)

(حلبی کبیر:ص:۵۹۲،فصل فی الجنائز،ط:سهیل اکیڈمی)

کنزالعمال:۵۹۸/۵۱،رقم الحدیث:۴۲۳۶۵،۴۲۳۶۶،الکتاب الرابع من حرف المیم من قسم الافعال، کتاب الموت،الخ،الفصل الخامس فی التشییع،الاکمال،ط:ادارہ تالیفات اشرفیه)

کسی قسم کی تکالیف کے بغیر اس طرح عمل ہوسکے تو بہتر ہے۔(۱)

کندھا دینے والے

جو لوگ جنازے کو کندھا دیں ان کے لیے ضرورت کے مطابق جنازے کے دائیں بائیں آنا جانا بلا کراہت درست ہے۔(۲)

(۱) وينبغي) لكل واحد(حملها أربعين خطوة يبدأ)الحامل(بمقدمها الأيمن)فيضعه(على يمينه) أي على عاتقه الأيمن ،ويمينها أي الجنازة ماكان جهة يسار الحامل لأن الميت يلقى على ظهره، ثم يضع مؤخرها الأيمن عليه أي على عاتقه الأيمن(ثم)يضع (مقدمها الأيسر على يساره)أي على عاتقه الأيسر (ثم يختم)بالجانب (الأيسر)يحملها(عليه)أي على عاتقه الايسر فيكون من كل جانب عشر خطوات لقوله صلى الله عليه وسلم:من حمل جنازة أربعين خطوة كفرت عنه أربعين كبيرة. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي:ص:۶۰۳، ۶۰۴، كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز، فصل: في حملها ودفنها،ط:قديمي)

ثم إن في حمل الجنازة شيئين:نفس السنة وكمالها،أما نفس السنة:فهي أن تأخذ بقوائمها الاربع على طريق التعاقب بأن تحمل من كل جانب عشر خطوات وهذا يتحقق في حق الجمع وأما كمال السنة فلايتحقق إلا في واحد وهو:أن يبدأ الحامل بحمل يمين مقدم الجنازة.... فيحمله على عاتقه الايمن ثم المؤخر الأيمن على عاتقه الأيمن ثم المقدم الأيسر على عاتقه الأيسر ثم المؤخر الأيسر على عاتقه الأيسر.(الهنديه: ۱/ ۱۶۲، كتاب الصلاة،الباب الحادى والعشرون في الجنائز،الفصل الرابع في حمل الجنازة،ط:رشيديه)

(المحيط البرهاني:۳/ ۳۱۴،كتاب الصلاة،الباب الحادى والثلاثون في الجنائز، نوع آخر من هذا الفصل في حمل الجنازة،ط:إدارة القرآن)

(۲) قال الحاكم الصدر الشهيد رحمه الله في المنتقى:وجدت في بعض الروايات أن أباحنيفة رحمه الله قال: لابأس بالمشي أمام الجنازة وخلفها ويمنة ويسرة،وكره أبويوسف ان يتقدمها منقطعا عن القوم، فإذاكنت في جماعة من الناس فلاباس بالمشي امام الجنازة وخلفها ويمنة ويسرة.(المحيط البرهاني:۳/ ۳۱۶،كتاب الصلاة،الباب الثاني والثلاثون في الجنائز، نوع آخر من هذاالفصل في حمل الجنازة،ط:ادارة القرآن)

(التاتارخانيه:۲/ ۱۱۵، كتاب الصلاة،الباب الثاني والثلاثون في الجنائز، ط:قديمي)

وفي الشرح قال الحاكم في المنتقى وجدت في بعض الروايات أن اباحنيفة قال: لاباس بالمشي امام الجنازة ،وخلفها ويمنة ويسرة...اه(حاشية الطحطاوي على المراقي:ص:۶۰۵، كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز،فصل:في حملها ودفنها،ط:قديمي)

کندھے پر اٹھانے کا طریقہ

شروع میں ہی جنازے کو کندھے پر اٹھانا مکروہ ہے۔ سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے جنازے کی چارپائی کے پائے کو ہاتھوں سے تھامے، پھر اسے کندھے پر رکھ لے۔(۱)

کندھے کے برابر امام نے کھڑے ہو کر نماز پڑھائی

''سینہ کے برابر امام کھڑا ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۴۴۲/۱)

کنگھی کرنا

میت کے سر میں کنگھا کرنا درست نہیں، اس لیے میت کے بالوں میں کنگھی نہ کی جائے۔(۲)

---

(۱) ویکرہ عندنا حمله بین عمودی السریر بل یرفع کل رجل قائمة بالید لاعلی العنق کالأمتعة. قوله: بالید) أی ثم یضع علی العنق،وقوله: لاعلی العنق:أی ابتداءً کما أفاده شیخنا،...اھ وفی الحلیة:أو یرفعونه أخذاً بالید لاوضعا علی العنق کما تحمل الأثقال.(الدر مع الرد: ۲/ ۲۳۱، کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: فی حمل المیت،ط:سعید)

🗁 ویرفعونه أخذا بالید لاوضعا علی العنق کما تحمل الأمتعة.(البحرالرائق: ۱۹۱/۲،کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته،ط:سعید)

🗁 (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ،ص:۶۰۳،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز، فصل: فی حملها ودفنها،ط:قدیمی)

(۲) ولایسرح شعره)أی یکره تحریما.قوله: ویکره تحریما)لما فی القنیة:من أن التزیین بعد موتها والإمتشاط وقطع الشعر لایجوز......اھ(الدر مع الرد:۱۹۷/۲، ۱۹۸،کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،مطلب: فی حدیث" کل سبب ونسب منقطع إلا سببی ونسبی"ط:سعید)

🗁 (ولایسرح شعره ولحیته) ...... لأنها للزینة وقد استغنی عنها والظاهر أن هذا الصنیع لایجوز قال فی القنیة:أماالتزیین بعد موتها والامتشاط وقطع الشعر لایجوز.(البحر الرائق: ۱۷۳/۲، کتاب الجنائز، ط:سعید)

🗁 (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی:ض: ۵۷۱،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز، ط: قدیمی)

کونٹیکٹ لینس

اگر کسی کا انتقال ہو جائے اور اس کی آنکھوں میں کونٹیکٹ لینس ہے تو اس کو نکالنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ نکالنے میں دقت بھی ہے اور بے حرمتی کا خطرہ بھی، اور غسل اور کفن کے لئے کوئی رکاوٹ بھی نہیں۔(۱)

کھانا بھیجنا

☆...... جس گھر میں میت ہو جائے ان کے قریب کے رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے لیے مستحب ہے کہ اس دن ان کے لیے کھانے کا انتظام کریں۔ اور خود ساتھ بیٹھ کر اصرار کر کے ان کو کھلائیں، غم وحزن اور تجہیز وتکفین میں مشغولیت کی وجہ سے کھانا پکانے کا موقع نہیں ملتا۔

☆...... میت کے گھر میں کھانا بھیجنا اجر وثواب کا کام ہے، اور میت کے گھر والوں کے ساتھ ہمدردی اور غمخواری کا اظہار بھی ہے، مگر یہ کام صرف اللہ کی رضا اور حدیث کے مطابق عمل کرنے کی نیت سے ہو، رسم ورواج دکھاوے اور ناموری کی نیت سے نہ ہو۔

☆...... یہ کھانا صرف انہیں لوگوں کے لیے ہے جو میت کے کام اور رنج وغم میں مشغول ہوں، یہ نہیں کہ تمام برادری وقوم کو کھلایا جائے۔

☆...... پڑوسی اور رشتہ داروں کے لیے کم سے کم ایک دن ایک رات کا کھانا بھیجنا مستحب ہے، باقی جب تک میت کے گھر والے غم والم میں مبتلا ہوں، تب تک

(۱) (قوله : والأولىٰ نعم) لأنّه وإن كان حرمة الآدمي على من صيانة المال لكنه أزال احترامه بتعديه كما في الفتح ، ومفاده أنّه لو سقط في جوفه بلا تعد لايشق اتفاقا كما لايشق الحي مطلقا لإفضائه إلى الهلاك لا لمجرد الاحترام . (شامي : (۲۳۸/۲) باب صلاة الجنائز ، ط: مطلب في دفن الميت ، ط:سعيد)

کھانے کا انتظام کر دینا اور ان کی دلجوئی کرتے ہوئے ان کو کھلانا پلانا، خود اپنے یہاں لاکر یا خود میت کے گھر کھانا وغیرہ لے جا کر کھلانا چاہیے، اور ان کی دلجوئی کے لیے کھانے کا انتظام کرنے والا خود بھی ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہوسکتا ہے۔(۱)

کھانا بھیجنے کی غلط رسم

میت کے رشتہ دار اور پڑوسیوں کی جانب سے میت کے گھر میں کھانا بھیجنا سنت ہے۔ لیکن بعض لوگ اس میں بھی طرح طرح کی خرابیوں میں مبتلا ہیں، جن کی اصلاح ضروری ہے۔ مثلاً: بعض جگہ ادلہ بدلہ کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اور کھانا دیکھا جاتا ہے کہ جیسا ہم نے ان کے یہاں پر مرنے پر دیا تھا ویسا ہی ہے یا کم درجے کا۔

قریبی رشتہ داروں کی موجودگی میں اگر دور کا رشتہ دار کھانا بھیجنا چاہے تو اسے معیوب سمجھا جاتا ہے۔

قریبی رشتہ دار اگر تنگ دست ہوں، بدنامی کے خوف سے پر تکلف اور بڑھیا

(۱) قال فی الفتح: ویستحب لجیران أهل المیت والأقرباء الأباعد تهیئة طعام لهم یشبعهم یومهم ولیلتهم لقوله صلی الله علیه وسلم: "اصنعوا لآل جعفر طعاما فقد جائهم مایشغلهم.... ولأنه بر ومعروف،ویلح علیهم فی الاکل لان الحزن یمنعهم من ذالک فیضعفون......اه(الشامیة: ۲/ ۲۴۰، کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: فی الثواب علی المصیبة،ط:سعید)

☐ وعن عبد الله بن جعفر قال: لما جاء نعي جعفر،قال النبي صلی الله علیه وسلم :اصنعوا لآل جعفر طعاما، فقدأتاهم مایشغلهم(مشکوٰة المصابیح:ص: ۱۵۱،کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت، الفصل الثانی،ط:قدیمی)

☐ قوله: مایشغلهم)......والمعنی جاء هم مایمنعهم من الحزن، عن تهیئة الطعام لأنفسهم فیحصل لهم الضرر وهم لایشعرون.قال الطیبی:دل علی أنه یستحب للأقارب، والجیران تهیئة طعام لأهل المیت،والمراد طعام یشبعهم یومهم، ولیلتهم فإن الغالب أن الحزن الشاغل عن تناول الطعام ،لایستمر اکثر من یوم.وقیل:یحمل لهم طعام إلی ثلاثة أیام، مدة التعزیة ثم إذا صنع لهم ماذکر سن أن یلح علیهم فی الاکل لئلا یضعفوا بترکه استحیاء أولفرط جزع.(مرقاة المفاتیح: ۴/ ۱۹۴، کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت،ط:رشیدیه)

☐ (فتح القدیر:۲/ ۱۰۲،کتاب الصلاة،قبیل باب الشهید،ط:رشیدیه)

کھانا بھیجنا ضروری سمجھتے ہیں، اگر چہ اس کے لیے قرض لینا پڑے۔

یہ رسمیں شریعت کے خلاف ہیں، کھانا بھیجنے میں بے تکلفی اور سادگی سے کام لینا چاہیے اور استطاعت کے مطابق بھیجنا چاہیے۔

بعض لوگ دور کے رشتہ دار کو کھانا بھیجتے ہی نہیں دیتے، ان سب چیزوں کی اصلاح کرنا ضروری ہے۔(۱)

کھانا پکانا

جس گھر میں میت ہو جائے اس گھر میں کھانا پکانا جائز ہے۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ میت والوں کو تین دن تک گھر میں کھانا پکانا جائز نہیں، یا اس کو نحوست اور وبال کا باعث سمجھتے ہیں، یہ سراسر جہالت اور دین سے ناواقفیت ہے۔کھانا پکانے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔(۲)

کھانا تیار کرو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچازاد بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ جو کہ

---

(۱) ویکره اتخاذ الضیافة من أهل المیت لأنه شرع فی السرور لافی الشرور وهی بدعة مستقبحة...... حتی کان حدیثا فترک أی ترک عمله أو ترک من حیث السنة بل صار بدعة مذمومة قال السیوطی فی الدر النثیر: الامر الحادث المنکر الذی لیس بمعروف فی السنة والمفاد من هذاالحدیث۔ والله اعلم۔أن هذاالأمر کان فی الابتداء علی الطریقة المسنونة ثم صار حدثا فی الاسلام حیث صار مفاخرة ومباهاة کما هو المعتاد فی زماننا لأن الناس یجتمعون عند أهل المیت فیبعث أقاربهم أطعمة لاتخلو من التکلف فیدخل بهذاالسبب البدعة الشنیعة فیهم.

(مصباح الزجاجة شرح سنن ابن ماجه: ص: ۱۱۵، ۱۱۶، أبواب ماجاء فی الجنائز، باب ماجاء فی الطعام یبعث إلی أهل المیت ،ط: قدیمی)

(اصلاح الرسوم: ص: ۱۴۹، ۱۵۰، تیسرا باب، چوتھی فصل، مرنے کے بعد کی رسمیں، ط: مکتبہ حقانیہ ملتان)

(۲) وکذالک یحذر مما احدثه بعضهم وهو أن المیت إذامات لایأکل اهله. (المدخل لابن امیر الحاج، ۲۹۰/۳، البدعة المحدثة فی الماتم، مکتبه و مطبعه مصطفی البانی)

ملک شام میں بیت المقدس کے قریب شہید ہوئے، ان کی شہادت کی خبر مدینہ طیبہ وحی کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اطلاع فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو، اس لیے کہ ان کو ایسی خبر پہنچی ہے، جو ان کو مشغول کرے گی، (یعنی جعفر کی موت کی خبر سن کر صدمہ اور رنج میں مشغول ہو کر کھانے پینے کے انتظام کی خبر نہیں رہے گی)۔(۱)

کھانا کتنے دن بھیجا جائے

میت کے پڑوسیوں اور اعزہ واقارب کے لیے میت کے گھر والوں کو صرف ایک دن کا کھانا پہنچا دینا جو دن رات کے لیے کافی ہو جائے مستحب ہے، باقی ایک دن ایک رات سے زیادہ کھانا دینا بھی جائز ہے، منع نہیں ہے۔(۲)

---

(۱)عن عبداللہ بن جعفر قال: لماجاء نعي جعفر ،قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم :اصنعوا لآل جعفر طعاماً،فقد أتاهم مایشغلهم، رواہ الترمذی وابوداؤد وابن ماجہ.(مشکاۃ المصابیح:ص: ۱۵۱،،کتاب الجنائز ، باب البکاء علی المیت، الفصل الثانی،ط:قدیمی)

(جامع الترمذی: ۱/۱۹۵ ،ابواب الجنائز،باب ماجاء فی الطعام یصنع لأهل المیت، ط: سعید)

(سنن ابی داؤد: ۲/۴۴۷،کتاب الجنائز،باب صنعة الطعام لأهل المیت،ط:میر محمد)

أما اعداد الجیران و الأصدقاء طعاما لأهل المیت وبعثه لهم فذالک مندوب،لقوله صلی اللہ علیه وسلم"اصنعوا لآل جعفر طعاماً، فقد جاء هم مایشغلهم،ویلح علیهم فی الأکل ،لأن الحزن قد یمنعهم منه.(کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ۱/۵۴۰،کتاب الصلاۃ، مباحث الجنائز، مبحث ذبح الذبائح،وعمل الاطعمة فی المأتم،ط:دارالفکر)

(۲)قال الطیبی:دل علی أنه یستحب للأقارب والجیران تهیئة طعام لأهل المیت، والمراد طعام یشبعهم یومهم، ولیلتهم فإن الغالب أن الحزن الشاغل عن تناول الطعام ،لایستمر اکثر من یوم، وقیل: یحمل لهم طعام إلی ثلاثة أیام ،مدة التعزیة.(مرقاۃ المفاتیح: ۴/۱۹۴ ،کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت،الفصل الثانی،ط:رشیدیه)

کھانا کون کھا سکتا ہے؟

''میت کا کھانا کون کھا سکتا ہے؟'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۳۴۳)

کھانا کھانے کا حکم

میت کے گھر میں رشتہ دار اور پڑوسیوں کی جانب سے جو کھانا آتا ہے، میت کے گھر والوں کے لیے وہ کھانا درست ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔(۱)

کھانا کھانے کو لازم سمجھنا

''میت کے گھر کھانا کھانے کو ضروری سمجھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۳۵۷)

کھانا کھلانے کا خرچہ

اگر کسی آدمی کے انتقال پر اس کے کسی وارث نے اپنے ذاتی پیسے سے غریبوں اور برادری کے لوگوں کو کھانا کھلایا ہے، تو اس کی رقم میت کے ترکہ سے نہیں

---

(۱) قال في الفتح: ويستحب لجيران أهل الميت والأقرباء الأباعد تهيئة طعام لهم يشبعهم يومهم وليلتهم لقوله صلى الله عليه وسلم: "اصنعوا لآل جعفر طعاما فقد جائهم مايشغلهم.... ولأنه بر ومعروف، ويلح عليهم في الاكل لان الحزن يمنعهم من ذالك فيضعفون...... اه (الشامية: ۲/۲۴۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في الثواب على المصيبة، ط: سعيد)

(فتح القدير: ۲/۱۰۲، كتاب الصلاة، قبيل باب الشهيد، ط: رشيديه)

(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۶۱۸، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: في حملها ودفنها، ط: قديمی)

أما اعداد الجيران والأصدقاء طعاما لأهل الميت وبعثه لهم فذالك مندوب، لقوله صلى الله عليه وسلم "اصنعوا لآل جعفر طعاماً، فقد جاء هم مايشغلهم، ويلح عليهم في الأكل، لأن الحزن قد يمنعهم منه. (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/۵۴۰، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، مبحث ذبح الذبائح، وعمل الاطعمة في المآتم، ط: دار الفكر)

لے سکتا۔(۱)

کھانے میں شریک ہونا

میت کے پڑوسی اور رشتہ دار میت کے گھر کھانا لا کران کی دلجوئی کے لیے خود بھی کھانے میں شریک ہوسکتے ہیں۔(۲)

(۱) وفی الخانية:وإن اتخذ ولی المیت طعاماً للفقراء کان حسناً إذا کانوا بالغین وإن کان فی الورثة الصغیر لم یتخذ ذالک من الترکة (البحر الرائق: ۲/۱۹۲، کتاب الجنائز،فصل: السلطان احق بنفسه،ط:سعید)

(حاشية الطحطاوی علی المراقی:ص:۶۱۷،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز، قبیل فصل: فی زیارة القبور،ط:سعید)

ثم أعلم أن الواجب علیه تکفینها وتجهیزها الشرعیان من کفن السنة أوالکفایة وحنوط وأجرة غسل وحمل ودفن دون ماابتدع فی زماننا من مهللین وقراء ومغنین وطعام ثلاثة أیام ونحو ذالک ،ومن فعل ذالک بدون رضا بقیة الورثة البالغین یضمنه فی ماله.(الشامية: ۲/۲۰۶، کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: فی کفن الزوجة علی الزوج،ط:سعید)

سئل ـ نفع الله به ـ عن العزاء الذی یفعلونه ببلاد الیمن قد یفعله أجنبی ویطلب الرجوع به علی الورثة وقد یفعله وارث ویرجع به علی بقیة الورثة فماحکمه؟

(فأجاب) بقوله: جعل الطعام للمعزین إن حمل علی معصیة کنیاحة حرم مطلقاً وإن لم یکن فیه ذالک فإن فعله أجنبی من غیر إذن الورثة جاز ولم یرجع به علی بقیة الورثة لأنه متبرع وکذا إذا فعله بعض الورثة من غیر إذن الباقین فلارجوع له بشیء علی بقیة الورثة،ویحرم علی الوارث أو وصی جعله من الترکة إذاکان فی الترکة غیر مکلف.(الفتاوی الکبریٰ الفقهية لابن حجر المکی، ۲/ ۳۲، باب الجنائز، قبیل:باب تارک الصلاة،ط:المکتبة الاسلامية)

المتبرع لایرجع بما تبرع به علی غیره کما لو قضیٰ دین غیره بغیرأمره (تنقیح الفتاویٰ الحامدية،۲/۲۲۸،کتاب المداینات،ط:امدادیه)

(۲) واختلفوا فی اکل غیر اهل المصیبة ذالک الطعام قال ابو القاسم:لابأس لمن کان مشغولاً بجهاز المیت کذافی وصایا جامع الفقه.(حاشية سنن ابی دائود: ۲/۴۴۷رقم الحاشية:۵، کتاب الجنائز، باب صنعة الطعام لاهل المیت،ط:میرمحمد)

کھیل کود میں مشغول نہ رہے

''میت کا اعلان'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۳۳۲)

کیوڑہ چھڑکنا

میت کو دفن کرتے وقت قبر کے اندر کیوڑہ چھڑکنا، یا اگر بتی قبر پر، یا قبر سے الگ جلانا، ناجائز اور بدعت ہے، شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ (۱)

---

(۱) وذکر ابن الحاج في المدخل أنه ينبغي أن يجتنب ماأحدثه بعضهم من أنهم يأتون بماء الورد فيجعلونه على الميت في قبره، فإن ذالک لم يروعن السلف رضي الله عنهم فهو بدعة. (حاشية الطحطاوی علی المراقی: ص: ۶۰۸، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: فی حملها ودفنها، ط: قديمی)

(المدخل لابن امير الحاج: ۲۷۵/۳، صفة القبر، ط: مطبعة مصطفى البانی)

وإيقاد النار على القبور فمن رسوم الجاهلية والباطل الغرور. (عالمگیری: ۱۶۷/۱، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السادس فی القبر والدفن، ومما يتصل بذالک مسائل التعزية، ط: رشيديه)

گ

گاڑی پر جانا

''پیدل جانا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۱۸۸)

گاڑی پر جنازے کو لے جانا

''جنازے کو گاڑی پر لے جانا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۲۸۳)

گاڑی پر سوار ہو کر واپس آنا

''واپس آنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۴۵۰)

گرہ دینا

☆......کفن پہنانے کے بعد میت کے کفن میں تین گرہ دی جاتی ہیں، خواہ مرد ہو یا عورت:

۱-سرہانے ۲-کمر میں۔ ۳-پاؤں کی جانب۔

اور قبر میں اتارنے کے بعد میت کی تینوں گرہیں کھول دی جاتی ہیں، یہ تین جگہ باندھنے سے یہ فائدہ ہے کہ جنازہ اٹھاتے اور لے جاتے وقت کفن کھل نہ جائے، اور قبر میں رکھنے کے بعد یہ اندیشہ نہیں رہتا اس لیے کھول دیتے ہیں۔ مرد و عورت سب کے ہی تینوں بند کھول دیے جاتے ہیں، اور اگر کفن کھلنے کا اندیشہ نہ ہو تو بند باندھنے کی ضرورت نہیں۔(۱)

---

(۱) والثالث لفافة تزید علی مافوق القرن و القدم لیلف فیها المیت وتربط من أعلاه وأسفله...... (وعقد الکفن إن خیف انتشاره) صیانة للمیت عن الکشف...... ثم تربط الخرقة فوقها لئلا تنتشر الاکفان. قوله: إن خیف انتشاره) وإلا بأن کان المدفن قریبا لایخشی انتشاره فلایعقد. (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۵۷۵، ۵۷۸، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، ط: قدیمی)=

☆......میت کو قبر میں رکھنے کے بعد بند کھولنے کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا ہے۔(۱)

گرہ کھول دے

میت کو قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی وہ گرہ کھول دے جو کفن کھل جانے کے خوف سے لگائی گئی تھی۔(۲)

گریبان کس طرف کیا جائے؟

کفن میں گریبان کس طرف ہونا چاہیے؟ اس کا مدار عرف اور عادت پر ہے، موجودہ دور میں عادت یہ ہے کہ مرد وعورت دونوں کے کفن کا شق گریبان سینہ پر ہوتا ہے، اس لیے دونوں کے کفن میں گریبان سامنے رکھنا درست ہے۔ اور اگر مردے کے کفن کا گریبان آگے اور عورت کے کفن کا گریبان پیچھے ہو تو اس میں بھی کوئی حرج

= 🗁 فإن خيف أن تنتشر أكفانه تعقد، ولكن إذا وضع فى قبره تحل العقد لزوال مالأجله عقد. (بدائع الصنائع: ۳۰۸/۱، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل فى كيفية التكفين، ط: سعيد)

🗁 ويوجه الميت فى القبر الى القبلة وتحل العقدة. (حلبى كبير: ص: ۵۹۷، فصل فى الجنائز، السادس فى الدفن، ط: سهيل اكيڈمى)

(۱) (وتحل العقدة) لأمر النبى صلى الله عليه وسلم سمرة، وقد مات له ابن "أطلق عقد رأسه وعقد رجليه" ولأنه آمن من الانتشار. (مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ص: ۶۰۹، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل فى حملها ودفنها، ط: قديمى)

🗁 (تبيين الحقائق، ۲۴۵/۱، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: امداديه)

🗁 عن عقبة بن يسار قال حدثنى عثمان بن اخى سمرة قال: مات ابن سمرة وذكر الحديث قال فقال: "انطلق به إلى حفرته فإذا وضعته فى لحده فقل بسم الله وعلى سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم. ثم أطلق عقد رأسه وعقد رجليه. (السنن الكبرى: ۴۰۷/۳، كتاب الجنائز، باب عقد الاكفان عند خوف الانتشار، ط: اداره تاليفات اشرفيه)

(۲) انظر الحاشية تحت: " گرہ دینا ".

نہیں۔ اور اس طرح فرق کرنا لازم بھی نہیں ہے۔(۱)

گناہ گار مسلمان

☆......گناہ گار مسلمان کے جنازے کی نماز پڑھنا لازم ہے، اگر چہ وہ زانی، شرابی کبابی، بے نمازی فاسق ہو۔(۲)

☆......زنا کرنا، شراب پینا، نماز نہ پڑھنا کبیرہ گناہ اور بہت بڑے جرم ہیں۔ ان گناہوں کو چھوڑنا اور ان سے توبہ کرنا ضروری ہے، ورنہ آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔(۳)

(۱) والدرع هو القميص إلا أنه الذى يفتح جيبه على الصدر والقميص: يفتح جيبه على الكتف وقد كان القميص من عادة الرجال والدرع من عادة النساء فى الحياة فكذا فى الموت. (حلبى كبير: ص: ۵۸۱، كتاب الجنائز، ط: سهيل اكيڈمى)

(البحر الرائق: ۱۷۷/۲، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

(المحيط البرهانى: ۲۸۴/۴، كتاب النفقة، نوع آخر: فى كسوة المرأة، ط: ادارة القرآن)

(۲) وهى فرض على كل مسلم مات خلا أربعة (بغاة وقطاع طريق...... وكذا أهل عصبية ومكابر (الدر المختار مع الرد: ۲۱۰/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى؟ ط: سعيد)

فكل مسلم مات بعد الولادة يصلى عليه صغيراً كان أو كبيرا ذكراً كان أو أنثى...... إلا البغاة وقطاع الطريق ومن بمثل حالهم لقول النبى صلى الله عليه وسلم: صلوا على كل بر وفاجر. (بدائع الصنائع: ۳۱۱/۱، كتاب الصلاة، باب صلوة الجنازة، فصل: وأما الكلام فى صلوة الجنازة. ط: سعيد)

قال القاضى: مذهب العلماء كافة: الصلاة على كل مسلم ومحدود ومرجوم وقاتل نفسه وولد الزنا. (شرح النووى على المسلم: ۳۱۴/۱، قبيل: كتاب الزكاة، ط: قديمى)

(۳) يا أيها الذين آمنوا إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون. (سورة المائدة، رقم الآية: ۹۰)

اتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصى واجبة، وأنها واجبة على الفور، ولا يجوز تاخيرها سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة. (روح المعانى: ۲۸۹/۲۸، سورة التحريم، الآية: ۸، ط: مكتبه رشيديه)

والمراد بالتوبة ههنا الرجوع عن الذنب وقد سبق فى كتاب الايمان أن لها ثلاثة اركان الاقلاع...... اتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصى واجبة، وأنها واجبة على الفور، لا يجوز تاخيرها سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة. والتوبة من مهمات الاسلام وقواعده المتاكدة ووجوبها عند أهل السنة بالشرع. (شرح النووى على المسلم: ۳۵۴/۲، كتاب التوبة، ط: قديمى)

گورکن کا بیان

عمرو بن مسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ قبر کھودنے والے نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے دو قبریں کھود کر تیار کیں، اور تیسری قبر کھود رہا تھا کہ مجھے آفتاب کی گرمی محسوس ہوئی، میں نے قبر کے اوپر اپنی چادر پھیلا دی، اور اس کے سایہ میں کھودنے لگا، اچانک میں نے دیکھا کہ دو شخص گھوڑے پر سوار ہو کر آئے، اور پہلی قبر پر کھڑے ہوئے، ایک نے دوسرے سے کہا لکھو، دوسرے نے کہا: کیا لکھوں؟ اس نے کہا: تین میل لمبی اور تین میل چوڑی، پھر دوسری قبر کے پاس آئے اور کہا لکھو، اس نے پوچھا کیا لکھوں؟، اس نے کہا: جہاں تک نگاہ پہنچتی ہے، پھر تیسری قبر پر آئے جس کو میں کھود رہا تھا اور کہا لکھو! اس نے پوچھا کیا لکھوں؟ کہا: کلمہ کی انگلی اور انگوٹھے کے درمیانی فاصلے کے برابر، یہ سن کر میں بیٹھ گیا اور جنازہ کا انتظار کرنے لگا، اتنے میں چند آدمی ایک جنازہ لیکر آئے اور پہلی قبر پر گئے، میں نے پوچھا یہ مردہ کون ہے؟ کہا: یہ شخص لوگوں کو پانی پلاتا تھا، اس کی اولاد بہت ہے، اس کے پاس کچھ نہ تھا، ہم لوگوں نے اس کے واسطے چندہ جمع کیا، میں نے کہا میں اس کی مزدوری نہیں لونگا، یہ اس کی اولاد کو دے دو، اور میں دفن میں شریک ہو گیا، اسکے بعد دوسرا جنازہ آیا جس میں جنازہ لانے والے صرف چار آدمی تھے، اس کو دوسری قبر میں لے گئے، میں نے پوچھا یہ مردہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا ایک مسافر گھوڑے پر سوار مرا پڑا تھا، اس کے پاس کچھ نہیں تھا، میں نے اس کی بھی مزدوری نہیں لی، اور دفن میں شریک ہو گیا، اس کے بعد تیسرے جنازہ کے انتظار میں عشاء تک قبرستان میں بیٹھا رہا، پھر ایک سردار کی عورت کا جناہ آیا، میں نے ان سے اپنی مزدوری طلب کر لی، انہوں نے مجھے بہت

مارا اور اس کو دفن کر کے چلے گئے۔(۱)

گوشت الگ ہو گیا

جس لاش کا گوشت وغیرہ سب علیحدہ ہو گیا، اس کی صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ برآمد ہوا، تو اس ڈھانچے کو غسل دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اس پر جنازے کی نماز بھی نہ پڑھی جائے۔ بلکہ ویسے ہی کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔(۲)

(۱) وفی کتاب الدیباج لأبی إسحاق إبراهیم بن سفیان الجیلی: سمعت عبد اللّٰہ بن محمد العبسی یقول: حدثنی عمرو بن مسلم عن رجل حفار القبور، قال: حفرت قبرین، و کنت فی الثالث، فاشتد علی الحر، فالقیت کسائی علی ما حفرت وتظللت فیه، فبینما أنا کذٰلک، إذ رأیت شخصین علی فرسین اشهبین، فوقفا علی القبر الأولیٰ، فقال أحدهما لصاحبه، اکتب، فقال: وما أکتب؟ قال: اکتب فرسخ فی فرسخ، ثم تحولا إلی الآخر، فقال: اکتب، فقال: وما أکتب؟ قال: مد البصر، ثم تحولا إلی الآخر الّذی أنا فیه، فقال: اکتب، قال: وما أکتب؟ قال: فِتر فی فِتر (الفتر: ما بین طرفی الابهام و طرف السبابة إذا فتحها الإنسان)

فقعدت أنظر الجنائز: فجیئ برجل معه نفر یسیر، فوقفوا علی القبر الأول، قلت: من هٰذا الرجل، قالوا: إنسان قرّاب - یعنی سقاء - ذو عیال، ولم یکن له شیئ، فجمعنا له دراهم، فقلت: ردوا الدراهم علی عیاله، ودفنته معهم، ثم أتی بجنازة لیس معها الا من یحملها، فسألوا عن القبر، فجاء وا إلی القبر الّذی قالا: مدّ البصر قلت: من هٰذا الرجل؟ فقالوا: إنسان غریب، مات علی مزبلة، ولم یکن معه شیئ، فلم آخذ منهم شیئًا، ودفنته، وقعدت انظر الثالث، فلم أزل انتظره إلی العشاء، فأتی بجنازة امرأة لبعض القواد، فسألتهم الثمن، فضربوا براسی ودفنوها فیه. (شرح الصدور بشرح حال الموتٰی والقبور: (ص: ۱۹۶، ۱۹۷) باب فظاعة القبر وسهولته وسعته علی المؤمن، ط: المکتبة التوفیقیة، مصر)

(۲) وإذا وجد شیء من أطراف المیت کید أو رجل أو رأس لم یغسل ولم یصل علیه ولکنه یدفن. (التاتارخانیة: ۲/۱۳۶، کتاب الصلاة، الباب الثانی و الثلاثون فی الجنائز، القسم الرابع...... نوع آخر: من هذا الفصل فی المتفرقات، ط: قدیمی)

☐ العظام لایصلی علیها بالاجماع. (بدائع الصنائع: ۱/۳۰۲، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، وأما شرائط وجوب الغسل، ط: سعید)

☐ (المحیط البرهانی: ۳/۱۰۷، کتاب الصلاة، الفصل الثانی و الثلاثون فی الجنائز، نوع آخر: من هذا الفصل فی المتفرقات، ط: ادارة القرآن)

گھاس جلانا

قبروں کے اوپر سوکھی گھاس وغیرہ کو جلانا جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ قبرستان میں آگ لے کر جانا منع ہے، تو قبروں کے اوپر سوکھی گھاس وغیرہ جلانا کیسے جائز ہوگا! صفائی کے لیے دوسری ایسی تدبیر عمل میں لائی جائے جس سے قبر کی توہین اور بے حرمتی نہ ہو۔(۱)

گھاس کاٹنے کی ممانعت

☆......قبرستان کی گھاس کاٹنے کی ممانعت اس لیے ہے کہ اس کی تسبیح سے مُردوں کو جو فائدہ ہوتا ہے، اس سے وہ محروم ہو جاتے ہیں۔ مگر قبروں کو چھوڑ کر قبروں کے آس پاس راستہ بنانے اور صفائی کے لیے کاٹ دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

☆......قبر کی گھاس کی اصلاح اور درستی کے لیے قبر کے اوپر کی گھاس ایک آدھ دفعہ کاٹنے کی گنجائش ہے۔ مگر مُردوں کو ہری گھاس کی تسبیح سے جو فائدہ ہوتا ہے، اس سے وہ محروم ہو جاتے ہیں۔ اس لیے نہ کاٹنا ہی بہتر اور افضل ہے۔ ہاں سوکھ جانے کے بعد کاٹنے میں کوئی حرج نہیں۔(۲)

---

(۱) ولایتبع بنار فی مجمرة ولاشمع.(الهندیة: ۱/ ۱۶۲، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الرابع فی حمل الجنازة، ط: رشیدیه)

🗁 (البحر الرائق: ۲/ ۱۹۲، کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعید)

🗁 (المحیط البرهانی: ۳/ ۳۱۷، کتاب الصلاة، الفصل الثانی والثلاثون فی الجنائز، نوع آخر من هذاالفصل فی حمل الجنازة، ط: ادارة القرآن)

(۲) یکره أیضا قطع النبات الرطب والحشیش من المقبرة دون الیابس ...... وعلله فی الامداد بأنه مادام رطبا یسبح الله تعالیٰ فیؤنس المیت وتنزل بذکره الرحمة ...... اه، ونحوه فی الخانیة. (الشامیة: ۲/ ۲۴۵ کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی وضع الجرید ونحو الآس علی القبور، ط: سعید) =

گھاس کو آگ لگانا

بعض دفعہ قبرستان میں گھاس خشک ہو جاتی ہے، اس کو اکھیڑنا یا صاف کرنا تو درست ہے لیکن صاف کرنے کے لیے قبرستان میں آگ لگانا جائز نہیں ہے، کیونکہ دین اسلام نے قبرستان میں آگ لے جانے سے منع کیا ہے، تو آگ لگانے کی اجازت کیسے ہوگی! (۱)

گھٹنے کے برابر امام نے کھڑے ہو کر نماز پڑھائی

''سینہ کے برابر امام کھڑا ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۲۴۲)

گھر کے برتنوں میں پانی گرم کرنا

میت کے غسل کے لیے گھر کے پاک برتنوں میں پانی گرم کرنے اور غسل دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (۲)

= ▭ ویکره قطع الرطب والحشیش من المقبرة فإن کان یابسا لابأس به لأنه مادام رطباً یسبح فیؤنس المیت وعلی هذا قالوا: لایستحب قطع الحشیش الرطب من غیر حاجة. (الخانیة علی هامش الهندیة: ۱/۱۹۵، کتاب الصلاة، باب أن النقل من بلد إلی بلد مکروه، ط: رشیدیه)

▭ (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۶۲۳، ۶۲۴، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، قبیل باب الشهید، ط: قدیمی)

(۱) ولایتبع بنار فی مجمرة ولاشمع (الهندیة: ۱/۱۶۲، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الرابع فی حمل الجنازة، ط: رشیدیه)

▭ (البحر الرائق: ۲/۱۹۲، کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعید)

▭ (المحیط البرهانی: ۳/۷۲، کتاب الصلاة، الفصل الثانی والثلاثون فی الجنائز، نوع آخر من هذا الفصل فی حمل الجنازة، ط: ادارة القرآن)

(۲) (فتاوی دار العلوم دیوبند: ۵/۲۱۶، کتاب الجنائز، فصل ثانی، عنوان: میت کے غسل کے لیے گھر کے برتنوں میں پانی گرم کرنا اور غسل دینا درست ہے، ط: دار الاشاعت)

گھسیٹنا

''بے نمازی مُردے کو نماز سے پہلے گھسیٹنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱۵۷/۱)

گیارہویں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کسی بھی میت پر گیارہویں نہیں کی اور کرنے کا حکم بھی نہیں دیا۔ اس لیے گیارہویں کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

☆......مزید ''تیجہ'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲۱۰/۱)

---

(۱) وفي البزازية: ويكره إتخاذ الطعام في اليوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام إلى القبر في المواسم وإتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم أو لقراءة سورة الانعام أو الإخلاص ،والحاصل أن إتخاذا لطعام عند قراءة القرآن لأجل الاكل يكره...... وهذه الافعال كلها للسمعة والرياء فيتحرز عنها لأنهم لايريدون بها وجه الله تعالىٰ. (الشامية: ۲/ ۲۴۰، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة، مطلب: في كراهة الضيافة من اهل الميت، ط:سعيد)

🗁 البزازية على هامش الهندية: ۸۱/۴،كتاب الصلاة،الخامس والعشرون في الجنائز،نوع آخر: ذهب إلى المصلي قبل الجنازة،ط:رشيديه)

🗁 (حاشية الطحطاوي على المراقي: ص:۶۱۷،۶۱۸، كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز، فصل في حملها ودفنها،ط:قديمي)

🗁 أما أهل السنة والجماعة فيقولون: كل فعل وقول لم يثبت عن الصحابة رضي الله عنهم :هو بدعة ،لأنه لو كان خيراً لسبقونا إليه ،لأنهم لم يتركوا خصلةً من خصال الخير إلا وقد بادروا إليها. (تفسير ابن كثير:۵/۶۷،سورة الاحقاف،الآية: ۱۱،ط:مكتبه رشيديه)

ل

" لا إله إلا اللہ " نصیب نہیں ہوتا

حضرت عبدالرحمٰن محاربی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد کی وفات کا وقت آ گیا لوگوں نے اس سے " لا إلـه الا الله " پڑھنے کو کہا، اس نے کہا میں نہیں پڑھ سکتا، کیونکہ میں اس قوم کے ساتھ رہا کرتا تھا، جو مجھ کو حکم کرتی تھی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالی دو۔ (۱)

لاپتہ کی تدفین

اگر کوئی شخص کنویں وغیرہ میں گر کر یا کسی عمارت وغیرہ کے ملبے میں دب کر مر گیا، اور وہاں سے لاش نکالنا ممکن نہ ہو تو مجبوری کی وجہ سے اس کا غسل وکفن معاف ہے۔ اور جہاں لاش ڈوبی یا دبی رہ گئی ہے، اسی جگہ کو اس کی قبر سمجھا جائے گا۔ اور اس حالت میں اس پر جنازے کی نماز پڑھی جائے گی، جب تک کہ نعش پھٹی نہ ہو۔ اور اگر نعش پھٹ گئی تو جنازے کی نماز نہیں پڑھی جائے گی۔ (۲)

---

(۱) وأخرج ابن عساكر، عن عبد الرحمٰن المحاربی، قال حضرت رجلاً الوفاة، فقيل له: قل: "لاإلٰه إلا اللّٰه" فقال: لا أقدر، كنت أصحب قومًا يامرونني لشتم أبي بكر و عمر رضي الله عنهما. (شرح الصدور بشرح حال الموتٰی والقبور: (ص: ۵۷) باب مايقول الإنسان في مرض الموت، وما يقرأ عند...... الخ، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

(۲) ينبغي ان يكون في حكم من دفن بلاصلاة من تردى في نحو بئر أو وقع عليه بنيان ولم يمكن إخراجه بخلاف مالو غرق في بحر لعدم تحقق وجوده أمام المصلي، تأمل. (الشامية: ۲/ ۲۲۴، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: في كراهة [illegible] الجنازة في المسجد،ط:سعيد)

من مات مدفونا بهدم أو انخساف [illegible] بئر عميقة صلى عليه مكانه، ومن دفن ولم يصلى عليه يصلى على قبره. (المفصل في الفقة الحنفي لمحمد ماجد عتر،ص: ۲۴۴، الباب الثاني: احكام الصلوات خاصةً، الفصل الثامن: صلاة الجنازة ومايتبعها، احكام صلاة الجنازة، ط: دارالفكر)=

لاش پھول گئی

کسی کی لاش پانی میں ڈوبنے یا تجہیز وتکفین میں تاخیر یا کسی اور وجہ سے اگر اتنی پھول جائے کہ غسل کے لیے ہاتھ لگانے سے پھٹ جانے کا اندیشہ ہے، تو ایسی صورت میں لاش پر صرف پانی بہا دینا کافی ہے، کیونکہ غسل میں ملنا ضروری نہیں ہے، (۱) پھر سنت کے مطابق کفنا کر جنازہ کی نماز کے بعد دفن کردیں، لیکن اگر جنازے کی نماز سے پہلے لاش پھٹ جائے تو جنازہ کی نماز کے بغیر ہی دفن کردیا جائے۔(۲)

= وأما شروطها...... ومنهاأن يكون الميت حاضراً فلاتجوز الصلاة على الغائب...... (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۵۲۲/۱، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، شروط صلاة الجنازة، ط: دار الفكر)

وشرطهاأيضا حضوره ووضعه وكونه هوأوأكثره أمام المصلى وكونه للقبلة، فلاتصح على غائب ومحمول على نحو دابة وموضوع خلفه، (الدرالمختار: ۲۰۸/۲، ۲۰۹، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى؟، ط: سعيد)

(البحر الرائق: ۱۷۹/۲، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

(۱) ولوكان الميت متفسخا يتعذر مسحه كفى صب الماء عليه كذافى التاتارخانيه. (الهندية: ۱/ ۱۵۸، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الثانى فى الغسل، ط: رشيديه)

(التاتارخانية: ۱۰۴/۲، كتاب الصلاة، الفصل الثانى والثلاثون فى الجنائز، فى بيان كيفية الغسل، ط: قديمى)

والمنتفخ الذى تعذر مسه يصب عليه الماء. (مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ص: ۵۶۹، ۵۷۰، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمى)

(۲) قوله: فإن دفن بلاصلاة صلى على قبره مالم يتفسخ..... وقيد بعدم التفسخ لأنه لايصلى عليه بعد التفسخ لأن الصلاة شرعت على بدن الميت فإذا تفسخ لم يبق بدنه قائما. (البحر الرائق: ۲/ ۱۸۲، كتاب الصلاة، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

فإن تفسخ لايصلى عليه مطلقاً لأنها شرعت على البدن، ولاوجود له مع التفسخ. (حاشية الطحطاوى على المراقى: ص: ۵۹۲، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: الصلاة عليه، ط: قديمى)

ومن دفن ولم يصل عليه صلى على قبره مالم يغلب على الظن أنه تفسخ...... ولايصلى عليه بعد التفسخ لماسياتى قريبا من عدم جوازها على العضو عندنا. (حلبى كبير: ۵۹۰، فصل: فى الجنائز، ط: سهيل اكيڈمى)

لاش جلانا

مسلمانوں کی لاش کسی حال میں بھی جلانا جائز نہیں ہے، یہ کافر اور مشرکوں کی توہم پرستی ہے، مسلمانوں کی لاشوں کو غسل، کفن دے کر جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کرنا ضروری ہے۔(۱)

لاش کا پتہ نہ چلے

کوئی شخص سمندر میں ڈوب کر مرگیا اور لاش کا پتہ نہ چلے، یا کسی اور طریقے سے مرا ہو، اور لاش گم ہوگئی ہو، تو ایسی صورت میں غسل، کفن، جنازہ کی نماز اور تدفین سب معاف ہیں، اس کے جنازے کی نماز غائبانہ بھی نہیں پڑھی جائے گی، کیونکہ جنازہ کی نماز درست ہونے کے لیے جنازہ سامنے موجود ہونا شرط ہے۔(۲)

---

(۱) عن ابی الزناد قال حدثنی محمد بن حمزة الأسلمی عن أبیه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم أمره علی سریة،قال فخرجت فیها وقال: إن وجدتم فلانا فأحرقوه بالنار فولیت فنادانی فرجعت إلیه فقال:إن وجدتم فلانا فاقتلوه ولاتحرقوه فانه لایعذب بالنار إلارب النار. (سنن ابی دائود؛ ۲/ ۳۶۳، کتاب الجهاد،باب کراهیة حرق العدو بالنار،ط:میرمحمد)

(مجمع الزوائد: ۶/ ۳۸۰،کتاب الحدود والدیات،باب النهی عن التعذیب بالنار، ط:دار الکتب العلمیة)

کنز العمال: ۵/ ۴۰۷،رقم الحدیث: ۱۳۴۴۴،کتاب الحدود من قسم الافعال، المحظورات، الاحراق،ط:اداره تالیفات اشرفیه)

(۲) وأما شروطها...... ومنها أن یکون المیت حاضراً فلاتجوز الصلاة علی الغائب ...... (کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۲۲،کتاب الصلاة،مباحث الجنائز،شروط صلاة الجنازة، ط: دارالفکر)

وشرطها أیضا حضوره ووضعه وکونه هو أو أکثره أمام المصلی وکونه للقبلة،فلاتصح علی غائب ومحمول علی نحو دابة وموضوع خلفه،(الدرالمختار: ۲/ ۲۰۸، ۲۰۹،کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،مطلب:هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی؟،ط:سعید)

(البحر الرائق: ۲/ ۱۷۹،کتاب الجنائز،فصل:السلطان احق بصلاته،ط:سعید)

لاش کے ٹکڑے ملے

☆......اگر کسی کی پوری لاش نہ ملے، بلکہ جسم کے کچھ حصے ملے تو اس کی چند صورتیں ہیں:

☆......صرف ہاتھ یا ٹانگ یا سر یا کمر یا کوئی اور عضو ملے تو اس پر غسل، کفن اور جنازہ کی نماز کچھ بھی لازم نہیں، بلکہ کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر یوں ہی دفن کر دیا جائے۔

☆......جسم کے چند متفرق اعضاء مثلاً: صرف دو ٹانگیں یا صرف دو ہاتھ یا صرف ایک ہاتھ اور ایک ٹانگ یا اسی طرح دیگر چند اعضاء ملیں اور یہ متفرق اعضاء مل کر میت کے پورے جسم کے آدھے حصے سے کم ہوں، میت کا اکثر حصہ غائب ہو، تو ان اعضاء پر غسل، کفن اور جنازے کی نماز کچھ بھی لازم نہیں، یوں ہی کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔

☆......اگر میت کے جسم کا آدھا حصہ سر کے بغیر ملے تو اس کا بھی غسل، کفن اور جنازہ کی نماز کچھ بھی لازم نہیں، یوں ہی کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔

☆......اگر میت کے جسم کا آدھا حصہ سر کے ساتھ ملے تو اس کو باقاعدہ غسل اور کفن دے کر جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کر دیا جائے۔

☆......اگر میت کے جسم کا اکثر حصہ مل جائے اگرچہ سر کے بغیر ہی ملے، تو باقاعدہ غسل اور کفن دے کر جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کیا جائے گا۔(۱)

---

(۱) إذا وجد طرف من أطراف الإنسان كيد أورجل أنه لايغسل، لأن الشرع ورد بغسل الميت والميت اسم لكله، ولو وجد الأكثر منه غسل، لأن للأكثر حكم الكل، وإن وجد الأقل منه أو النصف لم يغسل......وذكر القاضي في شرحه مختصر الطحاوي: أنه إذا وجد النصف ومعه الرأس يغسل، وإن لم يكن معه الرأس لايغسل فكأنه جعله مع الرأس في حكم الأكثر لكونه معظم البدن، =

لاش میں بدبو پیدا ہوگئی

اگر لاش میں دیر کرنے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے بدبو پیدا ہوگئی ہے، مگر پھٹی نہیں ہے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی۔(۱)

لاشیں مخلوط ہو جائیں

اگر اتفاق سے مسلم اور غیر مسلموں کی لاشیں مخلوط ہوگئیں، مثلاً: چند ہندو اور مسلمان آگ میں جل کر مر گئے، اور کسی بھی عضو سے پہچاننا ممکن نہ رہا، تو اس صورت میں اگر لاشیں غسل دینے کے قابل ہوں تو ان کو سنت کے مطابق غسل دیا جائے گا اور کفن بھی سنت کے مطابق پہنایا جائے گا، اور مسلمان کی نیت سے ان سب کی جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی تو ان میں سے جو مسلمان ہوں گے، ان کے جنازہ کی نماز صحیح

= ولو وجد نصفه مشقوقا لايغسل لماقلنا.(بدائع الصنائع: ۱/ ۳۰۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: وأماشرائط وجوبه، ط:سعيد)

ولو وجد أكثر البدن أو نصفه مع الرأس يغسل ويكفن ويصلى عليه.....وإن وجدنصفه من غير الرأس أووجد نصفه مشقوقا طولا،فإنه لايغسل ولايصلى عليه، ويلف في خرقة ويدفن فيها. (الهندية: ۱/ ۱۵۹، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الثانى فى الغسل، ط: رشيديه)

وجد طرف من أطراف إنسان أونصفه مشقوقا طولاً أو عرضا يلف في خرقة إلا إذا كان معه الرأس فيكفن كما في البدائع.(الشامية: ۲/ ۲۰۵، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة، مطلب:فى الكفن، ط:سعيد)

(۱) وهى فرض على كل مسلم مات.(الدرالمختار:۲/ ۲۱۰، كتاب الصلاة،باب صلاةالجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى،ط:سعيد)

فكل مسلم مات بعد الولادة يصلى عليه.(بدائع الصنائع: ۱/ ۳۱۱، كتاب الصلاة،باب الجنائز، فصل: الكلام فى صلاة الجنازة، ط:سعيد)

(الهندية: ۱/ ۱۶۳، كتاب الصلاة،الباب الحادى والعشرون فى الجنائز،الفصل الخامس فى الصلاة على الميت،ط:رشيديه)

أنظر حاشية السابقة تحت عنوان : "لاش پھول گئی".

ہو جائے گی، اور جو کافر ہوں گے ان کے جنازے کی نماز نہیں ہوگی۔(۱)

اور اگر نعشیں جلنے کے بعد غسل دینے کے قابل نہیں ہیں تو ان کے اوپر پانی بہا دیا جائے پھر اس کے بعد کفن پہنا کر جنازہ کی نماز ادا کر کے دفن کر دیا جائے۔(۲)

☆...... مزید ''نعشیں کافر اور مسلمانوں کی مل جائیں'' عنوان کے تحت دیکھیں!

لائٹ کا انتظام کرنا مسجد میں

''مسجد میں بتی کا انتظام کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۲۸۵)

---

(۱)اختلط موتانا بكفار ولاعلامة اعتبر الاكثر فإن استووا غسلوا واختلف في الصلاة عليهم

قوله: واختلف في الصلاة عليهم)فقيل لايصلي....... وقيل يصلي ويقصد المسلمين لأنه إن عجز عن التعيين لايعجز عن القصد كمافي البدائع.قال في الحلية:فعلى هذا ينبغي أن يصلي عليهم في الحالة الثانية أيضا أى حالة ماإذا كان الكفار أكثر لأنه حيث قصد المسلمين فقط لم يكن مصليا على الكفار وإلالم تجز الصلاة عليهم في الحالة الاولى ايضا مع أن الاتفاق على الجواز فينبغي الصلاة عليهم في الأحوال الثلاث كما قالت به الائمة الثلاث وهوأوجة قضاء لحق المسلمين بلاإرتكاب منهي عنه ...اه ملخصاً.(الدر مع الرد: ۲/ ۲۰۰، ۲۰۱، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،قبيل مطلب:في الكفن، ط:سعيد)

🗀 (بدائع الصنائع: ۱/ ۳۰۳، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة، فصل:وأما شرائط وجوبه، ط: سعيد)

🗀 ومن العلماء من قال: يصلي عليهم ترجيحا للمسلمين على الكفار وينوى من يصلي عليهم المسلمين لأنه لو قدر على التمييز فعلا فعل فإذاعجز عنه ميز بالنية.(المبسوط للسرخسي: ۲/ ۸۵، كتاب الصلاة،باب الشهيد،ط:مكتبه غفاريه)

(۲)ولوكان الميت متفسخا يتعذر مسحه كفى صب الماء كذافي التاتارخانية(الهندية: ۱/ ۱۵۸، كتاب الصلاة،الباب الحادي والعشرون في الجنائز،الفصل الثاني في الغسل ،ط:رشيديه)

🗀 (التاتارخانية: ۲/ ۱۰۴، كتاب الصلاة،الفصل الثاني والثلاثون في الجنائز،في بيان كيفية الغسل، ط: قديمي)

🗀 والمنتفخ الذى تعذر مسه يصب عليه الماء.(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ص: ۵۲۹، ۵۷۰، كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز،ط:قديمي)

لپٹ لپٹ کر رونا

"نامحرم سے لپٹ لپٹ کر رونا" عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۳۷۵)

لحد

قبر میں لحد کھودنا سنت ہے، اور زمین نرم ہونے کی صورت میں لحد بنانا دشوار ہونے کی وجہ سے شق (صندوقی قبر) بنانی چاہیے۔ لحد یا شق کے بغیر ایسے ہی میت کے جسم پر مٹی ڈالنا سنت کے خلاف ہے۔ (۱)

لحد بنانا ریتلی زمین میں

"ریتلی زمین میں لحد بنانا" عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۴۰۱)

لڑکی کو غسل کون دے؟

☆...... اگر نابالغہ لڑکی غیر مراہقہ ہے، (کم سن ہے) تو اس کو ہر ایک مرد اور عورت غسل دے سکتا ہے۔

☆...... اور مراہقہ اور بالغہ لڑکی کو عورتوں کے علاوہ کوئی مرد غسل نہیں دے سکتا، یہاں تک کہ شوہر بھی غسل نہیں دے سکتا۔

---

(۱) وحفر قبره...... مقدار نصف قامة ولايشق) إلافي أرض رخوة.

قوله: إلافي أرض رخوة)فيخير بين الشق واتخاذ التابوت ط عن الدر المنتقىٰ..... فلو لم يمكن حفر اللحد تعين الشق. (الدر مع الرد: ۲/۲۳۳، ۲۳۴، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في دفن الميت، ط: سعيد)

🗀 ويحفر القبر ويلحد..... واستحسنوا الشق فيما إذا كانت الارض رخوة لتعذر اللحد. (البحر الرائق: ۲/۱۹۳، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

🗀 (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۶۰۷، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: في حملها و دفنها، ط: قديمي)

☆...... اگر لڑکی کو غسل دینے کے لیے کوئی عورت نہیں تو اگر کوئی محرم مرد موجود ہے تو وہ میت کو تیمّم کرادے، اور اگر کوئی محرم موجود نہ ہو تو کوئی غیر محرم مرد اپنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر تیمّم کرادے، پھر کفن پہنا کر نماز پڑھ کر دفن کر دیں۔(۱)

لکڑی

☆...... قبر کے اندر میت کے اطراف میں بلا ضرورت لکڑی کے تختے لگانا مکروہ تحریمی ہے۔

☆...... اگر زمین بہت نرم ہو، یا اس میں نمی ہو، اور قبر گرنے کا اندیشہ ہو تو ضرورت کے مطابق لکڑی کے تختے لگانے کی اجازت ہوگی۔

☆...... میت کے اوپر کی طرف بلا ضرورت بھی لکڑی لگانا جائز ہے۔(۲)

---

(۱) وإذاماتت المرأة في السفر بين الرجال ييممها ذورحم محرم منها وإن لم يكن لف الاجنبي على يديه خرقة ثم يُيَمِّمُها...... والصبي الذيْ لايشتهي والصبية كذالك غسلهاالرجال والنساء ولايغسل الرجل زوجته.(البحرالرائق: ۱۷۴/۲، كتاب الجنائز، ط:سعيد)

ماتت بين رجال أو هوبين نساء يممه المحرم فإن لم يكن فالأجنبي بخرقة وييمم الخنثى المشكل لو مراهقا وإلا فكغيره فيغسله الرجال والنساء.

قوله: وإلا فكغيرهٗ)أي مِن الصغار والصغائر،قال في الفتح:الصغير والصغيرة إذا لم يبلغا حد الشهوة يغسلهما الرجال والنساء.

(الدر مع الرد: ۲۰۱/۲، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب:في حديث"كل سبب ونسب منقطع إلاسببي ونسبي،ط:سعيد)

فإن كان الميت صغيرا لايشتهي جازأن يغسله النساء وكذا إذاكانت صغيرة لاتشتهي جاز للرجال غسلها....ويجوز للمرأة أن تغسل زوجها .....وأما هو فلايغسلها عندنا.......إذاكان للمرأة محرم ييممها باليد وأماالأجنبي فبخرقة على يده.(الهندية: ۱۶۰/۱، كتاب الصلاة،الباب الحادي والعشرون في الجنائز،الفصل الثاني في الغسل،ط:رشيديه)

(۲) ويسوي اللبن عليه والقصب، لا الآجر)المطبوخ والخشب لو حوله، أمافوقه فلايكره.

قوله: لوحوله...الخ) قال في الحلية:وكرهوا الآجر وألواح الخشب....وقال الإمام التمرتاشي: هذاإذاكان حول الميت،فلوفوقه لايكره لأنه يكون عصمة من السبع،وقال مشايخ بخارى: =

لنگر خانہ

اگر مزاروں یا پیروں کے نام زمین وقف کرنے والے نے وقف کی آمدنی سے لنگر خانہ جاری کرنے کی اجازت دے دی تھی، تو غریب مستحق لوگوں کو اس کا کھانا کھانا جائز ہوگا۔(۱)

لوبان جلانا

قبر پر لوبان جلانا بدعت اور ناجائز ہے۔(۲)

مزید ''اگر بتی جلانا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۸۹)

= لایکره الآجر فی بلدتنا للحاجة إلیه لضعف الأراضی.(الدر مع الرد: ۲/۲۳۶،کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،مطلب: فی دفن المیت،ط:سعید)

ویسوی اللبن علیه والقصب...... لاالآجر والخشب...... وقید الإمام السرخسی بأن لایکون الغالب علی الأراضی النزوالرخاوة فإن کان فلابأس بهما...... وقیده فی شرح المجمع بأن یکون حوله امالو کان فوقه فلایکره لأنه عصمة من السبع.(البحر الرائق: ۲/۱۹۴،کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته،ط:سعید)

(حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص: ۶۱۰،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز، فصل فی حملها ودفنها،ط:قدیمی)

(۱) قال فی خزانة الاکمل:لووقف علی مصالح المسجد،یجوز دفع غلته إلی الامام والموذن والقیم......اه (البحر الرائق:۵/۲۲۸،کتاب الوقف،ط:سعید)

والذی یبتدأ به من ارتفاع الوقف عمارته بشرط الواقف أولا،ثم ماهو أقرب إلی العمارة وأعم للمصلحة کالإمام للمسجد والمدرس للمدرسة ،یصرف إلیهم إلی قدر کفایتهم. (البحر الرائق: ۵/۲۲۵،کتاب الوقف،ط:سعید)

ویبدأ من غلته بعمارته ثم ماهو أقرب لعمارته کإمام مسجد ومدرس مدرسة یعطون بقدر کفایتهم ثم السراج والبساط کذالک إلی آخر المصالح.

وفی الرد :قوله: إلی آخر المصالح:أی مصالح المسجد یدخل فیه الموذن والناظر ویدخل تحت الامام الخطیب لأنه امام الجامع.(الدر مع الرد: ۴/۳۶۷،کتاب الوقف،مطلب: یبدأ بعد العمارة بما هو أقرب إلیها،ط:سعید)

(۲) عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم زائرات القبور والمتخذین علیها المساجد والسرج.رواه ابوداود والترمذی والنسائی. (مشکاة المصابیح: =

لوہا

☆......قبر کے اندر میت کے اطراف میں بلاضرورت لوہا لگانا مکروہ تحریمی ہے۔

☆......اگر زمین بہت نرم ہے، یا اس میں نمی ہے، اور قبر گرنے کا اندیشہ ہے، تو لوہا بھی لگانے کی گنجائش ہے، ہاں اگر لکڑی، پتھر یا کچی اینٹ یا سیمنٹ کی اینٹ سے ضرورت پوری ہو جائے تو لوہے سے احتراز کرنا چاہیے، کیونکہ اس میں آگ کا اثر ہے۔ اور دوسری چیزوں میں یہ قباحت نہیں ہے۔

☆......میت کے اوپر کی طرف بلاضرورت بھی لوہا لگانا جائز ہے۔(۱)

لوہے کے ہتھوڑے سے مارا جارہا ہے

حضرت حارث بن منہال رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں ایک مرتبہ "جبانہ" گیا، مجھے محراب میں نیند آ گئی، میں سو گیا۔ وہاں ایک قبر تھی، میں نے سنا کہ اس قبر والے کو لوہے کے ہتھوڑے سے مارا جارہا ہے اور اس کے گلے میں زنجیر پڑی ہے، وہ شخص سیاہ چہرے اور نیلی آنکھوں والا ہے، اور وہ کہہ رہا ہے: میرے لیے ہلاکت ہو، کتنا شدید عذاب ہو رہا ہے! اگر دنیا والے مجھے دیکھ لیں تو ان میں سے کوئی شخص گناہ نہ کرے! اللہ کی قسم میں لذتوں میں منہمک رہا اور انہوں نے مجھے

= ص: ۷۱، کتاب الصلاۃ، باب المساجد ومواضع الصلاۃ، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

(۲) (والسرج) جمع سراج، والنهی عن اتخاذ السرج لما فیه من تضییع المال لأنه لا نفع لأحد من السراج، ولأنها من آثار جهنم، وإما للإحتراز عن تعظیم القبور کالنهی عن اتخاذ القبور مساجد. (مرقاۃ المفاتیح: ۲/۲۱۴، کتاب الصلاۃ، باب المساجد ومواضع الصلاۃ، الفصل الثانی، ط: رشیدیه)

(۳) وإیقاد النار علی القبور فمن رسوم الجاهلیة والباطل الغرور. (الهندیة: ۱/۱۶۷، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس فی القبر والدفن، ...... ومما یتصل بذلک مسائل التعزیة.... الخ، ط: رشیدیه)

(۱) انظر الی الحاشیة، رقم: ۲، فی الصفحة: ؟؟؟؟؟؟ (ویسوی اللبن علیه والقصب)

ہلاک کر دیا! گناہوں میں پھنسا رہا، انہوں نے مجھے جلا ڈالا۔ کیا کوئی ہے جو میرے گھر والوں کو میری حالت پر مطلع کرے!''

حارث فرماتے ہیں کہ: میں گھبرا کر دہشت زدہ ہو کر نیند سے اٹھا، اور اس کے گھر والوں کے بارے میں دریافت کیا، مجھے اس کی تین لڑکیوں کا پتہ ملا، میں نے انہیں ان کے والد کی حالت زار کی اطلاع دی، اور یہ واقعہ ان کے ساتھیوں کو بھی بتلا دیا، وہ اس کی قبر پر آئے اور رو رو کر اللہ تعالیٰ سے اس کی مغفرت کی دعا کی، چند روز بعد میں پھر اس کی قبر کے پاس سویا تو اسے خواب میں اچھی حالت میں دیکھا، اور اس کے سر پر ایسا چمکدار تاج دیکھا جو آنکھوں کو چکا چوند کر رہا تھا، اور اس نے پاؤں میں سونے کے جوتے پہنے تھے، اس نے مجھ سے کہا: اللہ تعالیٰ تمہیں میری طرف سے جزاءِ خیر عطا فرمائے، تم نے میری بیٹیوں اور ساتھیوں کو بتایا، انہوں نے میرے لیے پروردگار سے استغفار اور دعا کی۔ (۱)

اس قسم کے واقعات ''رقاق'' کی کتابوں میں کثرت سے ملتے ہیں۔

---

(۱) روى عن الحارث بن منهال أنه قال: كنت أخرج إلى الجبانات فأرحم على أهل القبور وأتفكر وأعتبر وأنظر إليهم سكوتاً لايتكلمون وجيراناً لايتزاورون ...... قال: فبينما أنا نائم إلى جانب القبر إذانابحس مقمعة يضرب بها صاحب القبر وأنا أنظر إليه والسلسة فى عنقه وقد ازرقت عيناه وأسود وجهه وهو يقول: ياويلى ماذاحل بى لورآنى أهل الدنيا ماركبوا معاصى الله أبداً طولبت والله باللذات فأوبقتنى وبالخطايا فاغرقتنى فهل من شافع لى أو مخبراأهلى بأمرى؟ قال الحارث: فاستيقظت مرعوبا وكادان يخرج قلبى من هول مارأيت، فمضيت إلى دارى وبت ليلتى وأنامتفكر فيمارأيت، فمااصبحت قلت دعنى أعود إلى الموضع الذى كنت فيه لعلى أجربة أحد امن زوارالقبور فاعلمه بالذى رأيت ...... فإذا بثلاث جوار قد أقبلن فتباعدت لهن عن القبر وتواريت لكى اسمع كلامهن، فتقدمت الصغرى ووقفت على القبر وقالت: السلام عليك ياأبتاه كيف هدوزك فى مضجعك وكيف قرارك فى موضعك ذهبت عنا بودك وانقطع عنا سؤالك فما اشد حسرتنا عليك، ثم بكت بكاء شديدا، ثم تقدمت ابنتان فسلمتا على القبر، ثم قالتا: هذا قبر أبينا االشفيق علينا والرحيم بنا انسك الله بملائكة رحمته وصرف عنك عذابه =

لیپ لینا

''قبر کو مٹی سے لیپ لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/ ۱۲۳)

لیٹ کر نماز پڑھنا

اگر کوئی شخص ایسا بیمار یا معذور ہے کہ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر کر نماز پڑھنے پر قادر نہیں تو وہ لیٹ کر نماز پڑھے، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے لیے چت لیٹ کر دونوں پاؤں قبلہ کی جانب کرے، گھٹنے کھڑے رکھے اور سر کسی قدر اونچا کر لے، تا کہ رخ قبلہ کی جانب ہو جائے، اگر چہ یہ بھی اختیار ہے کہ دائیں بائیں پہلو پر لیٹ کر نماز پڑھی جائے، تاہم دایاں پہلو بائیں پہلو سے افضل ہے، لیکن یہ تمام صورتیں

= ونقمته، يا أبتاه جرت بعدك أمور لو عاينتها لأوهمتك ولو اطلعت عليها لاحزنتك، كشف الرجال وجوهنا وقد كنت أنت سترها، قال الحارث: فبكيت لما سمعت كلامهن، ثم قمت مسرعا إليهن، فسلمت عليهن وقلت لهن: أيتها الجوارى إن الاعمال ربما قبلت وربما ردت على صاحبها فما كان عمل أبيكن المخلد في هذا القبر الذى عاينت من أمره ما أحزننى، وأطلعت من حاله على ما آلمني؟ قال الحارث: فلما سمعنى كلامي كشفن وجوههن وقلن: أيها العبد الصالح وما الذى رأيت؟ قلت لهن: لى ثلاثة أيام وأنا أختلف إلى هذا القبر أسمع صوت المقمعة والسلسلة فيه، قال: فلما سمعن ذالك منى قلن لى: بشارة ما أضرها ومصيبة ما أحزنها، نحن نقضى الأوطار ونعمر الديار وأبونا يحرق بالنار، فوالله لاقربنا قرار ولا ضمتنا للذة العيش دار أو نتضرع للجبار فلعله أن يعتق أبانا وينقذه من النار، ثم مضين يتعثرن فى أذيالهن.

قال الحارث: فمضيت إلى دارى فبت ليلتي، فلما أصبحت أتيت القبر فجلست عنده فغلبنى النوم فنمت، فإذا أنا بصاحب القبر له حسن وجمال وفى رجليه نعل من ذهب ومعه حور وغلمان، قال الحارث: فسلمت عليه وقلت له: رحمك الله، من أنت؟ قال: أنا الرجل الذى عاينت من أمرى ما أحزنك وأطلعت منه على ما أضجعك فجزاك الله خيراً فما أيمن طلعتك على، فقلت له: وكيف حالك؟ فقال لى: لما أطلعت على وأخبرت بناتي بالأمس بحالي أعرين أبدا نهن وأسبلن شعورهن وتضرعن لمولاهن، ومرغن خدودهن فى التراب، وأهمن دموعهن بالإنسكاب، واستوهبونى من العزيز الوهاب، فغفر لى الذنوب والأوزار. (التذكرة فى احوال الموتى وامور الآخرة: ص: ٦٧، ٦٩، باب ماجاء فى قراءة القرآن عند القبر حالة الدفن، ط: دار الحديث، قاهره)

اسی حالت میں ہیں جب کہ کوئی ایسا کرنے کے قابل ہو، اگرایسا کرنے سے معذور ہوتو جس طرح بھی ممکن ہواسی طرح نمازادا کرنی چاہیے۔(۱)

(۱) فإن عجز عن الجلوس بحالتيه صلى مضطجعا أومستلقيا على تفصيل في المذاهب ،فانظره تحت الخط.

الحنفية ۔ قالو :الافضل أن يصلى مستلقيا على ظهره،ورجلاه نحوالقبلة وينصب ركبتيه ويرفع رأسه يسيراليصير وجهه إلى القبلة،وله أن يصلي على جنبه الأيمن اوالأيسر والأيمن افضل من الايسر،وكل هذا عند الاستطاعة ،اماإذالم يستطيع ،فله أن يصلي بالكيفية التي تمكنه (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/ ۴۹۷، ۴۹۸،مباحث صلاة المريض، كيف يصلي،ط:داراحياء التراث العربي،بيروت)

🗀 (وإن تعذرالقعود......أومأمستلقيا)على ظهره(ورجلاه نحوالقبلة)غير أنه ينصب ركبتيه لكراهةمد الرجل الى القبلة ويرفع رأسه يسيراً ليصير وجهه إليها (أوعلى جنبه الايمن)أوالايسر ووجهه إليها(والاول أفضل)على المعتمد.

قوله: الأيمن او الأيسر)والأيمن أفضل وبه ورد الاثرإمداد.قوله: والأول أفضل)لان المستلقي يقع إيماؤه الى القبلة والمضطجع يقع منحرفا عنها.بحر(الدر مع الرد: ۲/ ۹۹،كتاب الصلاة،باب صلاة المريض،ط:سعيد)

🗀 إن تعذر القعود أومأ مستلقياأوعلى جنبه)لأن الطاعة بحسب الاستطاعة...... وإن تعذر الاستلقاء يضطجع على شقه الأيمن أوالأيسر ووجهه الى القبلة......وعن ابى حنيفة :ان الافضل أن يصلي على شقه أوالأيمن......وفي المجتبىٰ:وينبغي للمستلقي أن ينصب ركبتيه إن قدر حتى لايمد رجليه إلى القبلة(البحر الرائق: ۲/ ۱۱۴،كتاب الصلاة،باب صلاة المريض،ط:سعيد)

🗀 وإن تعذ رالقعود أومأ بالركوع والسجود مستلقيا على ظهره وجعل رجليه إلى القبلة وينبغي أن يوضع تحت رأسه وسادة حتى يكون شبيه القاعد ليتمكن من الايماء بالركوع والسجود،وإن اضطجع على جنبه ووجهه إلى القبلة وأومأ جاز.والأول اولىٰ....وإن لم يستطع على جنبه الايمن فعلى الايسر ....ووجهه الى القبلة.(الهندية: ۱/ ۱۳۶،كتاب الصلاة،الباب الرابع عشر في صلاة المريض،ط:رشيديه)

م

ماتم شامل ہو

''موسیقی''عنوان کے تحت دیکھیں!(۳۲۲/۲)

ماتم کرنا

ماتم کرنا ناجائز اور حرام ہے، اس سے بچنا ضروری ہے، ورنہ آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔(۱)

ماتمی لباس

رنج وغم بے اختیاری چیز ہے، اس کی شریعت میں ممانعت نہیں ہے، البتہ کسی کے انتقال پر ماتمی لباس پہننا، آواز سے رونا، پیٹنا، چیخنا چلانا، چہرہ پیٹنا، سینہ کوبی کرنا ناجائز اور حرام ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کاموں سے منع فرمایا ہے۔(۲)

---

(۱) عن عبد الله رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ليس منا من لطم الخدود وشق الجيوب ودعا بدعوى الجاهلية(صحيح البخاري: ۱۷۲/۱، كتاب الجنائز، باب ليس منا من شق الجيوب، ط: قديمى)

(جامع الترمذي: ۱۹۵/۱، ابواب الجنائز، باب ماجاء في النهي عن ضرب الخدود وشق الجيوب عند المصيبة، ط: سعيد)

(ابن ماجه: ص: ۱۱۳، ابواب الجنائز، باب ماجاء في النهي عن ضرب الخدود، ط: قديمى)

(۲) ويحرم النوح وشق الجيوب وخمش الخدود ولطمها ونحو ذالك من الافعال لمافي الصحيح ليس منا من لطم الخدود وشق الجيوب ودعى بدعوى الجاهلية...... ولا بأس بالبكاء بارسال الدموع في الجنازة وفي المنزل لقوله عليه الصلاة والسلام: إن الله لايعذب بدمع العين وبحزن القلب ولكن يعذب بهذا وأشار إلى لسانه أويرحم. متفق عليه(حلبي كبير: ص: ۵۹۴، ۵۹۵، فصل: في الجنائز، ط: سهيل اكيڈمی)

(البحر الرائق: ۱۸۱/۲، كتاب الجنائز، فصل: السلطان احق بصلاته، ط: سعيد)

أنظر الحاشية السابقة أيضا تحت عنوان: " ماتم كرنا "

مال کیا کہتا ہے

"شجرة المنتهى" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۴۴۶)

مال نگل کر مر گیا

اگر کوئی شخص کسی کا مال نگل کر مر گیا تو وہ مال اس کا پیٹ چاک کر کے نکال لیا جائے گا۔ (۱)

مامون الرشید کا واقعہ

خلیفہ مامون الرشید کے بارے میں لکھا ہے کہ: جب ان کی بیماری نے شدت اختیار کی، تو انہوں نے فارس کے طوسی طبیب کو بلایا اور یہ حکم دیا کہ: بہت سے تندرست اور بیماروں کے پیشاب کے قارورے کے ساتھ ان کا قارورہ بھی اس طبیب کے سامنے پیش کیا جائے، چنانچہ اس طبیب نے قارورے دیکھنا شروع کیے، جب خلیفہ مامون الرشید کا قارورہ دیکھا تو کہا: یہ جس کا قارورہ ہے اس سے کہہ دو کہ وہ وصیت کر دے، اس لیے کہ اس کے قوی جواب دے گئے ہیں، اور جسم ختم ہو گیا ہے، یہ سن کر خلیفہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے اور یہ شعر پڑھے:

ان الطبيب بطبه ودوائه لايستطيع دفاع نحب قدأتى

ماللطبيب يموت بالداء الذي قد كان أبرأ مثله فيما مضى

مات المداوى، والمداوى، والذي جلب الدواء أوباعه ومن اشترى

---

(۱) ولو بلع مال غيره ومات هل يشق قولان، والأولى نعم!فتح. (الدر المختار: ۲/۲۳۸، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في دفن الميت، ط: سعيد)

ولو ابتلع مال غيره، ومات لايشق بطنه على قول محمد. وروى الجرجاني عن أصحابنا: أنه يشق، قال الكمال: وهو اولى معللا بأن احترامه سقط بتعديه (حاشية الطحطاوى على المراقى: ص: ۵۹۷، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: قديمى)

(حلبى كبير: ص: ۶۰۸، فصل: في الجنائز، ط: سهيل اكيڈمى)

(فتح القدير: ۲/۱۰۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل في الدفن، ط: رشيديه)

ترجمہ: طبیب کو اپنے علم کی وجہ سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ انسان زندہ رہے گا یا مرنے والا ہے۔ جب انسان کی زندگی ختم ہو جاتی ہے تو طبیب حیران ہو جاتا ہے اور دوائیں اس کے ساتھ خیانت کرتی ہیں۔ (فائدہ نہیں پہنچاتیں)

پھر انہوں نے کفن منگوائے، اور ان میں سے ایک کفن ان کے لیے پسند کیا گیا، اور حکم دیا کہ ان کی آرام گاہ کے سامنے ان کی قبر کھودی جائے، اور کہا کہ: میرے مال نے مجھے کوئی فائدہ نہ پہنچایا، میری قوت وتدبیر ختم ہوگئی، اور وہ اس رات انتقال کر گئے۔

اللہ تعالیٰ رحم کرے اس شخص پر جو اچانک مرنے والوں سے عبرت حاصل کرے، وہ سمجھے کہ گویا وہ خود اس میں مبتلا ہے، موت کا وقت قریب آ گیا ہے، اسے تاریک وتنگ اور بے شمار کیڑے مکوڑوں والے گھڑے میں داخل کر دیا گیا ہے۔ وہ نیست ونابود ہو رہا ہے، مٹی سے مل کر ایسی مٹی بن گیا ہے جسے پاؤں تلے روندا جاتا ہے، بسا اوقات اس سے برتن بنائے جاتے ہیں، یا گھر کی تعمیر میں استعمال کر لیا جاتا ہے، یا اسے ناپاک پانی سے بنا کر آگ میں پکایا جاتا ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے پاس پانی پینے کا ایک برتن لایا گیا، انہوں نے ہاتھ میں تھام کر اسے غور سے دیکھ کر فرمایا: تم میں کتنی ہی سرمگیں آنکھیں اور حسین چہرے رلے ملے ہوئے ہیں۔ (۱)

---

(۱) ويحكى أن الرشيد لما اشتد مرضه أحضر طبيبا طوسيا فارسيا وأمر أن يعرض عليه ماؤه أي بوله مع مياه كثيرة لمرضى وأصحاء، فجعل يستعرض القوارير حتى رأى قارورة الرشيد فقال: قولوا: لصاحب هذاالماء يوصي، فإنه قد انحلت قواه، وتداعت بنيته، ولمااستعرض باقي المياه أقيم فذهب، فينس الرشيد من نفسه وأنشد:

ان الطبيب بطبه ودوائه — لايستطيع دفاع نحب قداتى
ما للطبيب يموت بالداء الذي — قد كان أبرأ مثله فيما مضى
مات المداوى، والمداوى، والذي — جلب الدواء أوباعه ومن اشترىٰ

وبلغه ان الناس أرجفوابموته، فاستدعى حماراوامر أن يحمل عليه فاسترحت فخذاه، فقال: =

ماں اور بچے کے جنازے کی نماز ایک ساتھ

☆...... اگر بچے کی پیدائش کے وقت ماں اور بچہ دونوں وفات پا گئے تو دونوں کے جنازے کی نماز الگ الگ پڑھنا بہتر ہے، اور اگر ایک ساتھ جنازے کی نماز پڑھنی ہو تو امام کے آگے پہلے بچے کا جنازہ رکھا جائے، پھر اس کی ماں کا جنازہ رکھا جائے، یا بچہ کی پائنتی پر ماں کا جنازہ رکھا جائے، یہ بھی درست ہے۔

☆...... دونوں کی ایک ساتھ جنازہ کی نماز پڑھنے کی صورت میں پہلے بالغ کی دعا پڑھے، پھر نابالغ کی دعا پڑھی جائے۔(۱)

= أنزلوني صدق المرجفون ،ودعا بأكفان فتخير منها ماأعجبه وأمر فشق له قبر أمام فراشه ثم أطلع فيه فقال: ماأغنى عنى ماليه هلك عنى سلطانيه،فمات من ليلته، فماظنك ـ رحمك الله ـ بنازل ينزل بك فيذهب رونقك وبهاك ويغير منظرك ورؤياك ،ويمحو صورتك وجمالك، ويمنع من اجتماعك واتصالك،ويردك بعد النعمة والنضرة ،والسطورة والقدرة، والنخوة والعزة، إلى حاله يادر فيها أحب الناس إليك،وأرحمهم بك، وأعطفهم عليك، فيقذفك فى حفرة من الأرض قريبة أنحاؤها مظلمة أرجاؤها، محكم عليك حجرها وصيدانها، فتحكم فيك هوامها وديدانها،ثم بعدذالك تمكن منك الأعدام وتختلط بالرغام،وتصير ترابا توطأ بالاقدام، وربما ضرب منك الاناء فخار،أوأحكم بك بناء جدار،أو طلى بك محس ما، أو موقد نار كما روى عن على ابن ابى طالب رضى الله عنه أنه ياتى بإناء ماء يشرب منه فأخذه ونظر إليه، وقال: الله اعلم كم فيك من عين كحيل،وخد أسيل.(التذكرة فى احوال الموتى وأمور الآخرة، ص:۲۳، ۲۴، باب ماجاء ك أن للموت سكرات وفى تسليم الاعضاء...... الخ، ط: دار الحديث قاهره)

(۱) وإذااجتمعت الجنائز فالإفراد بالصلاة لكل منها أولى .....وإن اجتمعن ....وصلى مرة واحدة صح وإن شاء جعلهم صفا عريضا ويقوم عند افضلهم وإن شاء جعلها..... صفاً طويلا مما يلى القبلة بحيث يكون صدر كل واحد منهم قدام الامام محاذيا له......وراعى الترتيب فى وضعهم فيجعل الرجال ممايلى الامام ثم الصبيان بعدهم.....ثم الخناثى ،ثم النساء.
قوله: وصلى مرة واحدة ..الخ)ويكتفى لهم بدعاء واحد كمابحثه بعضهم .....بقى ماإذا كان فيهم مكلفون وصغار والظاهر انه ياتى بدعاء الصغار بعددعاء المكفين كمامر.(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى،ص: ۵۹۲،۵۹۳، كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز، ط:قديمى)
عن عطاء بن ابى رباح عن عمار قال:شهدت جنازة امرأة وصبى فقدم الصبى ممايلى القوم =

ماں باپ پر احسان

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک مرد آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے باپ کا انتقال ہو گیا ہے، میرے لئے ماں باپ پر احسان کرنے کے لئے کوئی صورت ہے، آپ نے فرمایا: ہاں چار طریقے سے تو ان کے ساتھ احسان کر سکتا ہے:

ایک تو ان کے حق میں دعا کرنا،

دوسرے جو وصیت یا نصیحت تم کو کی ہے اس پر قائم رہنا،

تیسرے جو دوست ان کے ہیں ان کی تعظیم و عزت کرنا،

چوتھے جو ان کا خاص قرابت والا رشتہ دار ہے اس کے ساتھ محبت اور میل جول رکھنا۔

ماں کی نافرمانی

حضرت عبد اللہ بن أبی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نبی

= ووضعت المرأة وراءه يصلى عليهما،وفي القوم ابوسعيد الخدري وابن عباس وابوقتادة وابوهريرة فسألتهم عن ذالك فقالوا:هي السنة.(سنن النسائي: ۱/ ۲۸۰، كتاب الجنائز، باب اجتماع جنازة صبي وامرأة،ط:قديمي)

(السنن الكبرىٰ للبيهقي ۴/ ۳۳،كتاب الجنائز،باب جنائز الرجال والنساء إذا احتمعت، ط: اداره تاليفات اشرفيه)

وفي الحديث أن الصبي إذاصلى عليه مع امرأة كان الصبي ممايلي الامام والمرأةممايلي القبلة (فقه السنة: ۱/ ۳۴۷،الجنائز، الصلاة على اكثر من واحد،ط:دارابن كثير)

(۱) وأخرج أبو داود ، وابن حبان عن أبي سعيد الساعدي قال: جاء رجل إلى النبيّ ﷺ فقال: يا رسول اللّٰه! هل بقي عليّ من برّ والدي شي أبرهما به بعد موتهما قال: نعم، أربع خصال بقين عليك: الدعاء، وإنفاذ عهديهما، وإكرام صديقهما، وصلة الرحم الّتي لا رحم لك الا من قبلهما. (شرح الصدور بشرح حال الموتٰى والقبور: (ص: ۳۲۸) قبل: باب مايحبس الروح عن مقامها الكريم، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! فلاں مقام میں ایک لڑکا موت کی حالت میں گرفتار ہے، اس سے کہا جاتا ہے کہ '' لا إلٰه الا الله '' پڑھو، وہ پڑھ نہیں سکتا، آپ ﷺ نے پوچھا: اچھی حالت میں پڑھ سکتا تھا یا نہیں، جواب دیا، پڑھتا تھا، آپ نے فرمایا: تو اب کیوں نہیں پڑھ سکتا، پھر آپ کھڑے ہوئے اور اس لڑکے کے پاس گئے، آپ نے فرمایا: اے لڑکے!'' لا إلٰـه الا الـلـه '' پڑھو، اس نے کہا میں نہیں پڑھ سکتا ہوں، آپ نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا میں نے اپنی ماں کی بہت نافرمانی کی ہے، آپ نے پوچھا وہ زندہ ہیں؟ اس نے کہا ہاں زندہ ہیں، آپ نے اس کی ماں کو بلایا، اور پوچھا یہ تیرا لڑکا ہے؟ اس نے کہا، ہاں! آپ نے فرمایا: یہ بتا کہ اگر بہت سی آگ جلائی جائے اور تجھ سے کہا جائے کہ اگر تو اس کی سفارش نہیں کرے گی تو اس کو آگ میں ڈال دیا جائے گا تو تو کیا کرے گی، اس نے کہا، سفارش کروں گی، آپ نے فرمایا: تو اللہ تعالیٰ کو اور ہم کو گواہ بنا کر کہہ دے کہ میں اس لڑکے سے راضی ہوں، تو اس نے کہا میں اپنے بیٹے سے راضی ہوں، اور اس کی خطا معاف کی، آپ نے لڑکے سے کہا: لا إلٰـه الا الـلـه پڑھو، تو اس نے فوراً پڑھا: ''لا إلٰـه الا الـلـه، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب تعریفیں اس اللہ کی ہیں جس نے میری وجہ سے اس کو دوزخ سے نجات دی۔(۱)

(۱) وأخرج الطبراني، والبيهقي في شعب الايمان، وفي دلائل النبوّة، عن عبد الله بن أبي أوفٰى، قال: جاء رجل إلى النبيّ ﷺ فقال: يا رسول الله! ان ها هنا غلامًا قد احتضر، فيقال له: قل لا إلٰه الا للّٰه، فلا يستطيع أن يقولها: فقال: أليس كان يقولها في حياته، قالوا: بلىٰ، قال: فما منعه منها عند موته؟، فنهض النبيّ ﷺ، ونهضنا معه، حتى أتى الغلام، فقال: يا غلام! قل: لا إلٰه الا اللّٰه، قال: لااستطيع أن أقولها، قال: ولم؟ قال: لعقوق والدتي، قال: احية هي؟ قال: نعم، قال: أرسلوا إليها، فجاء ته، فقال لها رسول الله ﷺ: ابنك هو؟ قالت: نعم، قال: أريت لو أنّ نارًا أُجِّجَتْ، فقيل لك: إن لم تشفعي فيه دفناه، في هٰذه النّار، فقالت: إذًا كنت أشفع له، قال: فاشهدي اللّٰه وأشهدينا، بانك قد رضيتِ عنه، فقالت: قد رضيتُ عن ابني، فقال: يا غلام! قل: لا إلٰه الا اللّٰه، فقال: لا إلٰه الا اللّٰه، فقال رسول الله ﷺ: الحمد اللّٰه الّذِي أنقذه بي من النّار. (شرح الصدور بشرح حال الموتىٰ والقبور: (ص: ٥٧) باب مايقول الإنسان في مرض الموت وما يقرأ عنده، وما يقال إذا احتضر، وتلقينه، ومايقال إذا مات وغمضت عيناه، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

ماں مرگئی

''بچہ کا کچھ حصہ نکلا اور ماں مرگئی'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱۲۷/۱)

متعدد اموات پر جنازہ کی نماز پڑھنے کا طریقہ

اگر متعدد جنازے اکھٹے پڑھادیئے جائیں اور ان میں مرد و عورت اور بچے شامل ہوں تو ان کو امام کے سامنے رکھنے کی تین صورتیں ہیں:

ا۔ ایک صورت یہ ہے کہ ایک میت امام کے سامنے رکھی جائے، اس کے پاؤں کی طرف دوسری میت کا سر اور اس کے پاؤں کی طرف تیسری میت کا سر، اور اس کے پاؤں کی طرف چوتھی میت کا سر، اس طرح ترتیب سے رکھیں البتہ سب سے پہلے مرد کا جنازہ رکھیں، اس کی پائینی کی طرف نابالغ بچہ کا جنازہ اور اس کی پائینی طرف عورت کا جنازہ اور اس کی پائنی طرف نابالغ بچی کا جنازہ، اس کی صورت یہ ہے:

میت	میت	میت	میت	میت	میت
۱	۲	۳	۴	۵	۶

امام کی جگہ

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ جو میت امام کے سامنے ہے اس سے قبلہ کی طرف دوسری میت اور اس سے قبلہ کی طرف تیسری میت، سب کا سینہ امام کے سامنے ہو، البتہ امام کے سامنے مرد کا جنازہ اس کے بعد نابالغ بچہ کا، اس کے بعد عورت کا اور اس کے بعد نابالغ بچی کا جنازہ ہو، یہ صورت پہلی صورت سے اولیٰ اور بہتر ہے، اس کی صورت یہ ہے:

میت

میت

میت

میت

امام کی جگہ

۳۔تیسری صورت یہ ہے کہ پہلے جنازے کے بعد دوسرا جنازہ تھوڑا نیچے ہٹا کر اس طرح رکھا جائے کہ دوسری میت کا سر پہلی میت کے کندھے کے پاس ہو، اور تیسری میت کا سر دوسری میت کے کندھے کے پاس، چوتھی میت کا سر تیسری میت کے کندھے کے پاس ہو (سیڑھی کی طرح) اس کی صورت یہ ہے:

میت

میت

میت

میت

امام کی جگہ

(۱) (وإذا اجتمعت الجنائز فإفراد الصلاة) على كل واحدة (أولىٰ) من الجمع و تقديم الأفضل الفضل، (وإن جمع) جاز، ثم إن شاء جعل الجنائز صفا واحدا وقام عند أفضلهم.

وإن شاء (جعلها صفا مما يلي القبلة) واحدًا خلف واحد (بحيث يكون صدر كل) جنازة (مما يلي الإمام) ليقوم بحذاء صدر الكل وإن جعلها درجا فحسن لحصول المقصود، (وراعى الترتيب) المعهود خلفه حالة الحياة، فيقرب منه الأفضل فالأفضل، الرجل مما يليه، فالصبي فالخنثىٰ، فالبالغة، فالمراهقة والصبي الحر يقدم على العبد، والعبد على المرأة.

وفي الشامية: (قوله: وإن جمع جاز) أي بأن صلى على الكل صلاة واحدة، (قوله: صفا واحدا) أي كما يصطفون في حال حياتهم عند الصلاة، بدائع، أي بأن يكون رأس كل عند رجل الآخر، فيكون الصف على عرض القبلة، (قوله: وإن شاء جعلها صفا واحدا) ذكر في البدائع: =

متعدد جنازوں کی نماز ایک ساتھ پڑھنا

☆......اگر چند جنازوں کی نماز ایک ساتھ پڑھنا چاہیں، تو بھی جائز ہے۔

اور اس میں تین صورتوں میں سے جس صورت کو بھی چاہیں اختیار کر سکتے ہیں:

۱- پہلی صورت یہ ہے کہ تمام جنازوں کی ایک صف بنائی جائے اس طور سے کہ کا ایک پاؤں دوسرے کے سر سے متصل ہوں۔

۲- دوسری صورت یہ ہے کہ ایک میت کو دوسری کے پہلو میں یوں رکھا جائے کہ دوسری کا سر پہلی میت کے کاندھے کے برابر ہو اور تیسری میت کا سر دوسری میت کے کاندھے کے برابر ہو، اس سے زینہ کی سی شکل بن جائے گی۔

۳- تیسری صورت یہ کہ ان کو آگے پیچھے رکھے کہ سب کا سینہ امام کے مقابل رہے۔

آخر کی دو صورتوں میں ترتیب یوں ہونی چاہیے کہ امام کے قریب مرد رہے، اس کے پہلو میں نابالغ لڑکا، اس کے پیچھے خنثیٰ اس کے پیچھے بالغ عورت، اس کے پیچھے نابالغ لڑکی ہو۔

پہلی صورت میں چونکہ سب ایک صف میں ہوں گے، اس لیے امام کو افضل

= التخيير بين هذا والّذى قبله ، ثم قال : هٰذا جواب ظاهر الرواية ، وروى عن أبى حنيفة رحمه اللّٰه تعالىٰ فى غير رواية الأصول : أنّ الثانى أولىٰ ؛ لأنّ السنّة هى قيام الإمام بحذاء الميت ، وهو يحصل فى الثانى دون الأوّل . (الدر مع الرد: (۲۱۹/۲) باب صلاة الجنازة ، قبل مطلب فى بيان من هو أحق بالصلاة على الميت ، ط: سعيد)

البحر : (۱۸۷/۲) كتاب الجنائز ، فصل السلطان أحق بصلاته، قوله: ولا فى مسجد، ط: سعيد.

الهندية : (۱۶۵/۱) قبل : الفصل السادس فى القبر والدفن والنقل من مكان إلى مكان آخر، ط: رشيديه .

حاشية الطحطاوى على المراقى : (ص: ۵۹۳) ط: قديمى .

کے قریب کھڑا ہونا چاہیے۔(۱)

متعدد جنازے جمع ہوجائیں تو دعا کون سی پڑھے؟

(اللہ نہ کرے) اگر کسی جگہ پر چند جنازے جمع ہوجائیں تو ان تمام جنازوں کی ایک ہی نماز پڑھنا بھی جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، سب جنازوں کی نماز ادا ہوجائے گی۔ اور جنازہ کی دعا: "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا......" آخر تک پڑھے، اس میں مرد وعورت چھوٹے بڑے سب شامل ہوجاتے ہیں، البتہ ایسی صورت میں افضل اور بہتر یہ ہے کہ ہر ایک میت کے جنازے کی نماز الگ الگ پڑھی جائے، اور جو میت افضل ہو اس کی نماز پہلے پھر اس سے کم افضل کی پھر اس سے کم افضل کی۔(۲)

(۱) (وإن جمع) جاز ،ثم إن شاء جعل الجنائز صفاواحدا،وقام عند أفضلهم ،وإن شاء (جعلها صفا مما يلي القبلة) واحداً خلف واحد(بحيث يكون صدر كل)جنازة(ممايلي الامام)ليقوم بحذاء صدر الكل وإن جعلها درجا فحسن لحصول المقصود(وراعى الترتيب)المعهود خلفه حالة الحياة، فيقرب منه الأفضل فالأفضل. الرجل ممايليه،فالصبي فالخنثى فالبالغة فالمراهقة.(الدر المختار: ۲/ ۲۱۹، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب:في بيان من هوأحق بالصلاة على الميت، ط: سعيد)

وإن اجتمعن...... وصلى مرة واحدة صح وإن شاء جعلهم صفا عريضا يقوم عند أفضلهم وإن شاء جعلها...... صفا طويلا ممايلي القبلة بحيث يكون صدر كل واحد منهم قدام الامام محاذيا له، وقال ابن ابي ليلى:يجعل رأس كل واحد أسفل من رأس صاحبه كذادرجات ،وقال ابوحنيفة هو حسن...... قال: وإن وضعوا رأس كل واحد بحذاء رأس الآخر فحسن...... وراعى الترتيب في وضعهم فيجعل الرجال ممايلي الامام ثم الصبيان بعدهم...... ثم الخناثى ،ثم النساء،ثم المراهقات ولو كان الكل رجالا،روى الحسن عن ابي حنيفة يوضع أفضلهم وأسنهم ممايلي الامام وهو قول أبي يوسف. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي:ص:۵۹۲،كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمي)

(البحر الرائق: ۲/۱۸۷،كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:سعيد)

(۲) وإذااجتمعت الجنائز فالإفراد بالصلاة لكل منها أولى)وهو ظاهر(ويقدم الأفضل فالأفضل...... وإن اجتمعن...... وصلى مرة واحدة صح .

قوله: وصلى مرة واحدة ..الخ)ويكتفي لهم بدعاء واحد كمابحثه بعضهم ويؤيده أن الضمائر ضمائر جمع في قوله اللهم اغفرلحينا...... الخ (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي، ص:۵۹۲، ۵۹۳،كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز، ط:قديمي)=

مٹی قبر پر ڈالنا

''قبر پر مٹی ڈالنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۹۱)

مٹی قبر پر ڈالنے کا طریقہ

''ہر شخص مٹی کتنی ڈالے؟'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۴۶۵)

مٹی کے ڈھیلوں پر سورۂ اخلاص پڑھ کر قبر میں رکھنا

''کلمۂ طیبہ کفن پر لکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۲۰۳)

مٹی ہر شخص کتنی ڈالے؟

''ہر شخص مٹی کتنی ڈالے؟'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۴۶۵)

مجذوب ہوگیا نابالغی میں

جس شخص کے والدین مسلمان ہیں اور وہ بالغ ہونے سے پہلے مجذوب ہوگیا، یا مجنون ہوگیا تو وہ مسلمان ہی مانا جائے گا، اس کے انتقال کے بعد جنازہ کی نماز پڑھنا واجب ہے۔(۱)

= فإذا اجتمعت الجنائز فالإمام بالخيار إن شاء صلى عليهم دفعة واحدة وإن شاء صلى على كل جنازة على حدة لماروى أن النبى صلى الله عليه وسلم :صلى يوم أحد على كل عشرة من الشهداء صلاة واحدة ولأن المقصود هو الدعاء والشفاعه للموتى يحصل بصلاة واحدة،فإن أراد ان يصلى على كل واحد على حدة فالاولى أن يقدم الافضل فالافضل.(بدائع الصنائع: ۱/ ۳۱۵، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،فصل: وأما بيان ماتصح به ومانفسد، ط:سعيد)

(البحر الرائق: ۲/۱۸۷، كتاب الجنائز، فصل: السلطان احق بصلاته، ط:سعيد)

(۱) وهى فرض على كل مسلم مات.(الدر المختار: ۲/ ۲۱۰، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة، مطلب:هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى؟،ط:سعيد)

فكل مسلم مات بعد الولادة يصلى عليه صغيراً كان أو كبيرا ذكراً كان أو انثى حراً كان أو عبداً إلا البغاة وقطاع الطريق ومن بمثل حالهم لقول النبى صلى الله عليه وسلم:صلوا على كل بر وفاجر. =

مجنون کے جنازے میں کون سی دعا پڑھے؟

☆......اگر مجنون بچپن سے ہی مجنون ہے، بالغ ہونے تک یا بالغ ہونے کے بعد جنون ختم نہیں ہوا، اور اسی حالت میں مرگیا تو ایسا شخص نابالغوں کے حکم میں ہوتا ہے، اس کے جنازے کی نماز میں تیسری تکبیر کے بعد نابالغ بچوں کی دعا پڑھی جائے گی۔

☆......اور اگر بالغ ہونے کے بعد مجنون ہوگیا ہے، یا پیدائشی طور پر مجنون تھا اور بالغ ہونے کے بعد صحیح ہوگیا تھا، پھر مجنون ہوگیا اور اسی حالت میں اس کا انتقال ہوا تو یہ شخص بالغ شمار ہوگا، اور ایسے آدمی کے جنازہ کی نماز میں تیسری تکبیر کے کے بعد بالغوں کی دعا پڑھی جائے گی۔ (کیونکہ جنون معاصی کے لیے دافع ہے مزیل نہیں ہے۔(۱)

= (بدائع الصنائع: ۱/۳۱۱، کتاب الصلاة، باب صلوٰة الجنازة، فصل: وأما الكلام في صلوة الجنازة. ط: سعيد)

🗀 ويصلى على كل مسلم مات بعد الولادة صغيرا كان أو كبيرا ذكراً كان أو أنثى حرا كان أو عبداً إلا البغاة وقطاع الطريق ومن بمثل حالهم. (الهندية: ۱/۱۶۳، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت، ط: رشيديه)

(۱) (ولايستغفر فيها لصبى ومجنون) ومعتوه لعدم تكليفهم (بل يقول بعد دعاء البالغين: اللهم اجعله لنا فرطا...... واجعله ذخراً...... وشافعاً ومشفعاً...... (قوله: ومجنون ومعتوه) هذا في الاصلى فإن الجنون والعته الطارئين بعد البلوغ لايسقطان الذنوب السالفة كمافي شرح المنية. (الدر مع الرد: ۲/۲۱۵، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: سعيد)

🗀 والمجنون كالطفل ذكره في المحيط، وينبغى أن يقيد بالجنون الأصلى لأنه لم يكلف فلاذنب له كالصبى بخلاف العارضى فإنه قد كلف، وعروض الجنون لايمحو ماقبله بل هو كسائر الامراض، ورفعه للتكليف إنما هو فيما يأتى، لافيما مضى، (حلبى كبير: ص: ۵۰۵، فصل: في الجنائز، الرابع: في الصلاة عليه، ط: نعمانيه)

🗀 (طحطاوى مع المراقى: ص: ۵۸۷، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: الصلاة عليه، ط: قديمى)

🗀 وقد يقال: ينبغى تخصيصه بمجنون بلغ مجنونا، أما من بلغ غافلا ثم جن فهو محتاج إلى ما يطهره، إذ ذنوبه الماضية لم تسقط عنه بجنونه إلا إن يقال: أن المجنون إذا استمر على جنونه حتى مات لم يؤاخذ بمامضى، لأنه لاقدرة له على التوبة، ولم أر نقلا في هذا الحكم. (البحر الرائق: ۲/۱۹۸، كتاب الجنائز، باب الشهيد، ط: سعيد)

مجنون ہو گیا بالغ ہونے سے پہلے

''مجذوب ہو گیا نابالغی میں'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۲۴۸)

مجھے نماز پڑھنے دو

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مومن میت کو دفن کرتے ہیں تو وہ وقت اس کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سورج غروب ہونے کے قریب ہے، پس مردہ بیٹھتا ہے اور اپنی دونوں آنکھیں ملتا ہے، گویا ابھی وہ نیند سے اٹھا ہے، منکر نکیر اس سے سوال کرتے ہیں تو وہ کہتا ہے اس وقت مجھ سے نہ بولو، ابھی مجھے عصر کی نماز پڑھنی ہے۔(۱)

محافظ کے لیے کمرہ بنانا

''قبرستان پر مکان بنانا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۹۸)

محرم میں مرنے والے

محرم کے شروع کے دس دن میں مرنے والوں کے بارے میں قبر کا عذاب معاف ہونے کے بارے میں قرآن وحدیث میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ البتہ رمضان المبارک میں اور جمعہ کے دن مرنے والوں کے بارے میں حدیث شریف میں یہ بشارت (خوشخبری) آئی ہے کہ ان کی قبر کا عذاب معاف ہوگا۔(۲)

---

(۱) وأخرج ابن ماجه، وابن أبی الدنیا، وابن أبی عاصم فی السنة، عن جابر بن عبد الله، قال: قال رسول الله ﷺ: إذا أدخل المیت قبره مُثّلت له الشمس عند غروبها، فیجلس یمسح عینیه، ویقول: دعونی اصلی. (شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور: (ص: ۱۵۵) باب فتنة القبر وسؤال الملکین، ط: المکتبة التوفیقیة، مصر)

(۲) وعن عبدالله بن عمرو قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: مامن مسلم یموت =

محلّہ کا امام

☆......محلّہ کا امام جنازے کی نماز پڑھانے کے لیے اس وقت زیادہ حق دار ہے جب کہ میت کے اولیاء میں سے کوئی شخص افضل اور بہتر نہ ہو، اگر اولیاء میں سے جنہیں ولایت کا حق حاصل ہے امام سے افضل ہوں گے تو وہ زیادہ حق دار قرار پائیں گے، یا وہ جس کو امامت کی اجازت دیں گے وہ حقدار ہوگا۔

☆......اگر امام کو تمام محلّہ والوں اور نمازیوں میں زیادہ جاننے والا ہونے اور افضل ہونے کے شرعی اصولوں کے مطابق منتخب کیا گیا ہے، تو جنازے کی نماز پڑھانے کے لیے محلّہ کا امام ہی زیادہ حق دار ہے، کیونکہ اس سے افضل کوئی نہیں ہے، اور اگر امام کو قومیت، عصبیت اور کم تنخواہ کے اصول کے مطابق منتخب کیا گیا ہے تو میت کے اولیاء میں سے جو افضل ہوگا، وہ جنازہ کی نماز پڑھانے کا زیادہ حق دار ہوگا۔(۱)

= يوم الجمعة أو ليلة الجمعة إلاوقاه الله فتنة القبر. (مشكاة المصابيح: ص: ۱۲۱، كتاب الصلاة، باب الجمعة، الفصل الثالث، ط: قديمي)

(جامع الترمذي: ۱/۲۰۵، كتاب الجنائز، باب ماجاء فيمن يموت يوم الجمعة، ط: سعيد)

أخرج أحمد عن حذيفة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "من قال لاإله إلاالله ابتغاء وجه الله، ختم له بها دخل الجنة، ومن صام يوما ابتغاء وجه الله، ختم له به دخل الجنة...... الخ (شرح الصدور في أحوال الموتى والقبور، ص: ۳۰٦، باب احسن الاوقات للموت، ط: دارالمعرفة)

(مسند أحمد: ٦/۵۴۱، رقم الحديث: ۲۲۸۱۳، ط: داراحياء التراث العربي بيروت)

من وافق موته عند انقضاء رمضان، دخل الجنة... الحديث (التذكرة في احوال الموتى وامور الآخرة، ص: ۱۳۰، باب ماينجي المؤمن...... الخ باب منه، ط: دارالحديث قاهره)

(۱) ويقدم في الصلاة عليه السلطان) إن حضر (أونائبه...... ثم القاضي...... ثم إمام الحي) فيه إيهام، وذالك أن تقديم الولاة واجب وتقديم إمام الحي مندوب فقط، بشرط أن يكون أفضل من الولي، وإلافالولي أولى. (الدر المختار: ۲/۲۱۹، ۲۲۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في بيان من هوأحق بالصلاة على الميت، ط: سعيد)

السلطان أحق بصلاته...... ثم نائبه...... ثم القاضي...... ثم إمام الحي. =

محلہ کے امام نے اجازت کے بغیر جنازہ کی نماز پڑھادی

''اجازت کے بغیر جنازہ کی نماز پڑھادی'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱۴۳/۱)

مخلوط قبرستان میں جنازہ پڑھنا

مسلم اور غیر مسلم کے مخلوط قبرستان میں مسلمان میت کے جنازے کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر وہاں کوئی جگہ صاف ہو، اور وہاں قبروں کے نشان نہ ہوں، اور آگے قبلہ کی جانب بھی کوئی قبر نہ ہوتو وہاں پر جنازہ کی نماز پڑھنا درست ہے۔(۱)

مخلوط قبرستان میں دفن کرنا

اگر مسلمان میت کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی جگہ ہے، یا الگ جگہ میں دفن کرنے کا انتظام ہے تو مسلم اور غیر مسلم (یہود ونصاریٰ اور ہندومت، بدھ وغیرہ) کے قبرستان میں دفن کرنا مکروہ ہے۔

اور اگر مسلمانوں کا خاص قبرستان نہیں ہے، اور الگ کرکے دفن کرنے کی کوئی

= قول: ثم إمام الحي) المراد به إمام المسجد محلته لكن بشرط أن يكون أفضل من الولي، وإلا فالولي أولىٰ منه كما في النهر. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۵۸۸، ۵۸۹، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: قديمي)

(البحر الرائق: ۱۸۰/۲، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

(۱) تكره في أماكن كفوق كعبة وفي طريق ومزبلة ومجزرة ومقبرة.

قوله: ومقبرة)...... ولا بأس بالصلاة فيها إذا كان فيها موضع أعد للصلاة وليس فيه قبر ولا نجاسة كما في الخانية، ولا قبلته إلى قبر، حلية. (الدر مع الرد: ۳۷۹/۱، ۳۸۰، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، تكره الصلاة في الكنيسة، ط: سعيد)

وتكره الصلاة في المقبرة إلا أن يكون فيها موضع أعد للصلاة لا نجاسة فيه ولا قذر. (حاشية الطحطاوي على المراقي: ص: ۳۵۷، كتاب الصلاة، باب الإمامة، فصل: في المكروهات، ط: قديمي)

(البحر الرائق: ۳۳/۲، كتاب الصلاة، قبيل فصل: لما فرغ من بيان الكراهة في الصلاة، ط: سعيد)

جگہ نہیں ہے، تو مجبوری کی صورت میں مخلوط قبرستان میں دفن کرنے کی گنجائش ہوگی۔(۱)

مخنث

اگر مسلمان خنثیٰ مرجائے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا فرض ہے۔(۲)

مراد مانگنا

قبر والوں سے مرادیں مانگنا جائز نہیں ہے، اس سے بچنا ضروری ہے۔(۳)

(۱) والأفضل الدفن فی المقبرة التی فیها قبور الصالحین. (الهندیة: ۱/۱٦٦، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس فی القبر والدفن... الخ، ط: رشیدیه)

(الجوهرة النیرة: ۱/۱۳۳، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ط: قدیمی)

(مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ص: ٦۱۲، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: فی حملها ودفنها، ط: قدیمی)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۵/۲۷۱، کتاب الجنائز، فصل سادس: قبر، دفن اور اس کے متعلقات، عنوان: سکھ اور عیسائی کے قبرستان میں مسلمان کو دفن کرنا کیسا ہے؟، ط: دار الاشاعت)

(۲) وهی فرض علی کل مسلم مات. (الدر المختار: ۲/۲۱۰، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی؟، ط: سعید)

ویصلی علی کل مسلم مات بعد الولادة. (الهندیة: ۱/۱٦۳، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس فی الصلاة علی المیت، ط: رشیدیه)

(بدائع الصنائع: ۱/۳۱۱، کتاب الصلاة، باب صلوٰة الجنازة، فصل: وأما الکلام فی صلوة الجنازة. ط: سعید)

(۳) ولاأری أحدا ممن یقول ذالک إلا وهو یعتقد أن المدعو الحی الغائب، أو المیت المغیب یعلم الغیب، أو یسمع النداء، ویقدر بالذات أو بالغیر علی جلب الخیر ودفع الأذیٰ، وإلا لما ادعاه ولافتح فاه. (روح المعانی: ٦/۲۰۷، المائدة: ۳۵، ط: مکتبه رشیدیه)

لم یشک أن الاستعانة بأصحاب القبور...... أمر یجب اجتنابه، ولا یلیق بأرباب العقول ارتکابه. (روح المعانی: ٦/۲۰۷، المائده: ۳۵، ط: مکتبه رشیدیه)

إن ظن أن المیت یتصرف فی الامور دون الله تعالیٰ واعتقاده ذالک کفر. (الشامیة: ۲/۴۳۹، کتاب الصوم، قبیل باب الاعتکاف، ط: سعید)=

= (البحر الرائق: ۲/۲۹۸، کتاب الصوم، قبیل باب الاعتکاف، ط: سعید)

ولا یطلب من المزور شیئا إلی غیر ذالک. (کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة، ۱/۵۴۰، کتاب الصلاة، مباحث الجنائز، خاتمة فی زیارة القبور، ط: دار الفکر)

البتہ قبر والوں کے وسیلے سے دعا مانگنا جائز ہے۔(۱)

مرتد

اگر مرتد (اسلام سے پھر جانے والا) مرجائے تو اس کو غسل نہ دیا جائے۔ اور اگر اس کے مذہب والے اس کی نعش مانگیں تو ان کو نعش نہ دی جائے۔(۲)

مرتد کے جنازے کی نماز

اگر کسی سے کفر کا کلمہ سرزد ہوا، اور پھر اس نے توبہ کرلی اور اسلام کی تجدید کرلی، تو وہ مسلمان ہوگیا، اس کے جنازے کی نماز پڑھی جائے گی، اور اگر توبہ کر کے دوبارہ اسلام قبول نہیں کیا اور اسی حالت میں مرگیا تو وہ مرتد ہونے کی حالت میں مرا،

(۱) والتفصيل فى المسئلة أن التوسل بالمخلوق له تفاسير ثلاثة: الاول: دعائه واستغاثته كديدن المشركين وهو حرام اجماعا...... الثانى: طلب الدعاء منه...... ولم يثبت فى الميت بدليل فيختص هذا المعنى بالحى، والثالث: دعاء الله ببركة هذاالمخلوق المقبول، وهذا قد جوزه الجمهور، (بواد رالنوادر: ۲/۲۰۶، ۷۰۸، ط: اداره اسلاميات لاهور)

عندنا وعند مشايخنا رحمهم الله تعالىٰ: يجوز التوسل فى الدعوات بالانبياء والصالحين من الاولياء والشهداء والصديقين فى حياتهم وبعدوفاتهم بأن يقول فى دعائه: اللهم انى أتوسل اليك بفلان أن تجيب دعوتى وتقتضى حاجتى إلى غير ذالك. (المهند على المفند: ص: ۳۲، الجواب عن السوال الرابع، ط: مكتبة العلم)

إن التوسل بجاه غير النبى صلى الله عليه وسلم لابأس به ايضا إن كان المتوسل بجاهه مما علم أن له جاه عند الله تعالىٰ كالمقطوع بفلاحه وولايته. (روح المعانى: ۶/۲۰۷، المائده: ۳۵، ط: مكتبه رشيديه)

(۲) أماالمرتد فلايغسل ولايكفن وإنما يلقى فى حفيرة كالكلب ولايدفع إلى من انتقل إلى دينهم. (البحرالرائق: ۲/۱۹۱، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

واماالمرتد فيلقى فى حفرة كالكلب. وفى الرد: قوله: فيلقى فى حفرة) أى ولايغسل، ولايكفن ولايدفع إلى من انتقل إلى دينهم. (الدر مع الرد: ۲/۲۳۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، قبيل مطلب: فى حمل الميت، ط: سعيد)

(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ص: ۶۰۱، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: السلطان احق بصلاته، ط: قديمى)

اس کے جنازے کی نماز پڑھنا جائز نہیں۔(۱)

مرد کا کفن

☆......مرد کے کفن کے مسنون کپڑے تین ہیں:

۱-ازار: سر سے پاؤں تک، تقریباً اڑھائی میٹر۔

۲-چادر: (لفافہ) ازار سے لمبائی میں چار گرہ زیادہ۔تقریباً پونے تین میٹر۔

۳-کرتہ: آستین اور کلی کے بغیر، گردن سے پاؤں تک تقریباً اڑھائی یا پونے تین میٹر، اس کو قمیص یا کفنی بھی کہتے ہیں۔

☆......مرد کو تین کپڑوں میں کفنانا مسنون ہے، لیکن اگر مرد کو دو کپڑوں: ازار اور چادر میں کفنا دیا تو بھی درست ہے اور اتنا کفن کافی ہے، اس سے کم کفن دینا مکروہ اور برا ہے، ہاں اگر مجبوری اور لاچاری ہو تو کم بھی درست ہے۔(۲)

(۱) وشرطها اسلام الميت)فلاتصح على الكافر للآية:ولاتصل على أحد منهم مات أبدا. (البحر الرائق: ۲/ ۱۷۹، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته،ط:سعيد)

(وشرائطها)ستة أولها (إسلام الميت))لأنها شفاعة وليست لكافر.(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي، ص: ۵۸۱، كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز، فصل:الصلاة عليه،ط:قديمي)

(الدر المختار: ۲/۲۰۷،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: في صلاة الجنازة، ط: سعيد)

(۲) (وكفن الرجل سنة)ثلاثة أثواب(قميص)من أصل العنق إلى القدمين بلادخريص وكمين (وإزار) من القرآن إلى القدم (و)الثالث(لفافة)تزيد مافوق القرن والقدم ليلف فيها الميت...... والثاني) كفن كفاية للرجل،(إزار ولفافة)

قوله: والثاني كفن كفاية)أي مايكتفى به حال الاختيار بدون كراهة، وهو القدر الواجب، وفي الفتح:ويكره الاقتصار على ثوب واحد حالة الاختيار.

(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي:ص:۵۷۵،۵۷۷،كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز، ط: قديمي)

ويسن في الكفن له إزار وقميص ولفافة...... وكفاية له إزار ولفافة ،في الأصح.

قوله: إزار...... الخ) هو من القرن إلى القدم،والقميص من أصل العنق إلى القدمين بلادخريص وكمين،واللفافة تزيد على مافوق القرن إلى القدم.قوله: وكفاية)أي الاقتصار على الثوبين له كفن كفاية...... وقال في البحر :قالوا ويكره أن يكفن في ثوب واحد حالة الاختيار لأن في حالة حياته =

مرد کو غسل دینے کے لیے کوئی مرد نہ ہو

☆......اگر کوئی مرد ایسی جگہ پر مرجائے جہاں پر کوئی مرد غسل دینے والا نہ ہو، تو اس کو محرم عورت کپڑا لپیٹے بغیر، اور اگر غیر محرم ہو تو اپنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر تیمّم کرا دے۔

☆......اگر کوئی مرد ایسی جگہ وفات پا جائے کہ جہاں پر عورتوں کے سوا کوئی مرد نہ ہو، اور بیوی بھی نہ ہو، تو میت کے غسل کا طریقہ جاننے والی عورتیں کسی بے نفس، معصوم طبع عورت کو میت کے غسل دینے کا طریقہ سکھا دیں اور پھر وہی عورت میت کو غسل دے، اور اگر ایسی بے نفس عورت موجود نہ ہو تو وہی عورتیں اپنے ہاتھوں پر کپڑا وغیرہ لپیٹ کر میت کے چہرے اور کہنیوں تک تیمّم کرا دیں۔ اور پردہ کی جگہ دیکھنے سے اپنی آنکھیں بند رکھیں۔(۱)

= تجوز صلاته في ثوب واحد مع الكراهة.(الدر مع الرد: ۲/ ۲۰۲، ۲۰۳، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في الكفن، ط:سعيد)

والكفن ثلاثة انواع: كفن السنة، وكفن الكفاية، وكفن الضرورة، وكل منها إما أن يكون للرجل أو المرأة، فكفن السنة للرجال والنساء قميص وإزار ومثله اللفافة...... وأما كفن الكفاية، فهو الاقتصار على الازار أو اللفافة...... وأما كفن الضرورة فهو مايوجد حال الضرورة ولو بقدر مايستر العورة، وإن لم يوجد شيء، يغسل، ويجعل عليه الاذخر إن وجد.(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۱۵، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، التكفين، ط:دار الفكر)

(البحر الرائق: ۲/ ۱۷۵، ۱۷۶، كتاب الجنائز، ط:سعيد)

(۱) ماتت بين رجال أو هو نساء ييممه المحرم فإن لم يكن فالأجنبي بخرقة.

قوله: ييممه المحرم)...... الخ وأفاد أن المحرم لايحتاج إلى خرقة لأنه يجوز له مس أعضاء التيمم بخلاف الأجنبي...... ثم أعلم أن هذا إذا لم يكن مع النساء رجل لامسلم ولا كافر ولاصبية صغيرة فلو معهن كافر علمنه الغسل لأن نظر الجنس أخف وإن لم يوافق في الدين ولو معهن صبية لم تبلغ حد الشهوة وأطاقت غسله علمنها غسله لأن حكم العورة غير ثابت في حقها.(الدر مع الرد: ۲/ ۲۰۱، كتاب الصلاة باب صلاة الجنازة، قبيل مطلب: في الكفن، ط:سعيد)

وإذا مات الرجل بين نساء ليس معهن رجل ولا زوجة، فإن كان معهن قاصرة لاتشتهى علمنها الغسل وغسلته، وإن لم توجد قاصرة بينهن يممنه إلى مرفقيه مع غض بصرهن عن عورته، =

مرد کو کفنانے کا طریقہ

☆...... جب میت کو غسل دے دیا تو چارپائی بچھا کر تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ لوبان وغیرہ کی دھونی دے دے۔

☆...... پھر چارپائی پر پہلے لفافہ (چادر) بچھا کر اس پر ازار بچھا دے۔ پھر کرتہ (قمیص) کا نچلا نصف حصہ بچھا دے، اور اوپر کا باقی حصہ سمیٹ کر سرہانے کی طرف رکھ دے۔

☆...... پھر میت کو غسل کے تختے سے آہستگی سے اٹھا کر اس بچھے ہوئے کفن پر لٹا دے، اور دونوں ہاتھ پیٹ پر نہ رکھے، بلکہ دونوں ہاتھ سیدھے کر کے رانوں کے برابر کر دیے جائیں، اور قمیص کا جو آدھا حصہ سرہانے کی طرف سمیٹ کر رکھا تھا، اس کو سر کی طرف سے اس طرح الٹ دے کہ قمیص کا سوراخ (گریبان) گلے میں آجائے۔ اور پیروں کی طرف بڑھا دے۔

☆...... جب اس طرح قمیص پہنا دی تو غسل کے بعد جو "تہہ بند" یا کپڑا میت کے بدن پر ڈالا گیا تھا وہ نکال دے، اور اس کے سر اور داڑھی وغیرہ پر عطر وغیرہ کوئی خوشبو لگا دے، یاد رہے کہ مرد کو زعفران نہیں لگانی چاہیے۔

☆...... پھر پیشانی، ناک اور دونوں ہتھیلیوں اور دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر کافور مل دے۔

☆...... اس کے بعد "ازار" کا بایاں پلہ (کنارہ) میت کے اوپر لپیٹ دے،

= (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ١/ ٥٠٥، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، حكم النظر إلى عورة الميت ولمسها، وتغسيل الرجال النساء، وبالعكس، ط: دار الفكر)

(المبسوط للسرخسي ٩/ ١٦٨، كتاب الاستحسان، جماع الحائض في الفرج، ط: مكتبه غفاريه)

(بدائع الصنائع: ١/ ٣٠٦، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: وأما الكلام في تكفينه، ط: سعيد)

پھر دایاں کنارہ لپیٹ دے، یعنی بایاں کنارہ نیچے اور دایاں کنارہ اوپر رہے۔

☆...... پھر اس کے بعد لفافہ (چادر) کو اس طرح لپیٹے کہ بایاں کنارہ نیچے اور دایاں کنارہ اوپر رہے۔

☆...... پھر کپڑے کی دھجی (ٹکڑے) لے کر کفن کو سر اور پاؤں کی طرف سے باندھ دے، اور بیچ میں سے کمر کے نیچے سے بھی ایک دھجی نکال کر باندھ دے۔ تاکہ ہوا سے اور ہلنے جلنے سے کفن کھل نہ جائے۔(۱)

(۱) (تبسط اللفافة) أولاً (ثم يبسط الإزار عليها ويقمص ويوضع على الإزار ويلف يساره ثم يمينه ثم اللفافة كذالك) ليكون الأيمن على الأيسر......

قوله: والقميص) أي الميت أي يلبس القميص بعد تنشيفه بخرقة كما مر. (الدر مع الرد: ۲/ ۲۰۴، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في الكفن، ط: سعيد)

وكيفية التكفين أن يبسط للرجل اللفافة ثم يبسط عليها إزار ثم يوضع الميت على الإزار ويقمص ويوضع الحنوط في رأسه ولحيته وسائر جسده كذافي المحيط ولاباس بسائر الطيب غير الزعفران والورس في حق الرجل كذافي الايضاح ويوضع الكافور على جبهته وأنفه ويديه وركبتيه وقدميه ثم يعطف الازار عليه من قبل اليسار ثم من قبل اليمين ثم اللفافة كذالك كذافي المحيط، وإن خيف انتشار الكفن يعقد بشئ...... وتجمر الاكفان قبل أن يدرج الميت فيها وتراً واحدة أوثلاثاأو خمساً. (الهندية، ۱/ ۱۶۱، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث في التكفين، ط: رشيديه)

الحنفية. قالوا: يندب اطلاق البخور في ثلاثة مواضع، أحدها: عند خروج روح الميت، فمتى تيقن موته يوضع على مكان مرتفع ـ سرير أو دكة ـ وقبل وضعه على المكان المرتفع يبخر ذالك المكان ثلاث مرات أوخمسا، بأن تدار المجمرة ـ المبخرة ـ حول السرير ثلاثاً أوخمساً أوسبعاً، ولايزاد على ذالك ثم يوضع الميت عليه...... ثالثها: عند تكفينه بالصفة المتقدمة...... (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۰۸، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، اطلاق البخور عند الميت. وأيضا فيه: وكيفية التكفين أن تبسط اللفافة ثم يبسط عليها إزار، ثم يوضع الميت على الإزار ويقمص ثم يطوى الإزار عليه من قبل اليسار، ثم من قبل اليمين...... وتربط فوق الاكفان وفوق القدمين. (۱/ ۵۱۵، التكفين، ط: دارالفكر)

(المحيط البرهاني: ۳/ ۶۶، ۶۷، كتاب الصلاة، الباب الثاني والثلاثون في الجنائز، قسم آخر: في كيفية التكفين، ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية)

(تاتارخانيه: ۲/ ۱۱۲، كتاب الصلاة، الباب الثاني والثلاثون في الجنائز، قسم آخر: في كيفية التكفين، ط: قديمي)

مرد میت کو دفن کرتے وقت پردہ نہ کرے

مرد میت کو دفن کرتے وقت قبر پر پردہ نہیں کرنا چاہیے، ہاں اگر عذر ہو، مثلاً بارش برس رہی ہے، یا برف گر رہی ہو، یا دھوپ سخت ہو تو پھر پردہ کرنا جائز ہے۔(۱)

مرد نہ ہو تو عورتیں جنازہ کی نماز پڑھیں

اگر اتفاق سے جنگ، شورش یا کرفیو وغیرہ کی وجہ سے کوئی مرد ہی نہ ہو تو عورتیں تنہا تنہا ایک ساتھ جنازہ کی نماز پڑھیں، ایک کی فراغت کے بعد دوسری شروع نہ کرے۔

جنازہ کی نماز میں جماعت واجب نہیں، اس لیے عورتوں کے لیے جماعت نہ کرنا ہی بہتر ہے۔ اور جنازہ کی نماز میں جماعت بھی بلا کراہت جائز ہے، اس صورت میں امام عورت صف کے وسط میں کھڑی ہو، مُردے کی طرف آگے نہ بڑھے۔(۲)

(۱) وإن كان رجلا لايسجى قبره عندنا وعند الشافعي رحمه الله تعالىٰ يسجى...... ولأصحابنا رحمهم الله تعالىٰ ماروى عن علي رضي الله عنه أنه مربميت وقد سجي قبره فنزعه ،وقال: إنه رجل،...... ولأن مبنى حال الرجل على الانكشاف،فلايسجى قبره إلاالضرورة وهي ضرورة دفع الحر أوالثلج أوالمطر عن الداخلين في القبر.(المحيط البرهاني:۳/۹۱،كتاب الصلاة،الباب الثاني والثلاثون في الجنائز،نوعآخر:من هذاالفصل في القبر والدفن،ط:ادارة القرآن والعلوم الاسلامية)

(تاتارخانيه:۲/۱۲۸،كتاب الصلاة،الباب الثاني والثلاثون في الجنائز،نوع آخر:من هذا الفصل في القبر والدفن،ط:قديمي)

(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي:ص:۲۱۰، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز ،فصل في حملها ودفنها،ط:قديمي)

(۲) ويكره(جماعة النساء)ولو التراويح في غير صلاة الجنازة (لأنها لم تشرع مكررة، فلو انفردن تفوتهن بفراغ إحداهن.

قوله: لأنها لم تشرع مكررة......الخ) قال في الفتح:وأعلم أن جماعتهن لاتكره في صلاة الجنازة لأنها فريضة وترك التقدم مكروه فدارالأمر بين فعل المكره لفعل الفرض أوترك الفرض لتركه فوجب الاول بخلاف جماعتهن في غيرها، ولو صلين فرادى فقد تسبق إحداهن فتكون صلاة الباقيات نفلاً والتنفل بها مكروه ،فيكون فراغ تلك موجبا لفساد الفرضية لصلاة الباقيات كتقييد الخامسة بالسجدة لمن ترك القعدة الأخيرة.... اه ومثله في البحر وغيره، ومفاده أن جماعتهن =

مردوں کو نفع پہنچتا ہے

زندوں کی دعا واستغفار، تلاوت، نفلی صدقات اور نفلی عبادات اور کسی بھی نیک کام کے ثواب سے مردوں کو نفع پہنچتا ہے، قرآن مجید کی آیات اور احادیث سے ثابت ہے۔(۱)

= فی صلاة الجنازة واجبة حيث لم يكن غيرهن، ولعل وجهه الاحتراز عن فساد فرضية صلاة الباقيات إذا سبقت إحداهن. وفيه أن الرجال لو صلوا منفردين يلزم فيها مثل ذالک، فيلزم عليه وجوب جماعتهم فيها مع أن المصرح به أن الجماعة فيها غير واجبة .. فتامل (الدر مع الرد: ۲/ ۵۶۵، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: إذاصلى الشافعي قبل الحنفي هل الأفضل الصلاة مع الشافعي أم لا؟ ط: سعيد)

ومفاده أن جماعتهن في صلاة الجنازة واجبة الخ) إنما يتم بارجاع ضمير لأنها فريضة للجماعة كما فعل في حاشية البحر وهو خلاف الظاهر بل هو راجع لصلاة الجنازة فإنها فرض كفاية على كل منهن، قال السندي: نقلا عن شرح المنية: ويستحب أن يصلين منفردات وتجوز جماعتهن......اه. فمراد الفتح وغيره من الوجوب معناه اللغوى أى ثبت الاول ويكون مقدما على الترك لاعلى الانفراد المستحب. (تقريرات الرافعي: ۱/ ۷۲، كتاب الصلاة، باب الامامة، ط: سعيد)

(طحطاوى على المراقي: ص: ۳۰۴، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: في الاحق بالامامة، ط: قديمي)

(البحر الرائق: ۱/ ۳۵۱، كتاب الصلاة، باب الامامة، ط: سعيد)

(۱) وأخرج ابو محمد السمرقندى في فضائل "قل هو الله أحد" عن على مرفوعا "من مر على المقابر وقرأ "قل هو الله احد" إحدى عشر مرة ثم وهب أجرها للاموات أعطى من الآجر بعدد الاموات. (شرح الصدور للسيوطي: ص: ۱۳۵، باب في قراءة القرآن للميت أو على القبر، ط: مطابع الرشيد بالمدينة المنورة)

(التذكرة للقرطبي، ص: ۶۲، باب ماجاء في قراءة القرآن عند القبر حالة الدفن، ط: دار الحديث قاهره)

وفي البحر: من صام أو صلى أو تصدق وجعل ثوابه لغيره من الاحياء والاموات جاز، ويصل ثوبها إليهم عند اهل السنة والجماعة كذا في البدائع، ثم قال: وبهذا علم أنه لافرق بين أن يكون المجعول له ميتا أو حيا. (الشامية: ۲/ ۲۴۳، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في القراءة للميت، وإهداء ثوابها إليه، ط: سعيد)

(بدائع الصنائع: ۲/ ۲۱۲، كتاب الحج، فصل: وأما الذى يرجع إلى النبات، ط: سعيد)

مردوں کی برائی بیان کرنے سے ان کو تکلیف ہوتی ہے

جاننا چاہئے کہ جس طرح دنیا میں ایک کو دوسرے سے آرام یا تکلیف پہنچتی ہے اسی طرح زندوں سے مردوں کو آرام اور تکلیف پہنچتی ہے، اگر کوئی شخص کسی کی شکایت کرے یا پیٹھ پیچھے اس کی غیبت کرے تو سن کر اس کو صدمہ اور رنج ہوتا ہے، اسی طرح مردوں کی برائی بیان کرنے سے ان کو تکلیف ہوتی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کئے ہیں کہ مردے کے حق میں جب کوئی بدخواہی کرتا ہے اور برائی بیان کرتا ہے تو فرشتے ان کو سناتے ہیں، اس سے ان کو صدمہ پہنچتا ہے، اسی واسطے حدیثوں میں مردہ کی برائی بیان کرنے کی بہت ممانعت آئی ہے، آدمی کو لازم ہے کہ جب کوئی مرجائے تو اس کی اچھائی اور بھلائی بیان کرے، اور برائیوں سے درگزر کرے، ان کا نام بھی نہ لے۔(۱)

---

(۱) أخرج الديلمي، عن عائشة أنّ النّبيّ ﷺ قال: إنّ الميت يوذيه في قبره مايوذيه في بيته.

قال القرطبي: يجوز أن يكون الميت، يبلغه من أفعال الأحياء، وأقوالهم مايؤذيه، بلطيفة يحدثها الله تعالى لهم، من ملك مبلغ، أو علامة، أو دليل، أو ماشاء الله فذلك زجر عن سوء القول في الأموات، وقال يجوز أن يكون المراد به: أذى الملك له، من التغليظ والتقريع، تمحصا لما كان يأتيه من المعاصي.

وأخرج البخاري أن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله ﷺ: لاتسبوا الأموات، فإنّهم قد أفضوا إلى ماقدموا.

وأخرج النسائي: عن صفية بنت شيبة فقالت: ذكر عند النّبيّ ﷺ هالك بسوء، فقال: لاتذكروا هلكاكم الا بخير.

وأخرج أبو داود والترمذي وابن أبي الدنيا عن ابن عمر رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ اذكروا محاسن موتاكم، وكفوا عن مساويهم.

وأخرج ابن أبي الدنيا عن عائشة۔ رضي الله عنها۔ قالت سمعت رسول الله ﷺ يقول: لاتذكروا موتاكم الا بخير أن يكونوا من أهل الجنة تأثموا، وإن يكونوا من أهل النّار فحسبهم ماهم فيه. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۳۶۴، ۳۶۵) باب بتأذى الميت بما يبلغه عن الأحياء من القول فيه والنهي عن سبه وأذاه، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

مردوں کی ملاقات

مرنے کے بعد نیک روحوں کی آپس میں ملاقات ہوتی ہے، روایت میں ہے کہ مرنے والے کے پہلے مرے ہوئے رشتہ داروں کو ایسی خوشی ہوتی ہے، جیسے کوئی شخص کہیں سفر سے واپس آئے تو اس کے رشتہ داروں کو خوشی ہوتی ہے اور اس نئے آنے والے مردہ کی روح سے زندہ عزیزوں کے حالات دریافت کرتے ہیں، اور اس کے اچھے حالات سے خوش ہوتے ہیں اور برے حالات سے پریشان ہوتے ہیں۔(۱)

مردہ بچہ

مردہ پیدا ہونے والا بچہ والدین کی سفارش کرے گا۔(۲)

(۱) وأخرج ابن ابی الدنیا عن سعیدبن جبیر رضی الله عنه قال: إذامات المیت، استقبله ولده کما یستقبل الغائب، وأخرج عن ثابت البنانی ،قال: بلغنا أن المیت إذامات احتوسه أهله وأقاربه الذین قد تقدموه من الموتیٰ فلهو أخرج بهم، ولهم أفرح به من المسافر إذاقدم إلی أهله،شرح الصدور، ص: ۳۸،باب ملاقاة الأرواح للمیت إذاخرج روحه...الخ ،ط: مطابع الرشید بالمدینة المنورة)

وقال سعید بن المسیب:إذامات الرجل، استقبله ولده کمایستقبل الغائب.(کتاب الروح: ص: ۴۹، المسألة الثانیة:هل تتلاقی أرواح الموتی وتتذاکر..... الخ،ط:دارالکتب العلمیة)

(التذکرة فی أحوال الموتی وأمور الآخرة:ص: ۴۹،باب ماجاء فی تلاقی الارواح فی السماء...... الخ، ط:دارالحدیث،قاهره)

(۲) عن علی قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم:إن السقط لیراغم ربه إذاأدخل أبویه النار فیسأل أیها الساقط المراغم ربه أدخل أبویک الجنة فیجرهما بسرره حتی یدخلهما الجنة.

وعن معاذ بن جبل عن النبی صلی الله علیه وسلم:والذی نفسی بیده إن السقط لیجر أمه بسرره إلی الجنة إذااحتسبته.(سنن ابن ماجه:ص:۱۱۵،ابواب ماجاء فی الجنائز، باب ماجاء فیمن أصیب بسقط، ط:قدیمی)

(مشکاة المصابیح:ص:۱۵۳،کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت، الفصل الثالث، ط: قدیمی)

(حاشیة الطحطاوی علی المراقی:ص:۵۹۸،۵۹۹،کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:قدیمی)

مردہ بچہ پیدا ہوا

''بچہ مردہ پیدا ہوا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱۲۸/۱)

مردہ بچے پر جنازہ کی نماز پڑھنے کا حکم

حمل گر جانے کی صورت میں یا معمول کے مطابق ولادت میں مرا ہوا بچہ پیدا ہو اور پیدائش کے وقت زندگی کی کوئی علامت اس میں موجود نہ ہو، لیکن سارے اعضاء بن چکے ہوں تو اس بچے کو غسل بھی دیا جائے، اور نام رکھا جائے، لیکن باقاعدہ مسنون کفن نہ دیا جائے، اور جنازہ کی نماز بھی نہ پڑھی جائے بلکہ یوں ہی کسی ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔(۱)

مردہ پہچانتا ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

(۱) والایستھل (غسل وسمی)...... وفی النھر عن الظھیریة: وإذا استبان بعض خلقه غسل...
وأدرج فی خرقة ولم یصل علیه...... وفی الرد: قوله: ولم یصل علیه)أی سواء کان تام الخلق أم
لا. (الدر مع الرد: ۲۲۸/۲، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب مهم: إذا قال إن شتمت
فلاناً فی المسجد یتوقف علی کون الشاتم فیه، ط: سعید)

(وإن لم یستهل غسل) وإن لم یتم خلقه (فی المختار) لأنه نفس من وجه (وأدرج فی خرقة)
وسمی (ودفن ولم یصل علیه. (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۵۹۸، کتاب الصلاة،
باب احکام الجنائز، فصل: الصلاة علیه، ط: قدیمی)

(البحر الرائق: ۱۸۸/۲، کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعید)

الحنفیة ـ قالوا: إن السقط إذا نزل حیا بأن سمع له صوت، أو رؤیت له حرکة، وإن لم یتم
نزوله وجب غسله، سواء کان قبل تمام مدة الحمل أو بعده، وأما إذا نزل میتا، فإن کان تام الخلق
فإنه یغسل کذلک، وإن لم یکن تام الخلق، بل ظهر بعض خلقه، فإنه لا یغسل الغسل المعروف،
وإنما یصب علیه الماء، ویلف فی خرقة، وعلی کل حال، فإنه یسمی، لأنه یحشر یوم القیامة.(
کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ۵۰۳/۱، کتاب الصلاة، مباحث الجنائز، شروط غسل
المیت، ط: دار الفکر)

فرمایا: میت غسل دینے والے، کفن پہنانے والے، اور لحد میں اتارنے والے کو پہچانتی ہے، مجاہد، عبدالرحمٰن اور عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔ (۱)

مردہ پیدا ہونے والے بچے

☆...... جو بچہ ماں کے پیٹ سے ہی مرا ہوا پیدا ہوا، یعنی پیدا ہوتے وقت زندگی کی کوئی علامت نہیں پائی گئی، اس کو بھی مسنون طریقے سے غسل دے کر پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دے، البتہ اس پر جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جائے گی۔ (۲)

☆......اسقاط کی صورت میں اگر کوئی عضو بن گیا ہے، مگر پورا جسم نہیں بنا ہے تو اس پر پانی بہا کر کپڑا لپیٹ کر کہیں بھی دفن کر کے زمین ہموار کر دی جائے گی اور کفن دفن میں مسنون طریقے کی رعایت نہیں کی جائے گی۔

☆...... اور اگر پورا جسم بن چکا ہے تو غسل، کفن، دفن سنت طریقے کے مطابق کرنا بہتر ہے، البتہ اس پر جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جائے گی۔

☆......اور اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد مرا، یا آدھے حصے تک زندہ ہونے کی حالت میں نکلا، پھر مر گیا تو ان دونوں صورتوں میں سنت طریقے کے مطابق غسل اور

(۱) أخرج أحمد، والطبراني في الأوسط، وابن أبي الدنيا والمروزي، وابن منده، عن أبي سعيد الخدري أنّ النبيّ ﷺ قال: إن الميت يعرف من يغسله ويحمله ويكفنه، ومن يدلّيه في حفرته. (شرح الصدور بشرح حال الموتٰى والقبور: (ص: ۱۲۵) باب معرفة الميت من يغسله ويجهزه، وسماعه ما يقال فيه ومايقال له، والجنازة مارة، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

وأخرج أبو الحسن بن البراء في كتاب الروضة، بسند ضعيف عن ابن عباس، عن النبيّ ﷺ قال: ما من ميت يموت الا وهو يعرف غاسله ويناشد حامله، ان كا بشرّ بروح و ريحان و جنة نعيم، أن يعجله، وان كان بشر ينزل من حميم و تصلية جحيم أن يحبسه. (شرح الصدور: (ص: ۱۲۵)

وأخرج ابن أبي الدنيا، عن مجاهد، قال: إذا مات الميت، فملك قابض نفسه، فما من شئ الا وهو يراه عند غسله وعند حمله، حتى يوصله إلى قبره. (شرح الصدور: (ص:۱۲۵)

(۲) انظر الى الحاشية السابقة، رقم: ۱. (والايستهل (غسل وسمى)......)

کفن دیا جائے گا، اس کے بعد جنازہ کی نماز پڑھ کر مسلمانوں کے قبرستان میں سنت کے مطابق دفن کیا جائے گا۔(۱)

مردہ جانور کی کھال فروخت کرنے والوں کی نمازِ جنازہ

جو مسلمان لوگ مردہ جانوروں کی کھال اتار کر دباغت کر کے فروخت کرتے

(۱) (وإن لم يستهل غسل)وإن لم يتم خلقه(في المختار)لأنه نفس من وجه(وأدرج في خرقة) وسمي (ودفن ولم يصل عليه)

قوله: وإن لم يستهل)مثله ماإذااستهل فمات قبل خروج أكثر.قوله: وإن لم يتم خلقه)فيغسل وإن لم يراع فيه السنة،وبهذايجمع بين من أثبت غسله، وبين من نفاه فمن أثبته أرادالغسل في الجملة، ومن نفاه أراد الغسل المراعى فيه وجه السنة.(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي:ص: ۵۹۸،كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: قديمي)

(الدر مع الرد:۲/۲۲۸،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،مطلب مهم:إذاقال إن شتمت فلانا في المسجد ....الخ ،ط:سعيد)

قال الرملي في حاشية المنح بعد كلام،وحاصله:أنه إن لم يظهر من خلقه شيء فلاحكم له من هذه الاحكام وإذاظهر ولم يتم فلايغسل ولايصلى عليه ولايسمى...وإذاتم ولم يستهل أواستهل وقبل أن يخرج أكثره مات فظاهر الرواية لايغسل ولايسمى، والمختار خلافه كما في الهداية، ولاخلاف في عدم الصلاة عليه وعدم إرثه ويلف في خرقة ويدفن وفاقا، وإذاخرج كله أو أكثره حيا ثم مات فلاخلاف في غسله والصلاة عليه والتسمية....اه قلت: لكن قوله والمختار خلافه إنما هو فيمن لم يتم خلقه، أما من تم فلاخلاف في أنه يغسل كماسيأتي تحريره في الجنائز إنشاء الله تعالىٰ.(الشامية : ۱/۳۰۳،كتاب الطهارة،باب الحيض ،مطلب: في احوال السقط واحكامه، ط: سعيد)

الحنفية۔ قالوا: إن السقط إذانزل حيا بأن سمع له صوت، أو رؤيت له حركة، وإن لم يتم نزوله وجب غسله، سواء كان قبل تمام مدة الحمل أوبعده، وأما إذانزل ميتا، فإن كان تام الخلق فإنه يغسل كذالک،وإن لم يكن تام الخلق ،بل ظهر بعض خلقه، فإنه لايغسل الغسل المعروف، وإنما يصب عليه الماء ،ويلف في خرقة ،وعلى كل حال، فإنه يسمى، لأنه يحشر يوم القيامة(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/۵۰۳،كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، شروط غسل الميت، ط:دارالفكر)

ہیں ان کو ذلیل قوم سمجھا جاتا ہے، اگر ایسے لوگ مر جائیں تو ان کے جنازے کی نماز پڑھنا لازم ہے، کیونکہ یہ لوگ باغی اور ڈاکو وغیرہ نہیں ہیں۔(۱)

مردہ خواب میں جو کچھ بتائے وہ سچ ہے

ابن سیرین سے روایت ہے کہ مردہ خواب مین جو کچھ بتائے وہ سچ ہے کیونکہ مردہ ایسی جگہ رہتا ہے جہاں جھوٹ کا گزر نہیں۔(۱)

مردہ سلام کا جواب دیتا ہے

"مردے زیارت کرنے والوں کو پہچانتے ہیں" عنوان کے تحت دیکھیں۔

مردہ عورت کے ستر کی حد

اگر مردہ عورت کو عورت ہی غسل دے تو غسل دیتے وقت صرف ناف سے زانوں تک کپڑا ڈالنا کافی ہے، پورے بدن پر کپڑا ڈالنا ضروری نہیں ہے، کیونکہ

---

(۱) فکل مسلم مات بعد الولادة یصلی علیه صغیراً کان أو کبیرا ذکراً کان أو أنثی...... إلا البغاة وقطاع الطریق ومن بمثل حالهم لقول النبی صلی الله علیه وسلم: صلوا علی کل بر وفاجر. (بدائع الصنائع: ۱/ ۳۱۱، کتاب الصلاة، باب صلوٰة الجنازة، فصل: وأما الکلام فی صلوة الجنازة. ط: سعید)

وھی فرض علی کل مسلم مات خلا) أربعة (بغاة وقطاع طریق.... الخ (الدر المختار مع الرد: ۲/ ۲۱۰، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: ھل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی؟ ط: سعید)

الهندية: ۱/ ۱۶۳، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس فی صلاة الجنازة، ط: رشیدیه)

(۲) قلت: قال أبو محمد خلف بن عمر ...... عن ابن سیرین، قال: ما حدثک المیت بشیٔ فی النوم فهو حق؛ لأنه فی دار الحق. (شرح الصدور بشرح حال الموتٰی والقبور: باب تلاقی أرواح الموتٰی وأرواح الأحیاء فی النوم، (ص: ۳۳۲) ط: المکتبة التوفیقیة، مصر)

عورت کو عورت سے اس قدر پردہ ہے جتنا مرد کو مرد سے۔(۱)

مردہ کو خبر ہوتی ہے زیارت کرنے والے کے بارے میں

''زیارت کرنے والے کے بارے میں مردہ کو خبر ہوتی ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مردہ کو کسی کی زمین میں دفن کرنا

''مملوکہ زمین میں مردہ کو دفن کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲،۲/۳۰۲)

مردہ کی روح کے ساتھ سابقہ مردوں کی روحیں ملاقات کرتی ہیں

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مومن کی روح قبض کی جاتی ہے، تو اللہ کے نیک بندوں کی ارواح اس سے ملاقات کے لئے آتی ہیں، جس طرح دنیا میں خوشخبری لانے والے کی ملاقات کے لئے لوگ آتے ہیں، پھر آپس میں کہتی ہیں، ذرا اس کو فرصت دو آرام کر لے، یہ سخت مصیبت میں تھا، پھر پوچھتی ہیں کہ فلاں شخص کا کیا ہوا، اور فلاں نے نکاح کیا یا نہیں؟ جب اس آدمی کا حال پوچھتی ہیں جو مر گیا تو کہتا ہے کہ یہ تو مجھ سے پہلے مر چکا ہے تو

---

(۱) وتستر عورته الغليظة فقط على الظاهر)من الرواية(وقيل مطلقا)الغليظة والخفيفة (وصحح) صححه الزيلعي وغيره.

قوله: وصححة الزيلعي وغيره)..وفي الشرنبلالية :وهذا شامل للمرأة والرجل ،لأن عورة المرأة للمرأة كالرجل للرجل.(الدر مع الرد: ۲/۱۹۵ ،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب:في القراءة عند الميت، ط:سعيد)

🗁 (در الاحكام شرح غرر الاحكام: ۱/۱۶۰،۱۶۱ ،كتاب الصلاة، باب الجنائز، ط:مير محمد كتب خانه)

🗁 (تبيين الحقائق: ۶/۱۸ ،كتاب الكراهية ،فصل:في النظر والمس، ط:دار الكتب الاسلامي)

وہ ارواح کہتی ہیں انا للہ وإنا إلیہ راجعون، اس کو نیچے کے ٹھکانے میں جگہ ملی وہ بہت بری جگہ ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے سب اعمال تمہارے عزیز واقارب کو جو مر چکے ہیں دکھائے جاتے ہیں، اگر نیک اعمال ہیں تو وہ خوش ہوتے ہیں، اور کہتے ہیں اے اللہ! یہ تیرا فضل اور تیری رحمت ہے، اس پر اپنی نعمت زیادہ کر، اور اسی پر اس کا خاتمہ کر، اور جب برے لوگوں کے اعمال دکھائے جاتے ہیں تو کہتے ہیں اے اللہ! اس کو نیک عمل کی توفیق دے جس سے تو خوش رہے۔ (۱)

مردہ کے بدن سے بدبو آنے کی وجہ

''بدن کا سڑنا اور گلنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۱۳۴)

مردے زیارت کرنے والے کو پہچانتے ہیں

حضرت عائشہ، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے جان پہچان والے مسلمان بھائی کی قبر کے پاس جاتا ہے اور سلام کرتا ہے تو مردہ اس کو پہچانتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے، اور اگر مردہ اس کو نہیں پہچانتا تھا تو بھی خوش ہوتا ہے اور سلام کا

---

(۱) أخرج ابن أبی الدنیا والطبرانی فی الأوسط عن أبی أیوب الانصاری، أنّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: إنّ نفس المؤمن إذا قبضت تلقاها أهل الرحمة من عباد الله، كما يلقون البشير من أهل الدنيا، فيقولون: انظروا صاحبكم يستريح، فإنّه كان فی كرب شديد ثم يسألونه ما فعل فلان و فلانة؟ هل تزوجت؟ فإذا سألوه عن الرجل الّذی قد مات قبله، فيقول: إنّه قد مات ذاک قبلی، فيقولون: إنّا لله وإنّا إليه راجعون، ذُهب به إلى امه الهاوية، فبئست الأم وبئست المربية. وقال: إن أعمالكم ترد على أقاربكم وعشائركم من أهل الآخرة، فإن كان خيرا، فرحوا، واستبشروا وقالوا: اللّٰهم هٰذا فضلک ورحمتک، وأتم نعمتک عليه، وأمته عليها ويعرض عليهم عمل المسئ، فيقولون: اللّٰهم ألهمه عملا صالحًا ترضى به وتقربه إليک. (شرح الصدور بشرح حال الموتٰى والقبور: (ص: ۱۲۰) باب ملاقاة الأرواح للميت إذا خرجت روحه، واجتماعهم به وسؤالهم له، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

جواب دیتا ہے۔(۱)

مردے کو غسل دینے کی شرطیں

میت کو غسل دینا فرض ہونے کے لیے چند شرطیں ہیں:

۱- میت مسلمان ہو۔ کافر کو غسل دینا فرض نہیں ہے۔

۲- میت ساقط شدہ یا کچا بچہ نہ ہو، کیوں کہ ساقط شدہ بچے کو غسل دینا فرض نہیں ہے۔

۳- جب تک میت کے جسم کا بیشتر حصہ یا نصف حصہ سر کے ساتھ نہ پایا جائے، اس کو غسل دینا فرض نہیں ہے، اگر اتنا نہ پایا جائے تو غسل دینا مکروہ ہے۔

۴- میت شہید نہ ہو، جسے اللہ کا نام بلند کرنے پر قتل کر دیا گیا ہو، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے شہداء کے متعلق فرمایا تھا: ''انہیں غسل نہ دو۔'' ان کا ہر زخم یا خون قیامت کے دن مشک کی طرح مہکتا ہوگا۔(۲)

(۱) أخرج ابن أبی الدنیا فی کتاب القبور، عن عائشة - رضی الله عنها - قالت قال رسول الله ﷺ: ما من رجل یزور قبر أخیه ویجلس عنده الا استأنس وردعلیه، حتی یقوم.

وأخرج أیضًا والبیهقی فی الشعب، عن أبی هریرة رجی الله عنه قال: إذا مرّ الرجل بقبر یعرفه، فسلم علیه، رد علیه السلام و عرفه وإذا مرّ بقبر لایعرفه، فسلم علیه، رد علیه السلام.

وأخرج ابن عبد البر فی الاستذکار والتمهید، عن ابن عبّاس - رضی الله عنه - قال: قال رسول الله ﷺ: ما من أحد یمر قبر أخیه المؤمن، کان یعرفه فی الدنیا، فیسلم علیه الا عرفه ورد علیه السلام، صححه عبد الحق.

وأخرج ابن أبی الدنیا فی القبور والصابونی فی المائتین عن أبی هریرة - رضی الله عنه عن النبیّ ﷺ قال: ما من عبد یمرّ علی قبر رجل یعرفه فی الدنیا، فیسلم علیه، الا عرفه وردّ علیه السلام. (شرح الصدور بشرح حال الموتٰی والقبور: (ص: ۲۵۴) باب زیارة القبور وعلم الموتٰی بزوارهم، ورؤیتهم لهم، ط: المکتبة التوفیقیة، مصر)

(۲) ویشترط لفریضة غسل المیت شروط، الأول: أن یکون مسلما، فلایفترض تغسیل الکافر، الثانی: أن لا یکون سقطاً فإنه لایفترض غسل السقط، الثالث: أن یوجد من جسد المیت مقدار...... الحنفیة...... قالوا: لایفترض الغسل إلاإذا وجد من المیت أکثر البدن اووجد نصفه مع الرأس...... الرابع: =

مرض الموت

جس مرض میں آدمی کا انتقال ہو جائے اس کو ''مرض الموت'' کہتے ہیں۔ مرض الموت میں ایک تہائی سے زیادہ کسی کو ہبہ (گفٹ) یا وصیت کرنا معتبر نہیں ہے۔ اگر اتفاق سے ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت یا ہبہ کیا ہے تو وہ ایک تہائی تک ہی معتبر ہوگا، اس سے زیادہ پر نافذ نہیں ہوگا۔ (۱)

مرض الموت میں خود فدیہ دینا

اگر میت اپنے مرض الموت میں خود اپنی نماز کا فدیہ ادا کرے گا تو یہ درست

= أن لایکون شهیداً قتل فی إعلاء کلمة الله ...... لقوله صلی الله علیه وسلم فی قتلی أحد" لاتغسلوهم، فإن کل جرح أو کل دم یفوح مسکا یوم القیامة،ولم یصل علیهم" رواه أحمد (کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة، ۱/ ۵۰۳، ۵۰۴، کتاب الصلاة، مباحث الجنائز، شروط غسل المیت، ط: دارالفکر)

فالموتیٰ ضربان من یغسل ومن لایغسل...... والثانی ضربان من لایغسل إهانة وعقوبة کقتلی أهل البغی والحرب وقطاع الطریق وضرب لایغسل إکراما وفضیلة کالشهداء. (البحر الرائق: ۲/ ۱۷۴، کتاب الجنائز، ط:سعید)

ثم الموتیٰ علی مراتب: منهم من یصلی علیه ولایغسل ،وهو الشهید،...... ومنهم من لایغسل ولایصلی علیه، وهوالکافر الذی لیس له ولی من المسلمین. (الجوهرة النیرة، ۱/ ۱۲۴، کتاب الصلاة، باب الجنائز ،ط:قدیمی)

وأما إذالم یظهر فیه خلق أصلاً ،فالظاهر أنه لایغسل. (حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص: ۵۹۸، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، ط:قدیمی)

وإذالم یستهل أواستهل وقبل أن یخرج أکثره مات فظاهر الروایة لایغسل. (الشامیة: ۱/ ۳۰۳، کتاب الطهارة،باب الحیض،مطلب: فی أحوال السقط وأحکامه، ط:سعید)

(۱) وتجوز بالثلث للأجنبی...... وإن لم یجز الوارث ذلک، لاالزیادة علیه إلاأن تجیز ورثته بعد موته...... وهم کبار. (الدرالمختار،۶/ ۶۵۰، ۶۵۱، کتاب الوصایا، ط:سعید)

(البحر الرائق:۸/ ۴۶۱،کتاب الوصایا،ط:سعید)

الهندیة: ۶/ ۱۳۲،کتاب الوصایا،الباب الثامن،مسائل شتی،ط:رشیدیه)

ولاتجوز هبة المریض ولاصدقته إلا مقبوضة، فإذا قبضت فجازت من الثلث، وإذامات الواهب قبل التسلیم بطلت. (الهندیة،۴/ ۴۰۰،کتاب الهبة،الباب العاشر فی هبة المریض، ط: رشیدیه)

نہیں ہوگا، لہٰذا اس پر وصیت کرنا واجب ہے، البتہ روزوں کا فدیہ خود اپنی طرف سے اپنے مرض الموت میں ادا کرنا جائز ہے بشرطیکہ فدیہ ادا کرنے کے بعد روزہ رکھنے کا موقع نہ ملے۔(۱)

مرض الموت میں "قل ھو اللہ احد" پڑھنا

حضرت یزید بن عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے مرض الموت میں "قل ھو اللہ احد" (سورۂ اخلاص) پڑھی اس پر قبر تنگ نہ ہوگی، اور وہ قبر کے بھینچنے سے محفوظ رہے گا۔ اور قیامت کے دن فرشتے اس کا ہاتھ پکڑ کر پل صراط پار کرا کر جنت میں پہنچا دیں گے۔(۲)

(۱) ولو فدى عن صلاته في مرضه لايصح بخلاف الصوم)...... وفي القنية: ولافدية في الصلاةفي حالة الحياة بخلاف الصوم ،قلت: وجه ذالک أن النص إنما ورد في الشيخ الفاني:أنه يفطر ويفدي في حياته حتى إن المريض والمسافر إذا أفطر يلزمه القضاء إذاأدرک أياما آخر وإلا فلاشيء عليه. (الدر مع الرد: ۲/ ۷۴، كتاب الصلاة،باب قضاء الفوائت،مطلب: في بطلان الوصية بالختمات والتهاليل، ط: سعيد)

(البحر الرائق: ۲/ ۱۱۶، كتاب الصلاة،باب صلاة المريض،ط:سعيد)

وفي اليتيمة :سئل الحسن بن علي رضي الله عنهما عن الفدية عن الصلاة في مرض الموت هل يجوز؟فقال: لا،وسئل حمير الوبري وأبويوسف بن محمد عن الشيخ الفاني هل تجب عليه الفدية عن الصلوات كما تجب عليه عن الصوم وهو حي فقال:لا، كذافي التاتارخانية (الهندية: ۱/ ۱۲۵، كتاب الصلاة، البا ب الحادي عشر في قضاء الفوائت، مسائل متفرقة،ط:رشيديه)

(۲)روى أبونعيم من حديث أبي العلاء يزيد بن عبد الله بن الشجير عن أبيه قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:من قرأ قل هوالله أحد في مرضه الذي يموت فيه لم يفتن في قبره، وأمن من ضغطة القبر، وحمله الملائكة يوم القيامة بأكفها حتى تجيزه من الصراط إلى الجنة. (التذكرة في أحوال الموتى وأمورالآخرة: ص: ۸۹، باب ماينجي من ضغطة وفتنته ط: دارالحديث قاهره)

(مجمع الزوائد :۷/ ۳۰۵،رقم الحديث: ۱۱۵۳۸، كتاب التفسير،سورة"قل هو الله احد وماورد فيها من الفضل،...... الخ،ط: دارالفكر)

(تفسير قرطبي: ۲۰/ ۲۳۰،رقم الحديث: ۶۵۳۲،سورة الاخلاص،ط:مكتبه رشيديه)

مرنے کے وقت اعمال پیش کئے جاتے ہیں

محمد بن علی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب آدمی مرنے کے قریب ہوتا ہے تو اس کے نیک اعمال اور برے اعمال کی صورت اس کے سامنے پیش کی جاتی ہے، تو وہ نیکیوں کو برابر دیکھتا رہتا ہے اور برائیوں کو دیکھ کر سر جھکا لیتا ہے۔

حسن رحمہ اللہ نے فرمایا جو فرشتے اعمال لکھتے تھے وہ مرتے وقت اس کے سامنے نیک اور بد اعمال پیش کرتے ہیں، نیک اعمال دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور برے اعمال کو دیکھ کر منہ بگاڑتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ینبأ الإنسان یومئذٍ بما قدّم وأخّر﴾ یعنی: انسان کو اس دن بتا دیا جائے گا جو کچھ اس نے پہلے کیا ہے اور جو کچھ پیچھے کیا ہے۔(۱)

مرنے والے کو تلقین کرنا

☆……مرنے والے کے پاس ”لا الٰہ الا اللہ“ کے ساتھ ”محمد رسول اللہ“ بھی کہہ دے تو کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر صرف ”لا الٰہ الا اللہ“ کی تلقین پر اکتفا کرے تو یہ بھی جائز ہے۔

☆……جب وہ ایک مرتبہ کلمہ پڑھ لے خاموش ہو جائے اس کے بعد تلقین نہ کرے، ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد دنیا کی پھر کوئی بات چیت کر لے تو پھر کلمہ کی

---

(۱) وأخرج ابن أبی الدنیا، عن أبی جعفر محمد بن علی، قال: ما من میت یموت الا مثل له عند موته أعماله الحسنة، وأعماله السیئة، فیشخص إلی حسناته، ویطرق عن سیئاته.

وأخرج عن الحسن فی قوله تعالیٰ: ﴿ینبأ الإنسان یومئذٍ بما قدّم وأخّر﴾ قال: تنزل عند الموت علیه حفظته، فتعرض علیه الخیر والشر، فإذا رأی حسنة بهش و اشرق، وإذا رأی سیئة غضّ وقطّب. (شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور: (ص: ۱۰۸) باب من یحضر المیت من الملائکة وغیرهم، وما یراه المحتضر الخ ط: المکتبة التوفیقیة، مصر)

تلقین کرے، جب وہ پڑھ لے تو خاموش ہو جائے۔ کیونکہ تلقین کا مقصد یہ ہے کہ اس کا آخری کلام کلمہ ہو۔

صحیح احادیث میں وارد ہوا ہے کہ: جس کا آخری کلام " لا الہ الا اللہ" ہوگا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

☆......تلقین کا مطلب یہ ہے کہ مرنے والے کے پاس خود اتنی بلند آواز سے کلمہ پڑھتا رہے کہ نزع میں مبتلا شخص سن کر خود کلمہ پڑھ لے، یہ مطلب نہیں کہ اس سے کہا جائے کہ کلمہ پڑھو، کیونکہ اس صورت میں وہ انکار بھی کر سکتا ہے۔(۱)

مریض کا بیٹھ کر نماز پڑھنا

جو مریض کھڑے ہونے سے عاجز ہے، یعنی اگر کھڑا ہو تو گر جاتا ہے یا مرض بڑھ جانے یا اچھا نہ ہونے کا اندیشہ ہے یا بے حد تکلیف ہوتی ہے، اس کے لیے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے لیکن اگر کھڑے رہنے کی استطاعت ہے تو بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں ہے، اگر تھوڑی دیر کھڑا رہ سکتا ہے تو اتنی دیر کھڑا رہے یہاں

---

(۱) (ویلقن) ندبا وقیل وجوباً(بذکرا لشهادتین... .عنده)قبل الغرغرة .....(من غیر أمره بها) لئلا یضجر وإذا قالها مرة کفاه ولایکرر علیه مالم یتکلم لیکون آخر کلامه "لاإله إلاالله" قوله:ویلقن...الخ)لقوله صلی الله علیه وسلم:"لقنوا موتاکم "لاإله إلاالله"فإنه لیس مسلم یقولها عند الموت إلا انجته من النار"ولقوله علیه الصلاة والسلام"من کان آخر کلامه لاإله إلاالله دخل الجنة" قوله:من غیرأمره)أی من غیر أن یقول له:قل:(قوله: لئلا یضجر)أی ویردها ،درر.(الدر مع الرد: ۲/ ۱۹۰، ۱۹۱،کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی تلقین المحتضر الشهادة، ط: سعید)

▭ ولقن الشهادتین وصورة التلقین أن یقال عنده فی حالة النزع قبل الغرغرة جهراً وهو یسمع "اشهد ان لاإله إلاالله وأشهد أن محمد ارسول الله"ولایقال له:قل،ولایلح علیه فئ قولها مخافة أن یضجر فإذاقالهامرة لایعیدها علیه الملقن إلاأن یتکلم بکلام غیرها.(الهندیة: ۱/۱۵۷، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الاول فی المحتضر،ط:رشیدیه)

▭ (الجوهرة النیرة: ۱/۱۲۳،کتاب الصلاة،باب الجنائز،ط:قدیمی)

تک کہ اگر کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہنے کی طاقت ہے تو تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہے پھر بیٹھ جائے، بعض مریض کھڑے ہو سکتے ہیں، پھر بھی بیٹھ کر تکبیر تحریمہ کہتے ہیں، یہ جائز نہیں ہے۔(۱)

واضح رہے کہ یہ حکم (کہ تھوڑی دیر بھی کھڑے ہونے کی طاقت ہے تو اتنی دیر کھڑا ہونا فرض ہے) فرض نماز کا ہے، نوافل بیٹھ کر پڑھنا جائز ہیں۔(۲)

مریض کا کام

۱- مریض کو چاہیے کہ مرض کے ماہر ڈاکٹر یا حکیم سے علاج کرائے اور صبر و تحمل سے ان کی ہدایات کے مطابق عمل کرے۔(۳)

(۱) (تعذر على القيام أو خاف زيادة المرض صلى قاعداً يركع ويسجد)......وفي المجتبى: حد المرض المسقط للقيام...... زيادة العلة أو إمتداد المرض أو استداده أو يجد به وجعاه.قيد بتعذر القيام أى جميعه لأنه لو قدر عليه متكئا أو معتمداً على عصا أو حائط لايجزئه إلا كذالك...... قال الهندواني :إذاقدر على بعض القيام يقوم ذالك ولو قدر آية أو تكبيرة ثم يقعد وإن لم يفعل ذالك خفت أن تفسد صلاته هذاهو المذهب ولايروى عن أصحابنا خلافه. (البحر الرائق: ۲/ ۱۱۲، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض،ط:سعيد)

(الدر مع الرد: ۲/ ۹۵، ۹۶، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض،ط:سعيد)

(الهندية: ۱/ ۱۳۶، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض،ط:رشيديه)

(۲) ويجوز أن يتنفل القادر على القيام قاعداً بلاكراهة في الاصح.(الهندية: ۱/ ۱۱۴، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النفل،ط:رشيديه)

(ويتنفل قاعداً مع قدرته على القيام ابتداءً وبناءً)بيان أيضا لماخالف فيه النفل الفرائض والواجبات وهو جوازه بالقعود مع القدرة على القيام وقد حكى فيه إجماع العلماء. (البحر الرائق: ۲/ ۶۲، كتاب الصلاة ،باب الوتر والنفل،ط:سعيد)

(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي:ص: ۴۰۲،۴۰۳، كتاب الصلاة، باب النوافل، فصل: في صلاة النفل جالسا...... الخ،ط:قديمي)

(۳) وذكر مالك في مؤطئه عن زيد بن أسلم أن رجلافي زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم أصابه جرح فاحتقن الجرح الدم، وأن الرجل دعارجلين من بني أنمار فنظر إليه فزعما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لهما:أيكما أطب؟فقال: أوفي الطب خير يارسول الله؟فقال :أنزل الدواء الذي أنزل الداء. =

۲- علاج کے ساتھ ساتھ صدقِ دل سے اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار بھی کرے۔(۱)

۳- علاج کے ساتھ ساتھ صدقہ خیرات بھی کرے، اور کارِ خیر میں حصہ بھی لے۔

صدقہ خیرات سے بلا و مصیبتیں دور ہوتی ہیں اور بیماری سے شفا بھی ہوتی ہے۔(۲)

۴- اگر کسی سے قطع تعلق کیا تھا تو اس سے صلہ رحمی کرے، بات چیت بند تھی تو اس کو جاری کرے، اور اگر بغض وعداوت تھی اس کو ختم کرے اور جس قدر ممکن ہو صلح صفائی کر کے معافی تلافی کرلے۔(۳)

= ففي هذا الحديث: أنه ينبغي الإستعانة في كل علم وصناعة بأحذق من فيها فالأحذق، فإنه إلى الإصابة أقرب. (زاد المعاد في هدية خير العباد: ۱۳۲/۴، فصل: في هديه صلى الله عليه وسلم في الارشاد إلى المعالجة أحذق الطبيين، ط: مؤسسة الرسالة)

(۲) وروى عن علي مرفوعا: لكل داء دواء، ودواء الذنوب الاستغفار (مرقاة المفاتيح: ۳۴۵/۸، كتاب الطب والرقى، الفصل الاول، تحت رقم الحديث: ۴۵۱۵، ط: رشيديه)

🗁 (فيض القدير: ۵۹/۷، حرف اللام، ط: دار الحديث قاهره)

(۳) وعن علي رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: بادروا بالصدقة، فإن البلاء لا يتخطاها، رواه رزين. (مشكاة المصابيح: ص: ۱۶۷، كتاب الزكاة، باب الإنفاق وكراهية الإمساك، الفصل الثالث، ط: قديمى)

🗁 (مجمع الزوائد: ۲۸۴/۳، رقم الحديث: ۴۶۰۶، كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة، ط: دار الفكر)

🗁 بادروا) أي الموت أو المرض أو غيركم (بالصدقة) بإعطائها لمستحقه (فإن البلاء لا يتخطاها،) أي لا يتجاوزها بل يقف دونها أو يرجع عنها. (مرقاة المفاتيح: ۳۸۸/۴، كتاب الزكاة، باب الإنفاق وكراهية الإمساك، الفصل الثالث، ط: رشيديه)

(۴) عن محمد بن جبير بن مطعم عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يدخل الجنة قاطع. (جامع الترمذي: ۱۳/۲، أبواب البر والصلة، باب ماجاء في صلة الرحم، ط: سعيد)

🗁 (صحيح البخاري: ۸۸۵/۲، كتاب الأدب، باب إثم القاطع، ط: قديمى)=

۵- عزیز، رشتہ دار، دوست احباب، ہمسایہ، ملازم اور عام مسلمانوں کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرے۔

۶- اور جس جس شخص سے اس کو رنجش، عداوت یا بغض ہو، اس سے معذرت کر کے معافی تلافی اور صفائی کرلے۔

۷- جن لوگوں کو اس کے ہاتھوں سے اذیت اور تکلیف پہنچی ہے، یا اس نے زندگی کے مشاغل میں کسی کی حق تلفی کی یا نقصان کیا ہے، تو ان سے اپنے قصور کی معافی مانگ لے اور معافی چاہنے میں کوئی عار اور شرمندگی محسوس نہ کرے، اور اگر وسعت ہو تو ان کے نقصان کا معاوضہ دے دے، اور جن لوگوں کا حق تلف کیا ہے ان کا حق ادا کر دے، اور اگر وسعت نہیں تو معاف کرالے، کیونکہ شریعت نے مسلمانوں کو بتلایا ہے کہ حق تلفی بدترین گناہ ہے اور جب تک وہ لوگ جن کا حق تلف کیا گیا ہے وہ خود معاف نہ کریں، اللہ تعالیٰ اس جرم کو معاف نہیں کرتا، اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ کسی کا حق تلف نہ کرے، اور اگر ایسا کوئی جرم ہو گیا ہو تو زندگی ہی میں اس کو معاف کرالے تاکہ آخرت کی پکڑ سے محفوظ رہے۔(۱)

= 🗁 قوله:لايدخل الجنة...الخ)في هذه الجملة محامل وتوجيهات ولي ههنا ظرافة تجري في أكثر المواضع وهي أن قاطع الرحم لايدخل الجنة مادام قاطعاً وإذا عذب وتكافأ فيدخل الجنة ولايكون إذناً قاطعاً فإنه دفع عنه ما كان على رقبته.(العرف الشذي: ۱۳/۲ ، ابواب البر والصلة، باب ماجاء في صلة الرحم، ط:سعيد)

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:من استطاع منكم أن يقي وجهه النار ولو بشق تمرة فليفعل (جامع الترمذي: ۶۷/۲ ، ابواب صفة القيامة،باب ماجاء في شان الحساب والقصاص،ط: سعيد)

🗁 عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لتؤدن الحقوق إلى أهلها حتى تقاد الشاة الجلحاء من الشاة القرناء.(جامع الترمذي: ۶۷/۲ ، ابواب صفة القيامة، باب ماجاء في شان الحساب والقصاص، ط:سعيد)

🗁 باب اتقوا النار ولو بشق تمرة والعليل من الصدقة.

قال بعضهم:معناه أن أتقوا النار وإن بقي عليكم شق تمرة لأحد من ذوي الحقوق، فادوه أيضا فإن هذا القدر من الحقوق أيضا يوجب النار، فاتقوها بادائه، وقيل: إن النار إنما وجبت لأجل المعاصي، فخلصوا أنفسكم منها، =

ان باتوں پر عمل کرنے سے مریض کا دل ہلکا ہو جائے گا، بوجھ اتر جائے گا، مرض میں تخفیف ہو جائے گی، یا موت اس پر آسان ہو جائے گی۔

مریض کی عیادت

مریض کی عیادت و تسلی، اور اس کی خدمت اور ہمدردی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونچے درجے کا نیک عمل، اور ایک طرح کی مقبول ترین عبادت بتلایا ہے، اور مختلف طریقوں سے اس کی ترغیب دی ہے۔

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور اور معمول بھی تھا کہ مریضوں کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے، ان سے ایسی باتیں کرتے جن سے ان کو تسلی ہو جاتی اور ان کا غم ہلکا ہوتا، اللہ تعالیٰ کا نام اور اس کا کلام پڑھ کر مریض پر دم بھی فرماتے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔

چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرمایا ہے: بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، بیماروں کی عیادت کرو، اور جو لوگ ناحق قید کر دیے گئے ہوں ان کی رہائی کی کوشش کرو۔''(۱)

= ولو بشق تمرة، فإن التصدق بمثله أيضا ينفعكم، فالموجب للنار في الصورة الأولى إمساك شق التمرة، والنجاة بأدائها، والموجب لها في الصورة الثانية معاصيه التي اقترفها، وشق التمرة لتخليص نفسه عنها، فالحاصل: أن فيه أن التصدق بمثل هذه مفيد لدفع النار، وليس فيه أن عدم التصدق به يوجب النار، وبينهما بون بعيد. (فيض الباري: ٢/ ٨، كتاب الزكاة، باب اتقوا النار ولو بشق تمرة...... ط: المكتبة الرشيديه)

📂 قوله: ولو بشق تمرة)له معنيان أحدهما :فاتقوا النار ولاتظلموا أحداً ولو بشق تمرة ،ثانيهما: اتقوها ولو بتصدق شق تمرة،لمعات(حاشية سنن الترمذى: ٦٧/٢ ،رقم الحاشية: ٦ ،ابواب صفة القيامة، باب ماجاء فى شان الحساب والقصاص،ط:سعيد)

📂 وينبغى لكل مكلف الإكثار من ذكر الموت والإستعداد له بالتوبة ورد المظالم لاسيما المريض وطلب الدعاء له محبوب. (حاشية الطحطاوى على المراقى:ص:٥٥٨، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط:قديمى)

(١) عن أبى موسى قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:أطعموا الجائع ،وعودوا المريض =

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے برگزیدہ اصحاب کو یہ حکم دیا تھا کہ تم لوگ بیمار کی عیادت کیا کرو، اور جنازہ کے ہمراہ جایا کرو۔(۲)

مریض کے پاس دیر تک نہ بیٹھے

مریض کی عیادت کے لیے جانے کے بعد مریض کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھے، ہاں اگر بیمار اس کے پاس بیٹھنے سے خوش ہوتا ہو تو زیادہ دیر بیٹھنا بہتر ہے۔(۳)

مریض کے لیے لیٹ کر نماز پڑھنا

"لیٹ کر نماز پڑھنا" عنوان کے تحت دیکھیں!(۲۳۶/۲)

= وفكوا العاني" رواه البخاري(مشكاة المصابيح:ص:١٣٣، كتاب الجنائز، باب عيادة المريض وثواب المريض،الفصل الاول،ط:قديمي)

(صحيح البخاري:٨٤٣/٢،كتاب المرضى،باب وجوب عيادة المريض،ط:قديمي)

(فيض القدير:٤٧/٦،رقم الحديث:٥٨٩٨،حرف الفاء، ط:دار الحديث قاهره)

(٢) عن البراء بن عازب قال: أمرنا النبي صلى الله عليه وسلم بسبع،ونهانا عن سبع، أمرنا:بعيادة المريض، واتباع الجنائز...... الحديث(مشكاة المصابيح:ص:١٣٣، كتاب الجنائز، باب عيادة المريض وثواب المريض،ط:قديمي)

(صحيح البخاري:١٦٥/١،١٦٦، كتاب الجنائز، باب الامر باتباع الجنائز، ط:قديمي)

(صحيح المسلم:١٨٨/٢،كتاب اللباس والزينة،باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة...... الخ،ط:قديمي)

(٣) عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:"العيادة فواق ناقة" وفي رواية سعيد بن المسيب مرسلا:أفضل العيادة سرعة القيام ،رواه البيهقي في شعب الايمان، (مشكاة المصابيح:ص:١٣٨، كتاب الجنائز، باب عيادة المريض وثواب المريض،الفصل الثالث، ط: قديمي)

أفضل العيادة سرعة القيام)قال الطيبي:أي أفضل مايفعله العائد في العيادة أن يقوم سريعاً...... ويستثنى منه ماإذاظن أن المريض يؤثر التطويل لنحو صداقة أوتبرك أوقيام بما يصلحه ونحو ذالك. (مرقاة المفاتيح:٥٣/٤،٥٤،كتاب الجنائز، باب عيادة المريض وثواب المريض، الفصل الثالث، ط: رشيديه)

ويستحب تخفيف العيادة وتقليلها ماأمكن ،حتى لايثقل على المريض إلاإذا رغب في ذالك. (فقه السنة:٣١١/١،الجنائز، عيادة المريض،ط:دار ابن كثير)

مزارات پر پیسے دینا

"پیسے دینا" عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۱۸۹)

مزارات سے مانگنا

☆...... بزرگانِ دین کے مزارات پر حاضر ہونا، شریعت کے مطابق ان کو سلام کرنا اور ان کے لیے مغفرت کی دعا کرنا، اور قرآن شریف، درود اور استغفار وغیرہ پڑھ کر ان کی روح کو ثواب پہنچانا درست ہے، لیکن ان سے مانگنا جائز نہیں۔

اگر کچھ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ سے کرے، مثلاً: اس طرح کہے: "اے اللہ ان بزرگ کی برکت سے میری حاجت پوری فرما" ان بزرگوں سے یہ نہ کہے کہ آپ دعا کریں، یا میرا فلاں کام کردیں، بلکہ خود اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے مغفرت اور درجات کی بلندی کے لیے دعا کرے، حصن حصین میں ہے کہ نیک لوگوں کے وسیلہ سے دعا کرنا مستحب ہے، اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے دعا قبول فرماتے ہیں۔ (۱)

---

(۱) والتفصیل فی المسألة أن التوسل بالمخلوق له تفاسیر ثلاثة: الأول دعائه واستغاثته کدیدن المشرکین وهو حرام إجماعا...... الثانی: طلب الدعاء منه...... ولم یثبت فی المیت بدلیل فیختص هذا المعنی بالحی، والثالث: دعاء الله ببرکة هذا المخلوق المقبول، وهذا قد جوزه الجمهور، (بوادر النوادر: ۲/ ۷۰۶، ۷۰۸، ط: دارہ اسلامیات لاهور.

🗁 عندنا وعند مشایخنا رحمهم الله تعالیٰ: یجوز التوسل فی الدعوات بالأنبیاء والصالحین من الأولیاء والشهداء والصدیقین فی حیاتهم وبعد وفاتهم بأن یقول فی دعائه: اللهم إنی أتوسل إلیک بفلان أن تجیب دعوتی وتقضی حاجتی إلی غیر ذالک. (المهند علی المفند ص: ۳۲، الجواب عن السوال الرابع، ط: مکتبة العلم)

🗁 إن التوسل بجاه غیر النبی صلی الله علیه وسلم لابأس به أیضا إن کان المتوسل بجاهه مما علم أن له جاه عند الله تعالیٰ کالمقطوع بصلاحه وولایته. (روح المعانی: ۶/ ۲۰۷، المائدة: ۳۵، ط: مکتبه رشیدیه)

🗁 آداب الدعاء...... وأن یتوسل إلی الله تعالیٰ بانبیائه والصالحین من عباده. (حصن حصین: ۱/ ۲۳، آداب الدعاء، ط: مکتبه مجتبائی دهلوی)

☆...... قبروالوں سے اس عقیدہ کے ساتھ مراد مانگنا کہ ان کے پاس اختیارات ہیں، جیسا کہ عوام کا عقیدہ ہے، یہ درست نہیں، بلکہ اس میں کفر کا خوف ہے، اگر اللہ تعالیٰ سے ان کے ذریعے دعا کی جائے کہ: ''یا اللہ میرا فلاں کام فلاں بزرگ کی برکت سے پورا فرمادے'' تو یہ جائز ہے۔(۱)

مزارات کے چڑھاوے کا حکم

''چڑھاوا بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۳۰۱/۱)

مزار کے قریب مسجد

مزار کے قریب مسجد ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے، اگر نمازی کے سامنے قبر نہ ہوتو اس قبرستان میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) ولاأری أحدامن یقول ذالک إلاوهو یعتقد أن المدعوالحی الغائب، أوالمیت المغیب یعلم الغیب أویسمع النداء، ویقدر بالذات أوبالغیر علی جلب الخیر ودفع الأذیٰ وإلا لما ادعاه، ولافتح فاه.(روح المعانی: ۴۰۷/۶،المائدة:۳۵،ط:مکتبه رشیدیه)

🗀 لم یشک أن الاستعانة بأصحاب القبور...... أمر یجب اجتنابه ،ولایلیق بأرباب العقول إرتکابه. (روح المعانی:۴۰۷/۶،المائده:۳۵،ط:مکتبه رشیدیه)

🗀 إن ظن أن المیت یتصرف فی الامور دون الله تعالیٰ واعتقاد ذلک کفر. (الشامیة: ۴۳۹/۲، کتاب الصوم، قبیل باب الاعتکاف، ط:سعید)

🗀 (البحر الرائق: ۲۹۸/۲، کتاب الصوم، قبیل باب الاعتکاف،ط:سعید)

🗀 انظر الی الحاشیة السابقة، رقم: ۱. (والتفصیل فی المسألة أن التوسل)

(۲) تکره فی أماکن کفوق کعبة...... ومقبرة.وفی الرد:قوله: ومقبرة)...... ولابأس بالصلاة فیها إذا کان فیها موضع أعد للصلاة ولیس فیه قبر ولانجاسة کمافی الخانیة ولاقبلته إلیٰ قبر. حلیة (الدر مع الرد: ۳۷۹/۱،۳۸۰، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة،تکره الصلاة فی الکنیسة، ط: سعید)

🗀 وتکره الصلاة فی المقبرة إلاأن یکون فیها موضع أعد للصلاة لانجاسة فیه ولاقذر.(حاشیة الطحطاوی علی المراقی:ص:۳۵۷،کتاب الصلاة، باب الإمامة، فصل: فی المکروهات ، ط: قدیمی)

🗀 (البحر الرائق: ۳۳/۲، کتاب الصلاة،قبیل فصل:لمافرغ من بیان الکراهة فی الصلاة، ط: سعید)

مزدوری دینا لینا جنازہ اٹھانے کے لیے

"جنازے کی مزدوری دینا اور لینا" عنوان کے تحت دیکھیں! (۲۸۶/۱)

مسافر پر جنازہ کی نماز

جنازہ کی نماز فرضِ کفایہ ہے، اگر میت پر جنازہ کی نماز پڑھی جا چکی ہے تو مسافر کے لیے جنازہ کی نماز کا سوال ہی نہیں رہا، اور اگر جنازہ کی نماز نہیں پڑھی گئی، تو مسافر کے لیے بھی نماز میں شریک ہونا بہتر ہے، ہاں اگر اس کو کچھ دشواری ہے، یا اس کو جانے کی جلدی ہے، اور نماز میں تاخیر ہو تو یہ مسافر جنازہ کی نماز نہ پڑھنے سے بھی گناہ گار نہیں ہوگا، یہی حال دفن کرنے کا ہے، یعنی اگر گنجائش ہے تو دفن کرنے میں شریک ہو جائے ورنہ شریک نہ ہونے سے گناہ نہیں ہوگا۔(۱)

(۱) لا يصلى على ميت إلا مرة واحدة. (بدائع الصنائع: ۳۱۱/۱، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، بيان من يصلى عليه)

(تبيين الحقائق: ۲۴۰/۱، كتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: امداديه ملتان)

(هندية: ۱۶۳/۱، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس فى الصلاة على الميت، ط: رشيديه)

هذا هو حكم فرض الكفاية، فإنه يكون فرضا على كل واحد واحد، لكن بحيث إن أدى بعض منهم سقط عن الباقين، وإن لم يؤد واحد منهم يأثم الجميع بترك الفرض، وإن أدى الكل وجدوا ثواب الفرض. (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية: ۲۰۶/۱، رقم الحاشية: ۱۶، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ط: سعيد)

والصلاة عليه: أى على الميت فرض كفاية بالإجماع. (الدر المختار: ۲۰۷/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى صلاة الجنازة، ط: سعيد)

الصلوات المفروضة على نوعين: نوع هو فرض عين...... ونوع هو فرض كفاية: إذا تركه الناس جميعاً أثموا جميعا، وإذا قام به البعض أثيب ذالك البعض وسقط الإثم عن الآخرين وهو صلاة الجنازة. (الكافى فى فقه الحنفى لوهبى سليمان: ۳۱۵/۱، الصلاة واحكامها، الفصل الرابع: (الجمعة الجنازة، ط: مؤسسة الرسالة)=

مسجد سے باہر میت ہو

''میت مسجد سے باہر ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۳۶۱/۲)

مسجد کا مزار کے قریب ہونا

''مزار کے قریب مسجد'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲۸۰/۲)

مسجد کی جھاڑو دینا

مرسل بن عبید بن مرزوق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ میں ایک عورت تھی، وہ مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتی تھی، جب وہ مرگئی، لوگوں نے اس کو دفن کر دیا اور نبی ﷺ کو اس کی خبر نہ ہوئی، ایک مرتبہ آپ ﷺ اس کی قبر کی طرف سے گزرے، پوچھا یہ کس کی قبر ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہ فلاں عورت کی قبر ہے، آپ نے پوچھا: جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی، لوگوں نے کہا، ہاں! آپ ﷺ نے صف کو درست کیا اور سب لوگوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی، پھر آپ ﷺ نے عورت سے پوچھا: تو نے کون سا عمل اچھا پایا؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ کا

= 🗁 عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من شهد الجنازة حتى يصلى عليه فله قيراط، ومن شهد حتى يدفن كان له قيراطان"، قيل: وما القيراطان؟ قال: "مثل الجبلين العظيمين" (صحيح البخاري: ۱/۱۷۷، كتاب الجنائز، باب من ينظر حتى يدفن، ط: قديمي)

🗁 فالدليل على وجوبه توارث الناس من لدن آدم صلى الله تعالى عليه وسلم إلى يومنا هذا مع النكير على تاركه، وذادليل الوجوب إلاأن وجوبه على سبيل الكفاية حتى إذاقام به البعض سقط عن الباقين، لحصول المقصود. (بدائع الصنائع: ۱/۳۱۸، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: والكلام في الدفن في مواضع...... الخ، ط: سعيد)

🗁 دفن الميت فرض على الكفاية. (هنديه: ۱/۱۶۵، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في القبر والدفن...... الخ، ط: رشيديه)

🗁 (الدر المختار: ۲/۲۰۷، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في صلاة الجنازة، ط: سعيد)

کلام وہ سنے گی، آپ نے فرمایا: تم سے زیادہ وہ سنتی ہے، پھر عورت نے جواب دیا کہ مسجد کا جھاڑو دینا سب اعمال سے ہم نے افضل پایا۔(۱)

مسجد کے اضافی حصے میں جنازہ کی نماز پڑھنا

"اضافی حصے میں جنازے کی نماز پڑھنا" عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۸۰)

مسجد کے اوقاف میں مردہ دفن کرنا

☆......اگر کوئی کمرہ یا مکان یا زمین مسجد کے لیے وقف ہے تو وہاں مردہ دفن کرنا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے مسجد کے اوقاف میں میت کو دفن کیا ہے، تو حکومت یا عام مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ اس قبر کو اکھاڑ کر میت کو نکال دیں یا قبر کو زمین کے برابر کردیں تاکہ واقف کا مقصد فوت نہ ہو، اور اوقاف کو غیر اوقاف کے ساتھ مشغول کرنا لازم نہ آئے۔(۲)

(۱) وأخرج أبو الشيخ عن مرسل ابن عبيد بن مرزوق قال : كانت امرأة بالمدينة تقمّ المسجد ، فماتت ، فلم يعلم بها النبيّ ﷺ فمرّ على قبرها ، فقال : ماهٰذا القبر ؟ قالوا: أم محجن ، قال : التي كانت تقمّ المسجد ؟ قالوا : نعم ، فصفّ النّاس ، فصلّى عليها ، ثم قال : أيّ عملٍ وجدتِ أفضل ؟ قالوا : يا رسول الله ! أتسمع ؟ قال : ما أنتم بأسمع منها ، فذكر أنّها أجابته ، قمّ المسجد.
(تقمّ : أي تكنس وتنظف) شرح الصدور بشرح حال الموتٰى والقبور : (ص:١٢٧) باب معرفة الميت من يغسله ويجهزه ، وسماعه مايقال فيه ، ومايقال له ، والجنازة مارة ، ط: المكتبة التوفيقية مصر)

(٢)حفر قبراً فدفن فيه آخر ميتا فهو على ثلاثة أوجه إن الارض للحافر فله نبشه وله تسويته وإن مباحة فله قيمة حفره وإن وقفا فكذالك.
وفي الرد:قوله: وإن وقفا فكذالك.)...... وهذالووقفت للدفن فلوعلى مسجد للزرع والغلة فكالمملوكة تأمل...... (الدر مع الرد:٦/١٩٩، ٢٠٠،كتاب الغصب،مطلب:فيمايجوز فيه دخول دار غيره بلاإذن منه ،ط:سعيد)
☞(البحر الرائق: ٢/١٩٥ ،كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:سعيد)
☞كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ١/٥٣٧،كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، نبش القبر، ط: دار الفكر

☆......اگر مسجد کے متولی نے مسجد کے اوقاف میں کسی کو دفن کیا ہے تو وہ خائن ہوگا، اور اس کو اس عہدہ سے ہٹانا لازم ہوگا۔(۱)

☆......مسجد کی دیوار سے باہر زمین اگر مسجد اور اوقاف مسجد سے خارج ہے؟ تو اس میں قبر بنانا جائز ہے۔(۲)

مسجد کے صحن میں جنازہ کو رکھنا

''جنازے کو مسجد کے صحن میں رکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲۸۵/۱)

مسجد کے فرش پر جنازہ کی نماز پڑھنا

مسجد کا فرش مسجد میں داخل، ہے اس میں بھی جنازہ کی نماز پڑھنا مکروہ ہے،

---

(۱) (وينزع) وجوبا، (لو) الواقف...... فغيره بالأولى (غير مأمون)...... أوظهر به فسق قوله: لو الواقف) أى لو كان المتولى هو الواقف. (الدر مع الرد: ۳۸۰/۴، كتاب الوقف، مطلب: فيما يعزل به الناظر، ط: سعيد)

🗁 وإذا كان الواقف غير مأمون وقد شرط الولاية لنفسه يخرجه الحاكم عن الولاية وينزعه منه. (بزازية على هامش الهندية: ۲۵۳/۶، كتاب الوقف، الثانى فى غصب المتولى ...... الخ، ط: رشيديه)

🗁 (تبيين الحقائق: ۳۲۹/۳، كتاب الوقف، ط: امداديه)

(۲) ويستحب في القتيل والميت دفنه في المكان الذى مات فيه فى مقابر اولئك القوم. (حلبى كبير: ص: ۶۰۷، فصل: فى الجنائز، ط: سهيل اكيڈمى)

🗁 (الهندية: ۱۶۷/۱، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل السادس، فى الدفن والقبر، ط: رشيديه)

🗁 ولايدفن صغيرولا كبير فى البيت الذى مات فيه...... بل ينقل إلى مقابر المسلمين. (الشامية: ۲۳۵/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى دفن الميت، ط: سعيد)

🗁 الحنفية: قالوا: تكرة الصلاة فى المقبرة إذا كان القبر بين يدى المصلى، بحيث لو صلى صلاة الخاشعين وقع بصره عليه أما إذا كان خلفه أوفوقه، أو تحت ماهو واقف عليه، فلا كراهة على التحقيق. (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۲۷۹/۱، ۲۸۰، مكروهات الصلاة، الصلاة على فى المقبرة، ط: داراحياء التراث العربى، بيروت)

اس لیے جنازہ کی نماز مسجد سے باہر ہونی چاہیے۔(۱)

مسجد کے قریب خاص جگہ پر مرہ دفن کرنا

اگر مسجد کے قریب کوئی خاص جگہ مردوں کو دفن کرنے کے لیے بنادی گئی ہے تو وہاں مردہ دفن کرنا جائز ہے، بلکہ ایسی ہی خاص جگہ پر مردہ کو دفن کرنا چاہیے۔(۲)

مسجد میں بتّی کا انتظام کرنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی مسجد مین چراغ جلائے گا اللہ تعالیٰ اس کی قبر نورانی کرے گا، اور جو آدمی مسجد کو خوشبودار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر جنت کی خوشبو سے معطر کریں گے۔(۳)

---

(۱) وصلاة الجنازة فی المسجد الذی تقام فیه الجماعة مکروهة.(الهندية: ۱/۱۶۵،کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز،الفصل الخامس فی الصلاة علی المیت، ط: رشیدیه)

(وتکره الصلاة علیه فی مسجد الجماعة.(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۵۹۵، کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز، ط:قدیمی)

(حلبی کبیر:ص؛۲۸۸،فصل :فی الجنائز،ط:سهیل اکیڈمی)

(۲) ویستحب فی القتیل والمیت دفنه فی المکان الذی مات فیه فی مقابر اولئک القوم.(حلبی کبیر:ص:۲۰۷،فصل:فی الجنائز، ط:سهیل اکیڈمی)

(الهندية: ۱/۱۶۷،کتاب الصلاة،الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، فی الدفن والقبر،ط:رشیدیه)

ویستحب الدفن فی)مقبرة(محل مات به أوقتل).(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص:۶۱۳،کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل:فی حملها ودفنها،ط:قدیمی)

(۳) وأخرج ابو الفضل الطوسی فی"عیون الأخبار" بسنده عن عمر مرفوعًا ، من نور فی مساجد الله نورًا ، نور الله له فی قبره ، ومن أراح فیه رائحة طيبة ، ادخل الله علیه فی قبره من روح الجنة . (شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور : (ص: ۲۰۱) باب فظاعة القبر و سهولته ، وسعته علی المؤمن ، ط: المکتبة التوفیقیة ، مصر)

مسجد میں جنازہ اس طرح پڑھنا کہ میت باہر ہو

"میت مسجد سے باہر ہو" عنوان کے تحت دیکھیں! (۳۶۱/۲)

مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھنا

☆...... کسی عذر کے بغیر جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ صَلَّى جَنَازَةً فِي الْمَسْجِدِ فَلَاشَيْءَ لَهُ." (۱)

☆...... بخاری اور مسلم شریف وغیرہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی موت کی خبر سنائی پھر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر مسجد نبوی سے باہر تشریف لائے، اور اس کے قریب جنازہ کی نماز کے لیے جو مخصوص جگہ تھی وہاں پر صف بنا کر نماز پڑھائی۔ (۲)

☆...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائمی طور پر جنازہ کی نماز مسجد میں نہیں پڑھتے تھے، چنانچہ حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جنازے

(۱) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى على جنازة في المسجد فلاشيء له. (سنن ابی داود: ۲/۱۰۱، کتاب الجنائز، باب الصلاة على الجنازة في المسجد، ط: رحمانيه، و ۲/ ۴۵۴، ط: مير محمد)

🗀 (سنن ابن ماجه: ص: ۱۰۹، ابواب الجنائز، باب ماجاء في الصلاة على الجنازة في المسجد، ط: قديمي)

🗀 (فيض القدير: ۱۶۸/۸، رقم الحديث: ۸۸۱۷، حرف الميم، ط: دار الحديث، قاهره)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: نعى لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم النجاشي صاحب الحبشة اليوم الذي مات فيه، فقال: "استغفروا لأخيكم"، وفي رواية: نعى النجاشي في اليوم الذي مات فيه وخرج إلى المصلى، فصف بهم و كبر أربعا.

(الصحيح للبخاري: ۱۶۷/۱، كتاب الجنائز، باب الرجل ينعى إلى أهل الميت بنفسه، ط: قديمي)

🗀 وفيه أيضا: ۱۷۷/۱، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الجنازة بالمصلى أو المسجد، ط: قديمي)

🗀 (الصحيح لمسلم: ۳۰۹/۱، كتاب الجنائز، فصل في النعي للناس الميت، ط: قديمي)

مسجد میں لائے جاتے تھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے باہر ہی جنازہ پڑھتے تھے، (۱) یعنی مسجد سے باہر اس کے لیے مستقل اور علیحدہ جگہ بنوائی گئی تھی اور یہ جگہ مسجد نبوی کے متصل مشرق کی جانب تھی۔ (۱)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مسجد پانچ نمازوں کے لیے بنائی جاتی ہے۔ اس میں بلا عذر جنازہ کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (۳)

☆......اگر مسجد میں جنازہ کی نماز بلا کراہت جائز ہوتی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے ایک اور مستقل جگہ نہ بنواتے ؛ بلکہ مسجد ہی میں جنازہ کی نماز پڑھتے لیکن ایسا نہیں کیا، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مستقل جگہ مسجد کی تعمیر ختم

(۱) ولم يكن من هديه الراتب الصلاة عليه في المسجد، وإنما كان يصلي على الجنازة خارج المسجد. (زاد المعاد: ۱/ ۴۸۱، بحث الصلاة على الجنازة في المسجد، ط: مؤسسة الرسالة)

🗀 ما كانت الجنائز يدخل بها المسجد. (صحيح المسلم: ۱/ ۳۱۳، كتاب الجنائز، فصل: في جواز الصلاة على الميت في المسجد، ط: قديمي)

🗀 (عمدة القاري: ۸/ ۱۷۰، كتاب الجنائز، باب الصفوف على الجنازة، ط: دار الفكر، بيروت)

(۳) عن ابن حبيب أن مصلى الجنائز بالمدينة كان لاصقاً بمسجد النبي صلى الله عليه وسلم من ناحية جهة المشرق. (فتح الباري: ۳/ ۲۵۶، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الجنائز بالمصلى والمسجد، ط: قديمي)

🗀 (أوجز المسالك: ۴/ ۲۳۵، كتاب الجنائز، الصلاة على الجنائز في المسجد، ط: اداره تاليفات اشرفيه)

🗀 (مرعاة المفتاح: ۵/ ۳۷۲، كتاب الجنائز، باب المشي بالجنازة، ط: ادارة البحوث والدعوة والافتاء)

(۳) وصلاة الجنازة في المسجد الذي تقام فيه الجماعة مكروهة...... ولا تكره بعذر المطر ونحوه. (الهندية: ۱/ ۱۶۵، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت، ط: رشيديه)

🗀 إنما تكره في المسجد بلا عذر فإن كان فلا، ومن الاعذار المطر كما في الخانية والاعتكاف كما في المبسوط. (الشامية: ۲/ ۲۲۶، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة مطلب مهم: إذا قال إن شتمت فلانا في المسجد يتوقف على كون الشاتم فيه، ط: سعيد)

🗀 (حاشية الطحطاوي على المراقي: ص: ۵۹۵، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: قديمي)

ہوتے ہی جنازہ کی نماز پڑھنے کے لیے بنوائی تھی۔

طبقات ابن سعد میں اس کی تصریح موجود ہے۔(۱)

☆......حرمین شریفین میں جنازہ کی نماز ہونے سے غیر حرمین کے لیے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے، ایک وجہ یہ ہے کہ ان کا مسلک الگ ہے، جو ہم پر حجت نہیں، دوسری وجہ یہ ہے کہ حرمین میں جنازہ کی نماز پڑھنے کے لیے باہر اتنی بڑی جگہ نہیں ہے، اس لیے وہاں مجبوری ہے۔(۲)

---

(۱) وقد ذكر ابن سعد في الطبقات الكبير أن النبي صلى الله عليه وسلم بنى موضعاً للجنائز لاصقا بالمسجد بعد الفراغ من مسجد الشريف في السنة الاولى من الهجرة.(التعليق الصبيح: ۲/ ۲۳۹، كتاب الجنائز، باب المشي بالجنازة والصلاة عليها، الفصل الاول، ط:مكتبه عثمانيه لاهور)

عن ابي سعيد الخدري قال: كنا مقدم النبي صلى الله عليه وسلم المدينة إذحضر منا الميت أتيناه فأخبرناه فحضره واستغفرله حتى إذاقبض انصرف ومن معه، وربما قعد حتى يدفن...... ثم قالوا: والله لوأنا لم نشخص رسول الله صلى الله عليه وسلم، وحملنا الميت إلى منزله حتى نرسل إليه، فيصلي عليه عند بيته لكان أرفق به وأيسر عليه، قال: ففعلنا ذالك، قال محمد بن عمر: فمن هناك سمي ذالك الموضع موضع الجنائز، لأن الجنائز حملت إليه، ثم جرى ذالك من فعل الناس في حمل جنائزهم والصلاة عليها في ذالك الموضع إلى اليوم.(الطبقات الكبرىٰ لابن سعد: ۱/ ۲۵۷، ذكر الموضع الذي كان يصلي فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم على الجنائز، ط: دار صادر بيروت)

(۲) وتكره الصلاة عليه في مسجد الجماعة)...... وقيد بمسجد الجماعة لأنها لاتكره في مسجد أعد لها، وكذافي مدرسة، ومصلى عيد...... وينبغي أن لايكون خلاف في المسجد الحرام فإنه موضع للجماعات، والجمعة والعيدين، والكسوفين والاستسقاء وصلاة الجنازة، (حاشية الطحطاوي على المراقي: ص:۵۹۵، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:قديمي)

الحنابلة: قالوا: تباح الصلاة على الميت في المساجد إن لم يخش تلويث المسجد وإلاحرمت الصلاة عليه وحرم إدخاله.(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۲۷، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، هل يجوز الصلاة على الميت في المساجد، ط:دارالفكر)

وأما المسجد الحرام فمستثنى، كماصرح به ابن الضياء، إذهوموضوع لأداء المكتوبات، والجمعة والعيدين وصلاة الكسوف والخسوف وصلاةالجنازةوالاستسقاء...... (فتح باب العناية بشرح النقاية للشيخ الملاعلي القاري الحنفي، كتاب الصلاة، الصلاة على الميت، ۱/ ۴۴۸،

☆...... مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھنا مکروہ ہے، اور نماز پڑھنے والے لوگ اجر سے محروم ہو جاتے ہیں اور اگر قبرستان میں مسجد ہو، اور اس میں پانچ وقت کی نماز نہ ہوتی ہو، اور وہ جنازہ کی نماز پڑھنے کے لیے ہی بنائی گئی ہو تو وہ مسجد حقیقت میں مسجد کے حکم میں نہیں ہے، اس میں جنازہ کی نماز درست ہے۔(۱)

☆...... اگر عذر کے بغیر مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھ لی تو جنازہ کی نماز تو ادا ہو جائے گی۔ اور فرضِ کفایہ بھی ساقط ہو جائے گا، لیکن ثواب نہیں ملے گا۔(۲)

مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھنے کی تین صورتیں ہیں

مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھنے کی تین صورتیں ہیں، اور ہمارے مذہب میں

(۱) وكرهت تحريما)وقيل(تنزيها في مسجد جماعةهو)أي الميت(فيه)وحده أومع القوم (واختلف في الخارجة)عن المسجد وحده أو مع بعض القوم (والمختار الكراهة)مطلقا خلاصه، بناءً على أن المسجد إنما بني للمكتوبة وتوابعها...... لإطلاق حديث أبي داود من صلى على ميت في المسجد فلاصلاة له.(الدر المختار: ۲/۲۲۴، ۲۲۶،كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة، مطلب: في كراهة صلاة الجنازةفي المسجد،ط:سعيد)

🗀 (وأماالمتخذ لصلاة جنازة أوعيد)فهو مسجد في حق جوازا لاقتداء...... لافي حق غيره به يفتي. (الدر المختار: ۱/۶۵۷،كتاب الصلاة، باب مايفسد ومايكره فيها،مطلب:في احكام المسجد، ط: سعيد)

🗀 (حاشية الطحطاوي على المراقي:ص؛۵۹۵،كتاب الصلاة ،باب احكام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته،ط:قديمي)

(۲) من صلى على ميت في المسجد فلاصلوٰة له.

قوله: فلاصلاة له)هذه رواية ابن أبي شيبة ورواية أحمد وأبي داود فلاشيء له"وابن ماجه "فليس له شيء "وروى "فلاأجر له"وقال ابن عبدالبر:هي خطأ فاحش،والصحيح "فلاشيء له"...... الخ وليس الحديث نهيا غير مصروف ولامقرونا بوعيد، لأن سلب الأجر لايستلزم ثبوت استحقاق العقاب...... لأنه علم قطعاًأنها صحيحة فهي مثل"لاصلاة لجار المسجد إلافي المسجد"(الدر مع الرد: ۲/ ۲۲۶، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،مطلب مهم:إذاقال إن شتمت فلاناً في المسجد يتوقف كون الشاتم فيه...... الخ، ط: سعيد)

🗀 (مرقاة المفاتيح: ۴/۴۵،كتاب الجنائز، باب المشي بالجنازة والصلاة عليها ،الفصل الاول، ط: امداديه ملتان)

تینوں صورتیں مکروہ ہیں:

۱- جنازہ مسجد میں ہو اور امام ومقتدی بھی مسجد میں ہوں۔

۲- جنازہ باہر ہو اور امام مقتدی مسجد میں ہوں۔

۳- جنازہ، امام اور کچھ مقتدی مسجد سے باہر ہوں، اور کچھ مقتدی مسجد کے اندر ہوں۔

ہاں البتہ اگر کسی صحیح عذر، مثلاً: بارش، یا جگہ نہ ہونے کی وجہ سے جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھی جائے تو بلا کراہت جائز ہے۔(۱)

---

(۱) ولم يصلوا ركباناً..... ولا في مسجد)لحديث أبي داود مرفوعاً" من صلى على ميت في المسجد فلاأجر له وفي رواية فلاشيء له"أطلقه فشمل ما"إذاكانت الميت والقوم في المسجد أوكان الميت خارج المسجد والقوم في المسجدأو كان الايام مع بعض القوم خارج المسجد والقوم الباقون في المسجد أوالميت في المسجد والإمام والقوم خارج المسجد"وهو المختار...... كذا في الخلاصة.(البحر الرائق:۲/۱۸۶،كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:سعيد)

🗀 وصلاة الجنازة في المسجد الذى تقام فيه الجماعة مكروهة سواء كان الميت والقوم في المسجد أوكان الميت خارج المسجد والقوم في المسجد أو كان الامام مع بعض القوم خارج المسجد والقوم الباقي في المسجدأوالميت في المسجد والإمام والقوم خارج المسجد هو المختار كذافي الخلاصة، ولاتكره بعذر المطر ونحوه.(الهندية: ۱/۱۶۵،كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت، ط:رشيديه)

🗀 (وكرهت تحريما)وقيل (تنزيهافي مسجد جماعة هو)أي الميت(فيه)وحده،أومع القوم(واختلف في الخارجة(عن المسجد وحده أو مع القوم أومع بعض القوم (والمختار الكراهة)مطلقاً خلاصه.

قوله:أومع القوم)أي كلاأوبعضا بناء على أن أل. في القوم جنسية..اه.قوله: مطلقا)أي في جميع الصورا لمتقدمة كمافي الفتح عن الخلاصة.

وفي الرد:تتمه:إنما تكره في المسجدبلاعذر،فإن كان فلا،ومن الأعذار المطر كمافي الخانية والاعتكاف،كمافي المبسوط.(الدر مع الرد: ۲/۲۲۴،۲۲۶،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة صلاة الجنازة في المسجد،ط:سعيد)

مسجد میں شوافع جنازہ کی نماز پڑھائیں

''شوافع مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھائیں'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲۵۱/۱)

مسلمان ہونے کو ظاہر نہیں کیا

اگر کوئی غیر مسلم ہندو وغیرہ خفیہ طور پر مسلمان ہو گیا، نماز وغیرہ خفیہ طور پر ادا کرتا رہا، لیکن مسلمان ہونے کو لوگوں کے سامنے ظاہر نہیں کیا اور اپنے غیر مسلموں کے گھر میں رہتا رہا، اور اس کا انتقال ہو گیا تو جن لوگوں کو یہ بات معلوم ہے ان لوگوں پر اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور مسنون طریقے سے غسل اور کفن دے کر جنازہ کی نماز ادا کر کے قبرستان میں دفن کرنا لازم ہے، کیونکہ جب اس نے کلمۂ توحید پڑھ لیا اور اسلام کے احکام قبول کر لیے، تو وہ اللہ کے علم کے مطابق مسلمان ہے، اور لوگوں پر ضروری ہے کہ اس کو مسلمان سمجھیں، (۱) اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھیں۔ (۲)

---

(۱) والإيمان هو الإقرار) أي بلسانه بالتحقيق (والتصديق) أي بالجنان. (شرح فقه أكبر: ص: ۸۵، الإيمان هو التصديق والإقرار، ط: قديمي)

وشرطها إسلام الميت. (البحر الرائق: ۱۷۹/۲، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

(الدر المختار مع الرد: ۲۰۷/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في صلاة الجنازة، ط: سعيد)

(۲) فكل مسلم مات بعد الولادة يصلى عليه صغيراً كان أو كبيراً ذكراً كان أو انثى حراً كان أو عبداً إلا البغاة وقطاع الطريق ومن بمثل حالهم لقول النبي صلى الله عليه وسلم: صلوا على كل بر وفاجر. (بدائع الصنائع: ۳۱۱/۱، كتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل: وأما الكلام في صلاة الجنازة، ط: سعيد)

وهي فرض على كل مسلم مات. (الدر المختار مع الرد: ۲۱۰/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي؟، ط: سعيد)

(الهندية: ۱۶۳/۱، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت، ط: رشيديه)

مسلمان ہونے کی علامت نہیں

جس نعش میں مسلمان ہونے کی کوئی علامت نہیں ہے، تو اس کو مسنون طریقہ کی رعایت کے بغیر نہلا کر کسی جگہ دفن کر دیا جائے۔

اور اگر کسی قرینہ سے دل گواہی دیتا ہو کہ مسلمان ہے تو غسل، کفن دے کر جنازہ کی نماز پڑھی جائے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا جائے۔(۱)

مسلم اور غیر مسلم کی لاشیں مخلوط ہو جائیں

''لاشیں مخلوط ہو جائیں'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲۲۹/۲)

مسواک

علماء نے فرمایا ہے: جو شخص مسواک زیادہ کرے گا اس کی روح آسانی سے نکلے گی اور جو شخص مرنے سے پہلے نیک عمل کرے گا اس کی بھی آسانی سے نکلے گی۔(۲)

---

(۱) فروع: لولم يدر أمسلم أم كافر ولاعلامة، فإن في دارنا غسل وصلى عليه وإلالا.

(قوله: فإن في دارنا) أفاد بذكر التفصيل في المكان بعد انتفاء العلامة أن العلامة مقدمة وعند فقدها يعتبر المكان في الصحيح لأنه يحصل به غلبة الظن...... وفيها أن علامة المسلمين أربعة الختان والخضاب ولبس الثواب وحلق العانة. (الدرمع الرد: ۲/ ۲۰۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في حديث" كل سبب ونسب منقطع إلاسببي ونسبي"، ط: سعيد)

(بدائع الصنائع: ۱/ ۳۰۳، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: وأماشرائط وجوبه، ط: سعيد)

ومن لايدر أنه مسلم أم كافر فإن كان عليه سيما المسلمين أوفي بقاع دار الاسلام يغسل وإلا فلا. (الهندية: ۱/ ۱۵۹، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثانى في الغسل، ط: رشيديه)

(۲) فائدة: ذكر جماعة من العلماء أنّ السواك يسهل خروج الروح واستدلوا بحديث عائشة رضى الله عنها في الصحيح في قصة سواك رسول الله ﷺ عند موته. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۵۳) باب من دنا أجله وكيفية الموت وشدته، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

مسئلہ بتانے کا ثواب

’’قرآن پڑھایا‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۵۲/۲)

مشک کی خوشبو

حضرت عبداللہ بن غالب جہاد میں شہید ہوئے، جب دفن کیے گئے تو ان کی قبر سے مشک کی خوشبو پھیلی، پھر ان کے ایک دوست نے ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہاں ٹھکانہ ہے؟ کہا جنت میں، پوچھا کس عمل کی برکت سے؟ کہا میرا ایمان مضبوط تھا، اور میں تہجد پڑھا کرتا تھا، اور روزہ رکھتا تھا، پھر پوچھا تمہاری قبر سے کس چیز کی خوشبو آئی تھی؟ کہا قرآن کی تلاوت اور تہجد کی خوشبو تھی۔(۱)

مصنوعی دانت

اگر میت کے منہ سے مصنوعی دانتوں کا نکالنا مشکل ہو، اور زیادہ محنت کرنے میں میت کی بے حرمتی ہو تو منہ کے اندر ہی چھوڑ دیے جائیں، غسل اور دفن میں کوئی حرج نہیں ہوگا، کیونکہ مال کی حرمت سے میت کی حرمت وعزت زیادہ ہے۔(۲)

(۱) واخرج أبو نعيم ، عن المغيرة بن حبيب ، ان عبد الله بن غالب الدانى قتل فى المعركة شهيدًا، فلما دفن أصابوا من قبره رائحة المسك فرآه رجل من إخوانه فى منامه ، قال : ما صنعت؟ قال : خير الصنيع ، قال : إلى ماصرت ، قال : إلى الجنّة ، قال : بم ؟ قال : بحسن اليقين، وطول التهجد ، وظمأ الهواجر ، قال : فما هذه الرائحة الطيبة الّتى توجد من قبرك ؟ قال: تلك رائحة التلاوة والظمأ . (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور : (ص: ۱۹۸) باب فظاعة القبور وسهولته و سعته على المؤمن ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

(۲) ولوبلع مال غيره ومات هل يشق قولان، والأولى نعم، فتح

قوله: والأولى نعم)لأنه وإن كان حرمة الآدمى أعلى من صيانة المال لكنه أزال احترامه بتعديه كما فى الفتح، ومفاده أنه لو سقط فى جوفه بلاتعد لايشق اتفاقاً.(الدرمع الرد: ۲۳۸/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى دفن الميت، ط:سعيد)

ولقد كرمنا بنى آدم وحملناهم فى البر والبحر. (القرآن)

اور اگر مصنوعی دانت فکس ہیں تو ان کے نکالنے کی کوشش بھی نہیں کرنی چاہیے، ورنہ میت کی بے حرمتی ہوگی۔(۱)

مصیبت پر صبر کرنا

شعب الایمان میں روایت ہے کہ مطرف بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں ایک بار ایک قبرستان میں گیا، اور ایک قبر کے پاس دو رکعت نماز مختصر طور پر پڑھ کر سو گیا، اس قبر کے مردے نے کہا، تم نے دو رکعت نماز پڑھی، اور دل میں خیال کیا کہ بہت مختصر اور ہلکی پڑھی، میں نے کہا: ہاں! انہوں نے کہا کہ تم لوگ عمل کرتے ہو لیکن اس کی فضیلت نہیں جانتے، اور ہم لوگ یہ دو رکعت پڑھ سکتے تو یہ نماز ہمارے حق میں تمام دنیا سے افضل و بہتر ہوتی، پھر میں نے پوچھا: اس قبرستان میں کون لوگ ہیں؟ کہا سب کے سب مسلمان، اور سب نیکوکار ہیں، میں نے پوچھا، سب سے افضل کون ہے؟ تو اس نے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا، میں نے اپنے دل میں کہا: یا اللہ! اس مردے کو ظاہر کرتا کہ میں اس سے بات کروں، اچانک قبر پھٹ گئی، اور اس سے ایک نوجوان نکلا، میں نے پوچھا آپ ان سب میں افضل ہیں؟ کہا: ہاں! یہ لوگ ایسا ہی کہتے ہیں، میں نے پوچھا کس عمل کی بدولت آپ نے ایسا درجہ پایا حالانکہ آپ کی عمر تو کم ہے، یہ گمان نہیں ہوتا کہ حج اور عمرہ اور جہاد اور دوسرے اعمال کے زیادہ کرنے سے آپ کو یہ درجہ ملا ہوگا؟ جواب دیا کہ: مجھ پر مصیبتیں بہت نازل ہوئیں اور

---

(۱) ولوبلع مال غيره ومات هل يشق قولان، والأولى نعم، فتح

قوله: والأولى نعم)لأنه وإن كان حرمة الآدمى أعلى من صيانة المال لكنه أزال احترامه بتعديه كما فى الفتح، ومفاده أنه لو سقط فى جوفه بلاتعد لايشق اتفاقاً.(الدرمع الرد: ۲۳۸/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى دفن الميت، ط:سعيد)

ولقد كرمنا بنى آدم وحملناهم فى البر والبحر.(القرآن)

اللہ تعالیٰ نے مجھ کو صبر کی توفیق عطا فرمائی جس کے سبب سے مجھ کو یہ مرتبہ ملا۔(۱)

مظلوم کی مدد نہیں کی

''بے وضو نماز پڑھی تھی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۵۸/۱)

مغفرت طلب کرو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کے دفن سے فارغ ہوتے تو وہاں ٹھہرتے اور فرماتے: اپنے بھائی کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو، اور اس کے لیے ثابت قدمی کی دعا کرو، اب اس سے سوال کیا جائے گا۔(۲)

---

(۱) وأخرج ابن أبي الدنيا ، والبيهقي في الشعب ، عن مطرف بن عبد الله ، قال كنت بالمقبر ، فصليت قريبًا من قبر ركعتين خفيفتين ،لم أرض اتقانهما ، ونعست ، فرأيتُ صاحب القبر يكلّمني ، فقال : ركعت ركعتين ، لم ترض اتقانهما ؟ قلت : قد كان ذٰلک ، قال تعملون ولا تعلمون ، ونعلم ولانستطيع أن نعمل ؛ لأن أكون ركعتُ مثل ركعتيک أحبّ إلى من الدنيا بحذافيرها ، فقلت : من ها هنا ؟ قال : كلهم مسلم ،وكلهم قد أصاب خيرًا ، فقلت : من ها هنا أفضل ؟ فأشار إلى قبر ، فقلت في نفسي : اللّٰهم أخرج إليّ فأكلّمه ، فخرج من قبرهٖ فتى شاب ، فقلت : أنت أفضل من ها هنا ؟ فقال : قد قالوا ذٰلک ، قلت : فبأيّ شئ نلت ذٰلک ، فواللّٰه ما أرى لک ذٰلک أنس ، فأقول : نلت ذٰلک بطول الحج والعمرة والجهاد في سبيل اللّٰه والعمل ، قال : قد ابتليت بالمصائب ، فرزقت الصبر عليها ، فبذٰلک فضلتم . (شرح الصدور بشرح حال الموتٰی والقبور : (ص: ۳۴۵ ، ۳۴۶) باب في نبذ من أخبار من رأى الموتٰی في منامهٖ ، وسألهم عن حالهم فاخبروه ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

(۲) عن عثمان بن عفان رضي الله عنه قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذافرغ من دفن الميت وقف عليه فقال:استغفروا لأخيكم وسلوا له التثبت ،فإنه الآن يسأل.(سنن ابی داود: ۲/ ۴۵۹، كتاب الجنائز، باب الاستغفار عند قبر الميت في وقت الانصراف، ط: مير محمد)

(مشكاة المصابيح: ص: ۲۶، كتاب الإيمان، باب اثبات عذاب القبر،الفصل الثانی، ط: قديمی)

وكان إذافرغ من دفن الميت قام على قبره هو وأصحابه ،وسأل له التثبت وأمرهم أن يسألوا له التثبت.(زادالمعاد، ۱/ ۵۲۲،فصل: وكان من هديه صلى الله عليه وسلم أن لايدفن عند طلوع الشمس. ط:مؤسسة الرسالة)

مقروض کے جنازے کی نماز

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ آنے پر معلوم کرتے تھے کہ میت مقروض تو نہیں ہے۔ جب صحابۂ کرام میں سے کوئی قرض ادا کرنے کی ذمہ داری لے لیتے تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ کی نماز پڑھاتے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور امتی کو یہ حق نہیں ہے کہ میت پر قرض ہے یا نہیں دریافت کرے، اگر ہے تو جنازہ پڑھانے سے انکار کرے۔ یہ حق صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا۔ (۱)

مکارم اخلاق

''تعزیت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/ ۲۰۰)

مکان میں دفن کرنا

انبیاء کرام کے علاوہ کسی اور آدمی کو مکان میں دفن کرنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم: كان يوتى بالرجل الميت عليه دين فيسأل: هل ترك لدينه من قضاء؟فإن حدث أنه ترك وفاء صلى عليه وإلا قال صلى الله عليه وسلم:صلوا على صاحبكم ولمافتح الله عليه الفتوح قال أنا أولى بالمؤمنين من أنفسهم فمن توفي وعليه دين فعلي قضاء ه ومن ترك مالافهو لورثته.(الصحيح لمسلم: ٢/ ٣٥، كتاب الفرائض،فصل: في اداء الدين قبل الوصية والإرث، ط:قديمي)

(الصحيح للبخاري: ١/ ٣٠٨،كتاب الكفالة، قبيل كتاب الوكالة، ط:قديمي)

(جامع الترمذي: ١/ ٢٠٥،ابواب الجنائز، باب ماجاء في الصلاة على المديون، ط:سعيد)

إنما كان يترك الصلاة عليه ليحرض الناس على قضاء الدين في حيو تهم والتوصل إلى البراءة منها لئلا تفوتهم صلوٰة النبي صلى الله عليه وسلم.(شرح النووي على الصحيح لمسلم، ٢/ ٣٥، كتاب الفرائض، فصل:في اداء الدين قبل الوصية والإرث، ط:قديمي)

(٢) ولاينبغي أن يدفن الميت في الدار...... لإختصاص هذه السنة بالأنبياء.(الدر المختارمع الرد: ٢/ ٢٣٥، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب:في دفن الميت، ط:سعيد)

ويكره الدفن في البيت الذي مات فيه سواء كان صغيراً أو كبيراً لان ذالک خاص بالأنبياء. (حلبي كبير:ص:٦٠٧،فصل:في الجنائز، ط:سهيل اكيڈمي)

(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي:ص: ٦١٢، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: في حملها ودفنها، ط:قديمي)

مکان میں قبر نکل آئی

اگر مکان وغیرہ کی بنیاد کھودتے وقت نعش نکل آئے تو اس نعش کو اسی جگہ رکھنا چاہیے، کیونکہ نعش کو ایک جگہ پر دفن کرنے کے بعد شدید ضرورت کے بغیر دوسری جگہ پر منتقل کرنا جائز نہیں ہے،(۱) ہاں اگر وہاں پر اس نعش کو رکھنا دشوار ہو اور بے حرمتی کا ڈر ہو، مثلاً: عین بنیاد میں وہ نعش ہے، یا اور کوئی ایسی ہی مجبوری ہے تو پھر اس کو منتقل کر کے کسی قبرستان میں دفن کر دینا درست ہے تا کہ میت کا احترام باقی رہے،(۲) دوسری جگہ دفن کرنے کے لیے دوبارہ جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جائے گی۔(۳)

(۱) ولایجو نقله) أی المیت(بعد دفنه)بأن أهیل علیه التراب...... للنهی عن نبشه والنبش حرام حقا لله تعالیٰ.(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی:ص:۶۱۴، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: فی حملها ودفنها،ط:قدیمی)

وأما نقله بعد دفنه فلامطلقاً.(الشامیة: ۲/۲۳۹، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب:فی دفن المیت، ط:سعید)

(حلبی کبیر:ص:۶۰۷، فصل:فی الجنائز، ط:سهیل اکیڈمی)

(۲) المیت بعد مادفن بمدة طویلة أوقلیلة لایسع إخراجه من غیر عذر ویجوز إخراجه بالعذر.(الهندیه: ۲/۴۷۰،کتاب الوقف،الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر....الخ، ط:رشیدیه)

میت دفن فی مکان ثم أراد أهله إخراجه عن ذالک المکان ودفنه فی موضع آخر بعد مدة طویلة أوقلیلة قال الفقیه أبوجعفر رحمه الله تعالیٰ: لایباح إخراجه بعد مادفن إلا بعذر والعذر أن یکون مدفوناً فی أرض مغصوبة ونحو ذالک.(الخانیة علی هامش الهندیة:۳/۳۱۴، کتاب الوقف، فصل: فی المقابر والرباطات، ط:رشیدیه)

(المحیط البرهانی: ۹/۱۴۵ ، کتاب الوقف، الفصل الثانی والعشرون فی المسائل التی تعود إلی الرباطات والمقابر...... الخ،ط:ادارة القرآن)

(۳) لایصلی علی المیت إلا مرة واحدة.(بدائع الصنائع: ۱/۳۱۱، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، بیان من من یصلی علیه، ط:سعید

(تبیین الحقائق: ۱/۲۴۰،کتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: امدادیه)

(الهندیة: ۱/۱۶۳ ،کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس فی الصلاة علی المیت، ط:رشیدیه)

مکروہ اوقات میں جنازہ کی نماز پڑھنا

☆......واضح رہے کہ جنازہ کی نماز واجب ہونے کا سبب جنازہ کا حاضر ہونا ہے، لہٰذا اگر عین مکروہ وقت میں جنازہ حاضر ہو تو نماز کو موخر نہیں کرنا چاہیے، بلکہ افضل یہ ہے کہ فوراً نماز ادا کر لی جائے۔

☆......اور اگر جنازہ مکروہ اوقات سے پہلے آ چکا ہے تو اس صورت میں مکروہ اوقات میں جنازہ کی نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔

☆......فرق کی وجہ یہ ہے کہ پہلی صورت میں وجوب بھی ناقص ہوا اور ادا بھی ناقص ہوگی، اور دوسری صورت میں کامل طور پر واجب ہوئی تھی، اور ناقص طور پر ادا ہوئی، اس لیے مکروہ تحریمی ہوئی، بلکہ بعض فقہاء کے نزدیک بالکل صحیح نہیں ہوئی۔(۱)

---

(۱) وكره تحريما...... صلاة مطلقاولو قضاء أوواجبة أونفلا أوعلىٰ جنازة...... مع شروق...... واستواء ...... وغروب......(وسجدة تلاوة وصلاة جنازة تليت)االآيةفي كامل وحضرت) الجنازة، (قبل) لوجوبه كاملا فلايتأدى ناقصا، فلووجبتا فيها لم يكره فعلهما: أى تحريماً وفي التحفة: الأفضل أن لاتؤخر الجنازة.

قوله: وصلاة جنازة)فيه أنها تصح مع الكراهة،قوله:فلو وجبتا فيها)أى بأن تليت الآية في تلك الاوقات أوحضرت فيها الجنازة.(الدرمع الرد: ۱/۳۷۰، ۳۷۱،كتاب الصلاة،قبيل مطلب: هل يشترط العلم بدخول الوقت، ط:سعيد)

☐ ثلاث ساعات لاتجوز فيهاالمكتوبة ولاصلاة الجنازة ولاسجدة التلاوة إذاطلعت الشمس حتى ترتفع وعند الانتصاف إلى أن تزول وعند إحمرارها إلى أن تغيب....وهذا إذاوجبت صلاة الجنازة وسجدة التلاوة في وقت مباح وأخرتاإلى هذاالوقت فإنه لايجوز قطعاً أمالووجبتا في هذاالوقت وأديتا فيه جاز.(الهندية: ۱/۵۲، كتاب الصلاة، الباب الاول في المواقيت..الخ، الفصل الثالث في بيان الاوقات التى لاتجوز فيها الصلاة وتكره فيها،ط:رشيديه)

☐ (بدائع الصنائع: ۱/۳۱۶،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: وأمابيان مايكره فيها، ط: سعيد)

ملبے میں دبنے والے کے جنازے کی نماز

اگر کوئی شخص ملبے کے نیچے دب کر مر جائے اور کوشش کے باوجود وہاں سے نکالا نہ جا سکے تو غسل نہ ہونے کی وجہ سے اس کے جنازہ کی نماز کے بارے میں اختلاف ہے، اگر غالب گمان یہی ہے کہ لاش پھٹی نہیں تو جنازہ کی نماز اس کے قریب پڑھ لینی چاہیے، اور اگر گمان غالب یہی ہے کہ لاش پھٹ گئی ہے یا شک ہے تو جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جائے گی۔(۱)

ملک الموت تعجب کرتا ہے

ملک الموت روزانہ ستر مرتبہ بندوں کے چہرے دیکھتے ہیں، پھر جب وہ بندہ ہنستا

---

(۱) وإن دفن وأهيل عليه التراب بغير صلاة أوبها بلاغسل أوممن لاولاية له صلى على قبره استحسانا مالم يغلب على الظن تفسخه من غير تقدير هو الاصح،وظاهره أنه لوشك فى تفسخه صلى عليه لكن فى النهر عن محمد رحمه الله تعالىٰ لا،كأنه تقديما للمانع،

قوله: أوبها غسل)هذارواية ابن سماعة والصحيح أنه لايصلى على قبره فى هذه الحالة لأنها بلاغسل غير مشروعة كذافى غاية البيان،لكن فى السراج وغيره قيل: لايصلى على قبره، وقال الكرخى:يصلى وهوالاستحسان لأن الأولىٰ لم يعتد بها لترك الشرط مع الإمكان والآن زال الإمكان فسقطت فرضية الغسل وهذايقتضى ترجيح الإطلاق وهوالأولى، نهر

تنبيه: ينبغى أن يكون فى حكم من دفن بلاصلاة من تردى فى نحو بئر أووقع عليه بنيان ولم يمكن إخراجه بخلاف مالو غرق فى بحر لعدم تحقق وجوده أمام المصلى تأمل

قوله: كأنه تقديما للمانع) الخبر محذوف :أى كأنه قال ذالك تقديما:أى دارالامر بين التفسخ المقتضى عدم الصلاة وبين عدمه الموجب لها، فاعتبرنا المانع وهو التفسخ، أقول: والحلية:نص عليه الاصحاب على أنه لايصلى عليه مع الشك فى ذالك ذكره فى المفيد والمزيد وجوامع الفقه وعامة الكتب ،وعلله فى المحيط بوقوع الشك فى الجواز..٥١.(الدر مع الرد: ٢/ ٢٢٤، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،قبيل:مطلب فى كراهة صلاة الجنازة فى المسجد.ط:سعيد)

(طحطاوى على الدر: ١/ ٣٧٧،كتاب الصلاةِ باب صلاة الجنازة، ط:المكتبة العربية)

(التاتارخانية: ٢/ ١٣٢، كتاب الصلاة، الباب الثانى والثلاثون فى الجنائز،نوع آخر فى الخطأ الذى يقع فى اللباب، ط:قديمى)

ہے جس کے پاس فرشتہ بھیجا گیا ہے تو فرشتہ کہتا ہے: ابن آدم (آدم کی اولاد) پر تعجب ہے کہ مجھے تو اس کی روح قبض کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے لیکن وہ پھر بھی ہنس رہا ہے۔(۱)

ملک الموت کا اعلان

روزانہ جب دن نکلتا ہے تو ملک الموت اعلان کرتے ہیں: اے چالیس سال کی عمر والو! توشہ جمع کرنے کا وقت ہے، دیکھو تمہارے ذہن حاضر ہیں، اعضاء قوی اور مضبوط ہیں، اے پچاس سال والو! دیکھو پھل پکنے اور کھیتی کٹنے کا وقت قریب آ گیا ہے، اے ساٹھ سال والو! تم عذاب اور برے حساب کو بھول گئے؟ کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت کر لیتا؟ اور ڈرانے والا تمہارے پاس آ گیا تھا۔(۲)

ملک الموت کو جب دیکھتا ہے

"شجرۃ المنتھیٰ" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱/۴۴۶)

ملک الموت کون ہے؟

روایت میں آتا ہے کہ ملک الموت حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس گئے

(۱) وروی أبو هدبة ابراهيم بن هدبة قال: حدثنا أنس بن مالک قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ملک الموت لينظر في وجوه العباد كل يوم سبعين نظرة قال: إذاضحک العبد الذی بعث إليه قال: يقول عجباً بعثت إليه لأقبض روحه وهو يضحک، والله اعلم. (التذكرة فی احوال الموتى وامور الآخرة، ص: ۶۱، باب ماجاء أن ملک الموت عليه السلام هو القابض لأرواح الخلق، ط: دار الحديث، قاهره)

(۲) فمامن يوم تطلع فيه شمس ولاتغرب إلا وملک الموت ينادی، ياأبناء الاربعين! هذاوقت أخذ الزاد، أذهانكم حاضرة وأعضاء كم قوية شداد، ياأبناء الخمسين! قد دنا وقت الأخذ والحصاد ياأبناء الستين! نسيتم العقاب وغفلتم عن ردالجواب فمالكم من نصير أولم نعمركم مايتذكر فيه من تذكر وجائكم النذير. (التذكرة فی احوال الموتى وامور الآخرة، ص: ۳۶، باب ماجاء فی رسل ملک الموت قبل الوفاة، ط: دار الحديث قاهره)

انہوں نے فرمایا: تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں وہ ہوں جو بادشاہوں سے بھی نہیں ڈرتا، جسے قلعے نہیں روک سکتے اور وہ رشوت قبول نہیں کرتا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: پھر تو تم ملک الموت ہو؟ لیکن میں نے تو ابھی تک تمہاری ملاقات کی تیاری نہیں کی، انہوں نے کہا: اے داؤد علیہ السلام آپ کے فلاں پڑوسی کہاں ہیں؟ آپ کے فلاں رشتہ دار کہاں گئے؟ آپ کا فلاں ساتھی کہاں گیا؟ فرمایا: وہ سب مر گئے، ملک الموت نے کہا: کیا ان سب میں اس شخص کے لیے ''عبرت کا سامان'' نہیں تھا جو تیاری کرنا چاہے؟ (۱)

ملک الموت نماز تلاش کرتے ہیں

حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ملک الموت سب لوگوں پر نماز کے اوقات میں نظر دوڑاتے ہیں، اور جب موت کے وقت روح قبض کرنے آتے ہیں تو اگر میت نمازی ہے تو شیطان کو جو اس کے پاس ہے دفع کرتے ہیں، اور ایسے مشکل وقت میں اس کو'' لا إلٰه الا الله محمد رسول الله'' سکھاتے ہیں، اس کے بعد روح قبض کرتے ہیں۔ (۲)

---

(۱) وروی أن ملک الموت دخل علی داود علیه السلام فقال من أنت؟فقال: من لایهاب الملوک ولاتمنع منه القصور ولایقبل الرشا،قال:فإذا أنت ملک الموت قال: نعم قال:أتیتنی ولم أستعد بعد؟ قال:یاداود أین فلان قریبک؟أین فلان جارک؟قال:مات قال أماکان لک فی هؤلاء عبرة لتستعد؟ (التذکرة فی أحوال الموتی وأمور الآخرة:ص:۳۸،باب ماجاء فی رسل ملک الموت قبل الوفاة، ط: دارالحدیث قاهره)

(۲) قال جعفر بن محمد : بلغنی أنّه إنّما یتصفحهم عند مواقیت الصلاة فإذا نظر عند الموت فإن کان ممن یحافظ علی الصلوات الخمس دنا منه الملک ، وطُرد عنه الشیطان ویلقنه الملک " لا إلٰه إلاّ اللّٰه محمد رسول اللّٰه " فی ذٰلک الحال العظیم . (شرح الصدور بشرح حال الموتٰی والقبور: (ص: ۶۳) باب ماجاء فی ملک الموت واعوانه ، ط: المکتبة التوفیقیة ، مصر)

مملوکہ زمین میں مردہ دفن کرنا

اگر کسی کی مملوکہ زمین میں مردہ دفن کرنا چاہے تو مالک سے اجازت لے کر دفن کرنا چاہیے، مالک کی اجازت کے بغیر مردہ دفن کرنا درست نہیں ہے۔ اگر بلا اجازت دفن کر دیا تو زمین کے مالک کو قبر اکھاڑ کر میت کو نکال دینے یا قبر کو زمین کے برابر ہموار کر دینے کا اختیار ہوگا۔(۱)

مملوکہ قبرستان

☆...... اگر قبرستان وقف ہے تو جن برادریوں اور قبیلوں کے لیے وقف ہے وہ اپنے مردوں کو اس میں دفن کر سکتے ہیں اور قبرستان کے متولی کو انہیں منع کرنے کا حق حاصل نہیں ہے، متولی مستحق لوگوں کے حق کو باطل نہیں کر سکتا ہے۔(۲)

☆...... جو زمین بادشاہ یا حکومت وقت نے کسی کو مالک بنا کر دے دی، تو وہ اس زمین کا مالک بن گیا، پھر اس نے زمین کے ایک حصے کو صرف اپنی اولاد دفن کرنے کے لیے وقف کر دیا تو یہ ''وقف خاص'' ہے، جب تک اس کی اولاد میں سے کوئی بھی زندہ رہے گا، دوسرے لوگوں کو اس میں میت دفن کرنے کا اختیار نہیں

(۱) ولا یخرج منه بعد إهالة التراب إلا لحق آدمي بأن يكون الارض مغصوبة أو أخذه بشفعة ويخير المالك بين إخراجه ومساواته بالارض كما جاز زرعه والبناء عليها إذا بلي وصار تراباً. (الدر المختار: ۲/۲۳۸، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في دفن الميت، ط: سعيد)

🗁 (تبيين الحقائق: ۱/۲۴۶، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ط: امداديه ملتان)

🗁 (البحر الرائق: ۲/۱۹۵، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

(۲) ثم لا فرق في الانتفاع في مثل هذه الاشياء بين الغني والفقير حتى جاز للكل النزول في الخان والرباط والشرب من السقاية والدفن في المقبرة. (الهندية: ۲/۴۶۶، كتاب الوقف، الباب الثاني عشر في الرباطات والمقابر والخانات...... الخ، ط: رشيديه)

🗁 (تبيين الحقائق: ۳/۳۳۱، كتاب الوقف، ط: امداديه)

🗁 (المبسوط للسرخسي: ۱۲/۴۰، كتاب الوقف، ط: المكتبة الغفارية)

ہوگا۔(۱)

اور اگر اس نے زمین کو میت دفن کرنے کے لیے وقف نہیں کیا، بلکہ اپنی ذاتی زمین میں اولاد کو دفن کرتا رہا تو کسی حالت میں بھی دوسروں کو میت دفن کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔(۲)

منکرات کی وجہ سے جنازہ کے پیچھے جانا نہ چھوڑے

"باجہ وغیرہ بجائے" عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۱۱۸)

منکرِ حدیث کی نمازِ جنازہ

احادیث مبارکہ کو حجت ماننا دین کی ضروریات میں سے ہے، اور اس کی حجیت کا انکار کرنا کفر ہے۔ اور جنازہ کی نماز صحیح ہونے کے لیے میت کا مسلمان ہونا شرط ہے، اور حدیث کا منکر مسلمان نہیں ہے، اس لیے ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا، پڑھانا

(۱) قال الخصاف في وقفه إذاجعل الرجل داره سكنى للغزاة...... لايسكنها أحد. (الهندية: ۱/ ۴۶۲، كتاب الوقف، الباب الثاني عشر في الرباطات والمقابر والخانات...... الخ، ط: رشيديه)

(التاتارخانية: ۵/۵۸۸، كتاب الوقف، الفصل الثاني والعشرون في المسائل التي تعود إلى الرباطات والمقابر...... الخ، ط: قديمي)

لايجوز التصرف في مال غيره بلاإذنه ولاولايته. (الدرالمختار: ۶/۲۰۰، كتاب الغصب، مطلب: فيمايجوز من التصرف بمال الغيربدون إذن صريح، ط: سعيد)

(الإشباه والنظائر لابن نجيم: ص: ۲۷۶، كتاب الغصب، ط: قديمي)

(۲) ميت دفن في أرض انسان بغير إذن مالكها كان المالك بالخيار إن شاء رضي بذالك وإن شاء أمر باخراج الميت وإن شاء سوى الارض وزرع فوقها. (الهندية: ۱/ ۴۷۲، كتاب الوقف، الباب الثاني عشر في الرباطات والمقابر والخانات...... الخ، ط: رشيديه)

(الخانية على هامش الهندية: ۲/ ۲۱۴، كتاب الوقف، فصل: في المقابر والرباطات، ط: رشيديه)

(الدرمع الرد: ۲/ ۲۳۸، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في دفن الميت، ط: سعيد)

اور اس میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

منکر نکیر

ایک طویل حدیث میں منکر و نکیر کے بارے میں یہ ذکر ہے:......اس کے بعد اللہ تعالیٰ دو فرشتے قبر میں بھیجتا ہے، ان کی آنکھیں بجلی کی طرح چمکتی ہیں، ان کی آواز بجلی کی کڑک کے مثل ہے، ان کے دانت گائے کے سینگ کی طرح ہیں، ان کی سانس سے آگ کا شعلہ نکلتا ہے، ان کے تمام بدن پر بہت بال ہیں، ان کے دو مونڈھوں کے درمیان طویل فاصلہ ہے، ان کے دل میں مومنوں کے سوا اور کسی کے لئے رحم نہیں ہے، ایک کا نام ''منکر'' اور دوسرے کا نام ''نکیر'' ہے، دونوں کے ہاتھ میں اتنا بھاری گرز ہے کہ اگر تمام جن و انسان جمع ہو کر اٹھانا چاہیں تو نہ اٹھا سکیں، یہ دونوں فرشتے میت سے کہتے ہیں بیٹھ، وہ بیٹھتا ہے اور اس کا کفن کمر تک اتر جاتا ہے، پھر پوچھتے ہیں، تیرا رب کون ہے؟ اور تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرے نبی کون ہیں؟ میت کہتی ہے: میرا رب اللہ ہے، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور دین میرا اسلام ہے، اور نبی میرے محمد ﷺ ہیں، وہ خاتم الانبیاء ہیں، فرشتے کہتے ہیں: تو نے سچ کہا، پھر قبر کو چاروں طرف سے پھیلاتے ہیں اور کہتے ہیں اوپر دیکھ، جب میت اوپر نظر کرتی ہے تو جنت کو دیکھتی ہے، فرشتے کہتے ہیں: اے اللہ کے دوست! یہ تیرا ٹھکانہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے کہ اس وقت میت کے دل میں ایسی خوشی پیدا ہوگی جو کبھی نہ نکلے گی، پھر فرشتے کہیں گے نیچے دیکھ! جب میت نیچے نظر کرے گی تو دوزخ دیکھے گی، فرشتے

---

(۱) ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ......﴾ الآیۃ [التوبۃ:]
﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى......الآیۃ﴾ [التوبۃ: ۱۱۳]

کہتے ہیں: اے اللہ کے دوست! تو نے اس سے نجات پالی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے کہ اس وقت میت کے دل میں ایسی خوشی پیدا ہوگی جو کبھی ختم نہیں ہوگی پھر اس کے لئے جنت کے ستتر (۷۷) دروازے کھول دیئے جائیں گے جن سے جنت کی خوشبو اور ٹھنڈک قیامت تک آتی رہے گی۔(۱)

منکر و نکیر کی صورت

منکر و نکیر کی صورت سب جانداروں سے علیحدہ ہے، نہ آدمی کے مثل ہیں، نہ فرشتے کے، نہ جانور کے، نہ چوپایہ کے، بلکہ ان کی شکل نئی قسم کی ہے، جو کسی سے مشابہت نہیں رکھتی، ان میں محبت نہیں، جو کوئی ان کو دیکھے گا اپنے حواس میں نہیں

(۱) وأخرج أبو يعلى في مسنده، وابن أبي الدنيا من طريق يزيد الرقاشي عن أنس عن تميم الداري عن النبيّ ...... ويبعث الله ملكين، ابصارهما كالبرق الخاطف، وأصواتهما كالرعد القاصف وأنيابهما كالصايصي، وأنفاسهما كاللهب، يطآن في اشعارهما، بين منكبي كل واحد منهما مسيرة كذا وكذا قد نزعت منهما الرأفة والرحمة، إلا بالمؤمنين يقال لهما: منكر و نكير، في يد كل واحد منهما مطرقة، لو اجتمع عليها الثقلان لم يقلّوها، فيقولان له: اجلس، فيستوي جالسًا في قبره، فتسقط اكفانه في حقوَيه، فيقولان له: من ربّك؟ وما دينك؟ وما نبيك؟ فيقول: ربّي الله وحده لاشريك له، والإسلام ديني، ومحمد نبيّي، وهو خاتم النبيين، فيقولان له: صدقت، فيدفعان القبر، فيوسعانه من بين يديه ومن خلفه، وعن يمينه وعن يساره، ومن قبل رأسه ومن قبل رجليه، ثم يقولان له: انظر فوقك فينظر، فإذا هو مفتوح إلى الجنة، فيقولان له: هٰذا منزلك يا ولي الله، لما أطعت الله، قال رسول الله ﷺ: فوالّذي نفس محمد بيده، إنّه لتصل إلى قلبه فرحة لاترتد أبدًا، فيقال له: انظر تحتك، فينظر تحته، فإذا هو مفتوح إلى النّاس، فيقولان: يا ولي الله، نجوت من هٰذا، فقال رسول الله ﷺ: والّذي نفس محمد بيده، إنّه لتصل إلى قلبه عند ذٰلك فرحة لاترتد أبدًا، ويفتح له سبعة و سبعون بابًا إلى الجنة، ويأتيه ريحها وبردها، حتى يبعثه الله من قبره. (شرح الصدور بشرح حال الموتٰى والقبور: (ص: ۸۱) باب من يحضر الميت من الملائكة وغيرهم، وما يراه المحتضر، ومايقال له ومايبشر به المؤمن وينذر به الكافر، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

رہے گا، مگر مومن کے ایمان کے سامنے یہ فرشتے نرم بن جائیں گے اور مومن کو خوف نہیں ہوگا۔(۱)

منہ دکھانے کی رسم

غیر محرم عورت اور اجنبی مرد کا چہرہ دیکھنا جائز نہیں ہے، اور عورتوں کے لیے عورت کا اور مردوں کے لیے مردوں کا چہرہ دیکھنا جائز ہے، اسی طرح محرم عورت کا چہرہ دیکھنا بھی منع نہیں ہے۔(۲)

(۱) السابعة: قال الحكيم أيضًا: إنّما سميا فتاني القبر؛ لأنّ في سؤالهما انتهارًا وفي خلقهما صعوبة، وسميا منكرًا ونكيرًا؛ لأنّ خلقهما لايشبه خلق الآدميين ولا خلق الملائكة ولا خلق البهائم، ولا خلق الهوام، هماخلق بديع، وليس في خلقتهما إنس للناظرين إليهما، جعلهما الله تكرمة للمؤمنين وتثبيتا، وتبصرة، وهتكًا لستر المنافق في البرزخ من قبل أن يبعث حتى يحل عليه العذاب، قلت: وهٰذا يدلّ على أنّ الإسم منكر بفتح الكاف، وهو المجزوم به في القاموس، وذكر ابن يونس من أصحابنا الشافعية، أن اسم ملكي المؤمن مبشر و بشير. (شرح الصدور بشرح حال الموتٰى والقبور: (ص: ۱۸۳) باب فتنة القبر وسؤال الملكين، فصل فيه فوائد، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

(۲) عن ام سلمة أنها كانت عند رسول الله صلى الله عليه وسلم وميمونة إذأقبل ابن أم مكتوم فدخل عليه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم احتجبا منه فقلت يارسول الله!اليس هو اعمىٰ لايبصرنا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أفعمياوان أنتما،لستما تبصرانه.(مشكاة المصابيح: ص: ۲۶۹،كتاب النكاح،باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورت،الفصل الثاني، ط: قديمي)

🗀 قال النووي رحمه الله تعالىٰ:نظر الرجل إلى المرأة الأجنبية حرام من كل شيء من بدنها، وكذلك نظر المرأةإلى الرجل سواء كان بشهوة أوبغيرها،وكذلك يحرم النظر...... هذا هو المذهب الصحيح المختار عند المحققين، نص عليه الشافعي وحذاق أصحابه...... ومذهبنا ومذهب الجمهور أنه إنما يحرم النظرإذا كان على وجه الشهوة،والذى ذكره إنما هو من باب الاحتياط في الدين فإنه من رعى حول الحمى يوشك أن يقع فيه.(مرقاة المفاتيح: ۶/ ۲۵۲، كتاب النكاح،باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الاول، ط:رشيديه)

🗀 (شرح النووي على المسلم: ۱/ ۱۵۴، كتاب الحيض،باب تحريم النظر إلى العورات فيه، ط: قديمي

🗀 ويمنع زوجها من غسلها ومسها لامن النظر اليها على الاصح وهي تمنع من ذالك.(شامي: ۲/ ۱۹۸، باب صلاةالجنازة،قبيل مطلب في حديث كل سبب ونسب منقطع الاسببي ونسبي، ط: سعيد)

البتہ میت کا منہ دیکھنے کو اجر وثواب کا باعث سمجھنا بدعت ہے اور تصویریں لینا اور اخبارات میں شائع کرنا ناجائز ہے، مزید یہ کہ تاخیر کا سبب بنتا ہے، اور کبھی کبھار خدانخواستہ کوئی عیب یا کوئی تغیر پیدا ہو جائے اس کے افشا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے، اس لیے اس سے پرہیز بہتر ہے۔(۱)

موت

علماء کرام نے فرمایا ہے کہ موت بالکل مٹ جانے اور فنا ہو جانے کا نام نہیں ہے بلکہ موت کے یہ معنی ہیں کہ روح کا لگاؤ بدن سے کٹ جائے، اور دونوں میں جدائی ہو جائے اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلا جائے۔

حضرت بلال بن مسعود اور عمر بن عبدالعزیز رحمہما اللہ فرماتے ہیں: اے لوگو! تم لوگ فنا ہو جانے کے لئے پیدا نہیں کئے گئے، بلکہ تم لوگ ہمیشہ رہنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو، اور تم ایک گھر سے دوسرے گھر میں جاؤ گے، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: مومن کا تحفہ موت ہے، اور موت اس کے واسطے خوشبو دار پھول ہے۔ (یعنی

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ماليس منه فهورد. (صحيح البخاري: ۱/ ۳۷۱، كتاب الصلح، باب اصطلحوا على صلح جور فهو مردود، ط: قديمي)

□ من أصر على أمر مندوب وجعله عزماولم يعمل بالرخصة، فقدأصاب منه الشيطان من الاضلال فيكف من أصر على بدعة أومنكر. (مرقاة المفاتيح: ۳/ ۲۶، كتاب الصلاة، باب الدعاء في التشهد، رقم الحديث: ۹۴۶، ط: رشيديه)

□ الاصرار على المندوب يبلغه الى حدالكراهة، فكيف اصرار البدعة التي لااصل لها في الشرع. (السعاية: ۲/ ۲۶۵، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، قبيل فصل: في القراءة، ط: سهيل اكيڈمی

□ وفي الرد: بانها اى: البدعة ماأحدث على خلاف الحق الملتقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من علم او عمل او حال اوبنوع شبهة او استحسان وجعل دينا قويما وصراطامستقيما. (الشامية: ۱/ ۵۶۰، ۵۶۱، كتاب الصلاة، باب الامامة، ط: سعيد)

مرغوب چیز ہے)(۱)

کسی شخص نے حضرت کعب احبار سے پوچھا کہ وہ بیماری کون سی ہے جس کی کوئی دوا نہیں؟ انہوں نے کہا: موت!

زید بن اسلم کہتے ہیں کہ موت ایک بیماری ہے اور اس کی دوا صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے (یعنی جس وقت یہ منکشف ہو جاتا ہے کہ حق تعالیٰ مجھ سے خوش و راضی ہیں تو ساری تکلیف نزع کی جاتی رہتی ہے)(۲)

موت بہت خوفناک ہے

شداد بن اوس سے روایت ہے کہ مومن کے لئے دنیا اور آخرت کی تکلیفوں میں موت بہت خوفناک ہے اور اگر کوئی آرہ سے چیرا جائے یا قینچی ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے یا دیگ میں بند کر کے پکایا جائے، تو موت اس سے زیادہ تکلیف دینے والی

---

(۱) قال العلماء: الموت ليس بعدم محض، ولا فناء صرف، وإنما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن، ومفارقة و حيلولة بينهما، وتبدل حال، وانتقال من دار إلى دار.

وأخرج أبو الشيخ في تفسيره، وأبو نعيم عن بلال بن سعد أنّه قال في وعظه: يا أهل الخلود، ويا أهل البقاء، إنّكم لم تخلقوا للفناء، وإنّكم خلقتم للخود والأبد، وإنّكم تنقلون من دار إلى دار.

وأخرج الحاكم في المستدرك، و الطبراني في الكبير وابن المبارك في الزهد، والبيهقي في شعب الإيمان عن عبد الله بن عمرو، قال قال رسول الله ﷺ: تحفة المؤمن الموت.

وأخرج الديلمي في مسند الفردوس من حديث جابر، ومثله وأخرج أيضًا عن الحسين بن علي، أنّ رسول الله ﷺ قال: الموت ريحانة المؤمن". (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۲۳) باب فضل الموت، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

(۲) وأخرج عن زيد بن أسلم، أنّ رجلاً قال لكعب الأحبار: ما الداء الّذي لا دواء له: قال: الموت، قال زيد بن أسلم: إنّ الموت داء، ودواؤه رضوان الله. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۵۲) باب من دنا أجله وكيفية الموت و شدته، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

ہے، اور اگر مردہ قبر سے نکل کر موت کی تکلیف بیان کرے تو دنیا والوں کا جینا دشوار ہو جائے، اور وہ نیند و آرام کی لذت بھول جائیں۔(۱)

موت پر صبر کا اجر و ثواب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میں کسی ایمان والے بندے (بندی) کے کسی پیارے کو اٹھا لوں، پھر وہ ثواب کی امید پر صبر کرے تو میرے پاس اس کے لیے جنت کے سوا کوئی معاوضہ نہیں۔(۲)

موت سفر میں

''سفر میں موت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱/۴۲۳)

موت کو بھولنے والا

''موت کو زیادہ یاد کرنے والا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۳۱۰)

---

(۱) وأخرج ابن أبي الدنيا، عن شداد بن اوس الصحابي رضي الله عنه قال: الموت أفظع هول في الدنيا والآخرة على المؤمنين، والموت أشد من نشر المناشير، وقرض بالمقاريض و غلي في القدور، ولو ان الميت نشر، فأخبر أهل الدنيا بألم الموت، ما انتفعوا بعيش، ولا لذّوا بنوم. (شرح الصدور بشرح حال الموتىٰ والقبور: (ص: ۵۰) باب من دنا أجله، وكيفية الموت وشدته، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يقول الله مالعبد المؤمن من جزاء إذاقبضت صفية من أهل الدنيا من احتسبه إلاالجنة. (صحيح البخاري: ۲/ ۹۵۰، كتاب الرقاق، باب العمل الذي يبتغى به وجه الله، ط: قديمي)

(مشكاة المصابيح: ص: ۱۵۰، كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت، الفصل الثاني، ط: قديمي)

(الأذكار للنووي: ص: ۳۷۹، كتاب أذكار المرض والموت، باب مايقوله من مات له ميت، ط: دار ابن كثير)

موت کو زیادہ یاد کرنے والا

علماء فرماتے ہیں کہ جو موت کو زیادہ یاد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو تین کرامات سے نوازے گا:

۱۔ جلدی توبہ کی توفیق ملے گی،

۲۔ دل میں قناعت ہوگی، ہوس اور لالچ نہیں ہوگی،

۳۔ عبادت میں اطمینان اور دلجمعی ہوگی۔

اور جو شخص موت کو بھول جائیگا اس پر تین بلائیں نازل ہوں گی:

۱۔ اس کو توبہ کی توفیق نہیں ہوگی،

۲۔ تھوڑی چیز اس کو کفایت نہیں کرے گی،

۳۔ عبادت میں سستی کرے گا۔

تیمی نے کہا: دو چیزوں نے مجھ سے دنیا کی لذت ختم کردی:

۱۔ موت کی یاد

۲۔ میدان حشر میں اللہ کے سامنے کھڑے ہوکر حساب دینے کا ذکر۔(۱)

موت کو یاد کرنا چاہیے

''میت کی خبر ملے'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/ ۳۵۰)

---

(۱) وقال بعضهم : من أكثر ذكر الموت أكرم بثلاثة أشياء : تعجيل التوبة ، و قناعة القلب ، ونشاط العبادة ، ومن نسي الموت عوقب بثلاثة أشياء : تسويف التوبة ، وترك الرضا بالكفاف، و التكاسل في العبادة .

وقال التيمي : شيئان قطعا عني لذة الدنيا ، ذكر الموت و ذكر الوقوف بين يدي الله تعالىٰ . اخرجه ابن أبي الدنيا . (شرح الصدور بشرح حال الموتىٰ والقبور : (ص: ۳۳، ۳۴) باب ذكر الموت والاستعداد له ،ط : المكتبة التوفيقية ، مصر)

موت کو یاد کرنے کا فائدہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت کو زیادہ یاد کیا کرو، اس لئے کہ اس سے گناہ صاف ہو جاتے ہیں، اور دنیا کی رغبت کم ہوتی ہے، اگر تم موت کو اپنی مالداری کے زمانے میں یاد کرو گے تو یہ عیش (کی طغیانی) کو نکال دے گی، اور اگر تم تنگ دستی میں اس کو یاد کرو گے تو یہ تم کو تمہاری موجودہ زندگی کی حالت پر قناعت پسند بنا دے گی۔(۱)

☆ علماء نے فرمایا ہے کہ جو موت کو زیادہ یاد کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو تین کرامات سے نوازے گا:

۱۔جلدی توبہ کی توفیق ملے گی،

۲۔دل کو قناعت کی دولت نصیب ہوگی،

۳۔عبادت میں اطمینان نصیب ہوگا، اور مزہ آئے گا۔

اور جو موت کو بھول جائے گا اس پر تین بلائیں نازل ہوں گی:

۱۔اس کو توبہ کی توفیق نہیں ہوگی،

۲۔تھوڑی چیز اس کو کفایت نہیں کرے گی،

۳۔اور عبادت میں سستی کرے گا۔(۲)

---

(۱) واخرج ابن أبي الدنيا عن أنس رضي الله عنه عن النبيّ صلى الله عليه وسلم أكثروا ذكر الموت، فإنّه يمحص الذنوب، ويزهد في الدنيا، فإن ذكرتموه عند الغنى هدمه، وإن ذكرتموه عند الفقر أرضاكم بعيشكم. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۳۲) باب ذكر الموت والاستعداد له، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

(۲) وقال بعضهم: من أكثر ذكر الموت أكرم بثلاثة أشياء: تعجيل التوبة، و قناعة القلب، ونشاط العبادة، ومن نسي الموت عوقب بثلاثة أشياء: تسويف التوبة، وترك الرضا بالكفاف، و التكاسل في العبادة. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۳۳، ۳۴) باب ذكر الموت والاستعداد له، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

موت کی تفصیلات

''موت کی سختی'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۳۱۲)

موت کی تمنا نہ کرے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کسی پر مصیبت پڑے تو موت کی تمنا ہرگز نہ کرے، اور مجبوری ہو تو اس طرح کہے: اے اللہ! جب تک زندگی میرے حق میں بہتر ہے تو زندہ رکھ، اور جب مرنا میرے حق میں بہتر ہو تو موت دے۔ (۱)

موت کی حالت میں اچھی امید رکھنا

''اچھی امید رکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۷۰)

موت کی سختی

☆ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا موت کی تکلیف کے بارے میں، آپ ﷺ نے فرمایا: موت کی بہت سختیاں ہیں سب سے کم درجہ کی سختی ایک ہزار تلوار مارنے کے برابر ہے۔ (۲)

---

(۱) عن أنس قال: قال رسول الله ﷺ: لا يتمنين أحدكم الموت لضر نزل به، فإن كان لا بد متمنيا فليقل: اللّٰهم أحيني ما كانت الحياة خيرًا له، وتوفني إذا كانت الوفاة خيرًا لي. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۱۳) باب النهي عن تمني الموت والدعاء به لضر ينزل به في المال والجسد، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

صحيح البخاري: (۲/۸۴۷) كتاب المرضى، باب نهي تمني المريض الموت، ط: قديمي.

(۲) وأخرج ابن أبي الدنيا بسند رجال ثقات، عن الحسن أنّ رسول الله ﷺ ذكر ألم الموت وغُصَّته، فقال: هو قدر ثلاثمائة ضربة بالسيف.

وأخرج عن الضحاك بن حمزة، قال: سئل رسول الله ﷺ عن الموت، فقال: أدنى جبذات الموت بمنزلة مائة ضربة بالسيف.=

کعب الاحبار کہتے ہیں کہ موت کی سختی قیامت تک باقی رہتی ہے، اور ایسا ہی امام اوزاعی سے بھی روایت ہے۔(۱)

☆ ''حکایت'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے تھے، ایک کافر نے کہا: آپ نئے مردہ کو زندہ کرتے ہیں، پہلے زمانے کے کسی مردہ کو زندہ کیجئے، آپ نے فرمایا: جس کو تو بتائے گا اس کو زندہ کروں گا، اس نے کہا حضرت نوح علیہ السلام کے لڑکے سام کو زندہ کیجئے، آپ نے اس کی قبر کے پاس دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ کر دیا، اور وہ قبر سے نکل کر کھڑا ہو گیا، اس کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید تھے، لوگوں نے کہا تمہارے زمانے میں کسی کا بال سفید نہیں ہوتا تھا، تمہارے بال کس طرح سفید ہوئے، اس نے کہا کہ زندہ کرنے کے واسطے مجھے پکارا گیا تو میں سمجھا قیامت آ گئی، اس خوف سے میرے بال سفید ہو گئے، لوگوں نے کہا تم کو مرے ہوئے کتنا زمانہ ہو گیا؟ اس نے کہا چار ہزار برس گزرے، لیکن موت کی سختی اب تک مجھ میں باقی ہے۔(۲)

☆ ......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل کی ایک جماعت قبرستان آئی اور کہا کہ اگر ہم دو رکعتیں پڑھ کر اللہ جل شانہ سے یہ دعا کریں کہ کسی

= وأخرج الخطيب في التاريخ ، عن أنس مرفوعًا : لمعالجة ملك الموت أشد من ألف ضربة بالسيف . (شرح الصدور بشرح حال الموتٰى والقبور : (ص: ۴۷) باب من دنٰى أجله وكيفية الموت وشدته ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

(۲) وأخرج أبو نعيم عن كعب قال : لايذهب عن الميت ألم الموت مادام في قبره ، وأنّه لأشدّ ما يمر على المؤمن ، وأهون مايصيب الكافر .

وأخرج ابن أبي الدنيا عن الأوزاعي ، قال : بلغنا أن المؤمن يجد ألم الموت ، حتى يبعث من قبره . (شرح الصدور بشرح حال الموتٰى والقبور : (ص: ۴۷) باب من دنٰى أجله وكيفية الموت وشدته ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

(۲) نور الصدور في شرح القبور: (ص: ۲۲) باب: موت کی سختی کا بیان، ط: دار الاشاعت.

مردے کو قبر سے ہمارے سامنے نکال دے، اور وہ ہمیں موت کی تفصیلات بتلادے تو کتنا اچھا ہو، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، اسی دوران ایک قبر سے ایک شخص نے سر نکالا، وہ ننگے سر اور سیاہ رنگ کا تھا، اس کی پیشانی پر سجدہ کا نشان تھا، اس نے کہا: لوگو! تم کیا چاہتے ہو؟ مجھے مرے ہوئے سو سال گزر گئے ہیں، لیکن موت کی سختی کی تکلیف مجھ سے اب تک دور نہیں ہوئی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ مجھے اسی حالت پر لوٹا دے جس پر میں تھا۔

حدیث میں آتا ہے کہ مرنے والا موت کی سختی اور پریشانی جھیلتا ہے اور اس کے اعضاء ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں۔ کہتے ہیں: قیامت کے دن تک کے لیے تم پر سلامتی ہو، میں تمہیں اور تم مجھے چھوڑ دو۔

☆...... مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم الخلیل علیہ الصلاۃ والسلام سے فرمایا: مرے دوست تم نے موت کو کیسا پایا؟ انہوں نے فرمایا: اُس گرم مڑے ہوئے لوہے کی طرح، جسے گیلے اون میں ڈال کر کھینچ لیا گیا ہو۔ ارشاد ربانی ہوا کہ ہم نے تم پر موت کو آسان کر دیا تھا۔

☆...... مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح جب اللہ جل شانہ کے دربار میں پہنچی تو پروردگار عالم نے فرمایا: اے موسیٰ موت کو کیسا پایا؟ عرض کیا: میں نے اپنے نفس کو اس زندہ چڑیا کی طرح پایا جسے فرائی پین میں تلا جا رہا ہو، اسے نہ موت آ رہی ہو کہ تکلیف سے چھٹکارا پالے، اور نہ جان چھوٹ رہی ہو کہ اڑ جائے۔

ایک روایت میں ہے: میں نے اپنے نفس کو اس دنبے کی طرح پایا جس کی کھال قصاب اتار رہا ہو۔

☆...... حدیث میں آتا ہے، موت تلوار کی ہزار ضربات اور آرے سے

چیرنے اور قینچیوں سے کاٹنے سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔

☆...... حدیث میں ہے کہ اگر مردے کے ایک بال کی تکلیف کو بھی تمام آسمانوں اور زمین والوں پر تقسیم کردیا جائے تو وہ سب کے سب مرجائیں۔(۱)

موت کے آثار ظاہر ہوں

موت کے آثار ظاہر ہونے پر بلند آواز سے کلمۂ شہادت پڑھنا، اسی طرح سورۂ یٰسین شریف پڑھنا اور روح نکل جانے پر بلند آواز سے ” بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ “ پڑھ کر میت کی آنکھیں بند کرنا، پھر میت کو کپڑے سے ڈھانک

(۱) وذكر ابوبكر ابن ابى شيبة فى مسنده عن جابر بن عبدالله عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: تحدثوا عن بنى اسرائيل فإنه كانت فيهم أعاجيب ،ثم أنشأ يحدثنا قال: "خرجت طائفة منهم فأتوا على مقبرة من مقابرهم فقالوا: لوصلينا ركعتين ودعونا الله يخرج لنا بعض الاموات يخبرنا عن الموت قال ففعلوا ،فبينماهم كذالك إذطلع رجل رأسه بيضاء،أسود اللون خلاشيء ،بين عينيه أثر السجود فقال: ياهؤلاء ماأردتم إلى؟لقدمت منذ مائة سنة فماسكنت عنى حرارة الموت حتى الآن، فادعواالله أن يعيدنى كما كنت.

وروى أبوهدبة إبراهيم بن هدبة قال: حدثنا أنس بن مالك عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: إن العبد ليعالج كرب الموت وسكرات الموت وإن مفاصله ليسلم بعضهاعلى بعض تقول: عليك السلام تفارقنى وأفارقك إلى يوم القيامة.

وذكر المحاسبى فى الرعاية: أن الله تعالىٰ قال لإبراهيم عليه السلام :ياخليلى كيف وجدت الموت؟ قال: كسفود محمى جعل فى صفوف رطب، ثم جذب قال: "أما إنا قد هونا عليك ياابراهيم"

وروى أن موسىٰ عليه السلام لما صار روحه إلى الله، قال له ربه: ياموسى كيف وجدت الموت؟ قال: وجدت نفسى كالعصفور الحى حين يقلى على المقلى لايموت فيستريح ولاينجو فيطير، وروى عنه أنه قال: وجدت نفسى كشاة تسلخ بيد القصاب وهى حية.

وروى أن الموت أشد من ضرب بالسيوف ونشربا لمناشير وقرض بالمقاريض...... وعن أبى ميسرة دفعه قال: "لوأن الم شعرة من الميت وضع على أهل السماء والارض لماتوا جميعا. (التذكرة فى احوال الموتى وأمور الآخرة، ص: ١٨ ،باب ماجاء أن للموت سكرات وفى تسليم الاعضاء، ط: دار الحديث قاهره)

دینے کے بعد حاضرین کا تلاوت میں مشغول ہونا ثابت ہے۔(۱)

موت کے آثار کے وقت

☆......موت کے آثار ظاہر ہونے کے وقت اگر مرنے والے کو تکلیف نہ ہو تو اس کو چت لٹا کر چہرہ قبلہ کی طرف کر دینا چاہیے، اور اگر مرنے والے کو تکلیف ہو تو جس صورت میں سہولت ہو اور اس کو آرام ملتا ہو، اسی طرح اس کو لٹا دیا جائے۔(۲)

☆......مرنے والا بالغ ہو یا نابالغ، بہرصورت جان نکلنے کے وقت سورۂ یٰسین سنانا مستحب ہے، حدیث میں ہے کہ جس مرنے والے کے پاس سورۂ یٰسین پڑھی جائے اس کی موت خوشگوار ہو جاتی ہے، نیز قبر میں شادابی ہوگی، قیامت میں

(۱) ویلقن ندبا وقیل وجوبا بذکر الشهادتین...... عنده قبل الغرغرة...... ویندب قراءة یٓس...... وإذامات تشد لحیاه وتغمض عیناه...... ویقوم مغمضه: بسم الله وعلی ملة رسول الله...... ویقرأ عنده القرآن إلی أن یرفع إلی الغسل. (الدرالمختار: ۲/ ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۳، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی التلقین بعد الموت، ط: سعید)

🗁 ولقن الشهادتین وصورة التلقین أن یقال عنده فی حالة النزع قبل الغرغرة جهراً وهو یسمع أشهد أن لاإله الا الله وأشهد أن محمد رسول الله...... ویستحبت قراءة یس عنده...... فإذامات شدوا لحیته، وغمضوا عینیه...... ویقول مغمضه: بسم الله وعلی ملة رسول الله صلی الله علیه وسلم...... ویسجی بدنه بثوب. (الهندیة: ۱/ ۱۵۷، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الاول فی المحتضر، ط: رشیدیه)

🗁 ویغمض عیناه ویقرأ عنده یٓس...... ویلقن لاإله إلاالله...... ویقرأ عنده القرآن إلی أن یرفع أی إلی أن یرفع روحه...... ویقول مغمضه: بسم الله وعلی ملة رسول الله صلی الله علیه وسلم...... وستر عورته...... (البحرالرائق: ۲/ ۱۷۱، کتاب الجنائز، ط: سعید)

(۲) ثم إذا ألقی علی القفا یرفع راسه قلیلا لیصیر وجهه إلی القبلة دون السماء...... والأصح أنه یوضع کما تیسر لاختلاف المواضع والأماکن...... وهذا کله إذا لم یشق علیه فإذا شق علیه ترک علی حاله، (البحرالرائق: ۲/ ۱۷۰، کتاب الجنائز، ط: سعید)

🗁 ویوجه المحتضر...... القبلة) علی یمینه (وجاز الاستلقاء) علی ظهره (وقدماه إلیها)...... ولکن (یرفع رأسه قلیلا) لیتوجه للقبلة (وقیل یوضع کما تیسر علی الاصح)...... وإن شق علیه ترک علی حاله. (الدرالمختار: ۲/ ۱۷۹، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: سعید)

🗁 (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۵۵۸، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، ط: قدیمی)

تروتازہ اٹھایا جائے گا۔(۱)

☆......مرنے والے کو کلمہ کی تلقین کرنا مستحب ہے، یعنی مرنے والے کے سامنے کوئی شخص بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھے تاکہ مرنے والا اس کو سن کر خود بھی پڑھے، اور اس خوش خبری کا مستحق ہو جائے جو صحیح حدیث میں وارد ہوئی ہے کہ: جس کا آخری کلام " لا الہ الا اللہ" ہوگا، وہ جنت میں داخل ہوگا، مگر مرنے والے سے یہ نہ کہا جائے کہ: "تم بھی پڑھو"، کہیں مرض کی شدت یا بدحواسی کے سبب اس کے منہ سے انکار نہ نکل جائے۔(۲)

(۱) وفي خبر: مامن مريض يقرأ عنده يس إلا مات ريان وأدخل قبره ريان. (حاشية الطحطاوى على المراقي: ص: ۵۶۳، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمى)

☐ عن معقل بن يسار قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اقرؤوا سورة يسٓ على موتاكم. (مشكاة المصابيح: ص: ۱۴۱، كتاب الجنائز، باب مايقال عند من حضرة الموت، الفصل الثانى، ط: قديمى)

☐ وأخرج ابن ابى الدنيا والديلمى عن ابى الدرداء عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: مامن ميت يقرأ عند رأسه سورة يسٓ إلاهون الله عليه. (مرقاة المفاتيح: ۴/۸۰، كتاب الجنائز، باب مايقال عندمن حضره الموت، الفصل الثانى، ط: قديمى)

☐ ويستحب أن يلقن الشهادة بأن تذكر عنده ليقولها، لقوله صلى الله عليه وسلم "لقنوا موتاكم لاإله إلاالله، فإنه ليس مسلم يقولها عند الموت إلاأنجته من النار"...... ولايلح عليه متى نطق بها مخافة أن يضجر...... ويستحب أن يقرأ عنده سورة "يٰس" لماورد فى الخبر "مامن مريض يقرأعنده "يسٓ" إلامات ريان، وأدخل قبره ريان، وحشر يوم القيامة ريان، (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۰۰، ۵۰۱، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، مايفعل بالمحتضر، ط: دار الفكر)

(۲) ولقن الشهادتين وصورة التلقين أن يقال عنده فى حالة النزع قبل الغرغرة جهراً وهو يسمع أشهد أن لاإله الا الله وأشهد أن محمد رسول الله...... ولايقال له، قل: ولايلح عليه فى قولها مخافة أن يضجر فإذاقالها مرة لايعيدها عليه الملقن إلاأن يتكلم بكلام غيرها...... وهذا التلقين مستحب بالإجماع. (الهندية: ۱/ ۱۵۷، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الاول فى المحتضر، ط: رشيديه)

☐ (الجوهرة النيرة: ۱/ ۱۲۳، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ط: قديمى)

☐ ويلقن ندباوقيل وجوبا بذكر الشهادتين...... عنده قبل الغرغرة...... من غير أمره بها) لئلا يضجر وإذاقالها مرة كفاه ولايكرر عليه مالم يتكلم ليكون آخر كلامه لاإله إلا الله"

قوله: ويلقن...... الخ) ولقوله عليه الصلاة والسلام: من كان آخر كلامه لاإله إلاالله دخل الجنة =

☆......مرنے والے کے پاس آخری وقت میں نیک اور پرہیزگار لوگوں کا موجود ہونا بہتر ہے، ان کی برکت سے رحمت نازل ہوتی ہے۔

☆......آخری وقت میں مریض کے پاس کوئی خوشبودار چیز رکھ دینا یا آگ میں لوبان وغیرہ سلگا دینا مستحب ہے۔(۱)

موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر بیوی کا حکم

اگر کسی آدمی کی موت کا فیصلہ کیا گیا اور اس کی بیوی نے عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کرلیا، تو اس کے واپس آنے کے بعد بیوی اس کو ملے گی اور عقل کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ اصلا اس کی بیوی ہے، البتہ اولاد دوسرے شوہر کو ملے گی۔(۲)

= قوله من غير أمره)أى من غيرأن يقول له:قل، قوله: لئلايضجر)أى ويردها.(الدرمع الرد: ۲/ ۱۹۰، ۱۹۱، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في التلقين بعد الموت، ط: سعيد)

🗁 ويستحب أن يلقن الشهادة بأن تذكر عنده ليقولها، لقوله صلى الله عليه وسلم"لقنوا موتاكم لاإلٰه إلاالله، فإنه ليس مسلم يقولها عند الموت إلاأنجته من النار"...... ولايلح عليه متى نطق بها مخافة أن يضجر...... ويستحب أن يقرأ عنده سورة "يٰس"لماورد فى الخبر"مامن مريض يقرأعنده "يٰس"إلامات ريان،وأدخل قبره ريان،وحشر يوم القيامة ريان، (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۰۰،۵۰۱، كتاب الصلاة،مباحث الجنائز، مايفعل بالمحتضر، ط: دار الفكر)

(۱) وحضوراهل الخير والصلاح مرغوب فيه...... ويحضر عنده من الطيب.(الهندية: ۱/ ۱۵۷، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الاول المحتضر، ط: رشيديه)

🗁 ويستحب لآبائه وجيرانه أن يدخلوا عليه ويتلوا سورة يٰسٓ...... ويضعوا عنده الطيب.(مجمع الأنهر: ۱/ ۲۶۳،كتاب الصلاة، باب الجنائز، ط:دارالكتب العلمية)

🗁 يستحب أن يحضر الصالحون من أشرف على الموت فيذكروا الله .(فقه السنة: ۱/ ۳۲۱، الجنائز، استحباب الدعاء والذكر لمن حضر عند الميت، ط:دارابن كثير)

(۲) فإن عاد زوجها بعد مضى المدة فهو أحق بها ، وإن تزوجت فلا سبيل له عليها . (الهندية: (۲/ ۳۰۰) كتاب المفقود ، ط: رشيديه)

🗁 (قوله: فإن ظهر قبله)...... لكن لو عاد حيا بعد الحكم بموت أقرانه...... ثم بعد رقمه رأيت المرحوم أبا السعود نقله عن الشيخ شاهين و نقل ان زوجته له والاولاد للثانى تأمل. (شامى: (۴/ ۲۹۷) كتاب المفقود، مطلب فى الإفتاء بمذهب مالك فى زوجة المفقود، ط: سعيد)

موت کے قاصد

حدیث میں آتا ہے کہ ایک نبی نے ملک الموت سے فرمایا: کیا آپ کے پاس کوئی ایسا قاصد نہیں جس کو آپ پہلے بھیج دیا کریں، تا کہ لوگ آپ سے ڈرتے رہیں۔ انہوں نے کہا: جی ہاں! اللہ کی قسم میرے تو بہت سے قاصد ہیں۔ مثلاً: بیماریاں، پریشانیاں، بڑھاپا، بڑھاپے کی انتہا کو پہنچنا، اونچا سننا، نگاہ کا کمزور ہونا۔ لہٰذا اگر کوئی ان کے آنے کے باوجود موت کے بارے میں نہ سوچے، توبہ نہ کرے اور آخرت کا توشہ تیار نہ کرے تو میں اس کی روح قبض کرنے کے وقت کہتا ہوں: کیا میں نے تیرے پاس ایک کے بعد دوسرا قاصد نہیں بھیجا تھا؟ اور ایک کے بعد دوسرا ڈرانے والا، اور اب میں وہ ڈرانے والا ہوں جس کے بعد اور ڈرانے والا نہیں۔(۱)

موت کے وقت اللہ سے حسنِ ظن رکھے

''حسن ظن رکھے''عنوان کے تحت دیکھیں!(۳۱۹/۱)

موت کے وقت چار فرشتے آتے ہیں

روایت ہے کہ جب آدمی کی زبان بند ہو جاتی ہے تو چار فرشتے اس کے پاس آتے ہیں، اور سلام کرتے ہیں، پہلا فرشتہ آتا ہے اور سلام کے بعد کہتا ہے: اے اللہ کے بندے! میں تیری روزی پر مامور تھا، میں نے تمام زمین پر مشرق سے مغرب تک

(۱) ورد فی الخبر: أن بعض الانبياء عليهم السلام قال لملك الموت عليه السلام: أمالك رسول تقدمه بين يديك ليكون الناس على حذر منك؟ قال: نعم لي والله رسل كثيرة من الإعلال والأمراض والشيب والهموم وتغير السمع والبصر، فإذالم يتذاكر من نزل به ولم يتب، فإذا قبضته ناديته: ألم أقدم إليك رسولاً بعد رسول ونذيراً بعد نذير؟ فأنا الرسول الذي ليس بعدي رسول، وأنا النذير الذي ليس بعد نذير. (التذكرة في أحوال الموتى وأمور الآخرة، ص: ٣٦، باب ماجاء في رسل الموت قبل الوفاة، ط: دارالحديث قاهره)

تلاش کیا مگر تیری روزی کا ایک لقمہ بھی نہیں پایا۔

پھر دوسرا فرشتہ آتا ہے اور سلام کے بعد کہتا ہے: اے اللہ کے بندے! میں تیرے پانی کے انتظام پر مامور تھا، میں نے تمام زمین پر مشرق سے مغرب تک تلاش کیا مگر تیرے پینے کو ایک قطرہ پانی بھی کہیں نہیں پایا۔

پھر تیسرا فرشتہ آتا ہے اور سلام کے بعد کہتا ہے: اے اللہ کے بندے! میں تیری سانس کے انتظام پر مامور تھا، میں نے تمام زمین پر مشرق سے مغرب تک تلاش کیا مگر تیرے واسطے ایک سانس بھی کہیں نہیں پایا۔

پھر چوتھا فرشتہ آتا ہے اور سلام کے بعد کہتا ہے: اے اللہ کے بندے! میں تیری عمر پر موکّل تھا، میں نے تمام زمین پر مشرق سے مغرب تک تلاش کیا مگر تیری عمر کا ایک حصہ بھی کہیں نہیں پایا۔

اس کے بعد نامۂ اعمال لکھنے والے دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں، اور سلام کے بعد کہتے ہیں: اے اللہ کے بندے! ہم تیرے اعمال لکھنے پر موکل تھے، اور نامۂ اعمال اس کو دکھائیں گے اور کہیں گے دیکھ! یہ تیرا نامۂ اعمال ہے، اس وقت میت کی آنکھ سے آنسو جاری ہوتے ہیں، اور دائیں بائیں دیکھتا ہے اور نامۂ اعمال پڑھنے سے ڈرتا ہے اس کے بعد ملک الموت اس کی روح قبض کرتے ہیں۔

موت کے وقت فرشتوں کا محاصرہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ موت کے وقت فرشتے ہر طرف سے بندہ کو گھیرے رہتے ہیں، اور اس کو جکڑے رہتے ہیں، اگر ایسا نہ کرتے تو موت کی سختی سے جنگلوں اور میدانوں میں بھاگتا پھرتا۔

اور فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے روایت ہے اس سے پوچھا گیا کہ: آدمی

چیونٹی کے کاٹنے سے تو تڑپتا اور پریشان ہوتا ہے اور مرتے وقت جبکہ روح نکالی جارہی ہوتی ہے کیوں اطمینان سے رہتا ہے، فرمایا کہ ملائکہ اس کو جکڑے رہتے ہیں۔(۱)

موت کے وقت کافروں پر آسانی کیوں ہوتی ہے

''رحم کرنا چاہتا ہے اللہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱/۳۸۰)

موت کے وقت مسلمانوں پر سختی کیوں ہوتی ہے

''رحم کرنا چاہتا ہے اللہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱/۳۸۰)

موت کے وقت مہر معاف کرنا

''مہر معاف کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۳۲۶)

موت کے وقت ہر انسان کو ندامت ہوگی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: تم میں سے ہر ایک کو موت کے وقت ندامت ہوگی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیسی ندامت؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کو یہ ندامت ہوگی کہ کاش میں

---

(۱) وأخرج عن أنس، عن النبيّ ﷺ أنّ الملائكة تكتنف العبد وتحبسه، لولا ذلك لكان يعدو في الصحاري والبراري، من شدة سكرات الموت. قال في الصحاح: اكتنفوا: أحاطوا به.

وأخرج أبو الشيخ في كتاب العظمة، عن الفضيل بن عياض انه قيل له: مابال الميت تنزع نفسه، وهو ساكت وابن آدم يضطرب من القرصة، قال: إن الملائكة توثقه. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۴۸، ۴۹) باب من دنى أجله وكيفية الموت وشدته، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

نیک عمل میں اضافہ کرلیتا، اور کافر و بدکار کو یہ ندامت ہوگی کہ برا عمل چھوڑ دیتا۔(۱)

موزوں کی حفاظت کے لیے جنازہ میں شامل نہ ہونا

موزے گیلی زمین پر پڑنے سے خراب ہوجائیں گے، اس لیے موزے کی حفاظت کے لیے جنازہ کی نماز میں شریک نہ ہونا، اچھی بات نہیں ہے، ہمیشہ آخرت کے ثواب کو ترجیح دینی چاہیے۔(۲)

موسیقی

اگر جنازہ میں کوئی ناجائز کام بھی ہورہا ہو، مثلاً: موسیقی یا ماتم شامل ہو، تو ساتھ چلنے والوں کو چاہیے کہ اس سے باز رکھنے کی کوشش کریں، لیکن اگر باز رکھنا ممکن

---

(۱) وعنه (عن ابی هريرة رضی الله عنه)قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :مامن احد يموت إلاندم"قالوا:وماندامته يارسول الله؟قال:إن كان محسناً ندم أن لايكون ازداد وإن كان مسيئا ندم أن لايكون نزع"رواه الترمذی)(مشكاة المصابيح:ص:۴۸۴،كتاب الفتن، الفصل الثانی، ط: قديمی)

(جامع الترمذی:۲/۶۶،ابواب الزهد،باب ماجاء فی ذهاب البصر،ط:سعيد)

(كنز العمال:۱۵/۶۸۰،رقم الحديث:۴۲۷۱۶،الباب الرابع فی فضيلة طول العمر، الفصل الاول الاكمال،ط:اداره تاليفات اشرفيه)

(۲) هذا هو حكم فرض الكفاية فإنه يكون فرضا على كل واحد واحد، لكن بحيث إن أدى بعض منهم سقط عن الباقين وإن لم يؤد أحد منهم يأثم الجميع بترك الفرض، وإن أدى الكل وجدوا ثواب الفرض.(عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية: ۱/۲۰۶،رقم الحاشيه:۱۶،كتاب الصلاة،باب الجنائز،ط:سعيد)

الصلوات المفروضة على نوعين :نوع هو فرض عين....ونوع هو فرض كفاية؛إذاتركه الناس جميعاً أثموا جميعا،وإذاقام به البعض أثيب ذالك البعض وسقط الإثم عن الآخرين، وهو صلاة الجنازة.(الكافی فی فقه الحنفی لوهبی سليمان. ۱/۳۱۵،الركن الثانی:الصلاة وأحكامها، الفصل الرابع (الجمعة،الجنازة)،ط:مؤسسة الرسالة)

هی فرض كفاية على الأحياء فإذاقام بها البعض ولو واحدا سقطت عن الباقين فلايكلفون بها، ولكن ينفرد بثوابها من قام بها منهم، (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة؛ ۱/۶۱۵،كتاب الصلاة ،مباحث الجنائز، مباحث صلاة الجنازة ،حكمها،ط:دار الفكر)

نہ ہوتب بھی عام لوگوں کو جنازہ چھوڑ کر واپس نہیں آنا چاہیے۔(۱)

مومن جب آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن جب آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور دنیا سے اٹھتا ہے تو فرشتوں کی ایک جماعت نازل ہوتی ہے، ان کے چہرے آفتاب کے مثل چمکتے ہیں، اپنے ساتھ جنت سے کفن اور خوشبو لاتے ہیں، اور میت کے سامنے جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے بیٹھتے ہیں، جب اس کی روح نکلتی ہے تو جتنے فرشتے آسمان و زمین کے درمیان میں ہیں سب اس پر نماز پڑھتے ہیں۔(۲)

---

(۱) وإن كان مع الجنازة نائحة أو صائحة زجرت فإن لم تنزجر فلابأس بأن تتبع الجنازة ولا يمنع لأجلها، لأن الاتباع سنة فلاترك ببدعة من غيره. (البحر الرائق: ۱/۱۹۲، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:سعيد)

☐ ويكره خروجهن تحريما، وتزجر النائحة، ولاتترك اتباعها لأجلها.

وفي الرد: قوله: وتزجر النائحة) وكذا الصائحة شرنبلالية، قوله: ولايترك اتباعها لأجلها) أي لاجل النائحة، لان السنة لاتترك بما اقترن بها من البدعة. (الدر مع الرد: ۲/۲۳۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في حمل الميت، ط:سعيد)

☐ (حاشية الطحطاوي على المراقي: ص: ۶۰۵، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: في حملها ودفنها، ط: قديمي)

☐ وإذا صاحب الجنازة منكر كالموسيقى والنائحة، فعلى المشيعين أن يجتهدوا في منعه، فإن لم يستطيعوا فلايرجعوا عن تشييع الجنازة. (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/۵۳۳، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، حكم تشييع الميت ومايتعلق به، ط: دارالفكر)

(۲) وأخرج أبو القاسم بن مندة في كتاب الأحوال، والايمان بالسوال عن أبي سعيد الخدري، قال: قال رسول الله ﷺ: إن المؤمن إذا كان في اقبال من الآخرة، وإدبار من الدنيا نزلت ملائكة من ملائكة الله تعالى، كان وجوههم الشمس بكفنه وحنوطه، من الجنة، فيقعدون منه، حيث ينظر إليهم فإذا خرجت روحه، صلى عليه كل ملك بين السماء والأرض. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۸۶) باب من يحضر الميت من الملائكة وغيرهم الخ، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

مومن سخی پر نرمی

حضرت میمون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مطلب بن عبداللہ بن حنطب جب بیمار ہوئے تو ہم لوگ ان کو دیکھنے گئے، اس وقت ان پر موت کی سختی تھی، بیہوش ہو گئے تھے، ہم لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: اے اللہ! ان پر موت کی سختی آسان فرما، یہ شخص ایسا اور ایسا تھا، اس کی چند نیکیاں بیان کیں، اور وہ ہوش میں آ گئے، اور پوچھا کس نے یہ کلمہ کہا: لوگوں نے جواب دیا اس شخص نے، انہوں نے کہا: ملک الموت کہتے ہیں ہر مومن سخی پر نرمی اور آسانی کرتا ہوں، یہ کہہ کر انتقال کر گئے۔(۱)

مومن عقلمند

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ عقلمند مومن کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو موت کو زیادہ یاد کرے، اور نیک عمل سے موت کے بعد کا سامان درست رکھے، یہ لوگ عقلمند ہیں، اور فرمایا: ہوشیار وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو شریعت کے احکام کا پابند بنالے، اور جو اپنے نفس سے حساب لے، اور وہ کام کرے جو مرنے کے بعد کام آئے، اور نادان وہ ہے جو اپنے نفس کی پیروی کرے اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی آرزو کرے۔(۲)

(۱) وأخرج الزبير بن بكار، وابن عساكر، من طرق عن حميد بن ميمون عن أبيه، قال: كنت فيمن حضر المطلب بن عبد الله بن حنطب بمنبج، وهو يجود بنفسه، ولقي من الموت شدة، فقال رجل ممن حضر، وهو في غشيته، اللّٰهم هوّن عليه، فإنّه كان و كان، يثني عليه، فأفاق، فقال: من المتكلّم؟ فقالوا: فلان، فقال: فإنّ ملك الموت يقول لك: إنّي بكل مؤمن سخي رفيق، ثم مات في الحال. (شرح الصدور بشرح حال الموتىٰ والقبور: (ص: ٦٤) باب ماجاء في ملك الموت وأعوانه، ط: المكتبة التوفيقية، مصر).

(۲) وأخرج ابن ماجه عن عمر، قال: سئل رسول الله ﷺ: أيّ المؤمنين أكيس؟ قال: أكثرهم للموت ذكرًا، وأحسنهم لما بعده استعدادًا، أولئك الأكياس.=

مومن قبر میں سبز باغ میں رہتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مومن قبر میں سبز باغ میں رہتا ہے، اس کی قبر ستر گز بڑی کی جاتی ہے، اور اس میں ایسی روشنی ہوتی ہے جیسے چودھویں رات کا چاند، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قبر چالیس گز لمبی اور چالیس گز چوڑی کی جاتی ہے، قرطبی نے لکھا ہے کہ ضغطۃ قبر اور منکر ونکیر کے سوال کے بعد قبر کشادہ کی جاتی ہے۔

ابن ابی الدنیا نے ''کتاب القبور'' میں لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر کے پاس گئے، آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب وحواریین بھی تھے، لوگوں نے قبر کی تنگی اور اندھیرے کا تذکرہ کیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگ ماں کے پیٹ میں قبر سے بھی زیادہ تنگ جگہ میں تھے، اللہ تعالیٰ نے اس سے کشادہ جگہ دنیا میں دی، پھر جب اللہ چاہے گا قبر کو بھی کشادہ کر دے گا۔(۱)

= وأخرج الترمذي، عن شداد بن اوس، قال: قال رسول الله ﷺ: الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت، والعاجز من أتبع نفسه هواها وتمنّى على الله. (شرح الصدور بشرح حال الموتٰى والقبور: (ص: ۳۲) باب ذكر الموت والاستعداد له، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

(۱) وأخرج ابن منلة عن أبي هريرة، عن رسول الله ﷺ قال: المؤمن في قبره في روضة خضراء، يرهب قبره سبعين ذراعًا وينور له كالقمر ليلة القدر.

وأخرج علي بن معبد، عن معاذ، قالت: قلت لعائشة رضي الله عنها: الا تخبرينا عن مقبورنا مايلقى وما يُصنع به؟ فقالت: إن كان مؤمنًا فسح له في قبره أربعون ذراعًا.

قال القرطبي: وهٰذا إنّما يكون بعد ضيق القبر والسؤال، وأمّا الكافر فلايزال قبره ضيقًا عليه الخ ......

وأخرج أحمد في الزهد، وابن أبي الدنيا في كتاب القبور عن وهب ابن منبه، قال: كان عيسى عليه السلام واقفا على قبر، ومعه الحواريون، فذكروا القبر و وحشته وظلمته وضيقه، فقال عيسى: كنتم في أضيق منه في أرحام أمهاتكم، فإذا أحب الله تعالىٰ أن يوسع وسع. (شرح الصدور بشرح حال الموتٰى والقبور: (ص: ۱۹۴، ۱۹۵) باب فظاعة القبر وسهولته وسعته على المؤمن، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

مونچھ

''بال'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱؍۱۲۰)

مویشی چرانا

''قبرستان میں مویشی چرانا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲؍۱۱۷)

مہر معاف کرنا

بعض علاقوں میں جب کوئی عورت مرنے لگتی ہے تو اس سے کہتے ہیں کہ مہر معاف کردے، اور وہ معاف کردیتی ہے، اور شوہر اس معافی کو کافی سمجھ کر اپنے آپ کو مہر کے قرض سے سبکدوش سمجھتا ہے، اگر کوئی وارث مانگے بھی تو نہیں دیتا، اس بارے میں یہ بات ذہن میں رکھیں کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ: اس وقت اس طرح مہر معاف کرانا بہت ہی بڑی سنگدلی کی بات ہے، دوسری بات یہ ہے کہ اگر وہ عورت پوری طرح ہوش میں ہو اور خوش دلی سے معاف بھی کردے تو بھی معاف نہیں ہوگا، کیونکہ موت کی بیماری میں معافی، وصیت کے حکم میں ہوتی ہے، اور شوہر کے لیے وصیت کا اعتبار نہیں ہے، کیوں کہ شوہر وارث ہے، اور وارث کے حق میں وصیت باطل ہے، البتہ عورت کے دوسرے وارث جو عاقل و بالغ ہیں وہ مہر میں سے اپنا اپنا میراث کا حصہ خوشی سے چھوڑنا چاہیں تو چھوڑ سکتے ہیں، لیکن جو وارث مجنون یا نابالغ ہیں ان کا حصہ ان کی اجازت سے بھی معاف نہیں ہوگا۔ (۱)

---

(۱) إذاابرأالمريض الذى فى موته أحد ورثته من دينه، فلايكون صحيحا ونافذاًوأمالوا ابرأمن لم يكن وارثه فيعتبر من ثلث ماله...... مريض له على وارثه دين فأبرأه لم يجز، ولوقالت: ليس لى على زوجى صداق لايبرأ عندنا. (مجلة الاحكام العدلية: ۱/۳۰۶، المادة: رقم: ۱۵۷۰، كتاب الصلح، الفصل الثانى فى بيان المسائل المتعلقة باحكام الإبراء، ط: دارالكتب العلمية)

المريضة إذاقالت: ليس لى على زوجى صداق لايبرأ عندنا، كذافى خزانة الفتاوىٰ. =

مہر معاف کرنے کے لیے مجبور کرنا

بعض علاقوں میں یہ رواج ہے کہ جب مرد مرنے لگتا ہے تو اگر اس نے مہر ادا نہیں کیا تو اس کی بیوی کو مجبور کرتے ہیں کہ: اپنا مہر معاف کر دے، حالانکہ بیوی مہر معاف کرنے کے لیے بالکل دل سے راضی نہیں ہوتی، مگر لوگوں کے اصرار یا رسم سے مجبور ہو کر شرما شرمی میں معاف کر دیتی ہے، اس طرح مہر معاف کرانا جائز نہیں ہے۔ یہ بہت ہی بڑا ظلم ہے۔ (۱)

مہمانوں کا حق ادا نہ کرنا

حضرت حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک بار مقام "اثابہ" کی طرف سے گذرا، دیکھا کہ ایک شخص قبر سے نکل کر میری طرف چلا، اس کا چہرہ اور سر آگ سے بھرا تھا، اور تمام بدن زنجیر سے جکڑا تھا، اس نے فریاد کی کہ اے اللہ کے بندے! مجھے پانی پلاؤ، اسی درمیان اسی قبر سے دوسرا آدمی نکل آیا، اور کہنے لگا اس کافر کو پانی نہ پلانا، اور اس کو منہ کے بل گھسیٹ کر لے چلا، یہاں تک کہ دونوں اس قبر میں چلے گئے، حویرث

= (الهندية: ۴/ ۴۰۲، كتاب الهبة، الباب الحادي عشر في المتفرقات، ط: رشيديه)

(مجمع الضمانات: ۲/ ۲۶۸، الباب الحادي والثلاثون في الإقرار، المريضة إذا قالت ليس لي على زوجي صداق، ط: دار الكتب العلمية)

مريض له على وارثه دين فابرأه لم يجز، ولو قال: لم يكن لي عليك شيء ثم مات جاز إقراره قضاء لا ديانةً. (الشامية: ۵/ ۶۱۲، كتاب الإقرار، باب اقرار المريض، ط: سعيد)

(۱) عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا، ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح: ص: ۲۵۵، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، ط: قديمي)

(مسند احمد: ۵/ ۷۲، رقم الحديث: ۲۰۷۱۴، في حديث عم أبي حرة الرقاشي، ط: دار احياء التراث العربي)

(مجمع الزوائد: ۳/ ۵۸۵، كتاب الحج، باب الخطب في الحج، ط: دار الفكر بيروت)

کہتے ہیں کہ یہ حال دیکھ کر میری سواری کی اونٹنی بھاگی، اور میں اس کو سنبھال نہ سکا اور مقام ''عرق الظبیہ'' پہنچ کر میں نے اونٹنی بٹھائی، اور مغرب وعشاء کی نماز پڑھ کر روانہ ہوا، صبح ہوتے ہی مدینہ پہنچا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کو بیان کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تو نے سچی خبر دی ہے، پھر اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ''کنفی الصغریٰ'' نامی مقام میں رہنے والے بوڑھے لوگوں کو بلایا، جنہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا تھا، پھر حویرث کو بھی بلایا، اور حویرث نے ان کو وہ واقعہ بیان کیا، تو ان بوڑھوں نے کہا: اے امیر المؤمنین! ہم اس کو جانتے ہیں، وہ قبیلہ بنوغفار کا آدمی تھا، جاہلیت کے زمانے میں مر گیا تھا، اور مہمانوں کا حق کبھی ادا نہیں کرتا تھا۔(۱)

مہندی لگانا

جان نکلنے کے وقت عورت کے بدن پر مہندی لگانا جائز نہیں ہے۔

اس سے بچنا ضروری ہے۔(۲)

(۱) وأخرج ابن أبي الدنيا في القبور عن الحويرث بن الرباب، قال: بينا أنا بالإثابة إذا خرج علينا إنسان من قبر، يلتهب وجهه ورأسه نارًا، في جامعة من حديد، فقال اسقني، اسقني، وخرج في أثره إنسان يقول: لاتسبق الكافر فأدركه، وأخذ بطرف السلسلة فكبّه ثم جره، حيث دخلا القبر جميعا، قال الحويرث، فصارت الناقة لا أقدر منها على شئ حتى التوت بعرق الظبية، فبركت، فنزلت فصليت المغرب والعشاء، ثم ركبت حتى اصبحت بالمدينة، فأتيت عمر بن الخطاب رضي الله عنه فأخبرته، قال: ياحويرث! والله ما اتهمك، ولقد أخبرتني خبرًا سديدًا، فأرسل عمر إلى مشيخة من كنفي الصغرىٰ قد أدركوا الجاهلية، ثم دعا الحويرث، فقال إن هٰذا قد أخبرني حديثا ولست أتهمه، حدثهم يا حويرث بما حدثتني، فحدثهم، فقالوا: قد عرفنا هٰذا يا أمير المؤمنين، هٰذا رجل من بني غفار، مات في الجاهلية ولم يكن يرى للضيف حقًا. (شرح الصدور بشرح حال الموتىٰ والقبور: (ص: ۲۸۰) باب عذاب القبر، ط: المكتبة الوفيقية، مصر)

(۲) عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنهاقالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هٰذا ماليس منه فهو رد، (صحيح البخاري: ۱/ ۳۷۱، كتاب الصلح، باب إذااصطلحوا على صلح جور فهو مردود، ط: قديمي)=

میت پر چھت کے بغیر مٹی ڈالنا

''چھت کے بغیر میت پر مٹی ڈالنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۳۰۶/۱)

میت پر رونا

☆......میت پر اونچی آواز سے رونا اور چیخنا چلانا حرام ہے، لیکن آواز کے بغیر آنسو بہا کر رونا جائز ہے۔

☆......اگر میت نے رونے کی وصیت کی ہے، یا میت کو معلوم تھا کہ اس کے رشتہ دار اس کے مرنے کے بعد اس پر غیر شرعی طور پر روئیں گے، اور اس نے منع نہیں کیا، تو ان صورتوں میں رشتہ دار اور پسماندگان کی جانب سے آواز کے ساتھ رونے، اور چیخنے چلانے اور پیٹنے کی وجہ سے میت پر بھی عذاب ہوگا۔

اور اگر میت نے آواز سے رونے سے منع کیا، اس کے باوجود پسماندگان اس

= 🗁 من أحدث) أى أنشأ واخترع وأتى بأمر حديث من قبل نفسه...... (ماليس منه) أى رأيا ليس في الكتاب أوالسنة ظاهر أوخفى أوملفوظ أومستنبط (فهو رد) أى مردود على فاعله لبطلانه. (فيض القدير للمناوى: ۵۵۷/۷، رقم الحديث: ۸۳۳۳، حرف الميم، ط: دارالحديث قاهره)

🗁 وفى الرد: بأنها أى البدعة ماأحدث على خلاف الحق الملتقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم عن علم أوعمل أوحال أوبنوع شبهة أواستحسان وجعل دينا قويما وصراطا مستقيما. (الشامية: ۵۶۰/۱، ۵۶۱، كتاب الصلاة، باب الامامة، مطلب: البدعة خمسة اقسام، ط: سعيد)

🗁 من أصر على امر مندوب وجعله عزما ولم يعمل بالرخصه، فقد أصاب منه الشيطان من الاضلال، فكيف من اصر على بدعة أومنكر. (مرقاة المفاتيح: ۲۶/۳، رقم الحديث: ۹۴۶، كتاب الصلاة، باب الدعاء فى التشهد، ط: رشيديه)

🗁 الاصرار على المندوب يبلغه الى حدالكراهة، فكيف اصرار البدعة التى لااصل لها فى الشرع. (السعاية، ۲۶۵/۲، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، قبيل فصل: فى القراءة، ط: سهيل اكيڈمى)

🗁 ولايسرّح شعره أى يكره تحريما...... (قوله: أى يكره تحريما) لمافى القنية من أن التزيين بعد موتها، والامتشاط وقطع الشعر لايجوز. (الدر مع الرد: ۱۹۸/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: سعيد)

🗁 (حاشية الطحطاوى على المراقى: ص: ۵۷۱، كتاب الصلاة، باب أحكام الجنائز، ط: قديمى)

🗁 (البحر الرائق: ۱۷۳/۲، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

طرح روتے رہے، تو پسماندگان گناہ گار ہوں گے، میت پر عذاب نہیں ہوگا۔(۱)

(۱) عن اسامة بن زيد قال: كنا عند النبي صلى الله عليه وسلم فأرسلت إليه إحدى بناته تدعوه وتخبره أن صبياً لها أو ابنالها في الموت فقال للرسول إرجع إليها فاخبرها "إن الله ماأخذ وله ماأعطى وكل شئ عنده بأجل مسمى فمرها فلتصبر و لتحتسب" فعاد الرسول فقال: أنها قد اقسمت لتأتينها قال: فقام النبي صلى الله عليه وسلم وقام معه سعد بن عبادة ومعاذ بن جبل وانطلقت معهم فرفع إليه الصبي ونفسه تقعقع كانها في شنة ففاضت عيناه فقال له سعد: ماهذا يارسول الله قال: هذه رحمة جعلها الله في قلوب عباده، وإنما يرحم الله من عباده الرحماء، (صحيح المسلم: ۱/ ۳۰۱، كتاب الجنائز، فصل: إن الميت لايعذب ببكاء أهله عليه إلاأن يكون راضيا أوأوصى بالبكاء، ط: قديمى)

حدثنا شعبة قال: سمعت قتادة يحدث عن سعيد بن المسيب عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن الميت يعذب في قبره بما نيح عليه. (صحيح المسلم: ۱/ ۳۰۲، كتاب الجنائز، فصل: إن الميت لايعذب ببكاء أهله عليه إلاأن يكون راضيا أوأوصى بالبكاء، ط: قديمى)

واختلف العلماء في هذه الاحاديث فتاولها الجمهور على من وصى أن يبكى عليه ويناح بعد موته فنفذت وصيته فهذا يعذب ببكاء أهله عليه ونوحهم لأنه بسببه ومنسوب إليه، قالوا: فاما من بكى عليه أهله وناحوا من غير وصيته منه فلايعذب لقول الله تعالىٰ: ولاتزر وازرة وزر أخرى...... وقالت طائفة هو محمول على من أوصى بالبكاء والنوح أو لم يوص بتركها فمن أوصى بهما أو أوهمل الوصية بتركهما يعذب بهما لتفريطه باهمال الوصية بتركها فأما من وصى بتركها فلايعذب بهما إذ لاصنع له فيهما ول اتفريط منه، وحاصل هذاالقول إيجاب الوصية بتركهما ومن أهملهما عذب بهما...... والصحيح من هذه الاقوال ماقدمنا عن الجمهور، وأجمعوا كلهم على اختلاف مذاهبهم على أن المراد بالبكاء ههنا البكاء بصوت ونياحة لامجردد مع العين. (صحيح المسلم: ۱/ ۳۰۲، كتاب الجنائز، فصل: إن الميت لايعذب ببكاء أهله عليه إلاأن يكون راضيا أوأوصى بالبكاء، ط: قديمى)

(عمدة القارى: ۶/ ۱۰۹، كتاب الجنائز، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم يعذب الميت ببعض ببكاء أهله عليه، ط: دارالفكر بيروت)

(مرقاة المفاتيح: ۴/ ۱۸۱، كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت، الفصل الاول، ط: رشيديه)

يحرم البكاء على الميت برفع الصوت والصياح عند المالكية والحنفية...... أما هطل الدموع بدون صياح فانه مباح باتفاق...... هذا ولايعذب الميت ببكاء أهله المحرم عليه، إلاإذا أوصى به، وإذاعلم أن أهله سيبكون عليه بعد الموت، وظن أنهم لو أوصاهم بتركه امتثلوا ونفذوا وصيته، وجب عليه أن يوصيهم بتركه، وإذالم يوص عذب ببكائهم عليه بعد الموت، (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۳۳، ۵۳۴، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، مبحث البكاء على الميت ومايتبع ذالك، ط: دارالفكر)

میت پر کلمہ لکھی ہوئی چادر ڈالنا

''کلمہ لکھی ہوئی چادر میت پر ڈالنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۲۰۵)

میت دوبارہ دنیا میں آنا پسند نہیں کرتا

''دنیا تنگ جگہ ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۳۵۷)

میت دوبارہ زندہ ہو جائے تو جائیداد کا حکم

اگر کوئی شخص دوبارہ زندہ ہو جائے تو جو جائیداد وُرثاء کے پاس باقی ہے وہ اس کو مل جائے گی، اور جو باقی نہیں ہے، اس کی واپسی کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ (۱)

میت سامنے ملے

''میت کی خبر ملے'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۳۵۰)

میت عبادات کی حفاظت میں

''قبر میں جسم کا حال'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۱۴۱)

میت قبر میں دفن نہیں ہوئی

''دفن نہیں ہوا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۳۵۶)

---

(۱) (قوله : فإن ظهر قبله)...... لكن لو عاد حيا بعد الحكم بموت أقرانه، قال ط: الظاهر أنّه كالميت إذا أحيى، والمرتد إذا أسلم، فالباقي في يد ورثته له ولايطالب بما ذهب، قال: ثم بعد رقمه رأيت المرحوم أبا السعود نقله عن الشيخ شاهين ونقل ان زوجته له والاولاد للثاني اهـ تأمل. (شامي: (۴/۲۹۷) كتاب المفقود، مطلب في الإفتاء بمذهب مالك في زوجة المفقود، ط: سعيد)

الطحطاوى على الدر المختار: (۱/۱۷۴).

الفتاوى البزازية على هامش الهندية: (۶/۲۲۵) كتاب المفقود، ط: رشيديه.

میت کا اعلان

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میت کو چارپائی پر رکھ کر تین قدم لے جاتے ہیں تو وہ کہتی ہے، اے میرے بھائیو! اے مجھے لے جانے والو! تم خبردار رہنا، دنیا تم کو دھوکہ نہ دے، جیسے مجھ کو دھوکہ دیا، اور زمانہ تم کو کھیل کود میں مشغول نہ کردے جیسے مجھ کو مشغول کردیا، میں نے جو کچھ جمع کیا اس کو ورثاء کے واسطے چھوڑا، اور اللہ قیامت کے دن مجھ سے ذرہ ذرہ کا حساب لے گا، تم لوگ بھی میرے بعد آؤ گے، اس روایت کو ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں نقل کیا ہے۔(۱)

میت کا بدن سڑتا اور گلتا کیوں ہے؟

''بدن کا سڑنا اور گلنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۳۴/۱)

میت کا چہرہ دیکھنا

میت کا چہرہ دفن کرنے سے پہلے پہلے دیکھنا جائز ہے، چاہے کفن دینے سے پہلے ہو یا کفن دینے کے بعد ہو، دونوں صورتوں میں جائز ہے۔(۲)

---

(۱) وأخرج ابن أبى الدنيافى القبور، عن عمر بن الخطاب - رضى الله عنه - قال قال رسول الله ﷺ: ما من ميت يوضع على سريره فيخطى به ثلاث خطوات، الا تكلم بكلام يسمعه من شاء الله الا الثقلين: الإنس والجن، يقول: يا اخوتاه، وحملة نعشاه، لاتغرنكم الدّنيا كما غرتنى ولا يلعبنّ بكم الزمان كما لعب بى، خلفت ما تركت لورثتى، والديان يوم القيامة يخاصمنى ويحاسبنى، وأنتم تشيعونى وتدعونى. (شرح الصدور بشرح حال الموتٰى والقبور: (ص: ۱۲۸) باب معرفة الميت من يغسله ويجهزه، وسماعه مايقال فيه، ومايقال له، والجنازة مارة، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

(۲) ولاباس بان يرفع ستر الميت ليرفع وجهه، وانما يكره ذلك بعد الدفن. كذا في القنية. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية، الباب السادس عشر في زيارة القبور وقراءة القرآن في المقابر، (۳۵۱/۵)، ط: رشيديه)

میت کا چہرہ غیر مسلموں کو دکھانا

"غیر مسلموں کو میت کا چہرہ دکھانا" عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۷۱)

میت کا کوئی حصہ امام کے سامنے ہونا شرط ہے

"سینہ کے برابر امام کھڑا ہو" عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۴۴۲)

میت کا کھانا کون کھا سکتا ہے؟

میت کا کھانا میت کے گھر والے کھائیں، اور وہ لوگ جو میت کی تجہیز و تکفین اور دفن کے کاموں میں مصروف ہوں، ان کو بھی یہ کھانا کھلانا جائز ہے۔ (۱)

میت کا مال تھوڑا اور وارث زیادہ ہیں

اگر میت کا مال تھوڑا اور وارثوں کی تعداد زیادہ ہے، یا میت مقروض ہے تو کفن کفایت پر اکتفا کرنا چاہیے، اور کفن کفایت عورت کے لیے قمیص کے علاوہ باقی چیزیں یعنی ازار، چادر اوڑھنی اور سینہ بند ہیں۔ (۲)

---

(۱) واختلفوا في أكل غير أهل المعصية ذالک الطعام قال ابو القاسم: لابأس لمن كان مشغولا بجهاز الميت، كذافي وصايا جامع الفقه. (حاشية سنن ابی داود، ۲/۴۴۷، رقم الحاشية: ۵، كتاب الجنائز، باب صنعة الطعام لأهل الميت، ط: مير محمد)

عن ابی القاسم أن حمل الطعام إلى أهل المصيبة في الابتداء غير مكروه لاشتغالهم بتجهيز الميت ونحوه. (الشامية: ۶/۶۶۵، كتاب الوصايا، ط: سعيد)

(الخانية على هامش الهندية: ۳/۴۰۴، ۴۰۵، كتاب الحظر والاباحة، ط: رشيديه)

(۲) قالوا: إذا كان بالمال قلة وبالورثة كثرة فكفن الكفاية أولى وعلى القلب كفن السنة أولى ومقتضاه أنه لو كان عليه ثلاثة أثواب وليس له غيرها وعليه دين أن يباع واحد منها للدين....

قوله: وكفاية ازار ولفافة وخمار) اعتباراً بلبسها حال حياتها من غير كراهة. (البحر الرائق: ۲/ ۱۷۶، ۱۷۷، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

وكفن المرأة...... كفاية: إزار، ولفافة، وخمار...... وإن كان بالمال كثرة وبالورثة قلة فكفن السنة أولى وإن كان على العكس فكفن الكفاية أولى. (الهندية: ۱/۱۶۰، ۱۶۱، كتاب الصلاة، =

میت کا مسجد میں لانا

میت کو جنازہ کی نماز کے علاوہ بھی مسجد میں لانا مکروہ ہے۔(۱)

میت کو بھول جانا

''اعزہ کا میت کو بھول جانا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۸۱/۱)

میت کو تخت پر رکھنا

میت کو غسل وکفن کے بعد تخت یا پلنگ پر رکھنا سنت ہے، اس میں میت کا

= الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث في التكفين، ط:رشيديه)

(الدر المختار: ۲۰۳/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في الكفن، ط:سعيد)

وأما كفن الكفاية فهو الاقتصار على الازار أو اللفافة أو مع الخمار وخرقة الثديين للنساء ومع ترك القميص فيهما، فيكفي هذا بدون كراهة،...... هذا وإذا كان مال الميت قليلا وورثته كثيرون، أو كان مدينا يقتصر على كفن الكفاية.(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۵۱۵/۱، كتاب الصلاة مباحث الجنائز، التكفين، ط:دار الفكر)

(۱) وإنما منعنا من إدخال الميت في المسجد حسما للذريعة لأن الناس كانوا يسترسلون في ذالك حتى خرجوا من إدخال كل ميت المسجد ويؤدي بهم ذالك إلى ذهاب حرمته وتعريضه لما لايليق به. (اللباب في الجمع بين السنة والكتاب، ۲۲۰/۱، كتاب الجنائز، باب المشي خلف الجنازة افضل، ط:)

وكما تكره الصلاة عليها في المسجد يكره إدخالها فيه كما نقله الشيخ قاسم. (الشامية: ۲/ ۲۲۵، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب مهم: إذا قال إن شتمت فلاناً في المسجد...... الخ

قال النووي: لاحجة فيه لأن الممتنع عند الحنفية إدخال الميت المسجد لامجرد الصلاة عليه. (عمدة القاري: ۱۶۹/۸، كتاب الجنائز، باب الصفوف على الجنازة، ط: دار الكتب العلمية)

تكره الصلاة على الميت في المساجد وإن كان الميت خارج المسجد، كمايكره إدخاله في المسجد من غير صلاة، (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۵۲۷/۱، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، هل يجوز الصلاة على الميت في المساجد، ط: دار الفكر)

(الدر مع الرد: ۲۲۵/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة صلاة الجنازة في المسجد، ط:سعيد)

(مراقي الفلاح مع الطحطاوي: ص: ۵۹۶، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: قديمي)

اکرام اور اعزاز بھی ہے، اور یہ پلنگ معمول سے زیادہ اونچا ہونا ضروری نہیں ہے، زمین کی سطح سے تھوڑی سی بلندی ہونا کافی ہے۔ (۱)

میت کو تکلیف پہنچانا

''رونا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/ ۳۹۸)

میت کو تنہا نہ رکھا جائے

انتقال کے بعد میت کو ایسی جگہ رکھنے کا انتظام کیا جائے، جہاں میت کے پاس لوگ رہ سکیں، میت کو تنہا نہ رکھا جائے، اگر اس کے پاس بیٹھنا مشکل ہو، جیسا کہ ہسپتال وغیرہ میں ہوتا ہے تو دور بیٹھ کر تسبیح تہلیل میں مشغول رہیں، اور میت کے لیے مغفرت کی دعا کرتے رہیں۔ (۲)

میت کو دفن کا وقت کیسا محسوس ہوتا ہے

''مجھے نماز پڑھنے دو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/ ۲۵۰)

---

(۱) روی أنه صلی الله علیه وسلم لماغسل و کفن ووضع علی السریر...... الحدیث (حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص: ۵۸۴، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: الصلاة علیه، ط: قدیمی)

🗀 (البدایه و النهایة: ۳/ ۲۷۸، کیفیة الصلاة علیه، ط: المکتبة الحقانیة)

🗀 (تنویر الحوالک شرح مؤطا مالک، ص: ۲۳۸، ۲۳۹، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی دفن المیت، ط: دار الکتب العلمیة)

(۲) روی أنه صلی الله علیه وسلم لماغسل و کفن ووضع علی السریر دخل أبوبکر وعمر وهمافی الصف حیال رسول الله صلی الله علیه وسلم، ومعهما نفر من المهاجرین والأنصار، بقدر مایسع البیت،...... الحدیث (حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص: ۵۸۴، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: الصلاة علیه، ط: قدیمی)

🗀 (البدایة و النهایة: ۳/ ۲۷۸، کیفیة الصلاة علیه، ط: المکتبة الحقانیة)

🗀 (فتاوی رحیمیہ: ۷/ ۵۹، کتاب الجنائز، عنوان: جنازہ کی نماز سنت سے مقدم کیا جائے یا مؤخر؟ ط: دار الاشاعت)

میت کو دفن کرنے کے بعد منتقل کرنا

☆......میت کو کسی جگہ پر دفن کرنے کے بعد نکال کر دوسری جگہ منتقل کرنے کی اجازت نہیں ہے، طحطاوی نے میت کو دفن کرنے کے بعد منتقل کرنے کی تین صورتیں لکھی ہیں:

۱- ایک صورت یہ ہے کہ میت کو کسی غیر کی زمین میں اجازت کے بغیر دفن کر دیا گیا ہو، اور مالک کسی طرح میت کے یہاں رہنے پر راضی نہیں ہے بلکہ اس کو نکالنے پر مصر ہے تو ایسی حالت میں دوسری قبر میں منتقل کر دیا جائے، یہ صورت بالاتفاق جائز ہے۔

۲- دوسری صورت یہ ہے کہ میت کو دوسرے قبرستان میں منتقل کرنا مقصود ہے، خواہ میت کی عظمت ومحبت کی وجہ سے یا اس کی تمنا اور وصیت کی وجہ سے، یہ صورت بالاتفاق ناجائز ہے۔

۳- تیسری صورت یہ ہے کہ میت کی قبر پر پانی غالب آجائے، جس سے میت محفوظ نہ رہ سکے، اس صورت میں بعض حضرات نے میت کو منتقل کرنے کی اجازت دی ہے، بعض نے منع کیا ہے۔(۱)

---

(۱) فی المضمرات النقل بعد الدفن علی ثلاثة أوجه ،فی وجه یجوز باتفاق وفی وجه لایجوز باتفاق وفی وجه اختلاف،أماالأول:فهو إذادفن فی أرض مغصوبة،أو کفن فی ثوب مغصوب،ولم یرض صاحبه إلا بنقله عن ملکه أونزع ثوبه جاز أن یخرج منه باتفاق ،وأماالثانی:فکالأم إذاأرادت أن تنظر إلی وجه ولدها،أونقله إلی مقبرة أخری لایجوز باتفاق،وأماالثالث إذاغلب الماء علی القبر فقیل:یجوز لماروی أن صالح بن عبید الله رأی فی المنام،وهو یقول: حولونی عن قبری فقدآذانی الماء ثلاثا،فنظروا فإذاشقه الذی یلی الماء قدأصابه الماء فأفتی ابن عباس رضی الله عنهما بتحویله،وقال الفقیة أبوجعفر: یجوز ذالک أیضا،ثم رجع ومنع.(حاشیة الطحطاوی علی المراقی:ص:۶۱۵،کتاب الصلاة،باب احکام الجنائز، فصل:فی حملها ودفنها، ط: قدیمی)

(الدر مع الرد:۲/۲۳۷،۲۳۸،کتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)

(البحرالرائق:۲/۱۹۵،کتاب الجنائز، فصل:السلطان أحق بصلاته،ط:سعید)

☆...... میت کو قبر میں دفن کرنے کے بعد قبر کو کھودنے اور لحد کو کھولنے کے بجائے پورے زمین کے ٹکڑے اور مٹی سمیت اٹھانا، یعنی قبر کے چاروں طرف سے دو اڑھائی گز تک زمین کھود کر پورا ٹکڑا جس میں لحد اور قبر ہے، اس طرح اٹھانا جیسے بڑے درخت کا پینڈا اٹھایا جاتا ہے، یہ صورت بھی ناجائز ہے۔ کیونکہ اصل مقصود نعش منتقل کرنا ہے، اور جو کچھ چیزیں آئیں گی وہ نعش کے تابع ہو کر منتقل ہوں گی، جس طرح میت کے ساتھ کفن، تابوت ہو وہ میت کے تابع ہے، اصل مقصود نہیں ہے، لہٰذا اس طرح منتقل کرنے کو بھی میت کو منتقل کرنا کہا جائے گا، قبر کی مٹی منتقل کرنا نہیں کہا جائے گا۔ (۱)

☆...... حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق مشہور ہے کہ انہوں نے وصیت کی تھی کہ انہیں آباء و اجداد کے ساتھ دفن کیا جائے، تو جب بنی اسرائیل مصر سے شام گئے تو حضرت یوسف علیہ السلام کا تابوت منتقل کیا گیا تھا، اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہما السلام کی شریعت میں میت کو دفن کرنے کے بعد ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا جائز تھا لیکن ہماری شریعت میں یہ جائز نہیں ہے اس لیے اس سے استدلال کرنا درست نہیں۔ (۲)

(۱) وأما بعد الدفن فلايجوز إخراجه حتى قالوا لو أن امرأة مات ولدها و دفن ببلد غير بلدها وهي لاتصبر وأرادت نبشه ونقله إلى بلدها لايباح لها ذالک ولايباح نبشه بعد الدفن أصلا إلا لما تقدم من سقوط مال فيه أو كون الارض حق الغير، (حلبي كبير: ص: ۶۰۷، فصل: في الجنائز، ط: سهيل اكيڈمی)

(حاشية الطحطاوي على المراقي: ص: ۶۱۵، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: في حملها ودفنها، ط: قديمي)

وأما نقله بعد دفنه فلامطلقا. (الشامية: ۲/۲۳۹، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في دفن الميت، ط: سعيد)

(۲) وأما نقل يعقوب ويوسف عليهماالسلام من مصر إلى الشام ليكونا مع آبائهما الكرام فهو شرع من قبلنا ولم يتوفر فيه شروط كونه شرعا لنا (شامي: ۲/۲۳۹، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت، ط: سعيد)

(البحر: ۲/۱۹۵، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)=

☆......میت کو کسی جگہ دفن کرنے کے بعد قبر سے نکالنا اور دوسری جگہ منتقل کرنا حرام ہے، ہاں اگر کسی کی ذاتی زمین پر اجازت کے بغیر دفن کیا گیا ہے اور اس نے میت کو نکال کر لے جانے پر اصرار کیا، یا دفن کے بعد وہ زمین کسی نے شفعہ کے ذریعہ حاصل کر لی ہے تو ان صورتوں میں میت کو دفن کرنے کے بعد نکال کر دوسری جگہ منتقل کرنے کی اجازت ہوگی۔(۱)

میت کو دوسروں سے غسل دلوانا

رشتہ داروں کو چاہیے کہ میت کو خود غسل دیں، دوسروں کے سپرد نہ کریں، کیونکہ اپنے عزیز اور رشتہ دار کو خود غسل نہ دینا اور دوسروں کے سپرد کرنا انتہائی بے

= (حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی: ص: ۶۱۴، کتاب الصلاۃ، باب احکام الجنائز، فصل فی حملها و دفنها، ط: قدیمی)

(۱) الحنفیۃ: قالوا: یستحب أن یدفن المیت فی الجهۃ التی مات فیها، ولا بأس بنقله من بلدۃ إلی أخری قبل الدفن عند أمن تغیر رائحته، أما بعد الدفن فیحرم إخراجه ونقله إلا إذا کانت الارض التی دفن فیها مغصوبۃ، أو أخذت بعد دفنه بشفعۃ. (کتاب الفقه علی المذاهب الاربعۃ: ۱/۵۳۷، مباحث الجنائز، نقل المیت من جهۃ موته، ط: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ولا یخرج منه) بعد إهالۃ التراب (إلا) لحق آدمی (کأن تکون الارض مغصوبۃ.... ویخیر المالک بین إخراجه ومساواته بالأرض. (الدر مع الرد: ۲/۲۳۸، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنائز، مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)

ولا یخرج من القبر إلا أن تکون الارض مغصوبه) أی بعد ما أهیل التراب علیه لا یجوز إخراجه بغیر ضرورۃ للنهی الوارد عن نبشه وصرحوا بحرمته وأشار بکون الأرض مغصوبۃ إلی أنه یجوز نبشه لحق الآدمی...... ودخل فیه ما إذا أخذها الشفیع فانه ینبش أیضا لحقه. (البحر الرائق: ۲/۱۹۵، کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعید)

فی المضمرات النقل بعد الدفن علی ثلاثۃ أوجه، فی وجه یجوز باتفاق وفی وجه لا یجوز باتفاق وفی وجه اختلاف...... أما الأول: فهو إذا دفن فی أرض مغصوبۃ، أو کفن فی ثوب مغصوب، ولم یرض صاحبه إلا بنقله عن ملکه أو نزع ثوبه جاز أن یخرج منه باتفاق. (حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی: ص: ۶۱۵، کتاب الصلاۃ، باب احکام الجنائز، فصل: فی حملها ودفنها، ط: قدیمی)

مروتی، بے غیرتی اور غرور وتکبر کی دلیل ہے۔(۱)

میت کو دوسری جگہ منتقل کرنا

☆......میت کو اسی علاقہ میں دفن کرنا مستحب ہے جہاں موت واقع ہوئی ہے، اگر دفن کرنے سے پہلے لاش میں بو پیدا ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو تو ایک شہر سے دوسرے شہر میں لے جانے میں مضائقہ نہیں ہے، اور اگر ایک شہر سے دوسرے شہر میں لے جانے میں میت خراب ہونے کا خطرہ ہو تو مکروہ تحریمی ہے، ایک تو دفن میں تاخیر ہوتی ہے، دوسرا بہت زیادہ خرچہ اور مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے، اور جنازہ کی نماز میں تکرار کا سبب بھی بنتا ہے، اور آبائی علاقے یا قبرستان کی الگ خصوصیت ہونے کی طرف اشارہ ہوتا ہے، حالانکہ ایسی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔اس لیے جہاں موت واقع ہوئی وہاں مناسب جگہ پر دفن کرنا ہی بہتر ہے۔

☆......امام محمد رحمہ اللہ نے وفات کے مقام سے میل دو میل دور لے جا کر دفن کرنے کی گنجائش بتائی ہے۔(۲)

---

(۱) وفي المجتبى: وأمامايستحب للغاسل فالأولى أن يكون أقرب الناس إلى الميت فإن لم يعلم فأهل الامانة والورع للحديث.(البحرالرائق: ۱۷۵/۲، كتاب الجنائز، ط:سعيد)

🗁 والأولى كونه أقرب الناس إليه فإن لم يحسن الغسل فأهل الامانة والورع (الشامية: ۲/ ۲۰۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في الكفن، ط:سعيد)

🗁 ويغسله أقرب الناس إليه وإلافأهل الامانة والورع.(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۵۷۰، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط:قديمي)

(۲) قوله: ولاباس بنقله قبل دفنه)قيل مطلقا وقيل إلى مادون السفر وقيده محمد رحمه الله تعالىٰ بقدر ميل أوميلين، لأن مقابر البلد ربما بلغت هذه المسافة فيكره فيما زاد،قال في النهر عن عقد الفرائد وهو الظاهر، اه.(الشامية: ۲۳۹/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في دفن الميت، ط: سعيد)

🗁 الحنفية قالو: يستحب أن يدفن الميت في الجهة التي مات فيها، ولا بأس بنقله من بلدة إلى اخرى قبل الدفن عند أمن تغير رائحته،(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۵۳۷/۱، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، نقل الميت من جهة موته، ط:دار الفكر)=

میت کو سایہ کرنا

''سایہ کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۲۱۹)

میت کو شمالاً جنوباً دفن کرنا

کعبۃ اللہ سے مشرق کی جانب رہنے والے، مردے کو شمالاً جنوباً دفن کریں۔ اور مردہ کو دائیں کروٹ پر لٹائیں، اور منہ بھی قبلہ کی طرف ہو، یہ مسنون طریقہ ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ کعبہ زندگی میں بھی قبلہ ہے اور مرنے کے بعد بھی قبلہ ہے، اور یہ نیک فالی کے لیے ہے، کیونکہ ہر مسلمان کے بارے میں یہی گمان کرنا چاہیے کہ وہ ایمان اور اسلام پر فوت ہوا ہے۔ (۱)

= (ويستحب الدفن في) مقبرة (محل مات به أو قتل)...... (فإن نقل قبل الدفن قدر ميل أوميلين) و نحو ذالک (لابأس به) لأن المسافة إلى المقابر قد تبلغ هذا المقدار، (وكره نقله لأكثر منه) أي أكثر من الميلين كذافي الظهيرية، وقال شمس الائمة السرخسي: وقول محمد في الكتاب لابأس أن ينقل الميت قدر ميل أو ميلين بيان أن النقل من بلد إلى بلد مكروه قاله قاضيخان. وقال الطحطاوي في حاشيته: أي تحريما. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۶۱۳، ۶۱۴، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: في حملها ودفنها، ط: قديمي)

وقد جزم في التاجية بالكراهة وفي التجنيس وذكر أنه إذامات في بلدة يكره نقله إلى أخرى لأنه اشتغال بما لايفيد وفيه تاخير دفنه وكفى بذالک كراهة. (منحة الخالق على البحر الرائق: ۱۹۵/۲، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

(۱) ويوجه إليها وجوبا وينبغي كونه على شقه الايمن.

قوله: وجوبا)...... بحديث أبي داود والنسائي، أن رجلا قال: يارسول الله ماالكبائر؟ قال: هي تسع، فذكر منها "استحلال البيت الحرام قبلتكم أحياء وامواتا"...... اه. قلت: ووجهه أن ظاهره التسوية بين الحياة والموت في وجوب استقباله، لكن صرح في التحفة: بأنه سنة. (الدر مع الرد: ۲/ ۲۳۵، ۲۳۶، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في دفن الميت، ط: سعيد)

ويوجه إلى القبلة على جنبه الايمن) بذالک أمر النبي صلى الله عليه وسلم، في حديث أبي داود "البيت الحرام قبلتكم أحياء وامواتا". (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۶۰۹، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمي)

(حلبي كبير: ص: ۵۹۷، فصل: في الجنائز، ط: سهيل اكيڈمی)

میت کو عالم برزخ میں بٹھاتے ہیں

''فرشتے میت کو عالم برزخ میں بٹھاتے ہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۷۷/۲)

میت کو غسل دیتے وقت ڈھیلے سے استنجا کرانا

''ڈھیلے سے استنجا کرانا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۳۷۶/۱)

میت کو غسل دینا

☆...... میت کو غسل دینا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے، یعنی اگر کچھ لوگوں نے میت کو غسل دے دیا تو دوسرے مسلمان اس سے بری الذمہ ہو جائیں گے، اگر کسی مردہ کو غسل دیئے بغیر دفن کر دیا گیا ہے تو وہ تمام مسلمان گناہ گار ہوں گے جن کو اس کی خبر ہوئی تھی۔

☆...... میت کو ایک مرتبہ غسل دینا فرض ہے اور تین مرتبہ غسل دینا مسنون ہے، (۱) اور میت کو نیت کے بغیر بھی نہلانے سے غسل ہو جاتا ہے اور وہ پاک ہو جاتا

(۱) غسل الميت حق واجب على الاحياء بالسنة واجماع الامة...... ولكن إذاقام به البعض سقط عن الباقين...... والواجب هو الغسل مرة واحدة والتكرار سنة. (الهندية: ۱/۱۵۸، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الثانى فى الغسل، ط: رشيديه)

🗀 غسل الميت فرض كفاية على الاحياء إذاقام به البعض سقط عن الباقين والمفروض غسله مرة واحدة بحيث يعم جميع بدنه. أما تكرار غسله وترا فهو سنة...... (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/۵۰۲، كتاب الصلاة مباحث الجنائز، مبحث غسل الميت، حكمه، ط: دار الفكر)

🗀 الناس توارثوا ذالک من لدن آدم عليه السلام إلى يومنا هذا، فكان تاركه مسيئا لتركه السنة المتوارثة والاجماع المنعقدة على وجوبه...... وأما كيفية وجوبه فهو واجب على سبيل الكفاية، إذاقام به البعض سقط عن الباقين لحصول المقصود بالبعض...... وكذاالواجب هو الغسل مرة واحدة والتكرار سنة وليس بواجب. (بدائع الصنائع: ۱/۲۹۹، ۳۰۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: وأما الكلام فى الغسل، ط: سعيد)

🗀 والصلاة عليه فرض كفاية بالاجماع...... كدفنه وغسله وتجهيز فإنها فرض كفاية. (الدر المختار: ۲/۲۰۷، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى صلاة الجنازة، ط: سعيد)

ہے، البتہ ثواب حاصل کرنے کے لیے نیت شرط ہے۔(۱)

میت کو غسل دینے سے پہلے

کسی بھی مرد وعورت کے انتقال کے بعد مستحب یہ ہے کہ ایک کپڑے کا ٹکڑا لے کر مرنے والے کے منہ سے لے کر سر تک باندھ دیا جائے تاکہ منہ کھلا ہوا نہ رہ جائے اور اس پر گرہ لگا دی جائے، اور آہستہ آہستہ اس کے اعضاء کو درست کر دیا جائے، اور اگر زمین پر اس کی موت واقع ہوئی تو اس کو اٹھا کر کسی چیز پر لٹا دیا جائے، تاکہ منتقل کرنے میں آسانی رہے، اور جس لباس میں دم نکلا ہے اسے اتار کر ایسے کپڑے سے ڈھانک دیا جائے جس سے کچھ نظر نہ آئے۔(۲)

---

(۱) فتلخص: أنه لابد من إسقاط الفرض من الفعل، وأماالنية فشرط لتحصيل الثواب ولذاصح تغسيل الذمية زوجها المسلم مع أن النية شرطها الاسلام، فيسقط الفرض عنا بفعلنا بدون نية وهو المتبادر من قول الخانية أجزاهم ذالك. (الشامية: ۱۸۵/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في حديث"كل سبب ونسب منقطع إلا سببي ونسبي"،ط:سعيد)

(منحة الخالق على البحر الرائق: ۱۷۴/۲، كتاب الجنائز، ط:سعيد)

(حلبي كبير: ص: ۵۸۰،فصل: في الجنائز، ط:سهيل اكيڈمی)

ولايشترط لصحة الغسل نية، وكذالک لاتشترط النية لاسقاط فرض الكفاية على التحقيق، إنما يشترط النية لتحصيل الثواب على القيام بفرض الكفاية، (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة، ۵۱۱/۱، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، كيفية غسل الميت، ط:دارالفكر)

(۲) فإذامات شدوا لحييه...... ويشد لحياه بعصابة عريضة يشدهافي لحية الاسفل ويربطها فوق رأسه...... ويستحب أن ينزع عنه ثيابه التي مات فيها ويسجى جميع بدنه بثوب ويترک على شيء مرتفع من لوح أوسرير لئلايصيبه نداوة الارض فيتغير ريحه (الهندية: ۱۵۷/۱، كتاب الصلاة الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الاول في المحتضر، ط:رشيديه)

فإذامات شد لحياه بعصابة عريضة تعمها، وتربط فوق رأسه تحسينا وحفظا لفمه...... فيوضع كما مات...... على سرير مجمر...... ويستر عورته...... ثم...... جرد عنه ثيابه

قوله: فيوضع كما مات) لئلاتغيره نداوة الارض، وقيده القدورى بما إذاأراد غسله وهو الذى عليه العمل اليوم...... اه.=

میت کو غسل دینے کا مسنون طریقہ

"غسل دینے کا مسنون طریقہ" عنوان کے تحت دیکھیں! (۴۶/۲)

میت کو غسل دینے کی اجرت لینا

"غسل دینے کی اجرت لینا" عنوان کے تحت دیکھیں! (۴۹/۲)

میت کو غسل دینے کی وجہ

☆......میت کو غسل دینے کی اصل یہ ہے کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو غسل دیا تھا، اور آپ کو کہا تھا کہ: تمہارے مردوں کے لیے یہی طریقہ ہے۔(۱)

☆......میت کو غسل دینے کا مقصد اس کی نظافت اور عزت وحرمت کا اظہار

= قوله: على سرير) هو التخت يغسل عليه فإن لم يوجد فعلى لوح أو حجر مرتفع ليمكن غسله وتقليبه كما في العيني.(مراقي الفلاح مع حاشيه الطحطاوي: ص: ۵۶۳، ۵۶۷، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمي)

🗀 (حلبي كبير: ص: ۵۷۷، فصل: في الجنائز، ط: سهيل اكيڈمی)

🗀 إذامات المحتضر يندب شد لحييه بعصابة عريضة تربط من فوق رأسه، وتليين مفاصله برفق ورفعه عن الارض وستره بثوب صونا له عن الأعين بعد نزع ثيابه التي قبض فيها.(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۰۲، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، مبحث ما يفعل بالميت قبل غسله، ط: دار الفكر)

(۱) وفي الاختيار: الاصل فيه تغسيل الملائكة لآدم عليه السلام وقالوا لولده هذه سنة موتاكم. (الدر المختار: ۲/ ۲۰۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في حديث "كل سبب ونسب منقطع إلا سببي ونسبي"، ط: سعيد)

🗀 (بدائع الصنائع: ۲/ ۲۹۹، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: والكلام في الغسل، ط: سعيد)

🗀 (الجوهرة النيرة: ۱/ ۱۶۴، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ط: قديمي)

ہے۔(۱)

میت کو غسل دینے کے لیے پانی کیسا ہو؟

''پانی'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۱۶۹)

میت کو غسل دینے والا مقرر نہیں

میت کو غسل دینے کے لیے کوئی شخص شریعت کی جانب سے مقرر نہیں ہے۔

جس آدمی کو بھی غسل دینے کا طریقہ معلوم ہے وہ میت کو غسل دے سکتا ہے،اور بہتر یہ ہے کہ وہ شخص غسل دے جو غسل دینے کی کچھ اجرت اور عوض نہ لے۔(۲)

---

(۱) فإنها يطهر بالغسل كرامة للمسلم.(الشامية: ۱۹۴/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في القراء ة عند الميت، ط:سعيد)

🗁 فيجب تطهيره بالغسل شرعاً كرامة له وشرفا.(البحر الرائق: ۱۷۵/۲، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

🗁 لأن الغسل شرع كرامة للميت.(المحيط البرهاني: ۵۳/۳،كتاب الصلاة، الباب الثاني والثلاثون في الجنائز، قسم آخر: في بيان الاسباب المسقطة لغسل الميت،ط:ادارة القرآن

🗁 لأن الغسل وجب كرامة وتعظيما للميت.(الشامية: ۲۳۰/۲،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، قبيل مطلب:في حمل الميت،ط:سعيد)

🗁 لأن غسل الميت شرع كرامة له.(بدائع الصنائع: ۳۰۳/۱،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: وأماشرائط جوبه، ط:سعيد)

(۲) والأفضل أن يغسل الميت مجانا.(الدر المختار: ۱۹۹/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب:في [illegible] ونسب منقطع الاسببي ونسبي،ط:سعيد)

🗁 (الهندية: ۱۵۹/۱، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل، ط:رشيديه)

🗁 (البحر الرائق: ۱۷۳/۲، كتاب الجنائز، ط:سعيد)

میت کو غسل کے بغیر قبر میں رکھ دیا

اگر میت کو غسل دیئے بغیر قبر میں رکھ دیا گیا ہے مگر ابھی تک مٹی نہیں ڈالی گئی ہے تو اس کو قبر سے نکال کر غسل دینا ضروری ہے، ہاں اگر مٹی ڈال چکے ہیں تو پھر نہیں نکالنا چاہیے۔ (۱)

میت کو قبر میں اتارتے وقت

میت کو قبر میں اتارتے وقت یہ دعا پڑھے:

"بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ." (۲)

میت کو قبر میں دائیں کروٹ پر لٹانا

☆......سنت طریقہ یہ ہے کہ میت کو قبلہ رخ دائیں کروٹ پر لٹایا جائے، اور پیٹھ کی جانب سے مٹی سے سہارا دے دیا جائے، تا کہ مردہ پلٹ نہ جائے۔

☆......بعض لوگ میت کو قبر میں چت لٹا کر صرف چہرہ قبلہ کی طرف کر دیتے

(۱) ولو صلوا عليه قبل الغسل أعادوا الصلاة وكذا إذا ذكروا قبل أن يهال عليه التراب وينزع اللبن ويخرج ويغسل ويصلى عليه وأن أهالوه لم ينبش (البحر الرائق: ۲/۱۷۳، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

🗀 (وإن دفن) وأهيل عليه التراب (بغير صلاة) أوبها بلاغسل.... (صلى على قبره)

قوله: وأهيل عليه التراب) فإن لم يهل أخرج وصلى عليه. بحر (الدر مع الرد: ۲/۲۲۴، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في كراهة صلاة الجنازة في المسجد، ط: سعيد)

🗀 (البحر الرائق: ۲/۱۷۳، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

(۲) عن ابن عمر: أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا أدخل الميت القبر "وقال أبو خالد مرة إذا وضع الميت في لحده، قال مرة: بسم الله وبالله وعلى ملة رسول الله، وقال مرة: بسم الله وبالله وعلى سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم. (جامع الترمذي: ۱/۲۰۲، ابواب الجنائز، باب ماجاء إذا أدخل الميت قبره، ط: سعيد)

🗀 (ابن ماجه: ص: ۱۱۱، ابواب الجنائز، باب ماجاء في إدخال الميت القبر، ط: قديمي)

🗀 (الدر المختار: ۲/۲۳۵، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في دفن الميت، ط: سعيد)

ہیں یہ سنت طریقے کے خلاف ہے۔(۱)

میت کو قبلہ رخ دفن نہیں کیا

اگر دفن کرنے والوں نے غلطی سے میت کو قبلہ رخ کر کے دفن کرنے کے بجائے مشرق کی طرف رخ کر کے دفن کر دیا اور مٹی وغیرہ ڈالنے کے بعد یاد آیا تو اس وقت قبر کو دوبارہ کھولنے کی اجازت نہیں ہے۔ اور اگر مٹی ڈالنے سے پہلے یاد آ جائے تو میت کا رخ قبلہ کی طرف کر دیا جائے۔(۲)

میت کو قبلے کی طرف سے قبر میں اتاریں

میت کو قبر میں قبلے کی طرف سے اتارنا مسنون ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ

(۱) ویوضع القبر علی جنبه الأیمن مستقبل القبلة وتحل العقدة ویسوی اللبن والعصب. (الهندیة: ۱/۱۶۶، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس فی القبر والدفن، ط: رشیدیه).

ویوجه إلیها وجوبا وینبغي كونه على شقه الایمن.

قوله: وجوبا)...... بحدیث أبی داود والنسائی، أن رجلا قال: یارسول الله ماالكبائر؟ قال: هی تسع، فذکر منها "استحلال البیت الحرام قبلتكم أحیاء وامواتا. ١٥." قلت: ووجهه أن ظاهره التسویة بین الحیاة والموت فی وجوب استقباله، لكن صرح فی التحفة: بأنه سنة، (الدر مع الرد: ۲/ ۲۳۵، ۲۳۶، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)

(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۶۰۹، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، ط: قدیمی)

(۲) لودفن مستدبرا لها وأهالوا التراب لاینبش؛ لأن التوجه الی القبلة سنة، والنبش حرام، بخلاف ماإذا كان بعد اقامة اللبن قبل اهالة التراب. (شامی، ۲/۲۳۶ کتاب الجنائز، مطلب في دفن المیت، ط: سعید)

افاد كلام المصنف أنه لووضع لغیر القبلة أوعلى شقه الایسر او جعل رأسه في موضع رجليه او دفن بلاغسل وأهیل علیه التراب، فانه لاینبش. قال في البدائع: لأن النبش حرام. (البحر، ۲/۱۹۵ باب الجنائز، ط: سعید)

الفتاوی التاتارخانیة، ۲/۱۳۳، کتاب الصلاة، باب الجنائز، الفصل الثانی والثلاثون فی الجنائز، نوع آخر: في الخطأ الذی یقع فی الباب، المتفرقات، ط: سعید)

جنازہ کو قبر سے قبلے کی جانب رکھا جائے، اور اتارنے والے قبلہ رخ کھڑے ہوکر میت کو اٹھا کر قبر میں رکھ دیں، قبر میں اتارنے والوں کا طاق یا جفت ہونا مسنون نہیں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی مقدس قبر میں چار آدمیوں نے اتارا تھا۔(۱)

میت کو کیسے اتارے؟

"میت کو قبلے کی طرف سے قبر میں اتاریں" عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۳۴۶)

میت کو لٹانا

"کفن پہنا کر کس طرح لٹایا جائے؟" عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۱۸۴)

میت کو نہلانے والا کوئی عزیز ہو

میت کو نہلانے والا میت کا کوئی عزیز رشتہ دار ہونا بہتر ہے، اور اگر میت کے عزیز

(۱) ویدخل المیت فی القبر من قبل القبلة کما أدخل النبی صلی الله علیه وسلم إن امکن فتوضع الجنازة علی القبر من جهة القبلة ویحمله الآخذ مستقبلاً حال الأخذ ویضعه فی اللحد لشرف القبلة...... ولایضر دخول وترأو شفع فی القبر بقدر الکفایة.

قوله: ولایضر دخول وتر) فی الحلبی عن الذخیرة: ولایتعین عد د الواضعین لأن المعتبر حصول الکفایة ودخل قبره صلی الله علیه وسلم أربعة علی والعباس وابنه الفضل واختلف فی الرابع هل هو صهیب أو المغیرة أورافع أوصالح. (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص:۲۰۸، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: فی حملها ودفنها، ط: قدیمی)

ویوضع المیت فی قبره وضعا من جهة القبلة مستقبل القبلة عند وضعه ولایسل سلا عندنا...... ولایتعین فی عدد الواضعین وفی الذخیرة: لایضر وتر دخله أو شفع لأن المعتبر حصول الکفایة. (حلبی کبیر: ص: ۵۹۶، ۵۹۷، فصل فی الجنائز، ط: سهیل اکیڈمی)

(االبحر الرائق: ۲/۱۹۳، کتاب الجنائز، فصل: السلطان احق بصلاته، ط: سعید)

ویدخل من قبل القبلة) بأن یوضع من جهتها ثم یحمل فیلحد.

قوله: بأن یوضع من جهتها ثم یحمل) أی فیکون الآخذ له مستقبل القبلة حال الاخذ...... ولایضر عندنا کون الداخل فی القبر وترا أو شفعا واختارا لشافعی الوتر...... (الدر مع الرد: ۲/۲۳۵، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)

واقارب غسل دینا نہ جانتے ہوں تو کسی متقی، نیک اور پرہیز گار آدمی سے غسل دلائیں۔(۱)

میت کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کرنا

☆......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا ہے کہ اپنے مردوں کو نیک اور صالح لوگوں کے درمیان دفن کریں، اس لیے کہ مردے کو برے پڑوسی سے اسی طرح تکلیف پہنچتی ہے جس طرح زندہ کو۔

☆......علماء نے لکھا ہے کہ مردے کو صالحین اور نیکو کاروں کے قبرستان میں دفن کرنا مستحب ہے، تاکہ برکت بھی ہو اور ان کے قریب ہونے سے فائدہ بھی ہو۔

☆......لکھا ہے کہ ایک نیک عورت کو ایک فاسق شخص کے پڑوس میں دفن کیا گیا، وہ خواب میں اپنے گھر والوں کو نظر آئی اور ان سے کہا: تمہیں میرے دفن کرنے کے لیے تنور کے قریب کے علاوہ اور کوئی جگہ نہیں ملی؟ اس کے گھر والوں کو اس جگہ اور اس کے آس پاس کی جگہ میں کوئی تنور نہیں ملا تو انہوں نے تفتیش کی کہ اس عورت کے پڑوس میں کون دفن ہے؟ تو معلوم ہوا کہ اس عورت کے پڑوس میں ایک جلاد کی قبر ہے۔(۲)

(۱) والأولى في الغاسل أن يكون أقرب الناس إلى الميت فإن لم يحسن الغسل فأهل الامانة والورع (حلبى كبير: ص: ۵۸۰، فصل: في الجنائز، ط: رشيديه)

(النهر الفائق: ۱/ ۳۸۵، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: رشيديه)

ويستحب للغاسل أن يكون أقرب الناس إلى الميت فإن لم يعلم الغسل فأهل الامانة والورع (الهنديه: ۱/ ۵۹، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثانى في الغسل، ط: رشيديه)

(۲) عن علي رضى الله عنه قال: أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن ندفن موتانا وسط قوم صالحين فإن الموتى يتأذون بالجار السوء كما يتأذى به الأحياء...... قال علماؤنا: ويستحب لك - رحمك الله - أن تقصد بميتك قبور الصالحين، ومدافن أهل الخير، فتدفنه معهم، وتنزله بازائهم، وتسكنه في جوارهم، تبركاً بهم، وتوسلاً إلى الله عزوجل بقربهم، وأن تجتنب به قبور من سواهم، ممن يخاف التأذى بمجاورته، والتألم بمشاهدة حاله حسب ما جاء في الحديث يروى أن امرأة دفنت بقرطبة أعادها الله. فأتت أهلها في النوم فجعلت تعتبهم وتشكوهم =

میت کی آنکھوں کے کونٹیک لینس نکالنے کا حکم

''کونٹیک لینس''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/ ۲۱۰)

میت کی پیشانی پر''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم''لکھنا

''پیشانی پر'' بسم اللہ الرحمٰن الرحیم''لکھنا''عنوان کے تحت دیکھیں!

میت کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا

☆......جب جنازہ قریب سے گزرتا ہے تو جو لوگ بیٹھے ہوئے ہوں ان کو جنازہ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جانا بہتر ہے۔

☆......میت کو دیکھ کر کھڑا ہونا حدیث شریف سے ثابت ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

☆......اس کے علاوہ بھی اور بہت سی احادیث منقول ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے قیام کا حکم تھا پھر منسوخ ہو گیا۔لیکن جواز پھر بھی باقی رہا ہے، اور کھڑا ہونا دراصل انسان کے خالق اور فرشتوں کی تعظیم کے لیے ہے۔(۱)

= وتقول:ماوجدتم أن تدفنوني إلا إلى فرن الجير؟فلما أصبحوا نظروا فلم يروا في ذالك الموضع كله ولابقربه فرن جير، فبحثوا وسألوا عن من كان مدفونا بازائها؟فوجدوه رجلاً سيافا كان لابن عامر وقبره إلى قبرها، فأخرجوها من جواره.(التذكرة في أحوال الماوتي وأمورا لآخرة،ص:۸۳، باب يختار للميت قوم صالحين يكون معهم،ط:دارالحديث قاهره)

(۱) عن علي رضي الله عنه قال:كان رسول الله صلى الله عليه وسلم أمرنا بالقيام في الجنازة ثم جلس بعد ذالك وأمرنا بالجلوس ،رواه احمد

وعن محمد بن سيرين قال:إن جنازة مرت بالحسن بن علي وابن عباس فقام الحسن ولم يقم ابن عباس فقال الحسن :أليس قد قام رسول الله صلى الله عليه وسلم لجنازة يهودي قال:نعم! ثم جلس، رواه النسائي

وعن أبي موسىٰ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:إذامرت بك جنازة يهودي أونصراني أومسلم فقوموا لها فلستم لها تقومون إنما تقومون لمن معها من الملائكة،رواه احمد

(مشكاة المصابيح:ص:۱۴۷ ،كتاب الجنائز، باب المشي بالجنازة،ط:قديمي)=

میت کی خبر ملے

کسی بھی میت کی خبر ملے یا کوئی بھی میت سامنے ملے، مسلم ہو یا غیر مسلم اس کو دیکھ کر اپنی موت کو یاد کرنا چاہیے، جس کے لیے بہتر الفاظ یہ ہیں:

"اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ" (۱)

میت کی روح گھر میں نہیں آتی

"روح کا گھر میں آنا" عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۳۹۲)

= قوله: جلس) أى ترك القيام للجنازة فالقيام منسوخ وعليه الجمهور أوحتى قعد من ذالک القيام بعد أن غابت تلک الجنازة والمراد ماتتبعها وبالجملة فهذااللفظ محتمل فالاستدلال به وحده لايخلو عن خفاء لكن قد جاء مايدل عليه. (حاشية السندى على ابن ماجه: ۲/ ۲۳۹، كتاب الجنائز، باب ماجاء في القيام للجنازة منسوخ، ط: دار المعرفة)

ولأحمد وابن حبان والحاكم من طريق قتادة عن أنس مرفوعاً إنما قمنا للملائكة ونحوه لأحمد من حديث أبى موسى ولأحمد وابن حبان والحاكم من حديث عبد الله بن عمرو مرفوعاً إنما تقومون إعظاما للذى يقبض النفوس ولفظ ابن حبان إعظاما لله الذى يقبض الارواح فإن ذالک أيضا في التعليل السابق لأن القيام للفزع من الموت فيه تعظيم لأمرالله وتعظيم للقائمين بأمر في ذالک وهم الملائكة. (فتح البارى: ۳/ ۱۸۰، كتاب الجنائز، باب من قام لجنازة يهودى، ط: قديمى)

هذا، يكره أن يقوم الناس عند مرور الجنازة عليهم وهم جلوس باتفاق ثلاث. وقال الشافعية: يستحب القيام عند رؤية الجنازة على المختار. (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/ ۳۰۰، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، حكم تشييع الميت ومايتعلق به، ط: درالغد الجديد

(۱) "إنالله" إقرار له بالملک "وإنا إليه راجعون" إقرار على نفوسنا بالهلک. (تفسير النسفى: ص: ۸۸، بقره، الآية، ۱۵۶، ط: دار المعرفة)

قال أبوبكر الوراق: "إنا لله" إقرار منا له بالملک، وإنا إليه راجعون "إقرارمنا أنفسنا بالهلاک، (تفسير الرازى: ۲/ ۱۳۳، بقره، الآية: ۱۵۶، داراحياء التراث العربى)

الذين إذاأصابتهم مصيبة قالوا: إنالله وإنا إليه راجعون، وفي قوله: "إنالله" إقرار بالعبودية والملک وفي قوله: "إناإليه راجعون" إقرار بالفناء والبعث من القبور واليقين بأن مرجع الامر كله لله تعالىٰ (تفسير المراغى لأحمد مصطفى المراغى، ۱/ ۲۵، بقره، الآية: ۱۵۶، ط: شركة مكتبة وطبعة مصطفى البانى الحلبى)

میت کی زیارت خواب میں

امام یافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میت کی روحوں کو اچھی حالت میں ہوں یا بری حالت میں، کبھی ظاہر کر دیتا ہے تا کہ دیکھنے والے کو اطمینان اور خوشی ہو، اور اس سے سبق اور نصیحت حاصل کرے، اور میت کو مغفرت کی دعا، قرآن مجید کی تلاوت، یا صدقہ خیرات سے فائدہ پہنچائے۔

اور یہ بھی فرمایا ہے کہ میت کی زیارت اکثر و بیشتر خواب میں ہوتی ہے اور کبھی خواب کے بغیر جاگنے کی حالت میں بھی ہوتی ہے، مگر یہ اولیاء اللہ کو ہوتی ہے، اور یہ ان کی کرامت ہے۔

اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ روحیں اگر نیک ہیں تو علیین میں اور اگر بد ہیں تو سجّین میں رہتی ہیں، اور کبھی کبھی اللہ تعالیٰ ان ارواح کو قبر میں ڈالتا ہے، خصوصاً جمعہ کے دن اور اس کی رات میں تو یہ روحیں بیٹھ کر آپس میں باتیں کرتی ہیں، نیک روحوں کو ثواب ملتا ہے، اور بد روحوں کو عذاب ہوتا ہے، اور جب قبر میں آتی ہیں تو روح اور بدن دونوں کو ثواب و عذاب ہوتا ہے۔(۱)

---

(۱) وقال اليافعي : رؤية الموتٰى في خير أو شر نوع من الكشف ، يظهره الله تبشيرًا وموعظة أو لمصلحة للميت من إيصال خير له و قضاء دين أو غير ذٰلك ، ثم هٰذه الرؤية قد تكون في النوم وهو الغالب ، وقد تكون في اليقظة ، وذٰلك من كرامات الأولياء أصحاب الأحوال .

وقال في موضع آخر ، مذهب أهل السنة أن أرواح الموتٰى ترد في بعض الأوقات من علّيين أو من السجين إلى أجسادهم في قبورهم ، عند إرادة الله تعالٰى وخصوصًا ليلة الجمعة ، ويجلسون ويتحدثون وينعم أهل النعيم ، ويعذب أهل العذاب .

قال : وتختص الأرواح دون الأجساد بالنعيم أو العذاب مادامت في عليين أو سجين، وفي القبور يشترك الروح والجسد ، انتهى . (شرح الصدور بشرح حال الموتٰى والقبور: (ص: ۲۷۹) باب زيارة القبور وعلم الموتٰى بزوارهم ورؤيتهم لهم، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

میت کی طرف سے حج بدل کرنا

''حج بدل کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/۳۱۴)

میت کی طرف سے قربانی کرنا

''قربانی کرنا میت کی طرف سے'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۱۵۵)

میت کی طرف سے نماز روزہ ادا کرنا

اگر میت کے وارثین اس کے حکم سے اس کی فوت شدہ نمازوں کی قضا کریں تو یہ نمازیں میت کی طرف سے ادا نہیں ہوں گی، اس لیے کہ نماز بدنی عبادت ہے، جس کا ہر مکلّف کو خود ادا کرنے کا حکم ہے، دوسروں کے ادا کرنے سے اس کی طرف سے ادا نہیں ہوتی، البتہ حج کا حکم اس سے مختلف ہے۔ اس لیے اگر وارث میت کی طرف سے حج ادا کرے گا، یا کسی اور سے کرائے گا تو میت کے ذمہ سے فرض حج ساقط ہو جائے گا، اگرچہ میت نے حج بدل کرانے کی وصیت بھی نہ کی ہو۔ (۱)

میت کی موجودگی میں کھانا کھانا

''میت گھر میں ہوتے ہوئے کھانا کھانا'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/۳۶۰)

میت کی یہ وصیتیں باطل ہیں

اگر میت نے یہ وصیت کی کہ فلاں شخص اس کو غسل دے اور فلاں آدمی اس کو

---

(۱) (ولو قضاها ورثته بأمره لم يجز) لأنها عبادة بدنية (بخلاف الحج) لأنه يقبل النيابة. (الدر المختار: ۲/۷۴، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب: في بطلان الوصية بالختمات والتهاليل، ط: سعيد)

ولو قضاها ورثته بأمره لايجوز وفي الحج يجوز. (البحر الرائق: ۲/۹۱، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، قبيل باب سجود السهو، ط: سعيد)

(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۴۳۹، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، فصل: في إسقاط الصلاة والصوم، ط: قديمي)

دفن کرے، فلاں جنازہ کی نماز پڑھائے، اور فلاں جگہ دفن کیا جائے، یہ تمام وصیتیں شریعت میں معتبر نہیں ہیں۔ یہ تمام چیزیں میت کے اختیار میں نہیں ہیں، ورثاء کا حق ہیں، ورثاء جو بہتر سمجھیں اس پر عمل کر سکتے ہیں۔(۱)

میت کے اختیار میں یہ چیزیں نہیں ہیں

''میت کی یہ وصیتیں باطل ہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۳۵۲/۲)

میت کے اوپر بارش برس جائے

اگر میت پر بارش برس جائے یا اور کسی طرح پانی پہنچ جائے تو یہ غسل کے لیے کافی نہیں ہوگا، بلکہ زندہ لوگوں پر اس کو غسل دینا فرض ہوگا۔(۲)

---

(۱) أو صی بأن یصلی علیه فلان أو یحمل بعد موته إلی بلد آخر أو یکفن فی ثوب کذا...... فهی باطلة. (الدر المختار: ۶۶۶/۶، کتاب الوصایا، قبیل باب الوصیة بالثلث، ط: سعید)

(الهندیة: ۹۶/۶، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ التی تکون وصیة والتی لاتکون وصیة، ط: رشیدیه)

(الخانیة علی هامش الهندیة: ۴۹۴/۳، کتاب الوصایا، فصل: فیما یکون وصیة وفیما لایکون؟ ط: رشیدیه)

وإذا أوصی لأحد بأن یصلی علیه أو بأن یغسله فهی وصیة باطلة لاتنفذ ولمن له حق التقدم أن یأذن غیره فی الصلاة، (کتاب الصلاة علی المذاهب الاربعة: ۵۲۴/۱، مباحث الجنائز، مبحث الاحق بالصلاة علی المیت، ط: داراحیاء التراث العربی بیروت)

(۲) وفی الخانیة: إذا جری الماء علی المیت أو أصابه المطر عن أبی یوسف أنه لاینوب عن الغسل لأنا أمرنا بالغسل وجریان الماء وإصابة المطر لیس بغسل. (البحر الرائق: ۱۷۴/۲، کتاب الجنائز، ط: سعید)

(الخانیة علی هامش الهندیة: ۱۸۷/۱، کتاب الصلاة، باب فی غسل المیت ومایتعلق به من الصلاة...... الخ، ط: رشیدیه)

(الشامیة: ۲۰۰/۲، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی حدیث ''کل سبب ونسب منقطع إلا سببی ونسبی، ط: سعید

میت کے اوپر کا کپڑا ناپاک ہو جائے

''غسل دیتے وقت میت کے اوپر کا کپڑا ناپاک ہو جائے'' عنوان کے تحت دیکھیں!

میت کے بارے میں فرشتے کیا کہتے ہیں

''فرشتے جنازہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۷۷/۲)

میت کے پاس غسل سے پہلے تلاوت کا حکم

''تلاوت کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲۰۸/۱)

میت کے پاس لوگ رہیں

''میت کو تنہا نہ رکھا جائے'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۳۳۵/۲)

میت کے تین ٹکڑے

اگر میت کے تین ٹکڑے ہو گئے، ایک گردن تک، دوسرا کمر تک، تیسرا پاؤں والا حصہ، تو جسم کی ہیئت باقی نہ رہنے کی وجہ سے غسل اور مسنون کفن دینا اور جنازہ کی نماز پڑھنا لازم نہیں ہوگا، بلکہ ایک کپڑے میں لپیٹ کو مسلم قبرستان میں دفن کر دیا جائے۔(۱)

---

(۱) (وجد رأس آدمي) أو أحد شقيه (لايغسل ولا يصلى عليه) بل يدفن، الا أن يوجد أكثر من نصفه ولو بلا رأس. (الدر مع الرد: (۱۹۹/۲) كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: سعيد)

وقيد بعدم التفسخ؛ لأنه لا يصلى عليه بعد التفسخ؛ لأن الصلاة شرعت على بدن الميت، فإذا تفسخ، لم يبق بدنه قائما. (البحر الرائق: (۳۲۰/۲) كتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: رشيديه)

(قوله: مالم يتفسخ) أي تتفرق أعضاءه، فإن تفسخ لايصلى عليه مطلقا؛ لأنها شرعت على البدن ولا وجود له مع التفسخ وإذا وجد أكثر البدن أو نصفه مع الرأس، غسل وصلى عليه والا لا. (حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ۵۷۵) كتاب الصلاة، أحكام الجنائز، الصلاة عليه، ط: قديمي)

میت کے غسل کی اہمیت

☆...... اللہ تعالیٰ کا جو بندہ اس دنیا سے رخصت ہو کر موت کے راستے آخرت کی طرف جاتا ہے، اسلامی شریعت نے اس کو عزت واحترام کے ساتھ رخصت کرنے کا ایک خاص طریقہ مقرر کیا ہے جو نہایت ہی پاکیزہ، انتہائی خدا پرستانہ اور نہایت ہمدردانہ اور شریفانہ طریقہ ہے۔

☆......شریعت کا حکم ہے کہ پہلے میت کو ٹھیک اس طرح غسل دیا جائے جس طرح کوئی زندہ آدمی پاکی اور پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے نہاتا ہے، اس غسل میں پاکی اور صفائی حاصل کرنے کے علاوہ غسل کے آداب کا پورا لحاظ رکھا جائے، غسل کے پانی میں وہ چیزیں شامل کی جائیں جو میل کچیل کو صاف کرنے کے لیے لوگ زندگی میں نہانے میں استعمال کرتے ہیں، اس کے علاوہ کافور جیسی خوشبو بھی پانی میں شامل کی جائے، تاکہ میت کا جسم پاک صاف ہونے کے علاوہ خوشبودار بھی ہو جائے اور دیر تک کیڑے مکوڑوں سے بھی محفوظ رہے۔(۱) پھر صاف ستھرے پاک کپڑوں

---

(۱) والغسل بالماء الحار أفضل عندنا...... ويغلى الماء بالسدر أوبالحرض فإن لم يكن فالماء القراح...... ويغسل رأسه ولحيته بالخطمي وإن لم يكن فبالصابون ونحوه لانه يعمل عمله. (الهنديه: ۱/ ۱۵۸، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الثانى فى الغسل، ط: رشيديه)

وصب عليه ماء مغلى بالسدر أوحرض)مبالغة فى التنظيف...... (وإلا فالقراح...... وغسل رأسه ولحيته بالخطمى)لأنه أبلغ فى استخلاص الوسخ وإن لم يكن فبالصابون ونحوه. (البحر الرائق: ۲/ ۱۷۲، كتاب الجنائز، ط:سعيد)

(ويصب عليه ماء مغلى بالسدر)ورق البنق(أوحرض)...... الأشنان(إن تيسر وإلا فماء خالص) مغلى(ويغسل رأسه ولحيته بالخطمى)نبت بالعراق(إن وجدوإلا فبالصابون ونحوه)قوله: ورق البنق)...... وفى التذكرة السدر شجر معروف وثمره البنق...... ومن خواصه أنه يطرد الهوام ويشد العصب ويمنع الميت من البلاء...اه.

قوله: نبت بالعراق)طيب الرائحة يعمل عمل الصابون. (الدر مع الرد: ۲/ ۱۹٦، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى القراءة عند الميت، ط:سعيد)

میں کفنایا جائے لیکن اس سلسلے میں اسراف سے بھی کام نہ لیا جائے۔(۱)

☆......اس کے بعد جنازہ کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی جائے، جس میں میت کے لیے اہتمام اور خلوص کے ساتھ مغفرت اور رحمت کی دعا کی جائے۔(۲)

☆......پھر اکرام اور احترام کے ساتھ بظاہر قبر کے حوالے اور حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سپرد کر دیا جائے۔

☆......زمین کی گود میں دے دیا جائے، جس کے اجزاء سے اس کا جسم بنا اور پلا تھا، اور جو ایک طرح سے گویا اس کی ماں تھی، (۳) پھر لوگ زبانی اور عملی طور پر میت کے اقارب اور گھر والوں کی غم خواری اور ہمدردی کریں، اور ان کی تسلی، تشفی اور

(۱) ویؤخذ الکفن مماکان یلبسه...... فی حیاته...... ویحسن للحدیث حسنوا أکفان الموتی فإنهم یتزاورون فیما بینهم ویتفاخرون بحسن أکفانهم ولا یغالی فیه لقوله صلی الله علیه وسلم: لاتغالوا فی الکفن فإنه یسلب سریعا. (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۵۷۶، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، ط: قدیمی)

🗀 قوله: ویحسن الکفن) بأن یکفن بکفن مثله....وتکره المغالاة فی الکفن (الشامیة: ۲/ ۲۰۲، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی الکفن، ط: سعید)

🗀 (اللباب فی شرح الکتاب، ۱/ ۱۲۹، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ط: قدیمی)

(۲) وأما أرکانها ففی فتح القدیر أن الذی یفهم أنها الدعاء والقیام والتکبیر لقولهم إن حقیقتها هو الدعاء والمقصود منها (البحر الرائق: ۲/ ۱۷۹، کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعید)

🗀 (شامی: ۲/ ۲۰۹، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی، ط: سعید)

🗀 (فتح القدیر: ۲/ ۸۵، ۸۶، کتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل: فی الصلاة علی المیت، ط: رشیدیه)

(۳) (والصلاة علیه)...... (فرض کفایة) بالإجماع...... (کدفنه) وغسله وتجهیزه فإنها فرض کفایة. (الدر المختار: ۲/ ۲۰۷، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی صلاة الجنازة، ط: سعید)

🗀 (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۵۸۰، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، فصل: الصلاة علیه، ط: قدیمی)

🗀 (طحطاوی علی الدر: ۱/ ۳۷۱، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: رشیدیه)

غم ہلکا کرنے کی کوشش کریں۔(۱)

میت کے گھر عورتوں کا اجتماع

''عورتوں کا اجتماع'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/ ۵۱۴)

میت کے گھر قیام پذیر ہونا

''ضیافت'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/ ۴۸۲)

میت کے گھر کھانے کو ضروری سمجھنا

بعض علاقوں میں میت کو دفن کرنے کے بعد قریبی رشتہ دار میت کے وارثوں کو اپنے ہمراہ کھانا کھلانے کے لیے میت کے گھر آتے ہیں، لیکن اور بھی بہت سے حضرات اس کھانے میں شریک ہو جاتے ہیں، جس کی وجہ سے کھانا کم پڑ جاتا ہے اور میت والے رنج وغم اور صدمے کی وجہ سے پہلے سے پریشان ہوتے ہیں پھر کھانا

---

(۱) ولا بأس...... بتعزية أهله وترغيبهم في الصبر.

قوله: وبتعزية أهله) أي تصبيرهم والدعاء لهم به...... قال في شرح المنية وتستحب التعزية للرجال والنساء اللاتي لا يفتن. (الدر مع الرد: ۲/ ۲۳۹، ۲۴۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، قبيل مطلب: في الثواب على المصيبة، ط: سعيد)

⊏ وتستحب التعزية للرجال والنساء اللاتي لا يفتن

قوله: وتستحب التعزية...... الخ)...... ولا حجر في لفظ التعزية...... لأن المقصود منها ذكر ما يسلى صاحب الميت ويخفف حزنه ويحضه على الصبر كما نبهنا الشارع على هذا المقصود في غير ما حديث. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۶۱۸، كتاب الصلاة باب احكام الجنائز، فصل: في حملها ودفنها، ط: قديمي)

⊏ التعزية لصاحب المصيبة حسن. (الهندية: ۱/ ۱۶۷، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس في القبر والدفن.... ومما يتصل بذلك مسائل، ط: رشيديه)

⊏ (معارف الحدیث: ۳/ ۲۷۹، کتاب الصلاۃ، نماز جنازہ، عنوان: میت کا غسل وکفن، ط: دار الاشاعت)

وغیرہ کم پڑنے کی وجہ سے مزید پریشان اور شرمندہ ہوتے ہیں، اور یہ مصیبت پر مصیبت ہوتی ہے۔ ایسی رسم یقیناً ناجائز ہے، اور انتہائی بے غیرتی کی بات ہے، اس لیے ایسی رسم کو ترک کرنا لازم ہے ورنہ ثواب کی بجائے الٹا گناہ ہوگا۔(۱)

میت کے گھر میں ضیافت

''ضیافت'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/ ۴۸۲)

میت کے گھر والوں کے لیے کھانا بھیجنا

''کھانا بھیجنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/ ۲۱۰)

میت کے لیے دعا کرنا

میت کے لیے دعا کرنا درست ہے، دعا اس طرح کی جائے جس سے دیکھنے

---

(۱) من المقابح التی درج علیها الناس أیامنا هذه أن یقیم أهل المیت أو أقرباؤه ولیمة الناس ثالث أیام وفاته، وهذه لا أصل لها فی الشریعة، إذ المشروع کما أسفلنا إرسال طعام لأهل المیت یوم وفاته لاشتغالهم به وبأحزانهم عن ذالک، وإنما نشأت هذه العادت وتطورت بعد من أمر مشروع إلی أمر قبیح غیر مشروع فقد بدأت -علی مایبدو- بأن یعد أهل المیتی طعاما بناء علی وصیة أو تطوعاً منهم یوزعونه علی الفقراء، ثم تطورت إلی دعوة الفقراء إلیهم ولاسیما أن هؤلاء کانوا یأتون طلبا للاحسان، ثم تطورت فأصبحت علی شکلها الصبیح ولیمة کبری یدعی لها الوجهاء والأعیان والزملاء والأقرباء ولایکاد یکون للفقراء منها نصیب ولأن الناس یقلد بعضهم بعض، فقد استحکمت هذه العادة فأصبحت وبالاً علی أهل المیت وأقربائه ففوق مصائبهم وأحزانهم وأتراح قلوبهم، یکون علیهم أن یعدوا الطعام ویحسنوا المائدة ویتکلفوا البشاشة فی وجوه الضیوف.(المفصل فی الفقه الحنفی محمد ماجد عتر، ص: ۲۴۹، الفصل الثامن، صلاة الجنازة ومایتبعها، الولیمة القبیحة، ط: دار الفکر)

◻ واتفق الائمة علی کراهة صنع أهل المیت طعام للناس یجتمعون علیه، لما فی ذالک من زیارة المصیبة علیهم وشغلاً إلی شغلهم وتشبهاً بصنع أهل الجاهلیة لحدیث جریر قال: کنا نعد الاجتماع إلی أهل المیت وصنعه الطعام بعد دفنه من النیاحة.(فقه السنة: ۱/ ۳۲۹، الجنائز، استحباب صنع الطعام لأهل المیت، ط: دار ابن کثیر)

والے کو شبہ نہ ہو کہ قبر سے کچھ مانگ رہے ہیں۔(۱)

میت کے لیے قربانی بہتر ہے یا صدقہ کرنا؟

''قربانی بہتر ہے یا صدقہ کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱۵۴/۲)

میت کے مکان پر آنا

میت کو دفن کرنے کے بعد واپسی میں سب لوگوں کا میت کے مکان پر آنے کا رواج شریعت کے مطابق نہیں ہے، اس لیے ایسے رواج کو ختم کرنا ضروری ہے، بلکہ دفن سے فارغ ہو کر عام افراد اپنے اپنے کام کو چلے جائیں۔(۲)

میت کے مکان پر واپسی میں آنا

''واپسی میں میت کے مکان پر آنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۴۵۱/۲)

(۱) وفی حديث ابن مسعود رضی الله عنه رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فی قبر عبد الله ذی البجادين الحديث. وفيه فلما فرغ من دفنه استقبل القبلة رافعاً يديه،أخرجه أبوعوانة فی صحيحه. (فتح الباری: ۱۱/۱۷۳، كتاب الدعوات،باب الدعاء مستقبل القبلة،ط:قديمی)

🗀 مرقاة المفاتيح: ۱۶۴/۴، كتاب الجنائز، باب دفن الميت، الفصل الثانی،ط:رشيديه)

🗀 قال فی الفتح: والسنة زيارتها قائما، والدعاء عندنا قائما كما يفعله صلى الله عليه وسلم فی الخروج إلى البقيع. (الشامية: ۲۴۲/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،مطلب:فی زيارة القبور، ط: سعيد)

🗀 (الهنديه: ۱۶۶/۱، كتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس فی القبر والدفن...... الخ،ط:رشيديه)

(۲) قال كثير من متأخری أئمتنا رحمهم الله :يكره الإجتماع عند صاحب الميت حتى يأتی إليه من يعزی بل إذا رجع الناس من الدفن فليتفرقوا ،ويشتغلوا بأمورهم وصاحب الميت بأمره. (مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی: ص: ۶۱۷،۶۱۶، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل؛ فی حملها ودفنها، ط:قديمی)

🗀 (الشامية: ۲۴۱/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی كراهة الضيافة من أهل الميت، ط:سعيد)

🗀 (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۳۰۴/۱، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، التعزية، ط: دار الغد الجديد)

میت کے نیچے گدا بچھانا

میت کو جنازہ کے پلنگ میں رکھنے کے لیے گدے یا چٹائی بچھانے کی ضرورت نہیں ہے، کفن کے ساتھ اٹھا کر جنازہ کے پلنگ میں رکھ دیں اور جنازہ کے پلنگ سے قبر میں رکھ دیں، اگر کبھی ضرورت محسوس ہو تو چادر وغیرہ جو بھی موجود ہو اسے کام میں لائیں۔ پھر اس چادر کو اپنے استعمال میں بھی لا سکتے ہیں۔ (۱)

میت گھر میں ہوتے ہوئے کھانا کھانا

☆......میت کی موجودگی میں بھی کھانا کھانا جائز ہے، البتہ صدمہ اور غم کی وجہ سے کھانا نہ کھا سکیں تو اور بات ہے۔

☆......آج کل بعض علاقوں میں یہ رسم بن گئی ہے، اور اس کا اہتمام بھی ہونے لگا ہے کہ جب تک میت گھر میں ہو گھر والے بھوک کے باوجود کھانا کھانے کو گناہ سمجھتے ہیں۔ شریعت میں اس قسم کی رسم کا کوئی ثبوت نہیں ہے، (البتہ صدمہ اور رنج وغم کی وجہ سے کھانا نہ کھا سکیں تو اور بات ہے) اس لیے اس رسم کو ترک کرنا لازم ہے، عزیز واقارب اور پڑوسیوں کو چاہیے کہ اگر میت کے گھر والے بھوکے ہیں تو ان کو ترغیب اور اصرار سے کھلائیں۔ (۲)

---

(۱) فتاوی رحیمیہ: ۸۱/۷، کتاب الجنائز، باب ما یتعلق بحمل الجنائز، سوال نمبر: ۷۷، ط: دالاشاعت)

(۲) أما أهل السنة والجماعة فيقولون: كل فعل وقول لم يثبت عن الصحابة رضى الله عنهم: هو بدعة لأنه لو كان خيراً لسبقونا إليه، لأنهم لم يتركوا خصلة من خصال الخير إلا وقد بادروا إليها. (تفسير ابن كثير: ۵/۷۶۵، سورة الأحقاف، الآية: ۱۱، ط: مكتبه رشيديه)

🗁 قال النووى: البدعة كل شىء عمل على غير مثال سبق، وفى الشرع إحداث مالم يكن فى عهده صلى الله عليه وسلم. (مرقاة المفاتيح: ۱/۳۳۷، كتاب الأيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، ط: رشيديه)

🗁 ويستحب لجيران أهل الميت والاقرباء الأباعد تهيئة طعام لهم يشبعهم يومهم وليلتهم =

Scanned by CamScanner

میت مسجد سے باہر ہو

بعض جگہ دستور ہے کہ مساجد میں قبلہ کی جانب سے باہر جنازہ رکھنے کے لیے چبوترہ بناتے ہیں، اور محراب میں اس طرف کھڑکی یا دروازہ رکھتے ہیں، امام محراب کے اندر کھڑا ہوکر جنازہ کی نماز پڑھاتا ہے، یہ بھی مکروہ ہے، کیونکہ مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھنا بہر حال مکروہ ہے۔ خواہ جنازہ مسجد سے باہر ہو، اور امام اور مقتدی مسجد کے اندر، یا جنازہ اور امام باہر ہوں اور نمازی مسجد کے اندر، یا جنازہ مسجد کے باہر ہو، امام اور کچھ نمازی مسجد سے باہر اور کچھ نمازی مسجد کے اندر، یا میت، امام اور نمازی سب مسجد کے اندر ہوں ان تمام صورتوں میں مسجد استعمال ہونے کی وجہ سے نماز مکروہ ہے۔

ہاں اگر بارش، پانی، جنگ وغیرہ جیسا عذر ہو، یا باہر جگہ ہی نہ ہو، تو ان صورتوں میں مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا بلا کراہت جائز ہے، ایسی صورت میں بھی اگر جنازہ، امام اور کچھ نمازی مسجد سے باہر ہوں تو زیادہ بہتر ہے، کیونکہ بعض اعتبار سے جنازہ امام کے حکم میں ہے، اور صرف امام کا الگ مکان میں کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے۔(۱)

= لقوله صلى الله عليه وسلم: اصنعوا لآل جعفر طعاما فقد جائهم مايشغلهم...... ولأنه بر ومعروف ويلح عليهم في الأكل لأن الحزن يمنعهم من ذالك فيضعفون. (فتح القدير: ۲/ ۱۴۲، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ط: رشيديه)

🗁 (حلبي كبير: ص: ۶۰۹، فصل: في الجنائز، ط: سهيل اكيڈمی)

🗁 (الشامية: ۲/ ۲۴۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في الثواب على المصيبة، ط: سعيد)

(۱) وصلاة الجنازة في المسجد الذي تقام فيه الجماعة مكروهة سواء كان الميت والقوم في المسجد أو كان الميت خارج المسجد والقوم في المسجد أو كان الامام مع بعض القوم خارج المسجد والقوم الباقي في المسجد أو الميت في المسجد والامام والقوم خارج المسجد هو المختار...... ولاتكره بعذر المطر ونحوه. (الهندية، ۱/ ۱۶۵، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت، ط: رشيديه)

🗁 حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ۵۹۵)، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: قديمي)=

میت مسلمان ہے یا نہیں؟ معلوم نہیں!

اگر کوئی میت کہیں مل جائے، اور کسی علامت اور قرینے سے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ مسلمان تھا، یا غیر مسلم تو اگر ایسا معاملہ مسلمانوں کے ملک میں ہوا ہے، تو اس کو غسل دیا جائے گا، اور جنازہ کی نماز بھی پڑھی جائے گی، اور اس کو دفن بھی کیا جائے گا۔(۱)

میت مشتبہ ہو

اگر کسی میت کے بارے میں یہ بات واضح طور پر معلوم نہ ہو کہ وہ مسلمان ہے یا کافر، شیعہ ہے یا سنی، تو اس کے جنازے کی نماز پڑھی جائے گی۔(۲)

اور اگر معلوم ہو گیا کہ وہ مسلمان نہیں ہے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہوگا۔

= قوله: لأنه كالإمام من وجه) لإشتراط هذه الشروط وعدم صحتها بفقدها أوفقد بعضها. (الشامية: ۲/ ۲۰۹، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي؟، ط: سعيد)

(البحر الرائق: ۲/ ۱۷۹، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

تكره الصلاة على الميت في المساجد، وإن كان الميت خارج المسجد، كما يكره إدخاله في المسجد من غير صلاة، عند الحنفية والمالكية. (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/ ۲۹۷، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، هل يجوز الصلاة على الميت في المساجد، ط: دار الغد الجديد)

(۱) لو لم يدر أمسلم أم كافر ولا علامة، فإن في دارنا غسل وصلى عليه وإلا لا. (الدر المختار: ۲/ ۲۰۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في حديث "كل سبب ونسب منقطع إلا سببي ونسبي، ط: سعيد)

(الهندية: ۱/ ۱۵۹، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل، ط: رشيديه)

(البحر الرائق ۲/ ۱۷۴، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

(۲) لقوله عليه الصلاة والسلام: "صلوا على كل بر و فاجر". (كنز العمال: (۶/ ۵۴) رقم الحديث: (۱۴۸۱۵) الفصل الثالث في أحكام الامارة وآدابها، ط: المكتب الإسلامي)

فكل مسلم مات بعد الولادة، يصلى عليه صغيرا كان أو كبيرا، ذكرا كا أو انثى، حرا كان أو عبدا، الا البغاة وقطاع الطريق ومن بمثل حالهم. (بدائع الصنائع: كتاب الصلاة، الجنائز، فصل: وأمّا بيان من يصلى عليه (۲/ ۴۷) ط: رشيديه) =

میت منتقل کرنے کے مصارف

میت کو منتقل کرنے کے اخراجات، دفن کے اخراجات میں شامل نہیں کیے جائیں گے اور ترکہ سے نہیں لیے جائیں گے، اگر بالغ ورثاء کی رضامندی سے میت کی منتقلی کا کام ہوا ہے یا اب راضی ہیں تو ان کے حصے سے اخراجات ادا کیے جائیں گے، نابالغ ورثاء کے حصے سے نہیں لیے جائیں گے۔(۱)

میت میں کوئی بری بات دیکھیں تو

''میت میں کوئی عمدہ بات دیکھیں تو'' عنوان کے تحت دیکھیں! (۲/ ۳۶۴)

= عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله ﷺ: الجهاد واجب عليكم مع كل أمير برا كان أو فاجرا، والصلاة واجبة على كل مسلم برا كان أو فاجرا، وإن عمل الكبائر. (سنن أبي داود: (۱/ ۳۵۰) كتاب الجهاد، باب في الغزو مع أئمة الجور، ط: امداديه ملتان)

ويصلى على كل مسلم مات بعد الولادة صغيرا كان أو كبيرا، ذكرا كان أو أنثى، حرا كان أو عبدا، الا البغاة و قطاع الطريق الخ. (الهندية: (۱/ ۱۶۳) كتاب الصلاة، باب الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة عليه، ط: رشيديه)

حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ۵۸۰) كتاب الصلاة، باب أحكام الجنائز، فصل في الصلاة، ط: قديمي.

(۱) ثم اعلم أن الواجب عليه تكفينها وتجهيزها الشرعيان من كفن السنة أو الكفاية وحنوط وأجرة غسل وحمل ودفن دون ماابتدع في زماننا من مهللين وقراء ة مغنين وطعام ثلاثة أيام ونحو ذالك، ومن فعل ذالك بدون رضا بقية الورثة البالغين يضمنه في ماله. (الشامية: ۲/ ۲۰۶، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في كفن الزوجة على الزوج، ط: سعيد)

رجل أوصى بأن يحمل بعد موته إلى موضع كذا ويدفن هناك...... قال أبو القاسم...... ووصيته بالحمل باطلة ولو حمله الوصي يضمن ما أنفق في الحمل إذا حمله بغير إذن الورثة وإن حمله بإذن الوارث لا يضمن. (مجمع الضمانات، ص: ۴۲۷، الباب الخامس والثلاثون في الوصي والولي والقاضي، ط: دار الكتب العلمية)

(الجوهرة النيرة: ۲/ ۳۹۹، كتاب الوصايا، ط: قديمي)

میت میں کوئی عمدہ بات دیکھیں تو

اگر میت کو غسل دینے والے لوگ میت کو غسل دیتے وقت اس میں کوئی عمدہ بات دیکھیں تو اس کو لوگوں میں بیان کر دیں، اور اگر کوئی بری بات دیکھیں تو کسی پر ظاہر نہ کریں، ہاں اگر میت کوئی مشہور بدعتی کی ہو، اور اس میں کوئی بری بات دیکھیں تو ظاہر کر دیں، تاکہ اور لوگوں کو عبرت اور سبق ہو اور اس بدعت کے کرنے سے باز رہیں۔(۱)

میت نجاست حکمیہ سے پاک نہ ہو

اگر کوئی میت نجاست حکمیہ سے پاک نہ ہو، یعنی اس کو غسل نہ دیا گیا ہو، یا غسل ناممکن ہونے کی صورت میں تیمم نہ کرایا گیا ہو، اس کی نماز درست نہیں ہے۔ ہاں اگر اس کا پاک کرنا ممکن نہ ہو، مثلاً: غسل یا تیمم کرائے بغیر دفن کر دیا گیا ہو، اور قبر پر مٹی بھی پڑ چکی ہو تو پھر اس کے جنازہ کی نماز اس کی قبر پر اسی حالت میں پڑھنا

---

(۱) ویستحب أن یکون الغاسل ثقة یستوفی الغسل ویکتم مایری من قبیح ویظهر مایری من جمیل فإن رأی مایعجبه من تهلیل وجهه وطیب رائحته وأشباه ذالک یستحب له أن یحدث به الناس وإن رأی ما یکره...... لم یجز له أن یحدث به أحدا...... فإن کان المیت مبتدعاً مظهر البدعة ورأی الغاسل منه ما یکره فلاباس بأن یحدث به الناس لیکون زجراً لهم عن البدعة. (الهندیة: ۱/ ۱۵۹، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی فی الغسل، ط: رشیدیه)

(۲) وإن رأی به مایکره لم یجز ذکره

قوله: لم یجز ذکره) أی مالم یکن المیت صاحب بدعة لیرتدع غیره. (الدر مع الرد: ۲/ ۲۴۹، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی دفن المیت، ط: سعید)

(۳) وینبغی للغاسل ولمن حضر إذا رأی مایحب المیت ستره أن یستره ولایحدث به لأنه غیبة وکذا إذا کان عیبا حادثاً بالموت کسواد وجهه ونحوه مالم یکن مشهورا ببدعة فلاباس بذکره تحذیراً من بدعته وإن رأی من أمارات الخیر کوضاءة الوجه، والتبسم ونحوه استحب إظهاره لکثرة الترحم علیه والحث علی مثل عمله، شرح المنیة (الشامیة: ۲/ ۲۰۲، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی الکفن، ط: سعید)

(۴) (حلبی کبیر: ص: ۵۸۰، فصل فی الجنائز، ط: سهیل اکیڈمی)

جائز ہے۔(۱)

میت نے وصیت کی

''وصیت'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۳۵۳/۲)

میتِ والوں سے دعوت لینا

میت کو دفن کرنے والوں کے لیے میت کے گھر والوں سے دعوت لینا جائز نہیں ہے۔(۲)

میت والوں کی طرف سے دعوت

''اہلِ میت کی طرف سے دعوت'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۹۷/۱)

---

(۱) وشرطها إسلام الميت وطهارته)...... ولاتصح على من لم يغسل لأنه له حكم الإمام من وجه لامن كل وجه.وهذا الشرط عند الإمكان فلو دفن بلاغسل ولم يمكن إخراجه إلا بالنبش صلي على قبره بلاغسل للضرورة.(البحر الرائق: ۱۷۹/۲،كتاب الجنائز، فصل:السلطان أحق بصلاته، ط:سعيد)

(الدر مع الرد: ۲۰۷/۲،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب:في صلاة الجنازة، ط: سعيد)

وشرطها إسلام الميت وطهارته مادام الغسل ممكنا وإن لم يمكن إخراجه إلا بالنبش تجوز صلاته على قبره للضرورة.(الهندية: ۱۶۲/۱، ۱۶۳،كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس فى الصلاة على الميت، ط:رشيديه)

(۲) قال كثير من متأخرى أئمتنا رحمهم الله :يكره الإجتماع عند صاحب الميت حتى يأتي إليه من يعزي بل إذا رجع الناس من الدفن فليتفرقوا،ويشتغلوا بأمورهم وصاحب الميت بأمره.(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى:ص:۶۱۶،۶۱۷،كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل:في حملها ودفنها، ط: قديمى)

(الشامية:۲۴۱/۲،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى كراهة الضيافة من أهل الميت، ط:سعيد)

ومن البدع المكروهة مايفعل الآن من ذبح الذبائح...وإعداد الطعام لمن يجتمع للتعزية، وتقديمه لهم كما يفعل ذالك في الافراح ومحافل السرور ...... روى الإمام أحمد وابن ماجه عن جرير بن عبد الله قال:كنا نعد الاجتماع إلى أهل الميت وصنعهم الطعام من النياحة(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۴۰۴/۱،كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، مبحث الذبائح وعمل الاطعمة في المآتم، ط:دار الغدالجديد)

ن

نابالغ بچہ

☆......نابالغ بچہ کفر اور اسلام میں اپنے والدین کے تابع ہوتا ہے۔ والدین میں سے کوئی مسلمان ہو تو اس کے تابع ہو کر مسلمان سمجھا جائے گا، جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی۔

☆...... اگر غیر مسلم کافر کا بچہ تمیزدار، یعنی سات سال کا ہو جائے تو اس کا اسلام لانا صحیح اور معتبر ہے، اگر وہ سات سال کا ہو کر کلمہ پڑھ کر مرا تو اس کو مسلمان سمجھا جائے گا اور تجہیز و تکفین مسلمانوں کی طرح کی جائیگی۔(۱)

نابالغ بچہ کلمہ پڑھ لے

اگر غیر مسلم کافر کا بچہ تمیزدار یعنی سات سال کا ہو جائے تو اس کا اسلام لانا صحیح اور معتبر ہے، اگر وہ سات سال کا ہو کر کلمہ پڑھ کر مرا تو اس کو مسلمان سمجھا جائے گا،

---

(۱) وإلا يستهل (غسل وسمي...... وأدرج في خرقة ودفن ولم يصل عليه)...... (كصبي سبي مع أحد أبويه) لايصلى عليه لأنه تبع له أي في احكام الدنيا لاالعقبى. (ولو سبي بدونه)فهو مسلم تبعا للدار أو للسبي (أوبه فأسلم هو أو)أسلم(الصبي وهو عاقل)أي ابن سبع سنين (صلى عليه (لصيرورته مسلما.

قوله:اوبه أي سبي بأحد أبويه أي معه. قوله: فأسلم هو)أي أحد أبويه ،أي فإن الصبي يصير مسلما، لأن الولد يتبع خير الأبوين دينا. ولافرق بين كون الولد مميزاًأولا .(الدرمع الرد: ۲/ ۲۲۸، ۲۳۰، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب مهم:إذاقال:إن شتمت فلانا.في المسجد يتوقف على كون الشاتم فيه. ،ط:سعيد)

(البحرالرائق: ۲/ ۱۸۹،كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:سعيد)

(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص؛ ۵۹۹،كتاب الصلاة،باب احكام الجنائز، ط: قديمي)

اور تجہیز و تکفین مسلمانوں کی طرح کی جائیگی۔(۱)

نابالغ کا کفن

چھوٹے لڑکے اور لڑکیوں کا کفن بالغوں کے کفن کے موافق ہو تو بہتر ہے۔ اور ایک یا دو کپڑے کا کفن ہو تو بھی جائز ہے۔(۲)

نابالغ کو ثواب پہنچانا

نابالغ کو بھی اپنی نیکیوں کا ثواب ملتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ کو بھی ثواب پہنچانے سے ثواب پہنچ جاتا ہے، نیز اس پر جنازہ کی نماز کی دعا بھی اس کے لیے مفید ہے اس سے بھی نابالغ کے لئے ایصالِ ثواب کا فائدہ مند ہونا ثابت ہوا۔(۳)

(۱) أسلم (الصبي وهو عاقل)أي ابن سبع سنين (صلى عليه .(الدرمع الرد: ۲/ ۲۳۰، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،مطلب قبيل:في حمل الميت،ط:سعيد)

(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي:ص؛۵۹۹،کتاب الصلاة،باب احكام الجنائز، ط: قديمي)

(منحة الخالق على البحر: ۲/ ۱۸۹،کتاب الجنائز، السلطان أحق بصلاته، ط:سعيد)

(۲) والطفل الذي لم يبلغ حد الشهوة فالأحسن أن يكفن فيما يكفن البالغ وإن كفن في ثوب واحد جاز .(الخانية على هامش الهنديه: ۱/ ۱۸۹، کتاب الصلاة، باب في غسل الميت ومايتعلق به من الصلاة، ط:رشيديه)

(خلاصة الفتاوىٰ: ۱/ ۲۲۰،الفصل الخامس والعشرون في الجنائز، الجنس الثالث في تكفين الميت، ط:مكتبه رشيديه)

(الشامية:۲/ ۲۰۴،کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في الكفن، ط:سعيد)

(۳) وهو دعاء له ايضا بتقدمه في الخير، لاسيما وقد قالوا حسنات الصبي له،لالأبويه بل لهما ثواب التعليم.(الدر المختارمع الرد:۲/ ۲۱۵،کتاب الصلاة ،باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي؟،ط:سعيد)

(قول الشارح وقد قالوا حسنات الصبي له لالأبويه)هذاقول عامة المشايخ، وقال بعضهم ينتفع المرء بعلم ولده بعد موته ويكون لوالده أجر ذالک من غير أن ينقص من أجر الولد شيء اه سندي (تقريرات رافعي:۲/ ۱۱۹،کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،ط:سعيد)

(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي:ص:۵۸۷،کتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: الصلاة عليه، ط:قديمي)

نابالغ کو وضو کرانا

نابالغ بچہ اور بچی کو بھی موت کے غسل میں وضو کرانا چاہیے، اور اس کا طریقہ ''وضو کرانا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱)

نابالغ کی اقتدا میں جنازہ پڑھنا

اگر نابالغ بچے نے جنازے کی نماز پڑھائی تو نماز درست نہیں ہے، دوبارہ بالغ امام کے پیچھے یا تنہا جنازہ کی نماز پڑھنا لازم ہوگا ورنہ جنازہ کی نماز کے بغیر دفن کرنے سے سب گناہ گار ہوں گے۔(۲)

نابالغ کی امامت

جنازہ کی نماز میں بھی نابالغ کی امامت جائز نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) والصبی الذی لایعقل الصلاة یوضأ ایضا.(الشامیة: ۱۹۶/۲، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی القراءة عند المیت، ط:سعید)

أن هذاالوضوء سنة الغسل المفروض للمیت لاتعلق بکون المیت بحیث یصلی أولا کما فی المجنون.(حلبی کبیر:ص:۵۷۸،فصل:فی الجنائز، ط:سهیل اکیڈمی)

(حاشیة الطحطاوی علی المراقی:ص:۵۹۸،کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، ط: قدیمی)

(۳،۲) قوله:وبقی من الشروط بلوغ الإمام)...... قال الإمام الاستروشی فی کتاب احکام الصغار: الصبی إذاغسل المیت جاز وإذا أم فی صلاة الجنازة ینبغی أن لایجوز،وهوا لظاهر لأنها من فروض الکفایة وهو لیس من أهل اداء الفرض...... أقول: حاصله أنهالا تسقط عن البالغین بفعله لأن صلاتهم لم تصح لفقدشرط الاقتداء وهو بلوغ الامام وصلاته وإن صحت لنفسه لاتقع فرضا لأنه لیس من أهله وعلیه فلوصلی وحده لایسقط الفرض عنهم بفعله.(الشامیة: ۲۰۸/۲،کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب:هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی؟،ط:سعید)

(منحة الخالق علی البحر الرائق: ۱۷۹/۲،کتاب الجنائز، السلطان أحق بصلاته،ط:سعید)

فسد اقتداء رجل وامرأة بصبی فی فرض قضاء وأداء بالاتفاق...... وفی النفل روایتان عنا، قیل: یجوز،وقیل لایجوز وهو المختار...... وفیه اشارة إلی انه لایقتدی به فی صلاة الجنازة. (مجمع الانهر: ۱۶۸،۱۶۷/۱، کتاب الصلاة، أولی الناس بالإمامة،ط:دارالکتب العلمیة)

نابالغ، نابالغہ کو غسل دینے والے

کم سن، نابالغ لڑکے اور نابالغہ لڑکی کو عورت اور مرد دونوں غسل دے سکتے ہیں۔(۱)

نابالغہ اور نابالغ کو غسل دینے والے

"نابالغ، نابالغہ کو غسل دینے والے" عنوان کے تحت دیکھیں!(۳۶۹/۲)

ناپاک آدمی کا جنازہ کو کندھا دینا

ناپاک آدمی کا جنازہ کو کندھا دینا درست ہے۔

واضح رہے کہ جنازہ اٹھانے والے کے لیے پاک ہونا شرط نہیں ہے تاہم جنازہ کے ساتھ ناپاک آدمی کا جانا مناسب بھی نہیں ہے، باقی جنازہ کی نماز کے لیے پاک ہونا شرط ہے۔(۲)

---

(۱) ویجوز للرجل والمرأة تغسیل صبی وصبیة لم یشتهیا. (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص:۵۷۳، کتاب الصلاۃ، باب احکام الجنائز، ط:قدیمی)

(الهندیة: ۱/۱۶۰، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی فی الغسل، ط:رشیدیه)

(البحر الرائق: ۲/۱۷۴، کتاب الجنائز، ط:سعید)

(۲) وفی القنیة: الطهارة من النجاسة فی ثوب وبدن ومکان وستر العورة شرط فی حق المیت والإمام جمیعا، فلو أم بلاطهارة والقوم بها أعیدت وبعکسه لا.

قوله: أعیدت) لأنه لاصحة لها بدون الطهارة، وإذا لم تصح صلاة الامام لم تصح صلاة القوم.

قوله: وبعکسه لا) أی لاتعاد لصحة صلاة الامام وإن لم تصح صلاة من خلفه. (الدر مع الرد: ۲/۲۰۸، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی؟ ط: سعید)

(البحر الرائق: ۲/۱۷۹، کتاب الجنائز فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:سعید)

(حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص: ۵۸۲، کتاب الصلاۃ، باب احکام الجنائز، ط:قدیمی)

ناپاک آدمی نے غسل دیا

اگر ناپاک آدمی نے میت کو غسل دیا تب بھی غسل صحیح ہو جائے گا مگر مکروہ ہوگا، اس لیے کسی پاک آدمی کو غسل دینا چاہیے۔(۱)

ناپاک حالت میں قبر کی زیارت کرنا

جنابت، حیض اور نفاس کی حالت میں قبر کی زیارت کے لیے نہیں جانا چاہیے، کیونکہ وہاں جا کر قرآن کریم پڑھنا بھی مسنون ہے اور ناپاکی کی حالت میں قرآن کریم پڑھنا جائز نہیں ہے، اگر قرآن شریف نہ پڑھے تو ناپاکی کی حالت میں قبرستان جانا گناہ تو نہیں ہے، لیکن بہتر نہیں ہے۔(۲)

ناپاک زمین پر جنازہ کی نماز پڑھنا

☆......زمین خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے، لہٰذا اگر زمین خشک ہے اور ظاہری اعتبار سے اس پر نجاست نہیں ہے تو وہاں جنازے کی نماز پڑھنا درست

---

(۱) وينبغي أن يكون غاسل الميت على الطهارة...... ولو كان الغاسل جنبا أو حائضا...... جاز ويكره (الهندية: ۱/۱۵۹، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الثانى فى الغسل، ط: رشيديه)

🗁 (الخانية على هامش الهندية: ۱/۱۸۸، كتاب الصلاة، باب فى غسل الميت ومايتعلق به.... الخ، ط: رشيديه)

🗁 (التاتار خانيه: ۲/۱۳۸، كتاب الصلاة، الباب الثانى والثلاثون فى الجنائز، نوع آخر: من هذا الفصل فى المتفرقات، ط: قديمى)

(۲) قوله: وبزيارة القبور) أى لابأس به، بل تندب..... والأفضل أن يكون ذالك يوم الخميس متطهراً. (الشامية: ۲/۲۴۲ كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى زيارة القبور، ط: سعيد)

🗁 (والأفضل) وفى نسخة يستحب (أن يكون ذالك) أى وقت زيارتهم (يوم الخميس متطهراً) أى من الاقذار والأوزار. (مناسك الملاعلى القارى: ص: ۲۲۵، باب زيارة سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم، فصل: فى زيارة جبل أحد وأهله، ط: ادارة القرآن)

ہے، اگر خشک زمین پر کچھ نجاست خشک پڑی ہوئی ہو تو اس کو ہٹا دیا جائے۔(۱)

☆...... میت اور جنازہ پاک ہو تو جس مقام پر جنازہ رکھا گیا ہے اس کا ناپاک ہونا مضر نہیں، نماز درست ہے، لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔(۲)

ناپاک زمین میں قبر بنانا

ناپاک زمین خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے، اور اس میں میت کو دفن کرنا درست ہے،(۳) اور اگر ناپاک زمین خشک نہیں ہے تو اس میں میت کو دفن کرنا

---

(۱) ومنها الجفاف وزوال الأثر،الأرضُ تطهر باليبس وذهاب الأثر للصلاة لاللتيمم.(الهنديه: ۱/ ۴۴، كتاب الطهارة ،الباب السابع في النجاسة واحكامها، الفصل الاول في تطهير الانجاس، ط: رشيديه)

وإذاذهب أثر النجاسة عن الارض وقد جفت ولو بغير الشمس على الصحيح طهرت. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي:ص: ۱۶۴،كتاب الطهارة، باب الانجاس والطهارة عنها، ط: قديمي)

وذكر في المحيط عن شمس الائمة السرخسي:الأرض إذاجفت أي بعد إصابة النجاسة ولم يتبين اثر النجاسة فيها تطهر.(حلبي كبير:ص:۱۸۷،شرائط الصلاة، الشرط الثاني، ط: سهيل اكيڈمي)

(۲) وفي القنية:الطهارة من النجاسة في ثوب وبدن ومكان وستر العورة شرط في حق الميت والإمام جميعا.

قوله: وفي القنية:الخ)...... لكن في التاتارخانيه سئل قاضيخان عن طهارة مكان الميت هل تشترط لجواز الصلاة عليه؟قال إن كان الميت على الجنازة لاشك أنه يجوز وإلافلارواية لهذا وينبغي الجواز وهكذا أجاب القاضي بدر الدين...... اه. (الدر مع الرد:۲/ ۲۰۸،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب :هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي؟ ط :سعيد)

(البحر الرائق: ۲/ ۱۷۹ ،كتاب الجنائز فصل:السلطان أحق بصلاته، ط:سعيد)

(حاشية الطحطاوي على المراقي:ص: ۵۸۲،كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز،ط:قديمي)

(۳) ومنها الجفاف وزوال الأثر،الأرضُ تطهر باليبس وذهاب الأثر للصلاة لاللتيمم.(الهنديه: ۱/ ۴۴، كتاب الطهارة ،الباب السابع في النجاسة واحكامها، الفصل الاول في تطهير الانجاس، ط: رشيديه)

وإذاذهب أثر النجاسة عن الارض وقد جفت ولو بغير الشمس على الصحيح طهرت. (مراقي لفلاح مع حاشية الطحطاوي:ص: ۱۶۴،كتاب الطهارة، باب الانجاس والطهارة عنها، ط: قديمي)

وذكر في المحيط عن شمس الائمة السرخسي:الأرض إذاجفت أي بعد إصابة النجاسة ولم يتبين اثر النجاسة فيها تطهر.(حلبي كبير:ص:۱۸۷،شرائط الصلاة، الشرط الثاني، ط: سهيل اكيڈمي)

عن أبي قلابة وهو من التابعين أنه قال:ذكاة الارض يبسها.(السنن الكبرى للبيهقي: ۲/ ۴۲۹، رقم الحديث:۴۲۲۵،كتاب الصلاة، جماع ابواب الصلاة بالنجاسة وموضع الصلاة من مسجد وغيره،باب من قال بطهور الارض إذايبست ،ط:اداره تاليفات اشرفيه)

درست نہیں ہے۔(۱)

ناپاک کپڑے سے کفن دینا

اگر کپڑے میں کوئی ناپاک چیز ہے تو اس سے میت کو کفن دینا جائز نہیں ہے، اس لیے شک وشبہ کی صورت میں تحقیق کر لینی چاہیے، اور اگر کپڑے میں کوئی مادی نجاست نہیں ہے، بلکہ پاک ہے تو اس سے کفن دینا جائز ہے۔(۲)

---

(۱) وتطهر أرض بيبسها: أی جفافها ولو بريح وذهاب أثرها كلون وريح لأجل صلاة عليها...... (الدر مع الرد: ۳۱۱/۱، باب الانجاس، ط: سعيد)

(الهندية: ۴۳/۱، الفصل الاول فی تطهير الانجاس، ط: رشيديه)

(تاتارخانيه: ۳۰۹/۱، الفصل الثامن فی تطهيرا لنجاسات، ط: ادارة القرآن)

وإذاذهب اثر النجاسة عن الارض وقد جفت ولو بغير الشمس على الصحيح، طهرت وجازت الصلاة عليها لقوله عليه السلام: "أيما أرض جفت فقد زكت" الخ (مراقی الفلاح: ص: ۱۶۴، باب الانجاس، ط: قديمی)

وكذا الارض إذا أصابها نجس، وجفت، وحكم بطهارتها ثم أصابها الماء، فی رواية لاتعود نجسته، وفی رواية لا، والمختار الثانی لماقلنا وكذا قال قاضی خان: الصحيح انها لاتعود نجسة. (الحلبی الكبير، ص: ۱۵۶، باب الانجاس، ط: سهيل اكيڈمی)

(هندية: ۴۴/۱، الفصل الاول فی تطهير الانجاس، ط: رشيديه)

(فتاوی قاضيخان على هامش الفتاوی الهندية ۴۴/۱، فصل فی النجاسة التی تصيب الثوب، ط: رشيديه)

ولو كانت الارض مغصوبة...... أو كانت تربتها فاسدة لملحوحه أونحوها...... فالافضل اجتنابها. (نهاية المحتاج: ۳۲/۳، كتاب الجنائز، فصل: فی دفن الميت ومايتعلق به، ط: دار الفكر)

(حواشی الشروانی وابن القاسم العبادی على تحفة المحتاج، ۲۰۰/۳، كتاب الجنائز، فصل فی الدفن ومايتبعه، ط: داراحياء التراث العربی بيروت)

(حاشية الجميل على شرح المنهج: ۲۰۱/۲، كتاب الجنائز، فصل: فی دفن الميت ومايتعلق به، ط: دار الفكر)

(۲) وفی ط: عن الخزانة: إذاتنجس الكفن بنجاسة الميت لايضر دفعا للحرج بخلاف الكفن المتنجس ابتداء......اه (الشامية: ۲۰۸/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبی؟، ط: سعيد)

طحطاوی على الدر: ۳۷۴/۱، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: المكتبة العربية)=

ناپاک کپڑے میں کفن دیا گیا

اگر کسی میت کو ناپاک کپڑے میں کفن دیا گیا تو میت گناہ گار نہیں ہوگی، بلکہ جان بوجھ کر ناپاک کپڑے سے کفن دینے والے گناہ گار ہوں گے۔(۱)

ناپاک کپڑے میں کفن دینے کی وصیت کی ہے

اگر میت نے زندگی میں ناپاک کپڑے میں کفن دینے کی وصیت کی ہے یا اس کو علم تھا کہ ناپاک کپڑے کا کفن دیا جائے گا، پھر بھی جان بوجھ کر منع نہیں کیا، تو میت گناہ گار ہوگا۔(۲)

ناخن

میت کے ناخنوں کو کاٹنا درست نہیں ہے، اس لیے میت کے ناخن نہ کاٹے

= ویشترط طهارة الكفن إلا إذا شق ذالك لمافي الخزانة:أنه إن تنجس الكفن بنجاسة الميت لايضر دفعا للحرج بخلاف الكفن المتنجس ابتداء.(حاشية الطحطاوى على المراقي: ص: ۵۸۲، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز،فصل: الصلاة عليه، ط:قديمى)

(۱،۲) قال الله تعالىٰ:ولاتزر وازرة وزر أخرى(إلى قوله)وثانيها أخص من الذى قبله ماإذا أوصى أهله بذالك...... قال ابن المرابط:إذاعلم المرء بماجاء فى النهى عن النوح وعرف أن أهله من شانهم يفعلون ذلك ولم يعلمهم بتحريمهم ولازجرهم عن تعاطيه إذاعذب على ذالك عذب بفعل نفسه لابفعل غيره بمجرده.(فتح البارى:۱۵۴/۳،كتاب الجنائز، باب قول النبى صلى الله عليه وسلم يعذب الميت ببعض بكاء أهله عليه...الخ،ط:قديمى)

عمدة القارى:۱۸۱/۴، كتاب الجنائز، باب قول النبى صلى الله عليه وسلم يعذب الميت ببعض بكاء أهله عليه،ط:دارالفكر بيروت)

شرح النووى على المسلم، ۳۰۲/۱،كتاب الجنائز، فصل:إن الميت لايعذب ببكاء أهله عليه إلاأن يكون راضيا أوأوصى،ط:قديمى)

والحاصل :أن الميت إذاكان له تسبب فى هذه المعصية فالعذاب على حقيقته ،ويعذب بفعل نفسه حيث تسبب فى ذالك لابفعل غيره...... وبهذا يحصل الجمع بين قوله تعالىٰ: "ولاتزر وازرة وزر أخرى"وبين الاحاديث المطلقة فى هذة البلية الكبرى.(حاشية الطحطاوى على المراقي: ص:۵۲۶، كتاب الطهارة،باب احكام الجنائز، ط:قديمى)

جائیں، ہاں اگر کوئی ناخن خود بخود ٹوٹ جائے تو اس کو علیحدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ جس طرح وفات ہوئی ہے، اسی حال میں دفن کیا جائے۔(۱)

ناخن پالش

☆......ناخن پالش والی میت کی پالش صاف کر کے غسل دینا ضروری ہے۔ ورنہ اس کا غسل صحیح نہیں ہوگا۔ اور جنازہ کی نماز بھی صحیح نہیں ہوگی۔(۲)

☆......اگر کسی عورت کی ناخن پالش چھڑائے بغیر اس کو غسل دیا گیا تو غسل نہیں ہوگا، ایسی صورت میں ناخن سے پالش ہٹا کر ناخن دھو دینا کافی ہے، دوبارہ پورے غسل کے اعادے کی ضرورت نہیں ہوگی۔(۳)

---

(۱) ولایقص ظفره ولاشعره...... ویدفن بجمیع ما کان علیه...... وإن کان ظفره منکسراً فلابأس بأن یأخذه. (الهندیه: ۱/۱۵۸، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی فی الغسل، ط: رشیدیه)

🗀 (المحیط البرهانی: ۳/۴۹، کتاب الصلاة، الباب الثانی والثلاثون فی الجنائز، قسم آخر فی بیان کیفیة الغسل، ط: إدارة القرآن)

🗀 (التاتارخانیه: ۲/۱۰۴، کتاب الصلاة، الباب الثانی والثلاثون فی الجنائز، قسم آخر: فی بیان کیفیة الغسل، ط: قدیمی)

(۲) ولایمنع (ماعلی ظفر صباغ و)لا(طعام بین أسنانه)أوفی سنه المجوف به یفتی، وقیل: إن صلبا منع وهو الأصح. (الدرالمختار: ۱/۱۵۴، کتاب الطهارة، مطلب: فی أبحاث الغسل، ط: سعید)

🗀 وإن کان علی ظاهر بدنه جلد سمک أوخبز ممضوغ قد جف فاغتسل ولم یصل الماء الی ماتحته لایجوز. (الهندیة: ۱/۱۳، کتاب الطهارة، الباب الثانی فی الغسل، ط: رشیدیه)

🗀 (حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص: ۱۰۲، کتاب الطهارة، فصل: لبیان فرائض الغسل، ط: قدیمی)

(۳) ولو کفنوه وبقی منه عضو فإنه یغسل ذالک العضو. (الشامیة: ۲/۲۰۱، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی حدیث "کل سبب ونسب منقطع إلا سببی ونسبی" ط: سعید)

🗀 (البحرالرائق: ۲/۱۷۳، کتاب الجنائز، ط: سعید)

🗀 طحطاوی علی الدر: ۱/۳۶۶، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: المکتبة العربیة)

نادان

''مومن عقلمند'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲؍۳۲۴)

ناراض والدین کے لیے ایصال ثواب

''والدین ناراض تھے'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲؍۴۵۲)

ناگہانی موت سے پناہ مانگنی چاہیے

''اچانک موت سے پناہ مانگنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱؍۶۹)

نامحرم سے لپٹ لپٹ کر رونا

بعض جگہ عورتیں میت کے گھر میں جمع ہو کر غم کی شدت کی وجہ سے اپنے نامحرم عزیز و رشتہ دار مثلاً: دیور، چچازاد بھائی، تایازاد بھائی، اور خالہ زاد بھائی وغیرہ سے لپٹ لپٹ کر روتی ہیں، یہ ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ رنج وغم میں شریعت کے احکام ختم نہیں ہو جاتے، ان چیزوں سے بھی بچنا بے حد ضروری ہے ورنہ آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔(۱)

---

(۱) وعنه (عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه)عن النبی صلیٰ الله علیه وسلم قال:المرأة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشیطان ،رواه الترمذی(مشکاة المصابیح:ص: ۲۶۹،کتاب النکاح، باب النظر إلی المخطوبة وبیان العورات،الفصل الثانی،ط:قدیمی)

🗁 قال الله تعالیٰ:یدنین علیهن من جلابیبهن)...... قال أبوبکر:فی هذه الآیة دلالة علی أن المرأة الشابة مامورة بستر وجهها عن الأجنبیین وإظهار الستر والعفاف عند الخروج لئلایطمع أهل الریب فیهن. (أحکام القرآن للجصاص.۳/۵۴۶،سورة الاحزاب، الآیة: ۵۹،ط:قدیمی)

🗁 والتعزیة مستحبة للرجال والنساء دون اختلاط محرم.(المفصل فی الفقه الحنفی محمد ماجد عتر ص:۲۴۸،الفصل الثامن،صلاة الجنازة ومایتبعها، التعزیة،ط:دار الفکر)

نامحرم عورت کا جنازہ اٹھانا

نامحرم عورت کا جنازہ غیر محرم مرد کے لیے بھی اٹھانا درست اور ثواب ہے۔(۱)

نامعلوم افراد کے ہاتھوں مارا گیا

☆......اگر کسی آدمی کو نامعلوم آدمی نے قتل کر دیا تو وہ شہید ہے، اس کو غسل کے بغیر جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کیا جائے گا۔

☆......اگر کسی آدمی کو اپنے گھر میں رات کے وقت کسی نامعلوم آدمی نے قتل کر دیا تو وہ بھی شہید ہے، اس کو غسل کے بغیر جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کر دیا جائے گا۔(۲)

نیز اگر دن میں نقاب پوش چور یا ڈاکو گھس آئیں اور انہوں نے اس آدمی کو قتل کر دیا، یا اچانک اس طرح قتل کر دیں کہ قاتل کا علم نہ ہو سکے، تو ان صورتوں میں بھی شہید ہوگا۔(۳)

---

(۱) واعلم أن اصل الحمل والدفن فرض كفاية...... وحمل الجنازة عبادة فينبغي لكل أحد أن يبادر إليها. (حاشية الطحطاوي على المراقي:ص:۶۰۲، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: في حملها ودفنها، ط:قديمي)

🗀 (الجوهرة النيرة: ۲۶۷/۱، ۲۶۸، كتاب الصلاة، باب الجنائز، مطلب: في حمل الجنازة ودفنها، ط:قديمي جديد)

🗀 (التاتارخانية: ۱۱۵/۲، كتاب الصلاة، الباب الثاني والثلاثون في الجنائز، نوع آخر: من هذاالفصل في حمل الجنازة، ط:قديمي)

(۳،۲) (قوله: أوقاطع طريق) والمكابرون في المصر ليلاً بمنزلة قطاع الطريق، كما في البحر عن شرح المجمع ممن قتلوه ولو بغير محدد، فهو شهيد كمالو قتله القطاع. وكذا من قتله اللصوص ليلاً. (شامي، كتاب الصلاة، باب الشهيد، ۲۴۹/۲، ط:سعيد)

🗀 ولو نزل عليه اللصوص ليلاً في المصر فقتل بسلاح أوغيره أوقتله قطاع الطريق خارج المصر بسلاح أوغيره فهو شهيد. (بدائع، كتاب الصلاة، فصل في الشهيد، ۳۲۱/۱، ط:سعيد)

🗀 البحر، كتاب الجنائز، باب الشهيد، (۱۹۹/۲، ط:سعيد)

نام کا پتھر لگوانا

☆......قبر پر میت کے نام کا پتھر لگانا جائز ہے، (۱) لیکن اس سے میت کو کچھ بھی اجر نہیں ملے گا، البتہ فقیر، غریب اور مسکین کی امداد کر کے یا صدقۂ جاریہ کا کوئی کام کر کے ثواب پہنچایا جائے گا تو میت کو اجر وثواب ملے گا۔ (۲)

☆......وقف قبرستان میں میت کا نام نہ لکھنا بہتر ہے۔ (۳)

---

(۱) لابأس بالكتابة إن احتيج إليها حتى لايذهب الأثر ولايمتهن. (الدر المختار: ۲۳۷/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في دفن الميت، ط: سعيد)

وفي الأزهار: يستحب أن يجعل على القبر علامة يعرف بها لقوله عليه الصلاة والسلام: وأعلم بها قبر أخي. (مرقاة المفاتيح: ۱۶۸/۴، كتاب الجنائز، باب دفن الميت، ط: رشيديه)

والقبر يعلم...... أي يجعل على القبر علامة يعرف القبر بها. (عون المعبود: ۱۴۶۶/۲، كتاب الجنائز، باب في الرجل يجمع موتا وفي مقبرة والقبر يعلم، ط: دار ابن حزم)

(۲) عن سعد بن عبادة قال: يارسول الله! إن أم سعد ماتت، فأي الصدقة أفضل؟ قال: "الماء" فحفر بئراً وقال: هذه لأم سعد، رواه ابوداود والنسائي، (مشكاة المصابيح: ص؛ ۱۶۹، كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة، الفصل الثاني، ط: قديمي)

(قال الماء) إنما كان الماء أفضل لأنه أعم نفعا في الامور الدينية والدنيوية خصوصا في تلك البلاد الحارة، ولذالك من الله تعالىٰ بقوله: "وأنزلنا من السماء ماء طهوراً" كذا ذكره الطيبي، وفي الازهار: الافضلية من الامور النسبية وكان هناك أفضل لشدة الحر والحاجة وقلة الماء. (مرقاة المفاتيح: ۳۵۴/۴، كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

قيل الأفضل ماكان أنفع في نفسه...... وأفضل الصدقة ماصادفت حاجة من المتصدق عليه وكانت دائمة مستمرة. ومنه قول النبي صلى الله عليه وسلم: أفضل الصدقة سقي الماء وهذا موضع يقل فيه الماء ويكثر فيه العطش وإلا فسقي الماء على الأنهار لايكون أفضل من إطعام الطعام عند الحاجة. (كتاب الروح لابن القيم: ص: ۲۲۴، المسألة السادسة عشرة، أي الاعمال أفضل في إهداد الثواب إلى الميت، ط: دار الكتب العربي، بيروت)

(۳) عن جابر رضي الله عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن تجصص القبور وأن يكتب عليها وأن يبنى عليها، وأن توطأ. (جامع الترمذي: ۲۰۳/۱، ابواب الجنائز، باب ماجاء في كراهية تجصيص القبور والكتابة عليها، ط: سعيد)

(نيل الأوطار: ۹۲/۴، كتاب الجنائز، باب تسنيم القبر ورشه بالماء،...... وكراهة البناء والكتابة عليه، ط: داراحياء التراث العربي.=

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں! (۳۸۲/۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعزیتی مکتوب

’’تعزیتی خط‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں! (۲۰۵/۱)

نبی کریم ﷺ کو غسل کس نے دیا

نبی کریم ﷺ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت عباس اور ان کے دونوں صاحبزادوں فضل اور قثم اور اسامہ اور شقران رضی اللہ عنہم نے غسل دیا، اور اس کی صورت یہ تھی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ غسل دے رہے تھے، اور حضرت عباس اور ان کے دونوں صاحبزادے فضل اور قثم کروٹیں بدلتے تھے، اور اسامہ اور شقران پانی ڈال رہے تھے۔ (۱)

= (فیض القدیر: ۴۲۲/۸، رقم الحدیث: ۹۳۷۱، حرف النون، ط: دار الحدیث قاهرة

الحنفية. قالوا: الكتابة على القبر مكروهة تحريما مطلقا، إلا إذا خيف ذهاب أثره فلايكره. (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۳۰۳/۱، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، مبحث البكاء على الميت ومايمنع ذالک، ط: دار الغد الجديد)

(۱) أخبرنا محمد بن عمر حدثني محمد بن عبد الله عن الزهري عن عبد الله بن ثعلبة بن صغير قال غسل النبي صلى الله عليه وسلم علي والفضل وأسامة بن زيد وشقران وولي غسل سفلته علي والفضل محتضنه وكان العباس واسامة بن زيد وشقران يصبون الماء (الطبقات الكبرى لابن سعد (۲۷۹/۲) ذكر غسل رسول الله صلى الله عليه وسلم، ط: دار صادر للطباعة والنشر، إلا انه لم يذكر فيه قثم رضى الله عنه.

عن ابن عباس قال اجتمع القوم لغسل رسول الله صلى الله عليه وسلم وليس في البيت إلا أهله عمه العباس بن عبد المطلب وعلي بن أبي طالب والفضل بن عباس وقثم بن العباس واسامة بن زيد بن حارثة وصالح مولاه فلما اجتمعوا لغسله نادى من وراء الناس أوس ابن خولي الانصاري أحد بني عوف بن الخزرج وكان بدريا علي بن أبي طالب فقال يا علي ننشدك الله وحظنا من رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له علي أدخل فدخل فحضر غسل رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يل من غسله شيئا فاسنده علي الى صدره وعليه قميصه وكان العباس وفضل وقثم يقلبونه مع علي وكان اسامة بن زيد وصالح مولاه هما يصبان الماء وجعل علي يغسله (البداية والنهاية (۳۶۸/۵) صفة غسله عليه الصلوة والسلام، ط: رشيدية، كتب خانه كوئته)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر مبارک میں کتنے صحابہ نے اتارا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عباس اور ان کے دونوں صاحبزادے فضل اور قثم رضی اللہ عنہم نے قبر میں اتارا، جب دفن سے فارغ ہوئے تو کوہان کی شکل میں آپ کی قبر تیار کی اور پانی چھڑکا۔(۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح کے کپڑے کا کفن دیا گیا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل کے بعد سحول کے بنے ہوئے تین کپڑوں میں کفن دیا گیا، جن میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا، اور وہ پیراہن جس میں آپ کو غسل دیا گیا وہ اتار

---

(۱) اخبرنا محمد بن عمر حدثني موسى بن محمد بن إبراهيم بن الحارث التيمي عن ابيه قال نزل في حفرة رسول الله صلى الله عليه وسلم علي والفضل بن العباس والعباس و أسامة بن زيد وأوس بن خولي (الطبقات الكبرى لابن سعد (۲/ ۳۰۱) ذكر من نزل في قبر النبي ﷺ) ط: دار صادر للطباعة والنشر.

وذكر أيضا: أخبرنا سعيد بن محمد الوراق الثقفي عن سفيان بن دينار قال رايت قبر النبي صلى الله عليه وسلم وأبي بكر وعمر مسنمة.

أخبرنا طلق بن غنام النخعي أخبرنا عبد الرحمن بن جريس أخبرنا حماد عن إبراهيم ان النبي صلى الله عليه وسلم جعل على قبره شيء مرتفع من الأرض حتى يعرف انه قبره (الطبقات الكبرى لابن سعد (۲/ ۳۰٦) ذكر تسنيم قبر النبي ﷺ) ط: دار صادر للطباعة والنشر.

أخبرنا محمد بن عمر حدثني عبد الله بن جعفر عن بن أبي عون عن أبي عتيق عن جابر بن عبد الله قال رش على قبر النبي صلى الله عليه وسلم الما (الطبقات الكبرى لابن سعد (۲/ ۳۰۱) ذكر رش الماء على قبر النبي ﷺ) ط: دار صادر للطباعة والنشر.

وهكذا رواه ابن ماجه عن نصر بن علي الجهضمي عن وهب بن جرير عن أبيه عن محمد بن اسحاق فذكر باسناده مثله وزاد في آخره ونزل في حفرته عمى بن ابي طالب والفضل وقثم ابنا عباس وشقران مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أوس بن خولي وهو أبو ليلى لعلى بن أبي طالب انشدك الله وحظنا من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال له علي انزل (البداية والنهاية (۵/ ۲۷۸) صفة دفنه عليه الصلاة والسلام. ط: ؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟

لیا گیا۔(۱)

(۱) اخبرنا عبد الله بن مسلمة بن قعنب بمحمد بن عمر قالا أخبرنا عبد العزيز بن محمد عن عمرو بن أبی عمرو عن القاسم بن محمد قال محمد بن عمر عن عائشة قالت كفن رسول الله صلى الله عليه وسلم فی ثلاثة أثواب سحولية ليس فيها قميص ولاعمامة (الطبقات الكبرى لابن سعد (۲۸۲/۲) ذكر من قال كفن رسول الله ﷺ فی ثلاثة أثواب) ط: دار صادر للطباعة والنشر.

وفی البداية والنهاية: وقال الامام أبو عبد الله محمد بن ادريس الشافعی ثنا مالك عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت كفن رسول الله صلى الله عليه وسلم فی ثلاثة أثواب بيض سحولية ليس فيها قميص ولاعمامة (البداية والنهاية: ۲۷۱/۵، صفة كفنه عليه الصلاة والسلام)، ط: ؟؟؟؟

أخبرنا محمد بن عبد الله الحافظ، حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، حدثنا أبو الدرداء هاشم بن يعلى الأنصاری، حدثنا إسماعيل بن أبی اويس، حدثنی مالك وهو خاله، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، كفن فی ثلاثة اثواب سحولية ليس فيه قميص ولاعمامة، هذا هو الصحيح (سنن الصغرى (۱۳/۲)، باب التكفين والتحنيط، ط: دار الوفاء، للطباعة والنشر والتوزيع)

حدثنا أبو جعفر: كامل لن أحمد المستملی اخبرنا ابو سهل: بشر بن أحمد الإسفرائينی حدثنا داود بن الحسين البيهقی حدثنا يحيى بن يحيى أخبرنا عبد العزيز بن محمد عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضی الله عنها أخبرته: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم وكفن فی ثلاثة أثواب سحولية بيض ليس فيها قميص ولاعمامة. رواه مسلم فی الصحيح عن يحيى بن يحيى. (السنن الكبرى (۳۹۹/۳)، باب السنة فی تكفين الرجل، ط: نشر السنة بيرون بوهر كيت ملتان)

عبد الرزاق عن الثوری عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت: كفن النبی صلى الله عليه وسلم فی ثلاثة أثواب سحول كرسف بيض ليس فيها قميص ولاعمامة (مصنف صنعانی (۴۲۲/۳)، كتاب الجنائز، باب الكفن، رقم الحديث: ۶۱۷۲، ط: المكتب الإسلامی بيروت)

حدثنا إسمعيل قال حدثنی مالك عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضی الله عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كفن فی ثلاثة أثواب بيض سحولية ليس فيها قميص ولاعمامة (صحيح بخاری: ۱۶۹/۱، كتاب الجنائز، باب الكفن بلاعمامة، قديمی كتب خانه)

حدثنا يحيى بن يحيى وأبوبكر بن أبی شيبة وأبو كريب واللفظ ليحيى قال يحيى أخبرنا وقال الآخران حدثنا أبو معاوية عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت كفن رسول الله صلى الله عليه وسلم فی ثلاثة أثواب بيض سحولية من كرسف ليس فيها قميص ولاعمامة أما الحلة فإنما شبه على الناس فيها أنها اشتريت له ليكفن فيها فتركت الحلة وكفن فی ثلاثة أثواب بيض سحولية فأخذه عبد الله بن أبی بكر فقال لأحبسنها حتى أكفن فيها نفسی ثم قال لو رضيها الله عز وجل لنبيه لكفنه فيها. فباعها وتصدق بثمنها. (مسلم مع شرحه للنووی المنهاج: ۱۱/۷، كتاب الجنائز، باب فی كفن الميت، دار المعرفة بيروت لبنان)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کس صحابی نے کھودی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کھودی، اور آپ کے لئے لحد تیار کی۔

واقعہ یہ ہوا کہ تجہیز و تکفین کے بعد یہ سوال پیدا ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں دفن ہوں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ پیغمبر اسی جگہ دفن ہوتے ہیں جہاں ان کی روح قبض ہوتی ہے (ترمذی، ابن ماجہ) (۱)

چنانچہ اسی جگہ آپ کا بستر اٹھا کر قبر کھودنا تجویز ہوا، لیکن اس میں آپس میں اختلاف ہوا کہ کس قسم کی قبر کھودی جائے، مہاجرین نے کہا کہ مکہ کے دستور کے مطابق بغلی قبر کھودی جائے، انصار نے کہا کہ مدینہ کے طریقہ پر لحد تیار کی جائے، ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بغلی قبر اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ لحد کھودنے میں ماہر تھے، یہ طے پایا کہ دونوں کو بلانے کے لئے آدمی بھیج دیا جائے، جونسا شخص پہلے آجائے وہ اپنا کام کرے، چنانچہ ابوطلحہ پہلے آگئے اور آپ کے لئے لحد تیار کی، اور قبر کو کوہان کی شکل پر بنادیا گیا۔ (بخاری) (۲)

(۱) حدثنا أبو كريب، حدثنا أبو معاوية، عن عبد الرحمن بن أبي بكر، عن ابن أبي مليكة، عن عائشة قالت: لما قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم، اختلفوا في دفنه، فقال أبو بكر: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئاً مانسيته؛ قال: ((ما قبض الله نبيا إلافي الموضع الذي يحب أن يدفن فيه)) أدفنوه في موضع فراشه. (سنن الترمذي (۳/۲۲۰) كتاب الجنائز، باب، رقم الحديث: ۱۰۱۸، ط: دار الحديث القاهره)

وفي الطبقات لابن سعد: فأخر الفراش ثم حفرله تحته (الطبقات الكبرى (۲/۲۹۲) ذكر موضع قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم) ط: دار صادر للطباعة والنشر.

(۲) حدثنا محمود بن غيلان، قال حدثنا هاشم بن القاسم، قال حدثنا مبارک بن فضالة، قال حدثني حميد الطويل، عن أنس بن مالک، قال: لما توفي النبي صلى الله عليه وسلم كان بالمدينة رجل يلحد وآخر يضرح، فقالوا: نستخير ربنا ونبعث اليهما، فأيهما سبق بر كناه، فأرسل إليهما، فسبق صاحب اللحد، فلحدوا للنبي صلى الله عليه وسلم. (سنن ابن ماجة (۳/۸۵-۵۶) كتاب الجنائز، باب ماجاء في الشق، رقم الحديث: (۱۵۵۸)، ط: دار الجبل بيروت)=

نبی کریم ﷺ کی نماز جنازہ

نبی کریم ﷺ کے جنازے کی نماز میں امام کوئی نہیں تھا، امام کے بغیر ہی لوگ آتے رہے اور نماز پڑھتے رہے۔(۱)

= أخبرنا محمد بن عبد الله الأنصارى أخبرنا محمد بن عمرو عن أبى سلمة بن عبد الرحمن ويحيى بن عبد الرحمن بن حاطب قالا أرسل إلى أبى طلحة وإلى رجل من أهل مكة وأهل مكة يشقون واهل المدينةيلحدون فجاء أبو طلحة فحفر له (الطبقات الكبرى لابن سعد (۲/۲۹۵) ذكر حفر قبر رسول الله ﷺ واللحد له) ط: دار صادر للطباعة والنشر.

وذكر أيضا: أخبرنا محمد بن عبد الله الأسدى أخبرنا سفيان الثورى عن عبد الرحمن بن ... قالكان بالمدينة رجل يشق وآخر يلحد فلما قبض النبى صلى الله عليه وسلم احتمع اصحاب رسو ... الله صلى الله عليه وسلم فأرسلوا إليهما وقالوا اللهم خر له فطلع الذى يلحد (الطبقات الكبرى لابن سعد (۲/۲۹۵-۲۹۶))

أخبرنا أنس بن عياض الليثى عن جعفر بن محمد عن أبيه أن الذى ألحد قبر النبى صلى الله عليه وسلم أبو طلحة (الطبقات الكبرى لابن سعد (۲/۲۹٦))

ثم دعا العباس رجلين فقال أحدكما ليذهب الى أبى عبيدة بن الجراح وكان أبو عبيدة يصرخ لأخل مكة وليذهب الآخر أبى طلحة ابن سهل الأنصارى وكان أبو طلحة يلحد لأهل المدينة قال ثم قال العباس حين سرحهما اللهم خر لرسولک قال فذهبا فلم يجد صاحب ابى عبيدة أبا عبيدة ووجد صاحب أبى طلحة أبا طلحة فلحد لرسول الله صلى الله عليه وسلم انفر به احمد (البداية والنهاية: ۵/۲٦۸)

(۱) وعن عبد الله بن مسعود رضى الله عنه قال: نعى لنا نبينا و حبيبنا ﷺ قلنا: فمتى الاجل، قال: دنا الأجل، والمنقلب إلى الله، وإلى السدرة المنتهٰى، وإلى جنة المأوى، وإلى الكأس، والأوفٰى والرفيق الأعلىٰ، والعيش الأهنا، قلت: فمن يغسلک؟ قال: رجال من أهل بيتى الأدنى فالأدنى، قلنا: ففيما نكفنک؟ قال: فى ثيابى هٰذه أو فى بياض مصر أو حلة يمانية، قلنا: فمن يصلى عليک؟ قال: فبكى وبكينا، فقال: مهلاً، غفر الله لكم، وجزاكم عن نبيكم خيرًا إذا غسلتمونى وكفنتمونى، فضعونى على سريرى فى بيتى هٰذا على شفير قبرى هٰذا، ثم خرجوا عنى ساعة، فأول من يصلى عليّ خليلى، وجليسى جبرئيل، ثم ميكائيل، ثم اسرافيل، ثم ملک الموت، وجنوده من الملائكة بأجمعها، ثم ادخلوا عليّ فوجًا فوجًا، فصلوا عليّ وسلّموا تسليمًا، ولا تؤذونى بتزكية ولا بصيحة ولا رنّة وليبدأ بالصلاة عليّ رجال أهل بيتى و نساؤهم، ثم أنتم بعد. الحديث. (مختصر اتحاف السادة المهرة بزوائد المسانيد العشرة، تاليف أبى العباس أحمد بن أبى بكر الشهير بالبوصيرى: (۹/۱۲۵) باب فى فرضه و وصيته و وفاته و غسله وتكفينه والصلاة عليه الخ، ط: مكتبة عباس أحمد الباز مكّة المكرّمة)=

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں غسل کے وقت کس طرف تھے؟

"غسل کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کس طرف تھے؟" عنوان کے تحت دیکھیں! (۵۹/۲)

نبی کریم ﷺ کے جنازے کی نماز سب نے الگ الگ کیوں پڑھی

نبی کریم ﷺ کے انتقال کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین بنے اور ساری ذمہ داریاں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر عائد تھیں، یہاں تک کہ نماز وغیرہ بھی لیکن اس کے باوجود حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے جنازے کی نماز امام بن کر نہیں پڑھائی، بلکہ سب لوگوں نے الگ الگ نماز پڑھی، اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین ہونے کی وجہ سے ولی تھے، اگر ولی جنازے کی نماز پڑھادے تو پھر کسی آدمی کو اس میت کے جنازے کی نماز پڑھنے کا حق نہیں ہوتا، لہٰذا اگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ امام بن کر جنازے کی نماز پڑھا دیتے تو بے شمار صحابہ اس سعادت سے محروم رہ جاتے، اس لئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے امام بن کر جنازہ کی نماز نہیں پڑھائی بلکہ سب لوگوں نے الگ الگ

= اتحاف سادة المتقين بشرح أحياء علوم الدين : (۱۳۶/۱۴، ۱۳۷) كتاب ذكر الموت وما بعده ، الباب الرابع فى وفاة رسول الله ﷺ ، ط: دار الكتب العلمية ، بيروت .

إحياء علوم الدين : (۴۷۱/۴) الباب الرابع فى وفاة رسول الله ﷺ والخلفاء الراشدين ، ط: دار إحياء التراث العربى ، بيروت.

البداية والنهاية : (۲۴۲/۴) فصل فى ذكر الوقت الّذى توفى فيه رسول الله ﷺ ، كيفية الصلاة عليه ﷺ ، ط: دار الفكر بيروت .

الطبقات الكبرىٰ لابن سعد : (۲۸۸/۲ ـ ۲۹۰)باب ذكر الصلاة على رسول الله ﷺ ، ط: دار صادر ، بيروت .

نماز پڑھی۔(۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ کی نماز کس نے پڑھائی؟

☆......نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے جنازہ کی نماز تنہا تنہا اپنے طور پر پڑھی ہے، صحابۂ کرام کی ایک جماعت حجرۂ شریفہ میں داخل ہوتی اور انفرادی طور پر نماز پڑھتی، جب یہ فارغ ہوکر نکلتی تو صحابہ کرام کی دوسری جماعت داخل ہوکر پڑھتی تھی۔

☆......نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ کی نماز کی امامت کسی نے نہیں کی تھی، انفرادی طو پر لوگوں نے پڑھی تھی اور یہ طریقہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بتایا تھا۔(۲)

☆......حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مرض وفات

---

(۱) (وإن صلى هو) أي الولي (بحق) بأن لم يحضر من يقدم عليه (لا يصلي غيره بعده).
(الدر مع الرد : (۲/ ۲۲۳) كتاب الصلاة ، باب الجنازة ، ط: سعيد)

وإن صلى عليه الولي لم يجز لأحد أن يصلي بعده . (الهندية : (۱/ ۱۶۴) كتاب الصلاة ، الباب الحادي والعشرون ، الفصل الخامس ، ط: رشيديه)

....

....

....

....

....

(۲) روى الترمذي رحمه الله تعالىٰ عن سالم بن عبيدالله رضي الله عنه في حديث طويل، قالوا لأبي بكر رضي الله تعالىٰ عنه، ياصاحب رسول الله أنصلي على رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نعم، قالوا: وكيف؟ قال يدخل قوم فيكبرون ويدعون ويصلون ثم يخرجون ثم يدخل قوم فيكبرون ويصلون ويدعون ثم يخرجون حتى يدخل الناس....الحديث (شمائل مع السنن للامام الترمذي، ص:۲۷، باب ماجاء في وفاة رسول الله صلى الله عليه وسلم، ط:سعيد)=

کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر کے تمام افراد کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارکہ میں طلب فرمایا، انہیں چند نصائح ارشاد فرمائے، آخر میں انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! وصال کے بعد آپ کے جنازہ کی نماز کون پڑھائے؟ اور کس طرح پڑھی جائے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم لوگ مجھے غسل دے کر اور کفن پہنا کر فارغ ہو جاؤ تو تم سب کے سب تھوڑی دیر کے لیے عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے حجرہ سے باہر نکل جانا، تو سب سے پہلے جبرئیل علیہ السلام میرے جنازہ کی نماز پڑھیں گے، پھر میکائیل علیہ السلام پھر اسرافیل علیہ السلام پھر عزرائیل علیہ السلام جنازہ کی نماز (درود وسلام اور دعا) پڑھیں گے، پھر باقی ماندہ فرشتے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔

اس کے بعد آپ حضرات پہلے مرد، پھر عورتیں گروہ درگروہ اندر آکر مجھ پر صلاۃ وسلام پڑھنا، پھر عام مسلمان مرد وعورت۔

چنانچہ سب سے پہلے اہلِ بیت حضرات نے صلاۃ وسلام پیش کیا، پھر مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم مردوں کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق وعمر رضی اللہ عنہما نے کھڑے درود وسلام پیش فرمایا۔(۱)

= قال القاضی عیاض الصحیح الذی علیه الجمهور أن الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم کانت صُلاة حقیقة لامجرد الدعاء فقط وأجیب عما اعتل به الأولون بأن المقصود من الصلاة علیه عود التشریف علی المسلمین مع أن الکامل یقبل زیادة التکمیل نعم لاخلاف أنه لم یؤمهم احد علیه کمامر لقول علی رضی الله عنه هو امامکم حیا ومیتا فلایقوم علیه أحد...... الحدیث رواه ابن سعد. (شرح زرقانی علی المؤطا: جامع الصلاة علی الجنائز، ماجاء فی دفن المیت،) (۲/ ۲۲، ط: المطبعة الخیریة دولة الامارات العربیة المتحدة، ووزارة الشئوون الاسلامی والأوقاف)

(۱) عن عبدالله بن مسعود قال: لما ثقل رسول الله صلی الله علیه وسلم اجتمعنا فی بیت عائشة فنظر إلینا رسول الله صلی الله علیه وسلم فدمعت عیناه، ثم قال لنا: قد دنا الفراق، ونعی إلینا نفسه، ثم قال: مرحبا بکم حیاکم الله، هداکم الله، نصرکم الله، نفعکم الله، وفقکم الله، سدد =

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ کی نماز میں خلفاء کی شرکت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ کی نماز میں چاروں خلفاء نے شرکت کی۔(۱)

نبی کریم ﷺ کے جنازے میں کتنے آدمی تھے؟

نبی کریم ﷺ کے مقدس جنازے میں کتنے آدمی تھے، اس کی صحیح تعداد معلوم

= كم الله، وقاكم الله، أعانكم الله، قبلكم الله، أوصيكم بتقوى الله، وأوصى الله بكم، وأستخلفه عليكم، إني لكم منه نذير مبين، أن لاتعلوا على الله في عبادة وبلادة، فإن الله قال لي ولكم "تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لايريدون علواً في الارض ولافساداً والعاقبة للمتقين" وقال: "أليس في جهنم مثوى للمتكبرين" قلنا: فمتى أجلك يارسول الله؟ قال: قددنا الأجل، والمنقلب إلى الله والسدرة المنتهىٰ والكأس الا وفى والفرش الاعلى، قلنا: فمن يغسلك يارسول الله؟ قال رجال أهل بيتي الادنى فالادنى مع ملائكة كثيرة يرونكم من حيث لاترونهم، قلنا: ففيم نكفنك يارسول الله؟ قال: في ثيابي هذه إن شئتم أوفي يمنية أوفي بياض مصر، قلنا: فمن يصلي عليك يارسول الله؟ قال: فبكى وبكينا، وقال: مهلا! غفر الله لكم، وجزاكم عن نبيكم خيراً، إذاغسلتموني وحنطتموني وكفنتموني فضعوني على شفير قبري، ثم اخرجوا عني ساعة، فإن أول من يصلي على خليلاي وجلساي جبريل وميكائيل ثم إسرافيل، ثم ملك الموت مع جنود من الملائكة عليهم السلام، وليبدأ بالصلاة عليّ رجال أهل بيتي ثم نساؤهم ثم ادخلوا على أفواجا أفواجا وفرادىٰ فرادىٰ. (البداية والنهاية: ۲۶۵/۳، ۲۶۶، ذكر اعتراف سعد بن عبادة بصحة ماقاله الصديق يوم الثقيفة، ط: المكتبة الحقانية)

🗀 (حاشية سنن ابن ماجه: ص: ۱۱۷، ابواب الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه صلى الله عليه وسلم، ط: قديمي)

🗀 (الطبقات الكبرى: ۲۸۸/۷، ۲۸۹، باب ذكر الصلاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم، كيفية الصلاة عليه صلى الله عليه وسلم، ط: دار صادر بيروت)

(۱) لما كفن رسول الله صلى الله عليه وسلم ووضع على سريره، دخل ابوبكر وعمر، فقالا: السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته، ومعهما نفر من المهاجرين، والانصار، قدر مايسع البيت فسلموا كماسلم ابوبكر وعمر. (الطبقات الكبرىٰ: ۲۸۸/۷، ۲۸۱، باب ذكر الصلاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم، كيفية الصلاة عليه صلى الله عليه وسلم، ط: دار صادر بيروت)

🗀 قال الواقدي: حدثني موسى بن محمد بن ابراهيم قال: وجدت كتابا بخط ابى فيه: انه لما كفن رسول الله صلى الله عليه وسلم وضع على سريره دخل ابوبكر وعمر. (البداية والنهاية، ۲۷۸/۳، كيفية الصلاة عليه، ط: المكتبة الحقانية)

نہیں اگر ایک ہی وقت میں جماعت کے ساتھ جنازے کی نماز ہوتی و شرکت کرنے والوں کے بارے میں اندازہ لگانا آسان ہوتا، مگر وہاں تو امام کے بغیر ہی لوگ آکر نماز پڑھتے رہے اس لئے صحیح تعداد کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔(۱)

نجات دینے والی چیزیں

طبرانی، حکیم ترمذی اور اصفہانی نے عبدالرحمٰن بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے، اور فرمایا: میں نے آج کی رات عجیب خواب دیکھا ہے، ایک شخص کو دیکھا جو میری امت میں سے ہے کہ اس کے پاس ملک الموت آئے تا کہ اس کی روح قبض کریں، اس وقت اس کا احسان جو اپنے ماں باپ کے ساتھ کیا تھا آیا اور ملک الموت کو رخصت کیا۔

اور ایک شخص کو اپنی امت سے دیکھا کہ جب اس کو دفن کر کے واپس ہوئے تو

(۱) عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما قال : لما مات رسول اللّٰه ﷺ ادخل الرجال ، فصلوا علیه بغیر إمام ارسالاً حتی فرغوا ، ثم ادخلوا النّساء فصلین علیه ، ثم ادخل الصبیان فصلوا علیه ثم ادخل العبید فصلوا علیه ارسالاً لم یؤمهم علی رسول اللّٰه ﷺ .

قال حدثنا الواقدی ...... عن أبیه عن جدّه : لمّا أدرج رسول اللّٰه فی أکفانه ، وضع علی سریره ، ثم وضع علی شفیر حجرته ، ثم کان النّاس یدخلون علیه رفقا رفقا لایؤمهم أحد .

قال الواقدی :...... وجدت صحیفةً کتاباً بخط أبی فیه أنّه لما توفی رسول اللّٰه ﷺ ووضع علی سریره ، دخل أبو بکر و عمر و معهما نفر من المهاجرین والأنصار قدر ما یسع البیت وقالا : السلام علیک أیّها النّبیّ ورحمة اللّٰه وبرکاته ، وسلم المهاجرون والأنصار کما سلم أبوبکر ، ثم صفوا صفوفا لایؤمهم علیه أحد ، فقال أبوبکر و عمر رضی اللّٰه عنهما و هما فی الصفّ الأوّل ، حیال رسول اللّٰه ﷺ : اللّٰهم إنّا نشهد أن قد بلغ ما أنزل إلیه ، ونصح لأمته وجاهد فی سبیل اللّٰه ...... فیخرجون ویدخلون آخرون ، حتی صلی علیه الرجال ، ثم النساء ، ثم الصبیان . (دلائل النبوة و معرفة أحوال صاحب الشریعة للبیهقی : (۷/۲۵۰، ۲۵۱) باب ماجاء فی الصلاة علی رسول اللّٰه ﷺ ، ط: دار الکتب العلمیة ، بیروت)

البدایة والنهایة : (۵/۲۶۵) ذکر الوقت الّذی توفی فیه رسول اللّٰه ﷺ الخ و کیفیة الصلاة علیه ، ط: دار الفکر بیروت)

اس پر قبر کا عذاب نازل ہوا، اس کے وضو نے آکر اس کو عذاب سے بچالیا۔

ایک اور شخص کو اپنی امت میں سے دیکھا کہ جان کنی کی حالت میں ہے، شیطان نے اس کو رنج و مشقت میں ڈالا ہے، پس اللہ کا ذکر آیا اور اس کو شیاطین سے نجات دلائے۔

ایک اور شخص کو اپنی امت مین سے دیکھا کہ عذاب کے فرشتے نے اس کو غمگین، پریشان اور خوف زدہ کردیا ہے، پس اس کی نماز آئی اور بچالیا۔

ایک اور شخص کو اپنی امت میں سے دیکھا کہ اس سے کچھ دور انبیاء حلقے کیے بیٹھے ہوئے ہیں، جب وہ ان کے پاس آنے کا قصد کرتا ہے تو منع کیا جاتا ہے، پس اس کا غسل جنابت آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر میرے پہلو میں بٹھا دیا۔

اور ایک شخص کو اپنی امت سے دیکھا کہ اس کے چاروں طرف نہایت، اندھیرا ہے وہ پریشان ہے کہ کدھر جاؤں، کیا تدبیر کروں، پس اس کا حج وعمرہ آیا اور اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لایا۔

ایک اور شخص کو اپنی امت میں سے دیکھا کہ وہ مومنوں سے بات کرتا ہے، مگر وہ اس کی بات نہیں سنتے، اور جواب بھی نہیں دیتے، پس اس کا نیک سلوک آیا جو قرابت دار اور رشتہ داروں کے ساتھ کیا تھا، اور پکار کر کہا: اے ایمان والو! اس سے گفتگو کرو، پس سب نے گفتگو کی۔

ایک اور شخص کو اپنی امت میں سے دیکھا کہ دوزخ کے شعلہ اور گرمی سے بچنے کے واسطے دونوں ہاتھ اپنے منہ پر رکھے ہے، پس اس کا صدقہ آیا، اور دیوار بن کر اس کو گرمی سے بچایا، اور اس پر سایہ کرلیا۔

ایک اور شخص کو اپنی امت میں سے دیکھا کہ عذاب کے فرشتے نے اس کو ہر طرف سے گھیرا ہوا ہے، پس اس نے دنیا میں جو نیکی کرنے کا حکم اور برائی سے بچنے کا حکم

لوگوں کو سنایا تھا وہ آیا، اور فرشتوں سے چھڑا لیا، اور رحمت کے فرشتے کے حوالے کر دیا۔

ایک اور شخص کو اپنی امت میں سے دیکھا کہ گھٹنوں کے بل اللہ تعالیٰ کے دربار میں جاتا ہے، لیکن درمیان میں ایک پردہ پڑا ہے پس اس کی اچھی خصلت آئی اور ہاتھ پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچا دیا۔

ایک اور شخص کو اپنی امت میں سے دیکھا کہ اس کا نامۂ اعمال بائیں طرف سے آیا، پس اللہ کا خوف جو دنیا میں اس کے دل میں تھا، وہ آیا اور اسکا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دے دیا۔

ایک اور شخص کو اپنی امت میں سے دیکھا کہ حساب کے وقت اس کی نیکی کا وزن ہلکا ہو گیا، پس اس کا ''فرط'' آیا اور وزن کو بھاری کر دیا۔ ''فرط'' ان بچوں کو کہتے ہیں جو بچپن مین مر گئے، اور ماں باپ نے ثواب کی امید سے ان پر صبر کیا۔

ایک اور شخص کو اپنی امت میں سے دیکھا کہ جہنم کے کنارہ پر کھڑا ہے، پس اس کا خوف جو اللہ تعالیٰ سے دنیا میں رکھتا تھا، آیا اور اس کو نجات دی۔

ایک اور شخص کو اپنی امت میں سے دیکھا کہ جہنم میں گر جانے کے قریب ہو گیا ہے، پس اس کا آنسو جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے رویا کرتا تھا، آیا اور جہنم سے اس کو بچایا۔

ایک اور شخص کو اپنی امت میں سے دیکھا کہ پل صراط پر کبھی گھٹنوں کے بل چلتا ہے اور کبھی سرین کے بل، پس اس کی نماز آئی، اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا کر دیا اور وہ پل صراط سے گزر گیا۔

ایک اور شخص کو اپنی امت میں سے دیکھا کہ جنت کے دروازہ تک پہنچا تھا کہ دروازہ بند ہو گیا، پس اس کا کلمہ شہادت لا إلٰــہ الا اللّٰــہ آیا اور دروازہ کھول کر اس کو جنت میں داخل کیا۔

اس کے بعد میں نے کچھ آدمیوں کو دیکھا کہ ان کی زبان اوپر کو کھنچی ہے اور

لوگ لٹکتے ہیں، میں نے پوچھا اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟ کہا یہ وہ لوگ ہیں جو مومن مرد اور مومن عورتوں پر زنا کی جھوٹی تہمت لگاتے تھے۔

اور میں نے کچھ آدمیوں کو دیکھا کہ ان کے دونوں لب قینچی سے کاٹے جا رہے ہیں، میں نے پوچھا، اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟ کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ مسلمانوں میں چغل خوری کرتے تھے۔(۱)

---

(۱) أخرج الطبرانی فی الکبیر ، والحکیم والترمذی فی نوادر الأصول والأصبهانی فی الترغیب، عن عبدالرحمٰن بن سمرة ، قال : خرج علینا رسول اللّٰه ﷺ ذات یوم ، فقال : إنّی رأیت البارحه عجبا ، رأیت رجلا من امتی ، جاء ہ ملک الموت لیقبض روحه فجاء بره لوالدیه فردّه عنه ، ورأیت رجلا من أمّتی ، بسط علیه عذاب القبر ، فجاء وضوء ہ فاستنقذه من ذٰلک ، ورأیت رجلا من أمّتی قد احتوشته الشیاطین ، فجاء ذکر اللّٰه فخلصه من بینهم ، ورأیت رجلا من أمّتی قد احتوشته ملائکة العذب ، فجائته صلاته فاستنقذته من أیدیهم ، ورأیت رجلا من أمّتی یلهث عطشا کلما ورد حوضا منع منه ، فجاء ہ صیامه فسقاه وأروه ، ورأیت رجلا من أمّتی والنبیون قعودا حلقا حلقا ، کلما دنا لحلقة طردوه ، فجاء اغتساله من الجنابة ، فأخذ بیده ، واقعده إلی جنبه ، ورأیت رجلا من أمّتی بین یدیه کلمة ، وخلفه ظلمة ، وعن یمینه ظلمة ، وعن یساره ظلمة، ومن فوقه ظلمة ، ومن تحته ظلمة ، وادخلاه النور ، ورأیت رجلا من أمّتی یکلم المؤمنین ولایکلمونه ، فجائته صلة الرحم ، فقالت : یا معشر المؤمنین ، کلموه ، فکلموه ، ورأیت رجلا من أمّتی یتقی وهج النّار وشررها بیده عن وجهه ، فجائته صدقته فصارت ستْرا علی وجهه ، وظلّا علی رأسه ، ورأیت رجلا من أمّتی أخذته الزبانیة من کل مکان ، فجاء ہ أمره بالمعروف ونهیه عن المنکر فانتقذاه من أیدیهم ، وأدخلاه مع ملائکة الرحمة ، ورأیت رجلا من أمّتی جاثیا علی رکبتیه بینه و بین اللّٰه حجاب فجاء ہ حسن خُلقه ، ، فاخذ بیده ، فأدخله علی اللّٰه ، ورأیت رجلا من أمّتی قد هوت به صحیفته من قبل شماله ، فجاء ہ خوفه من اللّٰه تعالیٰ ، فأخذ صحیفته ، فجعلها عن یمینه ، ورأیت رجلا من أمّتی قد خفّ میزانه ، فجائته أفراطه ، فثقلوا میزانه ، ورأیت رجلا من امّتی قائما علی شفیر جهنم ، فجاء ہ وجله من اللّٰه فاستنقذه من ذٰلک ومضی ، ورأیت رجلا من أمّتی ، هوی فی النّار فجائته دموعه الّتی بلی بها من خشیة اللّٰه فی الدنیا ، فاستخلصته من النّار ، ورأیت رجلا من أمّتی قائما علی الصراط ، یُرعد کما ترعد السعفة ، فجائه حسن ظنه باللّٰه فسکن روعه ومضی ، ورأیت رجلا من أمّتی علی الصراط ، یزحف أحیانا ، ویحبو أحیانافجاء ته صلاته علیّ، فأخذته بیده فاقامته، ومضی علی الصراط، ورأیت رجلا من أمّتی انتهی إلی أبواب الجنة، =

نجاست حکمیہ سے پاک نہ ہو

اگر کوئی میت نجاست حکمیہ سے پاک نہ ہو، یعنی اس پر جنابت یا حیض ونفاس کی وجہ سے غسل واجب تھا، اوراس کو غسل نہ دیا گیا، یا غسل ناممکن ہونے کی صورت میں تیمّم نہ کرایا گیا تو اس کی نمازِ جنازہ درست نہیں ہوگی، ہاں اگر اس کو پاک کرنا ممکن نہ ہو، مثلاً: غسل یا تیمّم کرائے بغیر دفن کر چکے ہوں اور قبر پر مٹی بھی پڑ چکی ہو تو پھر اس کے جنازہ کی نماز اس کی قبر پر اسی حالت میں پڑھنا جائز ہے۔(۱)

نجاست نکلے

"غسل دینے کے بعد نجاست نکلے" عنوان کے تحت دیکھیں!(۵۱/۲)

= فغُلّقت الأبواب دونه ، فجاء ته شهادة أن لا إلٰه إلاّ اللّٰه ، ففتحت له الأبواب، وأدخلته الجنّة، ورأيت ناسا تقرض شفاههم ، فقلت : يا جبرئيل من هٰؤلاء ؟ قال : المشاؤون بين النّاس بالنميمة، ورأيت رجالا معلقين بألسنتهم ، فقلت : من هٰؤلاء يا جبرئيل ؟ قال : هٰؤلاء الّذين يرمون المؤمنين والمؤمنات بغير مااكتسبوا .

قال القرطبي : هٰذا حديث عظيم ، ذكر فيه أعمالا خاصة ، تنجي من أهوال خاصه .

(شرح الصدور بشرح حال الموتٰى والقبور : (ص: ۲۳۰، ۲۳۲) باب ماينجي من عذاب القبر ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

(۱) وشرطها اسلام الميت وطهارته)...... ولاتصح على من لم يغسل لأنه له حكم الامام من وجه لامن كل وجه، وهذا الشرط عند الإمكان فلو دفن بلاغسل ولم يمكن اخراجه إلابالنبش صلى على قبره بلاغسل للضرورة.(البحرالرائق: ۱۷۹/۲ ،كتاب الجنائز ، فصل:السلطان أحق بصلاته، ط:سعيد)

🗀 (الدر مع الرد: ۲۰۷/۲ ،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،مطلب: في صلاة الجنازة، ط: سعيد)

🗀 وشرطهااسلام الميت وطهارته مادام الغسل ممكنا وإن لم يمكن اخراجه إلابالنبش تجوز الصلاة على قبره للضرورة.(الهنديه: ۱۶۳،۱۶۲/۱ ، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز ، الفصل الخامس في الصلاة على الميت، ط:رشيديه)

نجاشی کے علاوہ بھی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئی یا نہیں؟

☆...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی اور معاویہ بن ابی معاویہ مزنی رضی اللہ عنہما کے علاوہ کسی اور پر غائبانہ جنازہ کی نماز نہیں پڑھی۔

☆...... جنازہ کی نماز صحیح ہونے کے لیے میت کا سامنے موجود ہونا شرط ہے اگرچہ صرف امام ہی کے سامنے ہو، غائب پر جنازہ کی نماز پڑھنا درست نہیں۔ ہاں اگر میت کو جنازہ کی نماز کے بغیر دفن کر دیا گیا ہو تو قبر پر اس وقت تک جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی جب تک لاش پھٹی نہ ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی بادشاہ (رحمہ اللہ) پر غائبانہ جنازہ کی نماز پڑھی ہے، یہ روایت درست ہے، حدیث کے شارحین نے شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: نجاشی کا جنازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر دیا گیا تھا، وہ غائب نہیں تھا، اور نماز پڑھنے والے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع تھے۔

☆......علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ: اگر میت کو کسی شہر میں جنازہ کی نماز کے بغیر دفن کر دیا گیا ہے، جیسا کہ نجاشی کا حال تھا، تو دوسرے شہر کے لوگ جنازے کی نماز غائبانہ پڑھیں، اگر جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کیا گیا ہو تو نہ پڑھیں، کیونکہ فرض پہلی نماز کے ذریعے ادا ہو گیا ہے۔ یہ حنبلی مسلک کے مطابق ہے، حنفی مسلک کے مطابق نہیں۔

☆...... بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دور دراز مقامات پر وفات پائی، جیسے بیر معونہ کا واقعہ پیش آیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے خبر دی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صدمہ بھی ہوا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غائبانہ جنازہ کی نماز نہیں پڑھی۔

☆......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کسی میت پر غائبانہ جنازہ کی نماز پڑھنا کہیں ثابت نہیں ہے، اگر یہ عمل واقعۃً سنت ہوتا تو صحابہ کرام اس پر ضرور عمل کرتے۔(۱)

☆......حرمین شریفین کے ائمہ کرام، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مقلد ہیں، اس لیے اپنے مسلک کے مطابق ان کا غائبانہ جنازہ کی نماز پڑھنا صحیح ہے، امام اعظم

(۱) وشرط صحتها شرائط الصلاة المطلقه واسلام الميت وطهارته ووضعه امام المصلي وبهذا القيد علم أنها لاتجوز على غائب...... ولذالو دفن بلاصلاة أوبلاغسل ولم يمكن اخراجه إلابالنبش سقط هذاالشرط أوالشرطان وصلى على قبره بلاغسل للضرورة...... وأما صلاته عليه الصلاة والسلام على النجاشي فإما لإنه رفع له سريره حتى رآه بحضرته فتكون صلاة من خلفه على ميت يراه الامام ويحضره دون المامومين وهذاغير مانع من الإقتداء ...... وإما لأن ذالك امر خص به النجاشي فلايلتحق به غيره وإن كان أفضل منه كشهادة خزيمة مع شهادة الصديق، فإن قيل: بل قد صلى على غيره وهو معاوية بن معاوية المزني...... قلنا: إنما ادعينا الخصوصية بتقدير أن لايكون رفع له سريره ولم يكن مرئيا له وماذكر بخلاف ذالك على أن طرقه ضعيفة...... ثم دليل الخصوصية أنه عليه السلام لم يصل على غائب سوى هؤلاء ومن عدا النجاشي صرح فيه بأنه رفع له وكان بمرای منه ،ثم أنه قد توفى خلق كثير منهم غيبا في الغزوات وغيرها ومن أعز الناس إليه كان القراء ولم يؤثر قط عنه عليه الصلاة والسلام أنه صلى عليهم وكان على الصلاة على كل من توفى أصحابه شديد الحرص حتى قال: لايموتن أحد منكم إلا آذنتموني به فإن صلاتي رحمة له.(حلبی كبير: ص:۵۸۳،۵۸۴، فصل:فی الجنائز، ط:سهيل اكيڈمی)

(الدرمع الرد: ۲/ ۲۰۹، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،مطلب:هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي؟ط:سعيد)

وشرطها اسلام الميت وطهارته) مالم يهل عليه التراب فيصلى على قبره بلاغسل)أى قبل أن يتفسخ كما سيأتي.(الدرمع الرد: ۲/ ۲۰۷، كتا ب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في صلاة الجنازة، ط:سعيد)

وقال شيخ الاسلام ابن تيمية :الصواب أن الغائب إن مات ببلد لم يصل عليه فيه، صلى عليه صلاة الغائب، كما صلى النبي صلى الله عليه وسلم على النجاشي لأنه مات بين الكفار ولم يصل عليه، وإن صلى عليه حيث مات لم يصل عليه صلاة الغائب، لأن الفرض قد سقط صلاة المسلمين عليه.(زادالمعادفی هدی خير العباد: ۲/ ۵۲۰،فصل:ولم يكن من هديه وسنته الصلاة على كل ميت غائب، ط:مؤسسة الرسالة)

ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک غائبانہ جنازہ کی نماز صحیح نہیں ہے۔(۱)

نرس کا غسل دینا

☆...... موجودہ دور میں عام طور پر بچوں کی پیدائش ہسپتال میں ہوتی ہے، اور کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ بچہ مردہ پیدا ہوتا ہے، تو اس مردہ بچہ کو ہسپتال میں نرس غسل دے کر اور کفن پہنا کر تیار کر دیتی ہے اور اس کو براہ راست قبرستان میں دفن کر دیا جاتا ہے، گھر پر اسے دوبارہ غسل نہیں دیا جاتا، اس صورت میں اگر نرس مسلمان ہے، پھر تو کوئی بات نہیں، غسل صحیح ہے۔ دوبارہ غسل دینے کی ضرورت نہیں اور اگر نرس غیر مسلم ہے تو اس کے ہاتھوں سے دیا گیا غسل بھی غسل کے حکم میں آئے گا، کیونکہ غسل دینے والے کا مکلّف ہونا شرط نہیں۔(۲)

---

(۱) ومن ذالک قول الشافعي واحمد بصحة الصلاة على الغائب مع قول ابی حنیفة ومالک بعدم صحتها. (المیزان الکبری للشعرانی: ۱/۲۲۵، کتاب الجنائز، ط: مکتبه مصطفی البانی)

🗁 وتجوز الصلاة على الغائب...... وبهذا قال الشافعي وقال مالک وأبو حنيفة: لاتجوز. (المغنی لابن قدامه: ۳/۴۴۶، کتاب الجنائز، فصول: الصلاة على الغائب، مسأله: ومن فاتته الصلاة على صلى عليه قبره، فصل: وتجوز الصلاة على الغائب، ط: هجر)

🗁 (أوجز المسالک: ۲/۴۴۵، کتاب الصلاة، باب الجنائز، نعی النبی صلی الله علیه وسلم النجاشي وخرج إلى المصلى، ط: کتبه امدادیه)

🗁 ومنها أن يكون الميت حاضرا، فلاتجوز الصلاة على الغائب، أما صلاة النبي صلى الله عليه وسلم على النجاشي فهي خصوصية له، باتفاق الحنفية والمالكية وخالف الشافعية والحنابلة...... الحنابلة ـ قالوا: تجوز الصلاة على الغائب إن كان بعد موته بشهر، فأقل. (کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۲۲، کتاب الصلاة، مباحث الجنائز، شروط صلاة الجنازة، ط: دارالفکر بیروت)

(۲) وأنه يسقط وإن لم يكن الغاسل مكلفاً. (الشامية: ۲/۲۰۰، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی حدیث "کل سبب ونسب منقطع إلاسببی ونسبی"، ط: سعید)

🗁 (طحطاوی علی الدر: ۱/۳۶۸، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: المکتبة العربیة)

🗁 (احکام الصغار: مسائل الکراهیة، رقم المسألة: ۴۸۷، ط: دار الکتب العلمیة)

مگر اس میں دو خرابیاں ہیں:

۱- غیر مسلم کے ہاتھوں سے دیا گیا غسل سنت کے مطابق نہیں ہے۔

۲- مسلمان میت کو غسل دینا، کفن پہنانا، نماز پڑھنا، اور دفن کرنا یہ سارے کام مسلمانوں پر لازم ہیں، اس صورت میں غسل اور کفن دینے کی ذمہ داری مسلمانوں پر باقی رہ جائے گی اس لیے مسلمانوں کے ہاتھوں سے مسنون طریقہ کے مطابق غسل دیا جانا ضروری ہے، چاہے وہ ہسپتال میں ہو یا گھر میں۔

☆......اسی طرح اگر کسی بڑے مرد یا عورت کی میت کو بھی ہسپتال کی نرس غسل دے کر کفن دے، تو اگر وہ نرس مسلمان ہے تو ٹھیک ہے، ورنہ مسلمان اس کو دوبارہ ہسپتال یا گھر میں یا جہاں کہیں بھی آسانی ہو، سنت کے مطابق غسل دے کر سنت کے مطابق کفن پہنا کر دفن کریں۔(۱)

نزع کی حالت میں پانی پلانا

''پانی پلانا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱۷۱/۱)

---

(۱) لو وجد میت فی الماء فلابد من غسله ثلاثا)لأناأمرنا بالغسل فیحرکه فی الماء بنیة الغسل ثلاثا، فتح، وتعلیله أنهم لوصلوا علیه بلاإعادة غسله صح وإن لم یسقط وجوبه عنهم فتدبر قوله: وتعلیله)أی تعلیل الفتح بقوله:لأناأمرنا الخ أی ولم یقل فی التعلیل لأنه لم یطهر.(الدر مع الرد: ۲/ ۲۰۰، کتاب الصلاة،باب صلاةالجنازة،مطلب:فی حدیث''کل سبب ونسب منقطع إلاسببی ونسبی''ط:سعید)

🗁 (طحطاوی علی الدر: ۳۶۸/۱، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،ط:المکتبة العربیة)

🗁 وتغسیل الکافر أشد کراهة إلاإذا لم یوجد غیره.(حاشیة الطحطاوی علی المراقی: ص: ۵۷۰، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، ط:قدیمی)

🗁 المیت إذاوجد فی الماء لابد من غسله لأن الخطاب بالغسل توجه علی بنی آدم ولم یوجد من بنی آدم فعل.(الهندیة: ۱۵۸/۱، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی فی الغسل ،ط:رشیدیه)

نشان باقی رہے

☆......اگر قبر کا نشان باقی رہنے کی ضرورت سمجھی جائے، تو اس پر وقتاً فوقتاً مٹی ڈالی جا سکتی ہے، نیز قبر کی بے حرمتی، توہین اور پامالی سے بچانے کے لیے قبر کا نشان باقی رکھنے کے لیے اس پر میت کا نام اور وفات کی تاریخ لکھنا جائز ہے، (۱) اگرچہ کچھ نہ لکھنا بہتر ہے۔

☆......شریعت کے ہر حکم میں بہت سی حکمتیں اور مصلحتیں ہوتی ہیں، اگر پختہ قبر ممنوع نہیں ہوتی، تو آج چاروں طرف قبریں ہی قبریں ہوتیں، مکانات اور کھیتی کے لیے بھی زمین ملنا دشوار ہو جاتا۔ (۲)

نشہ کرنے والے کے جنازہ کی نماز

نشہ کی چیز کھانا، پینا، لگانا اور نشہ کرنا حرام ہے، (۳) ایسے شخص کے ساتھ کھانا

(۱) لابأس بالكتابة إن احتيج إليها حتى لايذهب الأثر ولا يمتهن. (الدر المختار: ۲۳۷/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في دفن الميت، ط: سعيد)

والحديث المتقدم يمنع الكتابة فليكن المعول عليه لكن فصل في المحيط، فقال: وإن احتيج إلى الكتابة حتى لايذهب الأثر ولا يمتهن، فلابأس به فأما الكتابة من غير عذر، فلا. اه (البحر الرائق: ۱۹۴/۲، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

وفي الازهار: يستحب أن يجعل على القبر علامة يعرف بها لقوله عليه الصلاة والسلام: أعلم بها قبر أخي. (مرقاة المفاتيح: ۱۶۸/۴، كتاب الجنائز، باب دفن الميت، ط: رشيديه)

(۲) عن جابر قال نهى النبي صلى الله عليه وسلم: أن يجصص القبور وأن يكتب عليها وأن يبنى عليها وأن توطأ. (جامع الترمذي: ۲۰۳/۱، ابواب الجنائز، باب ماجاء في كراهية تجصيص القبور والكتابة عليها، ط: سعيد)

(نيل الاوطار: ۹۲/۴، كتاب الجنائز، باب تسنيم القبور ورشه بالماء...... وكراهة البناء والكتابة عليه، ط: داراحياء التراث العربي)

(فيض القدير: ۴۲۲/۸، رقم الحديث: ۹۳۷۱، حرف النون، ط: دارالحديث قاهره)

(۳) حرمة أكل البنج وحشيشة وأفيون "لكن دون حرمة الخمر...... وفي النهر: التحقيق مافي العناية أن البنج مباح، لأنه حشيش، اماالسكر منه فحرام، قال الامام الشامي رحمه الله تحت =

پینا نہیں چاہیے، لیکن اس کے مرنے پر اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا ضروری ہے، باقی ایسے لوگوں۔کے جنازہ میں عام لوگ شریک ہوں، مقتدا لوگ شریک نہ ہوں۔(۱)

نشہ کی حالت میں مرگیا

جس نے نشہ پیا اور نشہ کی حالت میں مرگیا، تو قبر میں بھی نشہ کی حالت میں داخل ہوگا، اور نشہ کی حالت میں منکر ونکیر کو دیکھے گا، اور جب عقل وسمجھ ٹھکانہ پر نہیں ہوگی تو منکر ونکیر کا سوال نہیں سمجھے گا، اور جواب بھی نہیں دے سکے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " من فارق الدنیا وھو سکران دخل القبر وھو سکران " .

ترجمہ: جو آدمی نشہ کی حالت میں دنیا چھوڑے گا تو وہ نشہ کی حالت میں قبر میں داخل

= (قوله: إن البنج مباح)قيل هذاعندهما ،وعند محمد ماأسكر كثيره قليله حرام، وعليه الفتوىٰ،(الدر مع الرد: ۴/ ۴۲، كتاب الحدود،باب حد الشرط المحرم، ط:سعيد)

(البحر الرائق: ۳/ ۲۴۸،كتاب الطلاق، ط:سعيد)

(الهندية:۵/ ۴۱۵،كتاب الاشربة،الباب الثاني:في المتفرقات، ط:رشيديه)

(۱) فكل مسلم مات بعد الولادة يصلى عليه صغيرا كان أو كبيرا ذكراً كان أوأنثى...... إلاالبغاة وقطع الطريق ومن بمثل حالهم لقول النبى صلى الله عليه وسلم:صلو على كل بر وفاجر.(بدائع الصنائع: ۱/ ۳۱۱،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل:الكلام فى الجنازة، ط:سعيد)

قال القاضى:مذهب العلماء كافة الصلاة على كل مسلم ومحدود ومرجوم وقاتل نفسه وولد الزنا وعن مالك وغيره:أن الإمام يجتنب الصلاة على مقتول فى حدود وإن أهل الفضل لايصلون على الفساق زجراً لهم.(شرح النووى على المسلم: ۱/ ۳۱۴،كتاب الجنائز، قبيل كتاب الزكوٰة، ط: قديمى)

ومن قتل نفسه عمداً يغسل ويصلى عليه على المفتى به، عند الحنفية والشافعية:...... ورأى قوم كأبى يوسف وابن الهمام أنه لايصلى عليه...... وقال المالكية ايضا:وينبغى لأهل الفضل أن يجتنبوا الصلاة على المبتدعة ومظهرى الكبائر ردعا لأمثالهم.(الفقه الاسلامى وأدلته: ۲/ ۱۵۰۹، المبحث الثامن:صلاة الجنازة واحكام الجنائز، الفرض الثالث :الصلاة على الميت، أولاً: حكم الصلاة على الميت،ط:مكتبة الرشيدية)

ہوگا۔(۱)

نصف بدن سے کم ملے

''بدن کے اعضاء ملے''عنوان کے تحت دیکھیں!(۱؍۱۳۵)

نصف بدن ملے

''بدن کے اعضاء ملے''عنوان کے تحت دیکھیں!(۱؍۱۳۵)

نصف جسم

☆......اگر کسی آدمی کا صرف سر ملے تو اس کو غسل نہیں دیا جائے گا بلکہ یوں ہی دفن کر دیا جائے گا۔

☆......اور اگر کسی کا بدن نصف سے زائد ملے خواہ سر کے ساتھ ملے، یا سر کے بغیر، تو اس کو غسل اور کفن دے کر جنازہ کی نماز پڑھ کر قبرستان میں دفن کرنا ضروری ہے۔

☆......اور اگر نصف سے زیادہ نہ ہو، بلکہ نصف ہو، اگر سر کے ساتھ ملے تو غسل دے کر کفن پہنا کر جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کر دیا جائے، اور اگر سر کے ساتھ نہ ملے تو غسل اور کفن نہیں دیا جائے گا، اور جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جائے گی، بلکہ کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے گا۔

☆......اور اگر نصف سے کم ہو، خواہ سر کے ساتھ ہو یا سر کے بغیر، تو غسل اور

---

(۱) الثانية عشر : أخرج الأصبهاني في الترغيب من طريق أبي هدبة ، عن أشعث الحراني، عن أنس مرفوعا : من فارق الدنيا وهو سكران ، دخل القبر سكران ".

وأخرج أبو المفضل الطوسي ، في عيون الأخبار من طريق أبي هدبة عن أنس و فيه : فإنّه يعاين ملك الموت سكران ، ويعاين منكرًا و نكيرًا سكران . (شرح الصدور بشرح حال الموتٰى والقبور: (ص: ۱۸۵) باب فتنة القبر و سؤال الملكين ، فصل فيه فوائد ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

کفن نہیں دیا جائے گا، جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جائے گی بلکہ پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے گا۔(۱)

نصف سے زیادہ بدن ملے

"بدن کے اعضاء ملے" عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۱۳۵)

نظر کہاں ہونی چاہیے؟

جنازہ کی نماز پڑھتے ہوئے سجدہ کے مقام پر نظر رکھنی چاہیے۔(۲)

---

(۱) ولو وجد أكثر البدن أو نصفه مع الرأس يغسل ويكفن ويصلى عليه...... وإن وجد نصفه من غير الرأس أو وجد نصفه مشقوقا ،فإنه لايغسل ولايصلى عليه ويلف في خرقة ويدفن فيها. (الهندية: ١/ ١٥٩ ،كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في الغسل، ط:رشيديه)

إذاوجد طرف من أطراف الانسان كيدأورجل أنه لايغسل لأن الشرع ورد بغسل الميت والميت اسم لكله ولو وجد أكثر منه غسل لأن للأكثر حكم الكل وإن وجد الأقل منه أو النصف لم يغسل...... وذكر القاضي في شرحه مختصر الطحاوي :أنه إذاوجد النصف ومعه الرأس يغسل وإن لم يكن معه الرأس لايغسل فكأنه جعله مع الرأس في حكم الاكثر لكونه معظم البدن ولووجد نصفه مشقوقا لا يغسل لما قلنا.(بدائع الصنائع: ١/ ٣٠٢،كتاب الصلاة،باب الجنائز،فصل:في صلاة الجنازة،ط:سعيد)

وجد طرف من أطراف إنسان أو نصفه مشقوقا طولاً أوعرضا يلف في خرقة إلاإذاكان معه الرأس فيكفن كما في البدائع.(الشامية: ٢/ ٢٠٥ ،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في الكفن، ط:سعيد)

(۲) (قوله:وسن إدامة نظر محل سجوده)...... (وإن كان عند الكعبة...... أوفي الظلمة...... أوفي صلاة الجنازة)أي سن ذالك وإن كان في صلاة الجنازة وهذ الغاية للردعلى من استثنى صلاة الجنازة فقال:أنه ينظر إلى الميت.(إعانةالطالبين لسيد البكر الدمياطي: ١/ ١٧٦، فرع سن دخول صلاة بنشأة وفراغ قلب...... الخ،ط:داراحياء التراث العربي)

(حاشية الجمل على المنهج: ٢/ ١١٦ ،باب صفة الصلاة، ط:دارالكتب العلمية)

(حاشية البجيرمي على المنهج: ١/ ٢٢٨ ،باب صفة الصلاة، ط:مطبعة الحلبي)

نعت پڑھنا جنازہ کے ساتھ

’’جنازہ کے ساتھ نعت پڑھنا‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں! (۲۷۳/۱)

نعش باہر آجائے

’’قبر کھل جائے‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں! (۱۲۳/۲)

نعشیں کافر اور مسلمانوں کی مل جائیں

اگر مسلمانوں کی نعشیں، کافروں کی نعشوں میں مل جائیں، اور کوئی تمیز، علامت باقی نہ رہے تو ان سب کو غسل دیا جائے، اور اگر تمیز باقی ہو تو مسلمانوں کی نعشیں علیحدہ کرلی جائیں، اور صرف انہی کو غسل دیا جائے، کافروں کی نعشوں کو غسل نہ دیا جائے۔ (۱)

نفاس کی حالت میں انتقال ہوجائے

’’حائضہ میت کے منہ میں پانی ڈالنا‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں! (۳۱۳/۱)

نفاس کی حالت میں قبر کی زیارت کرنا

’’ناپاک حالت میں قبر کی زیارت کرنا‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں! (۳۷۰/۲)

---

(۱) لولم يدر أمسلم أم كافر ولاعلامة فإن فی دارنا غسل وصلی عليه وإلا، لا. اختلط موتانا بكفار ولاعلامة اعتبر الاكثر فإن استووا غسلوا.

قوله: فإن فی دارنا...... الخ) أفاد بذكر التفصيل فی المكان بعد انتفاء العلامة أن العلامة مقدمة عند فقدها يعتبر المكان فی الصحيح لأنه يحصل به غلبة الظن كمافی النهر عن البدائع، فيها أن علامة المسلمين أربعة الختان والخضاب ولبس الثواب وحلق العانة. قلت: فی زماننا لبس السواد لم يبق علامة للمسلمين. (الدر مع الرد: ۲/ ۲۰۰، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی حديث "كل سبب ونسب منقطع إلا سببی ونسبی" ط: سعيد)

🗁 (بدائع الصنائع: ۳۰۳/۱، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: وأما شرائط وجوبه، ط: سعيد)

🗁 ومن لايدر أمسلم أم كافر إن كان عليه سيما المسلمين أوفی بقاع ديار الاسلام يغسل وإلا فلا، (البحر الرائق: ۱۷۴/۲، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

نفاس والی عورت میت کو غسل نہ دے

نفاس یا حیض والی عورت کسی میت کو غسل نہ دے، کیوں کہ یہ مکروہ ہے۔(۱)

ہاں اگر عورت کو غسل دینے کے لیے کوئی اور عورت نہیں ہے تو مجبوراً حیض یا نفاس والی عورت بھی غسل دے سکتی ہے۔(۲)

نفاس والی مرجائے

''حیض والی مرجائے'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۳۲۳)

نفاس والی میت کے پاس نہ رہے

نفاس والی عورت مردہ کے پاس نہ رہے تو بہتر ہے۔(۳)

---

(۱) وینبغی أن یکون غاسل المیت علی الطهارة ولو کان الغاسل جنباأوحائضا...... جاز ویکره.

(الهندیة: ۱/۱۵۹، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی فی الغسل، ط: رشیدیه)

(خانیة علی هامش الهندیة: ۱/۱۸۸، کتاب الصلاة، باب فی غسل المیت ومایتعلق به......الخ، ط:رشیدیه)

(التاتارخانیة: ۲/۱۳۸، کتاب الصلاة، الباب الثانی والثلاثون فی الجنائز، نوع آخر: من هذ االفصل فی المتفرقات، ط:قدیمی)

(۲) ویکره أن یکون جنبا أوبهاحیض.

قوله: ویکره أن یکون جنبا)وتغسیل الکافر أشد کراهة إلاإذالم یوجد غیره.(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی :ص: ۵۷۰، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، ط:قدیمی)

(۳) واختلفوا فی إخراج الحائض والنفساء والجنب من عنده)وجه الإخراج امتناع حضور الملائکة محلا به الحائض أوالنفساء.

قوله: وجه الإخراج..الخ)إخراجهم علی سبیل الأولویة إذاکان عن حضورهم غنی.(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی:ص: ۵۶۳، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، ط:قدیمی)

ویخرج من عنده الحائض والنفساء والجنب.(البحرالرائق: ۲/۱۷۱، کتاب الجنائز، ط: سعید)

(الدر المختار: ۲/۱۹۳، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب:فی أطفال المشرکین، ط:سعید)

نفل توڑنا جنازہ کی نماز کے لیے

جنازہ کی نماز میں شامل ہونے کے لیے نفل نماز توڑنا جائز ہے البتہ نفل نماز کو توڑنے کی وجہ سے بعد میں قضا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

نفل نماز کے دوران جنازہ حاضر ہو

گرکوئی شخص نفل نماز پڑھ رہا ہے اور اس دوران جنازہ حاضر ہو جائے تو اگر یہ یقین ہو کہ نفل نماز پوری کر کے جنازہ میں شریک ہو سکے گا تو نفل نماز پوری کر کے جنازہ میں شریک ہو جائے اور اگر نفل نماز پوری کرنے کی صورت میں جنازہ کی نماز فوت ہو جانے کا یقین ہو تو نفل نماز توڑ کر جنازہ کی نماز میں شریک ہو جائے اور بعد میں نفل نماز کی قضا کرے، کیوں کہ جنازہ کی نماز کی قضا نہیں ہے اور نفل نماز کی توڑنے کے بعد قضا ہو سکتی ہے۔(۲)

نماز بے وضو پڑھنے کا عذاب

''بے وضو نماز پڑھی تھی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۵۸/۲)

نماز پڑھانے کی وصیت کرنا

اگر کوئی شخص یہ وصیت کرے کہ اس کے جنازہ کی نماز فلاں آدمی پڑھائے تو اس وصیت کا اعتبار نہیں ہے اور اس پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے، اگر اس کے علاوہ دوسرا آدمی نماز پڑھا دے تب بھی نماز درست ہو جائے گی اور فرض ادا ہو جائے گا،

(۲،۱) إن كان فی النفل فجیء بجنازة وخاف فوتها قطعه لإمكان قضائه. (الدر المختار: ۵۱/۲، كتاب الصلاة، باب إدراک الفريضة، ط: سعيد)

🗁 (حاشية الطحطاوی مع المراقی: ص: ۴۴۸، كتاب الصلاة، باب إدراک الفريضة، ط: قديمی)

🗁 (البحر الرائق: ۷۱/۲، كتاب الصلاة، باب إدراک الفريضة، ط: سعيد)

کیونکہ وہ وصیت باطل ہے۔(۱)

نماز تلاش کرتے ہیں ملک الموت

''ملک الموت نماز تلاش کرتے ہیں''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۰۱/۲)

نماز جنازہ

مسلمان میت کو غسل دینا،اس کی تجہیز وتکفین کا بندوبست کرنا اوراس کی نماز پڑھنا یہ سب باتیں فرض کفایہ ہیں،یعنی اگرایک دو یا چندافرادادا کرلیں گے تو باقی سب مسلمانوں کے ذمے سے یہ فرض ساقط ہوجائے گا ورنہ سب کے سب گناہ گار ہوں گے۔(۲)

---

(۱) أوصى بأن يصلي عليه فلان أو يحمل بعد موته إلى بلد آخر...... فهي باطلة.(الدر المختار: ٦/ ٦٦٦، كتاب الوصايا،قبيل باب الوصية بالثلث، ط:سعيد)

(الهنديه: ٩٦/٦،كتاب الوصايا، الباب الثاني في بيان الالفاظ التي تكون وصية والتي لاتكون وصية،ط:رشيديه)

(خانية على هامش الهنديه:٤٩٤/٣،كتاب الوصايا، فصل فيما يكون وصية وفيما لايكون ، ط: رشيديه)

(وفي الكبرى:الميت إذا أوصى أن يصلي عليه فلان فالوصية باطلة وعليه الفتوىٰ.(الهندية: ١٦٣/١، كتاب الصلاة،الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت، ط: رشيديه)

(٢) (والصلوة عليه)صفتها (فرض كفاية)بالاجماع فيكفر منكرها لأنه أنكر الإجماع.قنية (كدفنه) وغسله وتجهيزه فإنها فرض كفاية (الشامي :٢٠٧/٢،باب صلوة الجنازة ،ط:سعيد)

(الفصل الثاني في الغسل)غسل الميت حق واجب على الأحياء بالسنة و إجماع الأمة ،كذا في النهايه ولكن إذا قام به البعض سقط عن الباقين كذا في الكافي.(عالمگيرى : ١٥٨/١ الباب الحادي والعشرون في الجنائز، ط:رشيد يه)

(الفصل الثالث في التكفين) وهو فرض على الكفاية كذا في فتح القدير. (عالمگيرى : ١٦٠/١، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، ط:رشيد يه)

(الفصل الخامس في الصلوة على الميت)الصلاة على الجنازة فرض كفاية إذا قام به البعض واحدا كان أو جماعة ذكرا كان أأو أنثى سقط عن الباقين واذا ترك الكل أثموا.هكذا في التتارخانية. (عالمگيرى: ١٦٢/١ الباب الحادي والعشرون في الجنائز ،ط:رشيد يه)

نماز جنازہ پڑھانے والا نہ ملے تو

''جنازہ کی نماز پڑھانے والا نہ ملے تو''(۱/۲۵۱) اور'' جنازہ کی نماز صحیح طور پر ادا کرنا کوئی نہیں جانتا'' عنوانوں کے تحت دیکھیں!(۱/۲۵۴)

نماز جنازہ پڑھنے آیا

☆اگر ایک شخص پہلے سے جنازہ کی نماز کے وقت موجود تھا اور کسی وجہ سے امام کی تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) میں شریک نہ ہوسکا تو دوسری تکبیر (اللہ اکبر) کا انتظار نہ کرے بلکہ فوراً نیت کر کے ''اللہ اکبر'' کہہ کر جماعت میں شامل ہو جائے۔

☆اور اگر امام کی تکبیر تحریمہ ''اللہ اکبر'' کہنے کے بعد آیا ہے تو اس صورت میں اسے دوسری تکبیر (اللہ اکبر) تک امام کا انتظار کرنا چاہیے، جب امام دوسری تکبیر (اللہ اکبر) کہہ لے اس وقت ''اللہ اکبر'' کہہ کر یہ بھی شامل ہو جائے اور جس وقت امام سلام پھیرے اس وقت یہ شخص سلام نہ پھیرے، امام کے سلام کے بعد فوت شدہ تکبیر ''اللہ اکبر'' کہہ کر سلام پھیر دے، یہی حکم دوسری اور تیسری تکبیر نہ ملنے کا بھی ہے۔

☆اگر کوئی شخص چوتھی تکبیر ختم ہونے کے بعد آیا تو سلام سے پہلے پہلے جماعت میں شامل ہو جائے اور جنازہ اٹھانے سے پہلے پہلے تین دفعہ ''اللہ اکبر'' کہہ کر سلام پھیر دے، درمیان میں دعائیں نہ پڑھے۔

☆اگر امام دوسری یا تیسری تکبیر کے بعد بھولے سے سلام پھیر دے تو نماز پوری کر لے، اس سہو سے نماز میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔(۱)

(۱) وإذا جاء رجل وقد كبر الإمام التكبيرة الأولى ولم يكن حاضراً انتظره حتى يكبر الثانية ويكبر معه فإذا فرغ الإمام كبر المسبوق التكبيرة اللتى فاتته قبل إن ترفع الجنازة وهذا قول إبى حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى.

وكذا إن جاء وقد كبر الإمام تكبيرتين أو ثلثاً كذا فى السراج الوهاج. وإن جاء رجل وقد =

نمازِ جنازہ پڑھنے والے کے سامنے سے گزرنا

جنازہ کی نماز پڑھنے والے کے سامنے سے گزرنا جائز ہے کیونکہ امام کے سامنے جنازہ کی چارپائی امام کی سترہ ہے، اور امام کا سترہ مقتدیوں کو بھی کافی ہے۔ اور سامنے سے گزرنے کی ممانعت جنازہ کے علاوہ باقی نمازوں میں ہے۔(۱)

نماز جنازہ دوبارہ پڑھنا

☆اگر ولی نے خود جنازہ کی نماز پڑھ لی یا ولی کی اجازت سے ایک مرتبہ جنازہ کی نماز پڑھ لی گئی تو دوبارہ جنازہ کی نماز پڑھنا مکروہ ہے، بلکہ دوسروں کو دوبارہ جنازہ کی نماز پڑھنے کا اختیار بھی نہیں ہوگا۔

ہاں اگر ولی نے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی یا ولی کی اجازت سے جنازہ کی نماز

= كبر الامام أربعاً ولم يسلم لا يدخل معه في رواية عن أبي حنيفة رحمه الله والأصح أنه يدخل وعليه الفتوىٰ كذا في المضمرات. ثم كبر ثلثا قبل أن ترفع الجنازة متتابعاً لادعاء فيها كذا في الخلاصة وفتاوى قاضي خان. (الهندية : ١/١٦٤، ١٦٥، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت، ط: ماجديه)

(وكذا في البدائع : ١/٣١٤، فصل في بيان كيفية الصلاة على الجنازة، ط: سعيد)

وكذا في السراجيه : ٢٣، كتاب الجنائز، باب الصلوة على الجنازة، ط: سعيد)

(١) وانظر هل صلاة الجنازة تفتقر إلى سترة؟ والأظهر أنها لاتفتقر والميت ولو كان بالأرض هو الستره لأن سروضع السترةَ موجود فيه فيمتنع المرور بين الإمام وبينه نقله (عج) عن الابي ثم قال: أما إذا كانت الميت على السرير فالأمر واضح وأما إذا كان بالارض فلم نجعله كالخط لأن هذا أقوى منه. (حاشية الخرشي على مختصر سيدي الخليل، ١/٥٢٣، كتاب الصلاة، فصل: في فرائض الصلاة، ط: دار الكتب العلمية)

🗀 (حاشية الصاوي على الشرح الصغير : ١/٣٣٥، ط: دار المعارف)

🗀 والميت في الجنازة كاف ولاينظر للقول بنجاسته ولأنه ليس إرتفاع ذراع للخلاف في ذالك كما للشيخ الأجهوري. اه (حاشية الدسوقي على الشرح الكبير، ١/٢٤٥، سنن الصلاة، سترة المصلي، ط: دار الكتاب العربي)

نہیں پڑھی گئی تو ولی کو دوبارہ جنازہ کی نماز پڑھنے کی اجازت ہوگی۔(۱)

نماز جنازہ سوار ہو کر پڑھنا

جنازہ کی نماز سوار ہو کر پڑھنا جائز نہیں ہے، اسی طرح اگر جنازہ لوگوں نے ہاتھوں پر اٹھایا ہوا ہے تو بھی جنازہ کی نماز درست نہیں، ہاں اگر کوئی عذر ہے مثلاً سیلاب کا پانی اور کیچڑ وغیرہ ہے تو درست ہے۔(۲)

نماز جنازہ سے واپسی

جنازہ کے ساتھ جتنے لوگ نماز کے لئے آتے ہیں ان میں سے کوئی شخص جنازہ کی نماز ہونے سے پہلے واپس نہ جائے، جب جنازہ کی نماز ہو جائے اور ولی واپس جانے کی اجازت دیدے تو دفن سے پہلے جا سکتے ہیں، اور اگر اجازت نہ دے تو بھی جانا جائز ہے، لیکن بہتر نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) (فإن صلى غيره) أى الولى (ممن ليس له حق التقدم) على الولى (ولم يتابعه) الولى (أعاد الولى) ولو على قبره...... (وإلا) إى وإن صلى من له حق التقدم...... أو من ليس له حق التقدم وتابعه الولى (لا) يعيد. اه. (الشامي: ۲/۲۲۳، باب صلوة الجنازة، ط: سعيد)

(كذا في الهندية: ۱/۱۶۳، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس فى الصلوة على الميت، ط: ماجديه)

(۲) ولو صلى على ميت كان على الدابة أو على أيدى الناس لا تجوز وعليه الفتوىٰ (السراجية: ۲۳، كتاب الجنائز، باب الصلوة على الجنازة، ط: سعيد)

(وكذا في الهندية: ۱/۱۶۴، الباب الحادى والعشرون، الفصل الخامس، ط: ماجدية)

(وركنها) شيئان (التكبيرات)...... (والقيام) فلم تجز قاعداً بلا عذر (الدر المختار)

(قوله: فلم تجز قاعداً) أى ولا راكباً (قوله: بلا عذر) فلو تعذر النزول لطين أو مطر جازت راكباً (الشامي: ۲/۲۰۹، باب صلوة الجنازة، ط: سعيد)

(۳) (وله) أى للولى...... (الاذن لغيره فيها)...... (الدر المختار)

(قوله: فيها) أى فى الصلوة على الميت، وفسر الإذن بتفسير آخر، وهو أن يأذن للناس فى الانصراف بعد الصلوة قبل الدفن، لأنه لا ينبغى لهم أن ينصرفوا إلا باذنه" (الشامي: ۲/۲۲۲، باب صلوة الجنازة، مطلب تعظيم اولى الأمر واجب، ط: سعيد)

نماز جنازہ غائبانہ

☆ جنازہ کی نماز صحیح ہونے کے لئے میت کا جنازہ پڑھنے والوں کے سامنے موجود ہونا ضروری ہے، اگر میت جنازہ پڑھنے والوں کے سامنے موجود نہ ہو تو غائبانہ جنازہ کی نماز پڑھنا درست نہیں۔

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کے نجاشی بادشاہ اور حضرت معاویہ لیثی مزنی رضی اللہ عنہ پر غائبانہ جنازہ کی نماز پڑھی ہے، اس پر دوسروں کے غائبانہ جنازہ کی نماز کو قیاس کرنا درست نہیں کیونکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی، اور دونوں مخصوص واقعے ہیں اور یہ عام حکم نہیں تھا ورنہ مدینہ اور مدینہ سے باہر بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وفات یا شہادت کے واقعات پیش آئے، اور وحی کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر بھی ہوئی، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی غائبانہ جنازہ کی نماز نہیں پڑھی، مثلاً قراء صحابہ کرام میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت محبوب صحابی حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ حضور کو اطلاع ملی، مگر آپ نے خود بھی غائبانہ جنازہ کی نماز نہیں پڑھی اور صحابہ کرام کو بھی غائبانہ جنازہ کی نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا۔(۱)

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی

---

(۱) وقال بعض العلماء: إنما صلى عليه لأنه كان يكتم إيمانه من قومه فلم يكن عنده يوم مات من يصلي عليه،فلهذا صلى عليه صلى الله عليه وسلم ،قالوا :فالغائب إن كان قد صلى عليه ببلده لا تشرع الصلاة عليه ببلد أخرى فلهذا لم يصل على النبى صلى الله عليه وسلم فى غير المدينة لا أهل مكة ولا غيرهم ، وهكذا ابو بكر وعمر وعثمان وغيرهم لم ينقل انه صلى على أحد منهم فى غير البلدة التى صلى عليه فيها فالله اعلم.(البداية و النهايه ،باب هجرة من هجر من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من مكة الى أرض الحبشة فرارا بدينهم من الفتنة :۲۹۸/۳، ط: المكتبة الرشيدية كوئته)

اللہ عنہ کی وفات اور حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کی شہادت کے واقعات پیش آئے، اور ظاہر ہے کہ صحابہ کرام میں ان چاروں سے بڑھ کر کوئی نہیں تھا، مگر کہیں بھی ان کی غائبانہ جنازہ کی نماز نہیں پڑھی گئی، حالانکہ سارے صحابہ جنازہ کے وقت موجود نہیں تھے، بہت سارے صحابہ حاضر نہیں تھے، اور بہت سارے صحابہ مدینہ منورہ میں موجود نہیں تھے، جہاد و تبلیغ کے لئے دور دراز علاقوں میں تھے، مگر مغرب و مشرق اور جنوب و شمال میں غیر موجود اور غیر حاضر صحابہ اور تابعین نے وفات اور شہادت کی اطلاع ملنے کے بعد غائبانہ جنازہ کی نماز نہیں پڑھی۔(۱)

☆ نجاشی اور حضرت معاویہ مزنی رضی اللہ عنہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غائبانہ جنازہ کی نماز پڑھنا یہ آپ کی خصوصیات میں سے تھا، کیونکہ ان دونوں کی میتوں کو معجزہ کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر کر دیا گیا تھا، اور آپ نے ان دونوں کا معائنہ کیا تو ایسی صورت میں پیچھے نماز پڑھنے والوں کی حالت ایسی ہوگئی کہ امام کو تو سامنے میت نظر آ رہی ہو، لیکن مقتدیوں کو کسی وجہ سے میت نظر نہ آئے تو ایسی صورت میں اقتداء بھی درست ہے اور جنازہ کی نماز بھی صحیح ہے۔(۲)

(۱) أنظر إلى الحاشية السابقة رقم:(۱) فى الصفحة السابقة.

(۲) عن أبى أمامة الباهلى رضى الله عنه قال أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم جبرائيل عليه السلام وهو بتبوك فقال يا محمد ! اشهد جنازة معاوية المزنى قال فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم ونزل جبرائيل عليه السلام فى سبعين الفاً من الملائكة فوضع جناحه الايمن على رؤوس الجبال فتواضعت ووضع جناحه الأيسر على الأرضين ،فتواضعت حتى نظر مكة والمدينة فصلى عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وجبرائيل والملائكة عليهم السلام ، فلما فرغ قال يا جبرائيل بم بلغ معاوية هذه المنزلة ؟ قال بقرائته قل هو الله أحد قائما وقاعداً وراكباً وماشياً .

(عمل اليوم والليلة لابن سنى ،باب قراء ة قل هو الله أحد فى الطريق إذا مشى ،رقم الحديث: ۱۸۰ ،ص :۹۴ ،ط:مكتبة المؤيد رياض)

🗁 المعجم الاوسط للطبرانى :۵۲۰/۴ ،رقم الحديث :۳۸۸۶،ط:مكتبة المعارف رياض

🗁 المنتظم فى تاريخ الملوك والامم ،تحت سنة تسع من الهجرة :۳۷۸/۳،ط:مكتبة العلمية بيروت،سنة الطبع ۱۴۱۲ھ

☆ امام ابن عبد البر رحمہ اللہ نے " کتاب التمهيد " میں لکھا ہے کہ اکثر اہل علم اس کو حضور کے ساتھ مخصوص مانتے ہیں، نجاشی کی میت کو آپ کے سامنے حاضر کر دیا گیا تھا، اور درمیانی حجابات اٹھا دیئے گئے تھے، آپ نے اس کا مشاہدہ کیا اور نماز جنازہ پڑھائی، یا ان کا جنازہ اس طرح اٹھا کر سامنے کیا گیا جیسا کہ معراج سے واپسی کے بعد کفار کے سوالات پر بیت المقدس آپ کے سامنے کر دیا گیا تھا اور حجابات اٹھا لئے گئے تھے۔(۱)

ظاہر ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی کہ نظروں سے اوجھل چیز معجزہ کے طور پر نظروں کے سامنے آ گئی۔

جنازہ میں شریک صحابہ کرام کو بھی محسوس ہونے لگا کہ جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے موجود ہے، چنانچہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بھائی نجاشی کا انتقال ہو گیا، اس کی جنازہ کی نماز پڑھو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ہم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف بنا کر کھڑے ہو گئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیریں کہیں اور ہم یہ گمان کرتے تھے کہ جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہے۔(۲)

---

(۱) واكثر اهل العلم يقولون: ان هٰذا خصوص للنبى صلى الله عليه وسلم، لانه - والله اعلم - احضر روح النجاشي بين يديه، حيث شاهدها وصلى عليها او رفعت له جنازة كما كشف له عن بيت المقدس حين سألته قريش عن صفته.
(التمهيد لابن عبد البر، ۳۲۸/۹، ط: المملكة المغربية. وزارة الاوقاف)
☐ الجوهر النقى، باب الصلاة على الغائب: ۵۰/۴، ط: نشر السنة بيرون بوهڑ گيٹ ملتان.
(۲) عن عمران بن حصين رضى الله عنه قال: انبانا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن اخاكم النجاشي توفى فقوموا فصلوا عليه، فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم وصفوا خلفه، وكبر أربعا، وهم لا يظنون إلا أن جنازته بين يديه (التعليقات الحسان على صحيح ابن حبان، كتاب الجنائز، فصل فى الصلاة على الجنازة: ۸۷/۵، رقم الحديث: ۳۰۹۲، ط: دارباوزير جده ۱۴۲۴ھ)
☐ المسند للامام احمد، حديث عمران بن حصين: ۹۸/۱۵، رقم الحديث: ۱۹۸۹۱، ط: دار الحديث قاهرة ۱۴۱۶ھ.

"مسند أبي عوانه" میں ہے کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور ہم یہی سمجھتے تھے کہ جنازہ ہمارے سامنے موجود ہے۔(۱)

☆اگر غائبانہ نماز جنازہ جائز ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ان صحابہ پر غائبانہ جنازہ کی نماز ضرور پڑھتے جو مدینہ منورہ سے باہر فوت ہو چکے تھے اور مسلمان بھی مشرق، مغرب اور جنوب وشمال میں خلفاء راشدین پر غائبانہ جنازہ کی نماز پڑھتے، حالانکہ کسی سے یہ منقول نہیں۔(۲)

نماز جنازہ کا سلام آہستہ یا زور سے؟

جنازہ کی نماز کے سلام کے بارے میں تین اقوال ہیں:

۱-دونوں سلام آہستہ کہے۔

۲-ایک سلام بلند آواز سے کہے اور دوسرا سلام آہستہ کہے۔

۳-دونوں بلند آواز سے کہے۔

پہلی صورت یعنی دونوں سلام آہستہ کہنا افضل ہے، اور تیسری صورت یعنی

(۱) ولابی عوانة: فصلینا خلفه ونحن لا ندری الا ان الجنازة قدامنا.

(فتح الملهم، اقوال العلماء فی مشروعیة الصلاة علی المیت الغائب ...... ۴/۴۸۰-۴۸۱، ط: دار القلم دمشق ۱۴۲۷ھ)

🗁 نیل الأوطار، کتاب الجنائز، الصلاة علی الغائب بالنیة وعلی القبر الی شهر: ۴/۵۰، المطبعة العثمانیة المصریة ۱۳۵۷ھ.

🗁 فتح الباری، باب الصفوف علی الجنازة: ۳/۱۸۶، ط: ادارات البحوث العلمیة

🗁 عمدة القاری، باب الصفوف علی الجنازة: ۸/۱۱۹، ط: مکتبة رشیدیه کوئته

(۲) ولو جازت الصلاة علی غائب لصلی علیه الصلاة والسلام علی من مات من اصحابه، ولصلی المسلمون شرقا وغربا علی الخلفاء الأربعة وغیرهم ولم ینقل ذلک.

(فتح الملهم، اقوال العلماء فی مشروعیة الصلاة علی المیت الغائب... ۴/۴۸۱، ط: دار القلم دمشق ۱۴۲۷ھ)

🗁 الجوهر النقی، باب الصلاة علی الغائب: ۴/۵۱، ط: نشر السنة بیرون بوهر گیٹ ملتان.

امام کا دونوں سلام بلند آواز سے کہنے پر عام تعامل ہونے کی وجہ سے اس کو بھی فضیلت حاصل ہے، اور دوسری صورت اختیار کرنا عوام میں فتنہ فساد اور انتشار کا موجب ہے، اس لیے اس سے احتراز کرنا چاہیے۔

خلاصہ یہ کہ امام بلند آواز سے سلام پھیرے اور انفرادی طور پر جنازہ کی نماز پڑھنے والا آہستہ آواز سے سلام پھیرے۔(۱)

نماز جنازہ کا طریقہ

☆...... جنازہ کی نماز کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینے کے برابر میں کھڑا ہو جائے، اور تمام نمازی امام کے پیچھے کھڑے ہو کر یہ نیت کریں:

---

(۱) ويسر الكل إلا التكبير زيلعي وغيره، لكن في البدائع العمل في زماننا على الجهر بالتسليم وفي جواهر الفتاوىٰ:يجهر بواحدة.

قوله: لكن في البدائع:)...... والذى في البدائع:ولايجهر بما يقرأ عقب كل تكبيرة لأنه ذكر والسنة فيه المخافة،وهل يرفع صوته بالتسليم ؟ لم يتعرض له فى ظاهر الرواية،وذكر الحسن بن زياد أنه لايرفع لأنه للإعلام ،ولاحاجة له لأن التسليم مشروع عقب التكبير بلافصل ولكن العمل فى زماننا خلافه...... اه(الدر مع الرد: ۲/۲۱۳،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب:هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى؟،ط:سعيد)

(بدائع الصنائع: ۱/۳۱۳، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: واما بيان كيفية الصلاة على الجنازة، ط:سعيد)

ولاينبغى أن يرفع صوته بالتسليم فيها)قال الزيلعي :ويخافت فى الكل إلافى التكبير، ومشايخ بلخ قالوا:السنة أن يسمع كلّ صف الصف الذى بعده ،وعن ابى يوسف أنه لايجهر كل الجهر ولايسر كل الاسرار حموى عن الظهيرية كذافى السيد، وروى الامام محمد فى موطئه عن مالك حدثنا نافع أن ابن عمر كان إذاصلى على جنازة سلم حتى يسمع من يليه قال محمد: وبهذا ناخذ فيسلم عن يمينه ويساره ويسمع من يليه، وهو قول ابى حنيفة قال شارحه الملاعلى: فقول الشمنى غير رافع بهما صوته، ليس فى محله ،أو محمول على غير الامام، أوعلى المبالغة...... اه، (حاشية الطحطاوى على المراقى:ص: ۵۸۶،كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: الصلاة عليه، ط:قديمى)

"نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ صَلَاۃَ الْجَنَازَۃِ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَدُعَآءً لِلْمَیِّتِ."(۱)

ترجمہ: میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور میت کی دعا کے لیے جنازہ کی نماز پڑھنے کا ارادہ کیا۔

☆......یہ نیت عربی، اردو یا مادری زبان وغیرہ میں کر کے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر" اللہ اکبر" کہہ کر دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لیں۔

☆......پہلی تکبیر کے بعد یہ ثنا پڑھیں:

"سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَجَلَّ ثَنَائُکَ وَلَا اِلٰـہَ غَیْرُکَ."(۲)

☆......پھر دوسری بار" اللہ اکبر" کہیں۔ مگر اس مرتبہ ہاتھ نہ اٹھائیں، (۳)

---

(۱) وللجنازة ينوى الصلاة لله تعالىٰ والدعاء للميت...... (البحر الرائق: ۱/۳۸۳، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ط:سعيد)

(الدر المختار: ۱/۴۲۳، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: إذا اجتمعت الاشارة والتسمية، ط: سعيد)

(مجمع الأنهر: ۱/۱۲۹، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاةِ ط:دار الكتب العلمية)

(۲) (وقرأ) كما كبر (سبحانك اللهم تاركا) وجل ثناؤك إلا في جنازة (الدر المختار: ۱/۴۸۸، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: في بيان المتواتر والشاذ، ط:سعيد)

(وسننها أربع)...... والثانية الثناء بعد التكبيرة الاولى) وهو سبحانك اللهم وبحمدك إلى آخره، قوله: وهو سبحانك اللهم وبحمدك. الخ) قال في سكب الانهر: والاولى ترك وجل ثناؤك إلا في صلاة الجنازة. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي. ص: ۵۸۳، ۵۸۴، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط:قديمي)

(حاشية الطحطاوي على المراقي: ص: ۲۵۹، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة و أركانها، فصل: في بيان سننها، ط:قديمي)

(البحر الرائق: ۲/۱۸۳، كتاب الجنائز، ط:سعيد)

(۳) وقد تقدم في كيفية الصلاة أنه لاترفع الأيدي في صلاة الجنازة سوى تكبيرة الإفتتاح وهو ظاهر الرواية. (البحر الرائق: ۲/۱۸۳، كتاب الجنائز، ط:سعيد)

وهي أربع تكبيرات كل تكبيرة قائمة مقام ركعة، يرفع يديه في الأولى فقط (الدر مع الرد: ۲/۲۱۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط:سعيد)

(مراقي الفلاح مع الطحطاوي ص: ۵۸۱، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل في الصلاة عليه، ط:قديمي)

اس کے بعد نماز والا درود شریف پڑھیں۔(۱)

☆......پھر اس کے بعد تیسری بار" اللہ اکبر "کہیں۔اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں،اور میت کے لیے دعا کریں۔(۲)

☆......اگر میت بالغ ہے خواہ مرد ہو یا عورت،تو یہ دعا پڑھیں:

" اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ. " (۳)

---

(۱) والصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم بعد التكبيرة الثانية اللهم صل على محمد وعلى آل محمد...... إلى آخره.قوله: (اللهم صل على محمد......الخ) يعنى صلاة التشهد.(مراقى الفلاح مع الطحطاوى: ص: ۵۸۵،كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل:فى الصلاة عليه، ط: قديمى)

(الدرمع الرد:۲/۲۱۲،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط:سعيد)

(البحر الرائق:۲/۱۸۳،كتاب الجنائز، ط:سعيد)

(۲) وقد تقدم فى كيفية الصلاة أنه لاترفع الأيدى فى صلاة الجنازة سوى تكبيرة الإفتتاح وهو ظاهر الرواية.(البحر الرائق:۲/۱۸۳،كتاب الجنائز، ط:سعيد)

وهى أربع تكبيرات كل تكبيرة قائمة مقام ركعة، يرفع يديه فى الأولى فقط(الدر مع الرد: ۲/۲۱۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط:سعيد)

(مراقى الفلاح مع الطحطاوى ص: ۵۸۱،كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل فى الصلاةعليه، ط:قديمى)

(۳) قال حدثنى أبوابراهيم الأشهلى عن أبيه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم:إذا صلى على الجنازة،قال:اللهم اغفرلحينا وميتنا وشاهدنا وغائبنا وصغيرنا وكبيرنا وذكرنا وانثانا....

عن ابى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم مثل ذالك وزاد فيه:اللهم من أحييته منافأحيه على الاسلام ومن توفيته منا فتوفه على الايمان،(جامع الترمذى: ۱/۱۹۸،ابواب الجنائز، باب مايقول فى الصلاة على الميت، ط:سعيد)

(سنن ابى داؤد:۲/۴۵۶، كتاب الجنائز، باب الدعاء للميت، ط:مير محمد)

(سنن النسائى: ۱/۲۸۱،كتاب الجنائز،الدعاء فى الصلاةعلى الجنازة،ط:قديمى)

(سنن ابن ماجه:ص:۱۰۷،ابواب الجنائز، باب ماجاء فى الدعاء فى الصلاة على الجنازة، ط: قديمى)

اور بعض احادیث میں اور دعائیں بھی منقول ہیں۔ اگران دعاؤں کو بھی پڑھنا چاہیں تو پڑھ سکتے ہیں۔(۱)

☆......اور اگر میت نابالغ لڑکا ہے تو یہ دعا پڑھیں:

" اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطاً وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعاً وَّمُشَفَّعاً." (۲)

☆......اور اگر میت نابالغ لڑکی ہے تو یہ دعا پڑھیں:

" اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطاً وَّاجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَذُخْرًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا

(۱) ولاتوقيت في الدعاء ،سوى أنه بأمور الآخرة ،وإن دعا بالماثوره فما أحسنه ،وأبلغه! ومن الماثور: حديث عوف بن مالك...... اللهم اغفر له وارحمه وعافه...... رواه مسلم والترمذي والنسائي، وفي حديث إبراهيم الأشهل ،عن أبيه...... اللهم اغفر لحينا وميتنا...... رواه الترمذي والنسائي وابوداود،وفي موطا مالك:اللهم إن كان حسنا فزد في إحسانه وإن كان سيئا فتجاوز عنه سيئاته. (فتح القدير: ۲/۸۵،كتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل: في الصلاة على الميت، ط: رشيديه)

(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص:۵۸۵، ۵۸۶،كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط: قديمي)

(الدرمع الرد: ۲/۲۱۲، ۲۱۳، كتاب الصلاة ،باب صلاة الجنازة،مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي،ط:سعيد)

(البحر الرائق: ۲/۱۸۳ ،كتاب الجنائز، فصل:السلطان أحق بصلاته، ط:سعيد)

(۲) عن أبي هريرة أنه يصلي على المنفوس الذي لم يعمل خطيئة قط، ويقول:اللهم اجعله لنا سلفا وفرطاوذخراً.(السنن الكبرى للبيهقي: ۴/۹، كتاب الجنائز، باب السقط يغسل ويكفن ويصلي عليه إن استهل، ط:اداره تاليفات اشرفيه)

عن سفيان بن الحسين عن الحسن أنه يقول:اللهم اجعله لنا فرطا وذخرا وأجرا. (مصنف ابى ابي شيبة: ۶/۱۰۵ ،في السقط والمولود ومايدعى لها به، ط:مكتبة الرشد)

فإن كان الميت صغيراً عن ابي حنيفة رحمه الله أنه يقول:اللهم اجعله لنا فرطا اللهم اجعله لنا ذخر واجرا اللهم اجعله لنا شافعا ومشفعاً.(الهنديه: ۱/۱۶۴ ،كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت، ط:رشيديه)

(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص:۵۸۷،كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: الصلاة عليه، ط:قديمي)

شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً." (۱)

☆...... جب یہ دعا پڑھ چکیں تو پھر چوتھی مرتبہ "اللہ اکبر" کہیں اور اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں، اور اس تکبیر کے بعد سلام پھیر دیں، یعنی دائیں طرف "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہیں، پھر بائیں طرف "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہیں۔ (۲)

☆...... سلام کے بعد دونوں ہاتھوں کو چھوڑ دیں، ناف کے نیچے مزید باندھ کر نہ رکھیں۔ (۳)

---

(۱) وفی مجمع الانهر :وإن كان الميت مؤنثا أنث الضمائر الراجعة إليه.اه(حاشية الطحطاوی على المراقی:ص:۵۸۶،كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: الصلاة عليه، ط:قديمی)

🗀 هذا إذاكان الميت مذكرا وأما إذاكان مؤنثا فيلزم تانيث الضمائر الراجعة الى المؤنث. (مجمع الانهر: ۱/ ۲۷۱،كتاب الصلاة، باب الجنائز، ط:دار الكتب العلمية)

🗀 فإن كان أنثى يبدل ضمير المذكر بضمير الانثیٰ.(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۲۰، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، اركان صلاة الجنازة،ط:دار الفكر)

(۲) ويسلم...... بعد الرابعة تسليمتين.(الدر المختار:۲/ ۲۱۳،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبی؟ط:سعيد)

🗀 (البحر الرائق:۲/ ۱۸۳،كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:سعيد)

🗀 والأصل أن كل قيام فيه ذكر مسنون يعتمد فيه ومالا فلاهو الصحيح فيعتمد فی حالة القنوت وصلاة الجنازة، (الهدايه: ۱/ ۱۰۲، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ط:المصباح)

🗀 (قوله :ويسن وضع الرجل يده اليمنى على اليسرى تحت سرته)كما فرغ من التكبير للإحرام بلاإرسال...... ولابد فی ذالک القيام أن يكون فيه ذكر مسنون،ومالا فلاكمافی السراج وغيره، (حاشية الطحطاوی على المراقی،ص:۲۵۸،كتاب الصلاة، باب أحكام الجنائز، فصل: فی بيان سننها، ط:قديمی)

🗀 (حلبی كبير:ص؛۲۶۲، فصل:فی صفة الصلاة، ط:قديمی/نعمانيه)

(۳) ويسلم...... بعد الرابعة تسليمتين.(الدر المختار:۲/ ۲۱۳،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبی؟ط:سعيد)

🗀 (البحر الرائق:۲/ ۱۸۳،كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:سعيد)=

☆...... جنازہ کی نماز میں التحیات، قرآن شریف کی قراءت وغیرہ نہیں ہے۔

☆...... جنازہ کی نماز میں امام جو پڑھتا ہے مقتدی بھی آہستہ آہستہ وہی پڑھیں، یعنی امام جب تکبیر کہے تو مقتدی بھی تکبیر کہیں، جب امام ثنا پڑھے تو مقتدی بھی اس کے ساتھ آہستہ آہستہ ثنا پڑھیں، جب وہ تکبیر کہے تو مقتدی بھی تکبیر کہیں، جب امام درود شریف پڑھے تو مقتدی بھی اس کے ساتھ ساتھ درود شریف پڑھیں، اور جب امام دعا پڑھے تو مقتدی بھی اس کے ساتھ ساتھ دعا پڑھیں، جب امام سلام پھیر دے تو مقتدی بھی سلام پھیر دیں۔(۱)

☆...... جنازہ کی نماز کی ہر تکبیر میں سجدہ کی جگہ پر دیکھیں، آسمان کی طرف سر نہ اٹھائیں۔(۲)

= ▭ والأصل أن كل قيام فيه ذكر مسنون يعتمد فيه ومالا فلاهو الصحيح فيعتمد في حالة القنوت وصلاة الجنازة، (الهدايه: ۱/۱۰۲، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ط: المصباح)

▭ (قوله: ويسن وضع الرجل يده اليمنى على اليسرى تحت سرته) كما فرغ من التكبير للإحرام بلاإرسال...... ولابد في ذالك القيام أن يكون فيه ذكر مسنون، ومالا فلا كمافي السراج وغيره، (حاشية الطحطاوي على المراقي، ص: ۲۵۸، كتاب الصلاة، باب أحكام الجنائز، فصل: في بيان سننها، ط: قديمي)

▭ (حلبي كبير: ص؛ ۲۶۲، فصل: في صفة الصلاة، ط: قديمي/نعمانيه)

(۱) ويخافت في الكل إلا في التكبير ولايقرأ فيها القرآن...... ولايرفع يديه إلافي التكبيرة الاولى...... الامام والقوم فيه سواء. (الهنديه: ۱/۱۶۴، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت، ط: رشيديه)

▭ (حاشية الطحطاوي على المراقي: ص: ۵۸۴، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: الصلاة عليه، ط: قديمي)

▭ (البحر الرائق: ۲/۱۸۳، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

(۲) قوله: وسن إدامة نظر محل سجوده)...... (وإن كان عند الكعبة...... أوفي الظلمة...... أو في صلاة الجنازة) أى سن ذالك وإن كان في صلاة الجنازة وهذا الغاية للرد على من استثنى صلاة الجنازة، فقال: أنه ينظر إلى الميت، (إعانة الطالبين شرح قرة العين لسيد البكر الدمياطي: ۱/ ۱۷۶، فرع سن دخول صلاة بنشأة وفراغ قلب...... الخ، ط: داراحياء التراث العربي)

☆ اگر کسی کو جنازہ کی دعا یاد نہ ہو تو صرف " اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ" پڑھ لے(۱) اگر بدقسمتی سے یہ دعا بھی یاد نہ ہو تو صرف چار مرتبہ اللہ اکبر کہنے سے بھی جنازہ کی نماز ہو جائے گی، اس لئے کہ دعا اور درود شریف فرض نہیں سنت ہیں (۲) لیکن ایسے لوگ دعا یاد کرنے کی کوشش جاری رکھیں تا کہ نماز سنت کے مطابق ادا کرسکیں۔

نماز جنازہ کا واجب

ایک قول کے مطابق جنازہ کی نماز کا واجب صرف ایک ہے، اور وہ ہے میت کے لئے دعا کرنا، اگر بچہ کا جنازہ ہو تو اپنے لئے دعا کی جاتی ہے۔(۳)

نماز جنازہ کو فاسد کرنے والی چیزیں

جنازہ کی نماز کو فاسد کرنے والی چیزیں وہی ہیں جن سے پانچ وقت کی

(۱) هذا اذا كان يحسن ذلک فان كان لايحسن يأتي بأيّ دعاء شاء. الفتاوى الهندية، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل الخامس فى الصلوة على الميت: ۱۶۴/۱، ط: رشيديه كوئٹه.

🗀 ومن لايحسن الدعاء يقول اللّهم اغفر للمؤمنين والمؤمنات. البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته: ۱۸۳/۲، ط: ايچ ايم سعيد كمپنى كراچى.

🗀 ردالمحتار على الدرالمختار، باب صلاة الجنائز، فصل فى صلاة الجنازة: ۲۱۲/۲، ط: ايچ ايم سعيد كمپنى كراچى.

(۲) وأما ركنها فالتكبيرات والقيام وأما سننها فالتحميد والثناء والدعاء فيها(البحر الرائق: ۲/ ۱۸۰، ط: سعيد)

🗀 الدر مع الرد: ۲۱۰/۲، باب صلاة الجنازة، مطلب هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى، ط: سعيد.

(۳) (ومصلى الجنازة ينوى الصلاة لله تعالى،و) ينوى أيضا (الدعاء للميت)لانه الواجب عليه فيقول أصلى لله داعياً للميت.

(ولا يستغفر فيها لصبى ومجنون)ومعتوه لعدم تكليفهم(بل يقول بعد دعاء البالغين : اللهم اجعله لنا فرطاً)

(الشامى: ۲۱۵/۲، باب صلاة الجنازة، ط:سعيد)

نمازیں فاسد ہوتی ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ اگر جنازہ کی نماز میں مرد کے برابر عورت آکر کھڑی ہو جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔(۱)

نماز جنازہ کی امامت کا حقدار کون ہے؟

جنازہ کی نماز پڑھانے کیلئے امامت کا سب سے زیادہ حقدار مسلمانوں کا مسلمان خلیفہ، بادشاہ اور حاکم اعلی ہے، اس کے بعد شہر کا مسلمان قاضی (جج) اس کے بعد محلّہ کی مسجد کا امام، کیونکہ زندگی میں اس کے پیچھے نمازیں پڑھتا تھا، اس کے بعد ولی کا نمبر ہے، جو میت کا قریبی رشتہ دار ہو یعنی بیٹا، پھر باپ پھر حقیقی بھائی پھر علاتی بھائی وغیرہ۔(۲)

(۱) (فصل) وأما بيان ما تفسد به الجنازة فنقول انها تفسد بما تفسد به سائر الصلوات وهو بما ذكرنا من الحدث العمد والكلام والقهقهة وغيرها من نواقض الصلاة إلا المحاذة فإنها غير مفسدة في هذه الصلاة... وكذا القهقهة في هذه الصلاة لا تنقض الطهارة.

(بدائع الصنائع: ۱/۳۱۶،ط:سعيد كراچي)

(وكذا في الهندية: ۱/۱۶۴،الباب الحادي والعشرون ،الفصل الخامس في الصلاة على الميت، ط:ماجدية)

(۲) "أولى الناس بالصلاة عليه السلطان ان حضر فإن لم يحضر فالقاضي ثم أمام الحي ثم الولي هكذا في أكثر المتون"

(الهندية: ۱/۱۶۳،الباب الخامس في الصلاة على الميت ،الباب الحادي والعشرون في الجنائز،ط: ماجدية)

"والاولياء على ترتيب العصبات الاقرب فالاقرب إلا الاب فإنه يقدم على الابن كذا في خزانة المفتيين قيل هذا قول محمد رحمه الله تعالى وعندهما الابن أولى والصحيح أنه قول الكل كذا في التبيين."

(الهندية: ۱/۱۶۳،الباب الخامس في الصلاة على الميت ،الباب الحادي والعشرون في الجنائز،ط: ماجدية)

(كذا في الشامي: ۲/۲۱۹، ۲۲۰،باب صلاة الجنازة ،مطلب في بيان من هو أحق بالصلاة على الميت ، ط:سعيد)

نماز جنازہ کی تکبیرات

☆ جنازہ کی نماز میں چار تکبیرات ہیں (۱)، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت کا جنازہ کی چار تکبیرات پر اتفاق ہے۔ (۲)

☆ حضرت عمر، علی، عبداللہ بن مسعود، براء بن عازب، ابو ہریرہ، عبداللہ بن عباس، زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ وہ بھی جنازہ کی چار تکبیرات کہتے

---

(۱) وهی أربع تكبيرات...... الخ.

(حلبی كبير: ۵۰۴، فصل فی الجنائز، ط: مكتبه نعمانيه كوئته)

ثم اعلم أنه إنما كان التكبير فی الجنازة أربعا.

(شرح النقاية: ۳۱۸/۱، كتاب الصلاة، باب فی الجنائز، ط: ايچ ايم سعيد (قديم نسخه)

(۲) عن ابراهيم قال: سئل عبد الله عن التكبير على الجنائز فقال كل ذلك قد صنع ورايت الناس قد أجمعوا على أربع.

(مصنف ابن أبی شيبة: ۲۶۲/۷، رقم الحديث: ۱۱۵۴۳، كتاب الجنائز، باب ما قالوا فی التكبير على الجنازة، من كبر أربعا، ط: ادارة القرأن والعلوم الاسلامية كراچی)

وعن ابن مسعود قال: كنا نكبر على الميت خمسا وستا ثم اجتمعنا على أربع تكبيرات.

(مصنف ابن أبی شيبة: ۲۶۴/۷، رقم الحديث: ۱۱۵۵۴، كتاب الجنائز، باب ما قالوا فی التكبير على الجنازة، من كبر أربعا، ط: ادارة القرأن والعلوم الاسلامية كراچی)

وقال ابراهيم: اختلف أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فی التكبير على الجنازة ثم اتفقوا بعد على أربع تكبيرات.

(مصنف ابن أبی شيبة: ۲۶۲/۷، رقم الحديث: ۱۱۵۶۵، كتاب الجنائز، باب ما قالوا فی التكبير على الجنازة، من كبر أربعا، ط: ادارة القرأن والعلوم الإسلامية كراچی)

(مصنف عبد الرزاق: ۴۸۱/۳، رقم الحديث: ۶۴۰۱، كتاب الجنائز، باب التكبير على الجنازة، ط: المجلس العلمی)

شرح معانی الأثار: ۲۵/۲، رقم الحديث: ۲۷۷۴، كتاب الجنائز، باب التكبير على الجنائز كم هو؟ ط: قديمی كتب خانه.

تخریج (۱)

(۱) قال عمر: كل قد فعل، فتعالوا نجتمع على امر ياخذ به من بعدنا ،فكبروا على الجنازة أربعا
(مصنف ابن أبي شيبة :۲۶۶/۷،رقم الحديث : ۱۱۵۲۱،كتاب الجنائز، باب ما قالوا في التكبير على الجنازة، من كبر أربعا،ط: ادارة القرأن والعلوم الاسلامية كراچي)
شرح معاني الأثار-۲۵/۲،رقم الحديث-۲۷۷۳،كتاب الجنائز،باب التكبير على الجنازة كم هو؟ط:قديمي كتب خانه كراچي.

وعن أبي وائل قال :جمع عمر الناس فاستشارهم في التكبير على الجنازة فقال بعضهم كبر رسول الله صلى عليه وسلم خمسا وقال بعضهم : كبر أربعا،قال فجمعهم على أربع تكبيرات كأطول الصلاة.
(مصنف ابن أبي شيبة :۲۶۷/۷،رقم الحديث :۱۱۵۴۳،كتاب الجنائز، باب ما قالوا في التكبير على الجنازة ،من كبر أربعا،ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية كراچي)
(مصنف عبد الرزاق:۴۷۹/۳،رقم الحديث :۶۳۹۵ وص:۴۸۰ رقم الحديث :۶۳۹۷،كتاب الجنائز، باب التكبيرعلى الجنازة ،ط: المجلس العلمي)
السنن الكبرىٰ للبيهقي: ۳۷/۴،كتاب الجنائز ،باب ما يستدل به على أن أكثر الصحابة اجتمعوا على أربع ورآى بعضهم الزيادة منسوخة ،ط: نشر السنة ملتان.
ورواه البغوي في الجعديات، رقم: ۹۵ ومن طريقه ابن حزم: ۱۲۵/۵ ،رقم: ۵۷۳ .
عن عبد خير قال: قبض علي وهو يكبر أربعا.
(مصنف ابن أبي شيبة :۲۶۲/۷،رقم الحديث :۱۱۵۴۰،كتاب الجنائز، باب ما قالوا في التكبير على الجنازة ،من كبر أربعا،ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية كراچي)
سنن الدار قطني :۵۲/۲،رقم الحديث :۱۸۰۵،كتاب الجنائز ،باب التسليم في الجنازة، ط: دارالفكر بيروت.

وعن عمير بن سعيد قال: صليت خلف علي رضي الله عنه على يزيد بن المكفف فكبر عليه أربعا.
(مصنف ابن أبي شيبة :۲۶۲/۷،رقم الحديث :۱۱۵۴۱،كتاب الجنائز، باب ما قالوا في التكبير على الجنازة ،من كبر أربعا،ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية كراچي)
(مصنف عبد الرزاق:۴۸۰/۳،رقم الحديث :۶۳۹۸،كتاب الجنائز ،باب التكبيرعلى الجنازة، ط: المجلس العلمي)

شرح معاني الآثار- ۲۸/۲،رقم الحديث-۲۷۹۰،كتاب الجنائز،باب التكبير على الجنازة كم هو؟، ط: قديمي كتب خانه قال عبد الله : التكبير على الجنائز أربع تكبيرات بتكبير الخروج.
(مصنف ابن أبي شيبة:۲۶۳/۷،رقم الحديث:۱۱۵۴۴، كتاب الجنائز، باب ما قالوا في التكبير على الجنازة ،من كبر أربعا،ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية كراچي) =

= شرح معانی الآثار۔۲/۲۷، رقم الحدیث۔۲۷۸۴، کتاب الجنائز، باب التکبیر علی الجنازة کم ہو؟، ط: قدیمی کتب خانہ.

عن مهاجر ابی الحسن قال : صلیت خلف البراء رضی الله عنه علی الجنازة فکبر أربعاً.

(مصنف ابن أبی شیبة :۷/۲۶۳، رقم الحدیث :۱۱۵۴۵، کتاب الجنائز، باب ما قالوا فی التکبیر علی الجنازة، من کبر أربعا، ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة کراچی)

شرح معانی الآثار۔۲/۳۰، رقم الحدیث۔۲۸۰۰، کتاب الجنائز، باب التکبیر علی الجنازة کم ہو؟، ط: قدیمی کتب خانہ.

عن ابی العنبس عن ابیه قال : صلیت خلف ابی هریرة رضی الله عنه علی جنازة فکبر علیه أربعا.

(مصنف ابن أبی شیبة :۷/۲۶۳، رقم الحدیث :۱۱۵۴۹، کتاب الجنائز، باب ما قالوا فی التکبیر علی الجنازة، من کبر أربعا، ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة کراچی)

شرح معانی الآثار۔۲/۳۰، رقم الحدیث۔۲۸۰۱، کتاب الجنائز، باب التکبیر علی الجنازة کم ہو؟ ط: قدیمی کتب خانہ.

عن زید بن طلحة قال : شهدت ابن عباس رضی الله عنه کبر علی جنازة أربعاً.

(مصنف ابن أبی شیبة :۷/۲۶۳، رقم الحدیث :۱۱۵۴۷، کتاب الجنائز، باب ما قالوا فی التکبیر علی الجنازة، من کبر أربعا، ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة کراچی)

شرح معانی الآثار۔۲/۲۹، رقم الحدیث۔۲۷۹۵، کتاب الجنائز، باب التکبیر علی الجنازة کم ہو؟، ط: قدیمی کتب خانہ.

عن ثابت بن عبید : ان زید بن ثابت کبر أربعا وان ابا هریرة کبر أربعاً.

(مصنف ابن أبی شیبة :۷/۲۶۳، کتاب الجنائز، باب ما قالوا فی التکبیر علی الجنازة، من کبر أربعا، ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة کراچی)

شرح معانی الآثار۔۲/۲۹، رقم الحدیث۔۲۷۹۸، کتاب الجنائز، باب التکبیر علی الجنازة کم ہو؟ط: قدیمی کتب خانہ.

(مصنف عبد الرزاق:۳/۴۸۰، رقم الحدیث :۶۳۹۶، کتاب الجنائز، باب التکبیرعلی الجنازة، ط: المجلس العلمی)

عن نافع ان ابن عمر کان لا یزید علی أربع تکبیرات علی المیت.

(مصنف ابن أبی شیبة :۷/۲۶۴، رقم الحدیث :۱۱۵۴۸، کتاب الجنائز، باب ما قالوا فی التکبیر علی الجنازة، من کبر أربعا، ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة کراچی)

عن عقبة بن عامر قال : ساله رجل عن التکبیر علی الجنازة ؟ فقال أربعاً فقلت : اللیل والنهار سواء؟ قال : فقال اللیل والنهار سواء.=

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع میں کبھی کبھار چار سے آٹھ تک تکبیرات بھی ثابت ہیں لیکن جو جنازہ آپ نے حیات مبارکہ کے آخر میں پڑھایا تھا اس پر چار ہی تکبیرات پڑھی تھیں۔(۱)

= (مصنف ابن أبی شیبة :۲۶۳/۷،رقم الحدیث :۱۱۵۴۲ ،کتاب الجنائز، باب ما قالوا فی التکبیر علی الجنازة ،من کبر أربعا،ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة کراچی)

عن أبی مجلز : أنه کان یکبر علی الجنازة أربعاً.

(مصنف ابن أبی شیبة :۲۶۵/۷،رقم الحدیث :۱۱۵۵۷ ،کتاب الجنائز، باب ما قالوا فی التکبیر علی الجنازة ،من کبر أربعا،ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة کراچی)

🗁 عن الهجری قال : صلیت مع عبد الله بن أبی أوفی علی جنازة ،فکبر علیها أربعا ثم قام هنیهة حتی ظننت أنه یکبر خمساً ثم سلم فقال اکنتم ترون أنی اکبر خمسا انما قمت کما رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم قام.

(مصنف ابن أبی شیبة :۲۶۵/۷،رقم الحدیث :۱۱۵۵۸ ،کتاب الجنائز، باب ما قالوا فی التکبیر علی الجنازة ،من کبر أربعا،ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة کراچی)

شرح معانی الآثار: ۲۳/۲،رقم الحدیث ۔۲۷۶۵ ،کتاب الجنائز،باب التکبیر علی الجنازة کم هو؟،ط: قدیمی کتب خانه.

(مصنف عبد الرزاق: ۴۸۲/۳،رقم الحدیث :۶۴۰۴ ،کتاب الجنائز، باب التکبیر علی الجنازة ، ط: المجلس العلمی)

سنن ابن ماجه،ص :۱۰۸ ،ابواب الجنائز ،باب ما جاء فی التکبیر علی الجنازة أربعا،ط: قدیمی کتب خانه کراچی.

🗁 عن عمرو بن مهاجر قال: صلیت خلف واثلة فکبر أربعاً.

(مصنف ابن أبی شیبة :۲۶۶/۷،رقم الحدیث :۱۱۵۶۲ ،کتاب الجنائز، باب ما قالوا فی التکبیر علی الجنازة ،من کبر أربعا،ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة کراچی).

(۱) قال أبو عیسی حدیث ابی هریرة هذا حدیث حسن صحیح والعمل علی هذا عند اکثر اهل العلم من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم وغیرهم یرون التکبیر علی الجنازة اربع تکبیرات و هو قول سفیان الثوری ومالک بن انس وابن المبارک والشافعی واحمد واسحاق.

(سنن الترمذی : ۱۹۸/۱ ،ابواب الجنائز ،باب ما جاء فی التکبیر علی الجنازة ،ط: ایچ ایم سعید)

🗁 وحدیث ابی هریرة هذا أخرجه الأئمة الستة ومالک وابن ابی شیبة واحمد وعبد الرزاق و الطحاوی فی شرح معانی الأثار والطیالسی وابن حبان والبغوی وابو یعلی والحمیدی =

نماز جنازہ کی تکبیرات میں رفع یدین

☆ جنازہ کی نماز میں صرف پہلی تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھائے، اور باقی تکبیروں کے ساتھ ہاتھ نہ اٹھائے۔(۱)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب جنازہ کی نماز پڑھتے تھے تو پہلی تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھاتے تھے پھر داہنے ہاتھ کو بائیں پر رکھ دیتے تھے۔(۲)

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ کی نماز کے وقت پہلی تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھاتے تھے اور دوبارہ پلٹ

= وروی البیهقی والطبرانی عن ابن عباس قال أخر جنازة صلی علیها رسول الله صلی الله علیه وسلم کبر علیها أربعاً (شرح النقایه : ۱/ ۳۱۹)

المعجم الاوسط للطبرانی :۶/ ۲۲۳، رقم الحدیث : ۵۴۷۰، ط: مکتبة المعارف ریاض.

السنن الکبریٰ للبیهقی : ۴/ ۳۷، کتاب الجنائز ،باب ما یستدل به علی. الخ ،ط: نشر السنة ملتان.

عن ابن عباس ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یکبر علی اهل بدر سبع تکبیرات وعلی بنی هاشم خمس تکبیرات ثم کان أخر صلاته أربع تکبیرات حتیٰ خرج من الدنیا.

المعجم الکبیر للطبرانی : ۱۱/ ۱۶۰، رقم الحدیث : ۱۱۳۶۲.

مجمع الزوائد : ۳/ ۳۵، باب التکبیر ،ط: دار الفکر بیروت.

سنن الدار قطنی ۲/ ۵۱، رقم الحدیث : ۱۸۰۰، کتاب الجنائز، باب التسلیم فی الجنازة، وأخرج نحوه الحازمی عن انس فی الاعتبار : ۱/ ۳۶۱، کتاب الصلاة، [illegible] عدد التکبیر علی الجنائز، ط: دار ابن حزم.

(۱) ولا ترفع الایدی فی صلاة الجنازة إلا فی التکبیرة الاولی فی ظاهر الروایة (حلبی کبیر، ص: ۵۰۶، ط: قدیمی کتب خانه)

ویرفع یدیه فی تکبیرة الافتتاح فی صلاة الجنازة ولا یرفع فی سائر التکبیرات. المحیط البرهانی: ۳/ ۷۷، ط: ادارة القرأن والعلوم الاسلامیة.

(۲) عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کبر علی الجنازة فرفع یدیه فی اول تکبیرة ووضع الیمنی علی الیسریٰ، سنن الترمذی: ۱/ ۲۰۶، ابواب الجنائز ،باب ما جاء فی رفع الیدین علی الجنازة ،ط: سعید.

سنن الدارقطنی : ۲/ ۵۳، کتاب الجنائز ،باب وضع الیمنی علی الیسری... ،ط: دار الفکر بیروت

السنن الکبری للبیهقی : ۴/ ۳۸، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی وضع الیمنی......، ط: نشر السنة ملتان

کر ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔(۱)

☆علامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ جنازہ کی نماز میں پہلی تکبیر کے علاوہ کسی اور تکبیر میں رفع یدین نہ کیا جائے کیونکہ پہلی تکبیر کے علاوہ دوسری تکبیرات میں رفع یدین کرنا کسی نص (صریح حدیث) سے ثابت نہیں، اسی طرح حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کا مسلک ہے۔(۲)

☆امام ابراہیم نخعی اور حسن بن عبید سے منقول ہے کہ وہ بھی صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔(۳)

---

(۱) عن ابن عباس :ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه على الجنازة في اول تكبيرة ثم لا يعود

سنن الدارقطني :۲/۵۳،كتاب الجنائز ،باب وضع اليمنى على اليسرى،ط: دار الفكر ، بيروت.

ان ابن عباس كان يرفع يديه في التكبيرة الاولى ثم لا يرفع بعد وكان يكبر أربعا.

مصنف عبد الرزاق : ۳/۴۷۰،رقم الحديث : ۶۳۶۱،ط: المجلس العلمي.

وعن معمر بلغه عن ابن مسعود مثل ذلك.

مصنف عبد الرزاق:۳/۴۷۰،رقم الحديث :۶۳۶۳،كتاب الجنائز ،باب رفع اليدين في التكبير على الجنائز،ط: المجلس العلمي.

(۲) ولا ترفع اليدان في الصلاة على الجنازة إلا في أول تكبيرة فقط لأنه لم يأت برفع الأيدى فيما عدا نص ، وروى مثل قولنا هذا عن ابن مسعود وابن عباس وهو قول ابى حنيفة وسفيان.

المحلى لابن حزم :۵/۱۷۶،ط: مكتبة دارالتراث ،القاهرة ،مصر.

(۳) عن الوليد بن عبد الله بن جميع قال : رايت ابراهيم إذا صلى على جنازة رفع يديه فكبر ثم لا يرفع يديه فيما بقى وكان يكبر أربعاً.

مصنف ابن ابى شيبة :۷/۲۵۵،رقم الحديث : ۱۱۵۰۴،كتاب الجنائز،باب فى الرجل يرفع يديه ،ط: ادارة القرأن والعلوم الاسلامية.

مصنف عبد الرزاق :۳/۴۷۰،رقم الحديث: ۶۳۶۱،كتاب الجنائز ،باب التكبير على الجنازة، ط: المجلس العلمي.

وعن الحسن بن عبيد الله أنه كان يرفع يديه فى اول تكبيرة على الجنازة.

مصنف ابن ابى شيبة :۷/۲۵۵،رقم الحديث : ۱۱۵۰۵،كتاب الجنائز،باب فى الرجل يرفع يديه، ط: ادارة القرأن والعلوم الاسلامية.

نمازِ جنازہ کی دعا آہستہ پڑھنا سنت ہے

جنازہ کی نماز میں تکبیرات کے علاوہ ثنا، درود شریف اور دعا آہستہ پڑھنا سنت ہے اور بلند آواز سے پڑھنا سنت کے خلاف ہے، اگرچہ نماز ہو جائے گی، دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔(۱)

نمازِ جنازہ کی سنت

جنازہ کی نماز کی سنتیں دو ہیں:

۱- ثناء و تسبیح ۲- درود شریف (۲)

نمازِ جنازہ کی شرائط

جنازہ کی نماز کے لیے وہی تمام شرائط ہیں جو دوسری نمازوں کے لیے ہیں، البتہ قراءت، رکوع، سجدہ اور قعدہ کی شرط نہیں ہے۔(۳)

مزید "نمازِ جنازہ کے لیے شرائط" عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/ ۴۳۰)

---

(۱) ویسلم بلادعاء بعد الرابعة تسلیمتین ناویا المیت مع القوم ویسرا لکل الاالتکبیر.

(الدرالمختار مع الرد، ۲/ ۲۱۳، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ط:سعید)

ویخافت في الکل الا التکبیر. کذا في التبیین. (الهندیة،(۱/ ۱٦۴)کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة علی المیت،ط:رشیدیه)

البحر، ۲/ ۱۸۳ کتاب الجنائز، باب صلاة الجنازة،)

(۲) (وسنتها) ثلثة (التحمید والثناء والدعاء فیها).

وفي رد المحتار: ومقتضی قول الشارح ثلثة أن الثناء غیر التحمید مع أنه فیما یأتی فسر الثناء بقوله "سبحانک اللهم وبحمدک" فعلم أن المراد بهما واحد علی ما یأتی بیانه، فکان علیه أن یذکر الثالث الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم.

(شامی: ۲/ ۲۰۹،باب صلاة الجنازة ،ط: سعید کراچی)

(۳) وأما الشروط التی ترجع إلی المصلی فهی شروط بقیة الصلوات من الطهارة الحقیقیة بدنا وثوبا ومکانا والحکمیة وستر العورة والاستقبال والنیة سوی الوقت.(الشامیة: ۲/ ۲۰۷، =

نماز جنازہ کے ارکان

جنازہ کی نماز کے صرف دو رکن ہیں: (۱)

۱- قیام یعنی کھڑے ہوکر جنازہ کی نماز پڑھنا، اگر کوئی شخص شرعی عذر کے بغیر بیٹھ کر جنازہ کی نماز پڑھے گا تو نماز نہیں ہوگی۔

۲- چار تکبیریں، یہ چار تکبیریں چار رکعتوں کے قائم مقام ہیں۔ (۲)

نماز جنازہ کے بعد دعا

جنازہ کی نماز میں سلام پھیرنے کے بعد وہیں انفرادی یا اجتماعی شکل میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا قرآن وسنت، صحابہ، تابعینؒ، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین سے ثابت نہیں ہے، فقہاء کرام نے اس کو بدعت اور مکروہ کہا ہے، کیونکہ جنازے کی نماز خود دعا

= كتاب الصلاة باب صلاة الجنازة، مطلب: في صلاة الجنازة، ط:سعيد)

🗁 (البحر الرائق: ۱۷۹/۲، ۱۸۰ كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:سعيد)

🗁 (الهندية: ۱۶۴/۱، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت، ط:رشيديه)

🗁 ولأن هذه ليست بصلاة على الحقيقة إنما هي دعاء واستغفار للميت ألاترى أنه ليس فيها أركان الصلاة من الركوع والسجود والتسمية بالصلاة لما بينا فيما سبق أن الصلاة في اللغة الدعاء واشتراط الطهارة واستقبال القبلة فيها لايدل على أنها صلاة حقيقة وإن فيها قراءة كسجدة التلاوة. (المبسوط للسرخسي، ۱۰۲/۲، كتاب الصلاة، باب غسل الميت، ط:مكتبه غفارية)

(۱) (وركنها) شيئان (التكبيرات) الأربع، فالأولى ركن أيضا لا شرط، فلذا لم يجز بناء أخرى عليها (والقيام) فلم تجز قاعداً بلا عذر.

(الشامي: ۲۰۹/۲، باب صلاة الجنازة، ط:سعيد كراچى)

(۲) (وهي أربع تكبيرات) كل تكبيرة قائمة مقام ركعة (الشامي: ۲/ ۲۱۲، باب صلاة الجنازة، ط: سعيد كراچى) البدائع الصنائع: ۳۱۴/۱، فصل وأما بيان كيفية صلاة الجنازة على الميت، ط:سعيد.

ہے(۱) اس سے زیادتی کا شبہ ہوتا ہے، البتہ سنت طریقہ یہ ہے کہ میت کو دفن کرنے کے بعد قبر کے قریب کھڑے ہو کر انفرادی یا اجتماعی شکل میں دعا کی جائے۔(۲)

(۱) ولایدعو للمیت بعد صلاة الجنازة لأنه یشبه الزیادة فی صلاة الجنازة. مرقاة المفاتیح: ۶۳/۴، باب المشی بالجنازة والصلاة علیها، الفصل الثالث، ط: مکتبه امدادیة ملتان. لا یقوم بالدعاء بعد صلاة الجنائز لانه دعاء مرة؛ لأن اکثرها دعاء. الفتاوی البزازیة علی هامش الهندیة: ۸۰/۴، کتاب الصلاة، الخامس والعشرون فی الجنائز، ط: رشیدیة. المحیط البرهانی: ۱۰۹/۳، کتاب الصلاة، الفصل الثانی والثلاثون، الجنائز، نوع اخر فی المتفرقات، ط: ادارة القرأن.

لأنه لا یدعو بعد التسلیم. البحر الرائق: ۱۲۳/۲، کتاب الجنائز، ط: دار الکتب العلمیة.

لایقوم بالدعاء بعد صلاة الجنازة. خلاصة الفتاوی: ۲۲۵/۱، کتاب الصلاة، الفصل الخامس والعشرون فی الجنائز، الجنس الرابع، ط: مکتبة رشیدیة.

لیست فی صلاة الجنازة دعاء موقت إذا فرغ من الصلاة لایقوم بالدعاء. فتاوی سراجیة: ۲۳، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی الجنازة، ط: سعید.

(۲) روی الأعمش عن ابی وائل عن عبد الله بن مسعود انه قال لکأنی اری رسول الله صلی الله علیه وسلم فی غزوة تبوک وهو فی قبر عبد الله ذی البجادین وابو بکر وعمر یدلیانه ورسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ادنیا منی اخاکما فاخذه من قبل القبلة حتیٰ اسنده فی لحده ثم خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم وولیا هما العمل فلما فرغا من دفنه استقبل القبلة رافعاً یدیه یقول اللهم انی امسیت عنه راضیا فارض عنه قال: یقول ابن مسعود: فوالله لوددت انی مکانه ولقد اسلمت قبله بخمس عشرة سنة. اسد الغابة فی معرفة الصحابة: ۲۲۹/۳، حرف العین، باب العین والباء، عبد الله ذو البجادین، ط: دار الکتب العلمیة و: ۱۲۳/۳ حرف العین باب العین والباء، ط: المکتبة الاسلامیه تهران.

معرفة الصحابة لأبی نعیم الاصبهانی: ۱۶۳۶/۳، باب الدال من باب العین و ۱۱۴/۴، باب الذال من باب العین، ط: دار الوطن للنشر و: ۱۳۵/۳، باب الذال من باب العین، ط: دار الکتب العلمیة.

وفی حدیث ابن مسعود: رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم فی قبر عبد الله ذی البجادین الحدیث وفیه: فلما فرغ من دفنه استقبل القبلة رافعاً یدیه اخرجه ابو عوانة فی صحیحه. فتح الباری شرح صحیح البخاری: ۱۴۴/۱۱، کتاب الدعوات، باب الدعاء مستقبل القبلة، ط: دار المعرفة بیروت.

وحدثنی هارون بن سعید الأیلی قال...... قالت عائشة: ألا أحدثکم عنی وعن رسول الله صلی الله علیه وسلم قلنا بلیٰ قال، قالت: لما کانت لیلتی التی کان النبی صلی الله علیه وسلم فیها عندی انقلب فوضع رداءه وخلع نعلیه فوضعهما عند رجلیه وبسط طرف ازاره علی فراشه فاضطجع فلم یلبث الاریث ما ظن أن قدرقدت فاخذ رداءه رویداً وانتعل رویداً وفتح الباب رویداً فخرج ثم أجافه رویداً، =

نماز جنازہ کے بغیر میت دفن کردی

میت پر جنازہ کی نماز پڑھنا فرض ہے، جنازہ کی نماز کے بغیر میت کو دفن کرنے والے لوگ گناہ گار ہوں گے، بلکہ جن لوگوں کو اطلاع ہوئی ہے وہ سب گناہ گار ہوں گے، ایسے جنازے کا حکم یہ ہے کہ جب تک میت قبر میں پھٹنے اور گلنے کا گمان نہ ہو اس کی قبر پر جنازہ کی نماز پڑھی جائے۔

اور میت کے پھٹنے اور گلنے کے بارے میں بعض علماء نے تین دن کی تحدید کی ہے، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ کوئی مدت مقرر نہیں ہے، بلکہ جب تک میت پھٹنے اور گلنے کا گمان نہ ہو اس وقت تک جنازہ کی نماز پڑھنا فرض ہے، اگر گمان یہ ہے کہ میت پھٹ گئی ہے تو جنازہ کی نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہوگی، اور وہ سب لوگ گناہ گار ہوں گے، ان سب پر لازم ہوگا کہ توبہ استغفار کریں اور آئندہ ایسا نہ کریں۔ (۱)

= فجعلت درعي في رأسي واختمرت وتقنعت ازاري ثم انطلقت على اثره حتى جاء البقيع فقام فأطال القيام ثم رفع يديه ثلاث مرات ثم انحرف فانحرفت فاسرع فاسرعت فهرول فهرولت فاحضر فاحضرت فسبقته فدخلت فليس الا ان اضطجعت ،فدخل فقال : مالك ياعائش حشيا رابية،الخ.
(مسلم : ۱/۳۱۳،كتاب الجنائز،ط:قديمي)

وفي شرح النووي :قولها: جاء البقيع فاطال القيام ثم رفع يديه ثلاث مرات: فيه استحباب اطالة الدعاء وتكرير رفع اليدين فيه ،وفيه ان دعاء القائم اكمل من دعاء الجالس في القبور.(ايضاً)

(۱) (وإن دفن)وأهيل عليه التراب(بلاصلاة)...... صلى على قبره وإن لم يغسل)لسقوط شرط طهارته لحرمة نبشه...... (مالم يتفسخ)والمعتبر فيه اكبر الرأى على الصحيح لاختلافه باختلاف الزمان والإنسان.
قوله: مالم يتفسخ)أى تفرق أعضاؤه فإن تفسخ لايصلى عليه مطلقا لأنها شرعت على البدن ولاوجود له مع التفسخ.(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوى:ص: ۵۹۱،۵۹۲، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:قديمي)

(وإن دفن)وأهيل عليه التراب(بغير صلاة)...... (صلى على قبره)استحسانا(مالم يغلب على الظن تفسخه)من غير تقدير هو الاصح.
قوله: وهو الاصح)لأنه يختلف باختلاف الاوقات حرأوبرداً والميت سمنا وهزالا والأمكنة بحر، قيل: يقدر بثلاثة ايام. (الدر مع الرد:۲/۲۲۴،كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: =

نماز جنازہ کے فرائض

جنازہ کی نماز میں دو چیزیں فرض ہیں:

۱- چار مرتبہ "اللہ اکبر" کہنا، اور ہر تکبیر یہاں ایک رکعت کے قائم مقام سمجھی جاتی ہے۔

۲- قیام، یعنی کھڑے ہو کر جنازہ کی نماز پڑھنا، جس طرح فرض اور واجب نمازوں میں قیام فرض ہے، اور عذر کے بغیر بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں، اسی طرح یہاں بھی قیام فرض ہے۔ اور عذر کے بغیر ترک کرنا جائز نہیں ہے۔ رکوع، سجدہ، قعدہ وغیرہ جنازہ کی نماز میں نہیں ہیں۔ (۱)

نماز جنازہ کے لیے تیمّم کرنا

"تیمّم کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں! (۱/ ۲۱۳)

= فی کراهة صلاة الجنازة، فی المسجد، ط:سعید)

(البحر الرائق: ۲/ ۲۸۲، کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:سعید)

الصلاة على الجنازة، فرض كفاية إذاقام به البعض واحداًكان أوجماعة ذكراكان أو أنثى سقط عن الباقين، وإذاترك الكل أثموا (الهندیه: ۱/ ۱۶۲، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس: فی الصلاة علی المیت، ط:رشیدیه)

(حلبی کبیر: ص: ۵۰۲، فصل: فی الجنائز، البحث الرابع: فی الصلاة علیه، ط:نعمانیه)

(کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۱۶، کتاب الصلاةِ مباحث الجنائز، مباحث صلاة الجنازة، حکمها، ط:دار الفکر)

(۱) ورکنها شیئان (التکبیرات) الأربع...... (والقیام) فلم تجز قاعدا بلاعذر (الدر المختار مع الرد: ۲/ ۲۰۹، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی؟، ط:سعید)

(البحر الرائق: ۲/ ۱۷۹، ۱۸۰ کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:سعید)

(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۵۸۰، ۵۸۱، کتاب الصلاةِ باب احکام الجنائز، فصل: الصلاة علیه، ط:قدیمی)

نماز جنازہ کے لیے شرائط

☆...... جنازہ کی نماز واجب ہونے کی وہی سب شرطیں ہیں جو عام نمازوں کے لیے ہیں، البتہ اس میں ایک شرط اور زائد ہے، وہ کہ اس شخص کی موت کا علم ہو، جس کو یہ خبر نہ ہوگی وہ معذور ہے، جنازہ کی نماز پڑھنا اس پر ضروری نہیں ہے۔

☆...... جنازہ کی نماز صحیح ہونے کے لیے دو قسم کی شرطیں ہیں، ایک وہ جو نماز پڑھنے والوں سے تعلق رکھتی ہیں، وہ وہی ہیں جو اور نمازوں کے لیے ہیں۔ مثلاً:

۱- طہارت۔ ۲- ناف سے گھٹنے تک ستر کا چھپا ہونا۔ ۳- استقبال قبلہ۔ ۴- نیت۔

''وقت'' اس کے لیے شرط نہیں ہے۔

☆...... دوسری قسم کی وہ شرطیں ہیں جن کا میت سے تعلق ہے، وہ یہ ہیں:

۱- میت کا مسلمان ہونا، کافر اور مرتد کے جنازہ کی نماز صحیح نہیں۔ مسلمان اگرچہ فاسق یا بدعتی ہو اس کے جنازہ کی نماز لازم ہے۔

۲- میت کا بدن اور کفن، حقیقیہ اور حکمیہ نجاست سے پاک ہو، ہاں اگر نجاست حقیقیہ اس کے بدن سے خارج ہوئی ہو، اور اس سبب سے اس کا بدن بالکل نجس ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں، نماز درست ہے۔

۳- میت کے جسم کا پوشیدہ ہونا۔ اگر میت بالکل ننگی ہو تو اس کے جنازہ کی نماز درست نہیں ہے۔

۴- نماز پڑھنے والے کے آگے میت کا ہونا، اگر میت نماز پڑھنے والے کے پیچھے ہو تو نماز نہیں ہوگی۔

۵- میت یا جس چیز پر میت ہو اس کا زمین پر رکھا ہوا ہونا، اگر میت کو لوگ

اپنے ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے ہوں یا کسی گاڑی یا جانور پر میت ہو اور اسی حالت میں اس کی نماز پڑھی جائے تو نماز صحیح نہیں ہوگی۔

۶- میت کا وہاں موجود ہونا، اگر میت وہاں نہ ہو تو نماز صحیح نہیں ہوگی۔

☆ ...... میت جس جگہ پر رکھی ہو، اس جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں ہے۔(۱)

(۱)وأما شروطها:فمنها أن يكون الميت مسلما، فتحرم الصلوة على الكافر...... ومنها:أن يكون الميت حاضرا، فلاتجوز الصلاة على الغائب...... ومنها تطهير الميت...... ومنها أن يكون الميت مقدما أمام القوم، فلاتصح الصلاة عليه إذاكان موضوعا خلفهم باتفاق...... ومنها أن لايكون الميت محمولا على دابة أوعلى أيدى الناس أوأعناقهم وقت الصلاة...... ومنها أن يكون الحاضر من بدن الميت الجزء الذى يلزم تغسيله...... وأما شروطها االمتعلقة با لمصلى،فهى شروط الصلاة:من النية،والطهارة واستقبال القبلة،وسترالعورة، ونحو ذالک،(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/۵۲۲،كتاب الصلاة،مباحث الجنائز، شروط صلاة الجنازة، ط:دارالفكر)

🗀 (وشرطها)ستة(إسلام الميت وطهارته)...... وفى القنية:الخ)الطهارة من النجاسة فى ثوب وبدن ومكان وستر العورة شرط فى حق الميت والإمام جميعا.فلوأم بلاطهارة والقوم بهاأعيدت وبعكسه لاكما لو أمت امرأة ولوأمة لسقوط فرضها بواحد.وبقى من الشروط بلوغ الامام تأمل وشرطها ايضا حضوره (ووضعه)وكونه هوأواكثره (أمام المصلى)وكونه للقبلة فلاتصح على غائب ومحمول على نحو دابة وموضوع خلفه.

قوله:وشرطها)أى شرط صحتها وأما شروط وجوبها فهى شروط بقية الصلوات من القدرة والعقل والبلوغ والاسلام مع زيادة العلم بموته تأمل، قوله: ستة)ثلاثة فى المتن وثلاثة فى الشرح: وهى ستر العورة،وحضورالميت،وكونه أواكثره أمام المصلى،وزادايضا سابعا:وهو بلوغ الامام ،ثم هذه الشروط راجعة إلى الميت، وأماالشروط التى ترجع إلى المصلى فهى شروط بقية الصلوات من الطهارة الحقيقية بدنا وثوبا ومكانا والحكمية وستر الغورة والاستقبال والنية سوى الوقت.

قوله:وفى القنية:الخ)...... لكن فى التاتارخانيه سئل قاضيخان عن طهارة مكان الميت هل تشترط لجواز الصلاة عليه؟قال إن كان الميت على الجنازة لاشک أنه يجوز وإلافلاروابة لهذا وينبغى الجواز.

وفى ط:عن الخزانة :إذا تنجس الكفن بنجاسة الميت لايضر دفعا للحرج بخلاف الكفن المتنجس ابتداء، وكذالو تنجس بدنه بما خرج منه إن كان قبل أن يكفن غسل وبعد لا. (الدر مع الرد: ۲/ ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، كتاب الصلاة،باب صلاة الجنازة،مطلب:هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبى؟ ط:سعيد)

🗀 (البحرالرائق: ۲/ ۱۷۹، ۱۸۰،كتاب الجنائز،فصل:السلطان أحق بصلاته، ط:سعيد)

🗀 (مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى:ص: ۵۸۰، ۵۸۲،كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: الصلاة عليه، ط:قديمى)

۸- جنازہ کی نماز میں جماعت شرط نہیں ہے، اگر ایک شخص بھی جنازہ کی نماز پڑھ لے تو فرض ادا ہو جائے گا، خواہ وہ عورت ہو یا مرد، بالغ ہو یا سمجھ دار نابالغ۔ (۱)

نماز جنازہ کے لیے نفل توڑنا

اگر کوئی شخص نفل نماز پڑھ رہا ہے اور جنازہ کی نماز شروع ہو جائے، اور اسے یقین ہو کہ نفل سے فارغ ہو کر جنازہ کی نماز میں شامل نہیں ہو سکے گا تو نفل نماز توڑ کر جنازہ میں شامل ہونا جائز ہے، البتہ بعد میں نفل نماز کی قضا کرنا ضروری ہے۔ (۲)

نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا

بارش، پانی اور جگہ کی تنگی وغیرہ عذر کے بغیر جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے (۳)، اور یہ بہت سارے آثار اور اقوال سے ثابت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں عام طور پر مسجد میں جنازہ کی نماز ادا نہیں کی جاتی تھی، اس کے لئے مسجد سے باہر جگہ مقرر تھی، اس میں ہی ادا کی جاتی تھی۔

---

(۱) الصلاة على الجنازة، فرض كفاية إذاقام به البعض واحداًكان أوجماعة ذكراكان أو انثى سقط عن الباقين، وإذاترك الكل أثموا. (الهنديه: ۱/ ۱۶۲، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس: في الصلاة على الميت، ط: رشيديه)

(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/ ۵۱۶، كتاب الصلاةِ مباحث الجنائز، مباحث صلاة الجنازة، حكمها، ط: دارالفكر)

(مراقي الفلاح مع الطحطاوى: ص: ۵۸۰، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: الصلاة عليه، ط: قديمى)

(۲) إن كان في النفل فجيء بجنازة وخاف فوتها قطعه لإمكان قضائه. (الدر المختار: ۲/ ۵۱، كتاب الصلاة، باب إدارك الفريضة، ط: سعيد)

(البحر الرائق: ۲/ ۷۱، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ط: سعيد)

(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ص: ۴۴۸، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ط: قديمى)

(۳) وانما يكره الصلاة على الجنازة في المسجد الجامع ومسجد الحيّ عندنا (المحيط البرهاني: ۳/ ۱۰۸، كتاب الصلاة، الفصل الثاني والثلاثون، ط: المجلس العلمي وكذا في ۷/ ۵۰۴، كتاب الكراهية والاستحسان، الفصل الرابع، ط: المجلس العلمي)

حدیث شریف میں ہے:

عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من صلى على جنازة في المسجد فليس له شيء.(۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھی اس کے لئے کچھ بھی نہیں ہے (یعنی اس کو جنازہ کی نماز پڑھنے کا ثواب نہیں ملے گا)۔

علامہ شمس الدین ابن القیم نے زاد المعاد میں اس حدیث کی تصحیح اور توثیق کی ہے، اور لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور عادت جنازہ کی نماز مسجد سے

(۱) عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى على جنازة في المسجد فليس له شيء، سنن ابن ماجه، ص: ۱۰۹، كتاب الجنائز،باب ما في الصلاة على الجنائز في المسجد،ط: قديمي كتب خانه.

سنن ابي داود: ۲/۴۵۴، كتاب الجنائز،باب الصلاة على الجنازة في المسجد، ط: مير محمد، كراچي.

مصنف عبد الرزاق :۳/۵۲۷،رقم الحديث :۶۵۷۹، كتاب الجنائز،باب الصلاة على الجنازة في المسجد ،ط: المجلس العلمي.

شرح معاني الأثار : ۲/۲۱،رقم الحديث: ۲۷۵۱، كتاب الجنائز،باب الصلاة على الجنازة،ط: قديمي.

مصنف ابن ابي شيبة :۷/۴۲۷،رقم الحديث :۱۲۰۹۷، وزاد فيه :

" قال : وكان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا تضايق بهم المكان رجعوا ولم يصلوا" كتاب الجنائز،باب من كره الصلاة على الجنازة في المسجد،ط: ادارة القرأن والعلوم الاسلامية.

مسند احمد ابن حنبل :۹/۲۹۵،رقم الحديث :۹۶۹۱،و: ۴۳۳،رقم الحديث: ۹۸۲۶،وص: ۵۰۴، رقم: ۱۰۵۰۹،ط: دار الحديث قاهره.

السنن الكبرى للبيهقي :۴/۵۲، كتاب الجنائز،باب الصلاة على الجنازة في المسجد،ط: نشر السنه ملتان.

باہر پڑھنے کی تھی۔(۱)

☆مسجد حرام اس حکم سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ وہ پانچ وقت فرائض، جمعہ، عیدین، کسوف، خسوف، جنازہ، استسقاء، سب کے لئے ہے، اور یہ بات اس کی عظمت کی وجہ سے ہے، کیونکہ وہ قبلہ ہے، انوارات اور تجلیات نازل ہونے کی جگہ ہے، وہاں جو قبولیت ہے وہ کسی دوسرے مقام میں نہیں۔

نماز جنازہ میں امام اور مقتدی میں فرق

جنازہ کی نماز امام اور مقتدی دونوں کے حق میں ایک جیسی ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ امام تکبیریں اور سلام بلند آواز سے کہے گا اور مقتدی آہستہ آواز سے باقی چیزیں یعنی ثنا، درود شریف اور دعا مقتدی بھی آہستہ سے پڑھیں گے اور امام بھی آہستہ آواز سے پڑھے گا۔(۲)

نماز جنازہ میں تین چیزیں مسنون ہیں

۱- اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا۔

۲- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا۔

---

(۱) لم یکن من هدیه الراتب الصلاة علیه في المسجد وانما کان یصلي علی الجنازة خارج المسجد (زاد المعاد : ۱/۴۸۱، ط: موقسسة الرسالة)

(۲) ویخافت فی الکل إلافی التکبیر...... الإمام والقوم فیه سواء.(الهندیة: ۱/۱۶۴، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس فی الصلاة علی المیت، ط: رشیدیه)

🗀 ویسلم بلادعاء بعد الرابعة تسلیمتین ناویا للمیت مع القوم ویسر الکل إلا التکبیر زیلعی وغیره لکن فی البدائع العمل فی زماننا علی الجهر بالتسلیم(الدر المختارمع الرد: ۲/۲۱۳، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی؟، ط: سعید)

🗀 ولایجهر بما یقرأ عقب کل تکبیرة لأنه ذکر والسنة فیه المخافة کذافی البدائع. (البحر الرائق: ۲/۱۸۳، کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعید)

۳-میت کے لیے مغفرت کی دعا کرنا (ایک قول کے مطابق)۔(۱)

نماز جنازہ میں سلام بھول جانا

جنازہ کی نماز میں سلام پھیرنا فرض یا واجب نہیں ہے، اس لیے بھول کر سلام نہ پھیرنے کی صورت میں نماز ہو جائے گی، دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوگی، البتہ جان بوجھ کر ایسا کرنا سنت کے خلاف ہے۔(۲)

---

(۱) وسننها ثلاثة: التحميد والثناء والدعاء فيها. (الدر المختار: ۲/۲۰۹، كتاب الصلاة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي؟، ط: سعيد)

الحنفية قالوا: يسن الثناء بعد التكبيرة الاولى.... والصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد التكبيرة الثانية، والدعاء على القول بانه ليس ركنا (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: ۱/۵۲۲، ۵۲۳، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، سنن صلاة الجنازة، ط: دار الفكر)

(حاشية الطحطاوى على الدر: ۱/۳۷۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: المكتبة العربية)

(البحر الرائق: ۲/۱۷۰، كتاب الجنائز، ط: سعيد)

(۲) وركنها...... التكبيرات الأربع...... والقيام...... وسننها ثلاثة: التحميد والثناء والدعاء فيها (الدر المختار: ۲/۲۰۹، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي؟ ط: سعيد)

(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى: ص: ۵۸۰، ۵۸۱، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: الصلاة عليه، ط: قديمى)

(طحطاوى على الدر: ۱/۳۷۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: المكتبة العربية)

خامسها: السلام بعد التكبيرة الرابعة وهو ركن عند ثلاثة، وقال الحنفية: إنه واجب، كالسلام فى باقى الصلوات، فلا تبطل الصلاة بتركه. (كتاب الصلاة على المذاهب الاربعة: ۱/۵۱۹، ۵۲۱، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، أركان صلاة الجنازة، ط: دار الفكر)

ويجب السلام مرتين بعد التكبيرة الرابعة، فالواجب عندهم شيء واحد وهو السلام (الفقه الاسلام وأدلته، ۲/۵۸۲، المبحث الثامن: صلاة الجنازة، المطلب الثانى: حقوق الميت، الفرض الثالث: الصلاة على الميت، رابعا: أركان صلاة الجنازة، وسننها وكيفيتها، ط: دار الفكر)

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا

جنازہ صورت کے اعتبار سے نماز ہے، مثلاً اس کے لئے وضو کرنا ہوتا ہے، تکبیر تحریمہ کہہ کر نیت باندھنی ہوتی ہے، قبلہ کی طرف رخ کرنا اور ستر کو چھپانا شرط ہونا ہے، مگر حقیقت میں یہ نماز نہیں بلکہ مردہ کے لئے دعا اور استغفار ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا صليتم على الميت فأخلصو له الدعاء.(١)

ترجمہ: جب تم میت کی نماز جنازہ پڑھو تو اس کے لئے اخلاص کے ساتھ دعا کرو۔

"زاد المعاد" میں ہے:

ومقصود الصلاة على الجنازة هو الدعاء للميت.(٢)

ترجمہ: جنازہ کی نماز کا مقصد مردہ کے لئے دعا کرنا ہے۔

چونکہ جنازہ کی نماز اپنی اصل کے اعتبار سے دعا ہے نماز نہیں، اس لئے نماز کی طرح اس میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھنی ہے، اور جن روایتوں میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا ذکر آیا ہے وہ سند کے اعتبار سے ضعیف اور کمزور ہیں۔

علامہ ابن قیم حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ويذكر عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه أمر أن يقرأ على الجنازة

(١) سنن ابى داوٗد ،ص: ٤٥٦،كتاب الجنائز ،باب الدعاء للميت ،ط: مير محمد كراچى

سنن ابن ماجه ،ص: ١٠٧ ،ابواب ما جاء في الجنائز ،باب ما جاء في الدعاء في الصلاة على الجنازة ، ط: قديمي كتب خانه.

الاحسان بترتيب صحيح ابن حبان : ٣١/٥،رقم الحديث:٣٠٦٥ ،كتاب الجنائز ،ذكر الأمر لمن صلى على الميت أن يخلص له الدعاء ط: دار الكتب العلمية بيروت ١٤٠٧ه.

(٢) زاد المعاد : ٥٠٥/١ ،فصل في هديه صلى الله عليه وسلم في الجنائز والصلاة عليها ،ط: مؤسسة الرسالة بيروت ١٤١٢ه.

بفاتحة الكتاب، ولا يصح اسناده.(۱)

ترجمہ: ذکر کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ کی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا تھا لیکن اس کی سند صحیح نہیں۔

اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ جنازہ کی نماز میں قراءت نہیں ہے، "المدونة الكبرىٰ" میں ہے:

قلت لأبن القاسم اى شيء يقال على الميت فى قول مالك، قال الدعاء للميت، قلت: فهل يقرأ على الجنازة فى قول مالك؟ قال: لا.(۲)

ترجمہ: میں نے ابن القاسم سے کہا کہ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک مردہ پر کیا پڑھا جائے؟ فرمایا مردہ کے لئے دعا، میں نے عرض کیا کہ کیا امام مالک رحمہ اللہ کے قول میں نماز جنازہ میں قراءت ہے؟ فرمایا نہیں۔

چنانچہ ابن وہب نے بہت سے بڑے بڑے صحابہ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت فضالہ بن عبید، حضرت ابو ہریرہ، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہم اور بڑے بڑے تابعین مثلاً قاسم بن محمد، سالم بن عبداللہ، سعید بن المسیب، ربیعہ، عطاء بن ابی رباح، یحییٰ بن سعید رحمہم اللہ کے متعلق نقل کیا ہے کہ وہ جنازہ کی نماز میں قراءت نہیں کرتے تھے اور امام مالک

(۱) زاد المعاد: ۱/۵۰۵، فصل فى هديه صلى الله عليه وسلم فى الجنائز والصلاة عليها، ط: مؤسسة الرسالة بيروت ۱۴۱۲ھ.

(۲) المدونة الكبرى: ۱/۱۷۴، كتاب الجنائز، القراءة على الجنازة، ط: مطبعة السعادة مصر "مالك عن نافع ان عبد الله بن عمر كان لا يقرأ فى الصلاة على الجنازة" (موطا مالك: ۲۱۰، كتاب الجنائز، ما يقول المصلى على الجنازة، ط: مير محمد كتب خانه كراچى)

فتح القدير: ۲/۱۲۵، كتاب الصلاة، فصل فى الصلاة على الميت، ط: رشيدية كوئته

البحر الرائق: ۲/۱۸۳، كتاب الصلاة، فصل السلطان احق بصلاته، ط: ايچ ايم سعيد.

رحمہ اللہ نے بھی اس کے معمول بہا ہونے کا انکار کیا ہے۔(۱)

اور ظاہر ہے کہ قراءت میں سورۂ فاتحہ بھی شامل ہے اور جنازہ کی نماز میں قراءت نہ ہونے کی اصل وجہ وہی ہے جو اوپر بیان کی گئی، یعنی جنازہ کی نماز حقیقت میں نماز نہیں بلکہ میت کے لئے دعا ہے، اگر جنازہ کی نماز اصل میں نماز ہوتی تو اس میں قراءت بھی ہوتی، چونکہ یہ اصل کے اعتبار سے نماز نہیں، صرف صورت کے اعتبار سے نماز ہے اس لئے اس میں قراءت نہیں، البتہ سورۂ فاتحہ کے مضامین چونکہ حمد وثناء اور دعا پر مشتمل ہیں، لہٰذا اگر کوئی شخص قراءت کی نیت کے بغیر صرف حمد وثناء اور دعا کے ارادہ سے سورۂ فاتحہ پڑھ لے تو گنجائش ہے۔(۲)

نمازِ جنازہ میں قراءت

☆اگر کوئی شخص جنازہ کی نماز میں سورۂ فاتحہ کو قراءت کی نیت سے پڑھے گا تو گناہ گار ہوگا، کیونکہ جنازہ کی نماز میں قرآن پڑھنا شریعت سے ثابت نہیں ہے، البتہ

---

(۱) المدونة الکبری: ۱/۱۷۴، کتاب الجنائز، القراءة علی الجنازة، ط: مطبعة السعادة مصر.

قال مالک: قراءة الفاتحة لیست معمولا بها فی بلدنا، وقال الطحاوی: ولعل من قرأ الفاتحة من الصحابة کان علی وجه الدعاء لا علی وجه القراءة، وقال ابن الهمام: لا یقرأ الفاتحة الا بنیة الثناء ولم یثبت القراءة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم".

(بذل المجهود: ۴/۲۰۶، کتاب الجنائز، باب مایقرأ علی الجنازة، ط: معهد الخلیل کراچی)

... ولم یذکر القراءة لانها لم تثبت عن رسول الله صلی الله علیه وسلم.

البحر الرائق: ۲/۱۸۳، کتاب الصلاة، فصل السلطان احق بصلاته، ط: ایچ ایم سعید.

(۲) قالوا: لایقرأ الفاتحة الا أن یقرأها بنیة الثناء.

(فتح القدیر: ۲/۱۲۵، کتاب الصلاة، فصل فی الصلاة علی المیت، ط: رشیدیة کوئٹه)

ولو قرأ الفاتحة فیها بنیة الدعاء فلا بأس به وان قرأها بنیة القراءة لا یجوز لأنها محل الدعاء دون القراءة.

البحر الرائق: ۲/۱۸۳، کتاب الصلاة، فصل السلطان احق بصلاته، ط: ایچ ایم سعید.

ثناء کی جگہ پر ثناء اور حمد کی نیت سے سورہ فاتحہ پڑھ لے تو مضائقہ نہیں۔(۱)

☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت امام نخعیؒ، محمد بن سیرینؒ، ابو العالیہؒ، فضالہ بن عبیدہؒ، ابو بردہؒ، عطاءؒ، طاؤسؒ، میمونؒ، بکر بن عبد اللہؒ سے منقول ہے کہ وہ جنازہ کی نماز میں قراءت نہیں کرتے تھے اور قراءت کرنے سے منع کرتے تھے۔(۲)

☆ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یوقت فیھا قولاً ولا قراءۃ.(۳)

ترجمہ: بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ کی نماز میں کوئی خاص دعا اور قراءت مقرر نہیں فرمائی۔

---

(۱) ویدعو فی صلاۃ الجنازۃ بالأدعیۃ المعروفۃ ولا یقرأ بفاتحۃ الکتاب فإن قرأ بنیۃ الثناء لا بأس بہ، وان قرأھا بنیۃ القراءۃ کرہ ذلک.(فتاوی قاضی خان علی ھامش الھندیۃ: ۱/۱۹۳، باب فی غسل المیت وما یتعلق بہ، ط: رشیدیۃ) وفی الھندیۃ: ولایقرأ فیھا القرآن، ولو قرأ الفاتحۃ بنیۃ الدعاء فلاباس وإن قرأھا بنیۃ القراءۃ لایجوز لأنھا محل الدعاء دون القراءۃ، کذا فی محیط السرخسی. الفصل الخامس فی الصلاۃ علی المیت: ۱/۱۶۴، ط: رشیدیۃ. کذا فی الشامی: ۲/۲۱۴، باب صلاۃ الجنازۃ، ط:سعید

(۲) من قال لیس علی الجنازۃ قراءۃ ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، محمد بن سیرین، ابو العالیۃ، فضالۃ بن عبید، عطاء، ابو حصین، شعبی، طاؤس، بکر بن عبد اللہ، سالم، ابن المسیب

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ۷/۲۵۸، ۲۵۹، ۲۹۱، ۲۹۲، رقم الحدیث: ۱۱۵۲۲، ۱۱۵۳۲، کتاب الجنائز، من قال لیس علی الجنازۃ قراءۃ، ط: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ کراچی.)

مصنف عبد الرزاق: ۳/۴۸۸، رقم الحدیث: ۶۴۲۵. ۶۴۳۵، باب القراءۃ والدعاء فی الصلاۃ علی المیت، ط: المجلس العلمی. عمدۃ القاری: ۸/۱۳۹، باب قراءۃ فاتحۃ الکتاب علی الجنازۃ، ط: مکتبۃ رشیدیۃ کوئٹہ)

(۳) عمدۃ القاری: ۸/۱۳۹، باب قراءۃ فاتحۃ الکتاب علی الجنازۃ، ط: مکتبۃ رشیدیۃ کوئٹہ)

... المعجم الکبیر للطبرانی: ۹/۳۷۷، رقم الحدیث: ۹۶۰۴، ۹۶۰۶، باب العین، عبد اللہ بن مسعود.

☆ان عبد الله بن عمر كان لا يقرأ فى الصلاة على الجنازة.(۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر جنازہ کی نماز میں قراءت نہیں کرتے تھے۔

☆کسی صحیح روایت سے جنازہ کی نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا ثابت نہیں ہے۔

☆حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں آتا ہے کہ میں نے جنازہ کی نماز میں سورہ فاتحہ اس لئے پڑھی ہے تاکہ تم جان لو کہ یہ بھی مسنون ہے۔

اس کے بارے میں وضاحت یہ کہ حضرت عمر، عبداللہ بن عمر، علی، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم جنازہ کی نماز میں قرآن پڑھنے سے انکار کرتے تھے اور تابعین میں سے حضرت عطاء، طاؤس، سعید بن المسیب، ابن سیرین، سعید بن جبیر، شعبی، مجاہد رحمہم اللہ اور ان کے علاوہ حماد، سفیان ثوری رحمہما اللہ بھی انکار کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کی توجیہ یہ ہے کہ وہ فاتحہ کو صرف ثناء کے طور پر پڑھتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہیں، علماء احناف بھی اس سے منع نہیں کرتے۔(۲)

مزید ''نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا'' عنوان کے تحت بھی دیکھیں۔ (۴۳۶/۲)

نماز جنازہ میں ہاتھ کس وقت چھوڑے

جنازہ کی نماز میں سلام پھیرتے وقت ہاتھ کب چھوڑے اس میں تین قول

(۱) عن نافع عن عبد الله بن عمر رضى الله عنهما انه كان اذا صلىٰ على الجنازة لم يكن يقرأ (مؤطا مالک: ۲۱۰، كتاب الجنائز، باب ما يقول المصلى على الجنازة، ط: مير محمد كتب خانه) (مصنف ابن ابى شيبة: ۲۵۸/۷، رقم الحديث: ۱۱۵۲۲، كتاب الجنائز، من قال ليس على الجنازة قراءة، ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية كراچی.

(۲) ولو قرأ الفاتحه بنية الدعاء فلا بأس به. الفتاوى الهندية: ۱۶۴/۱، الفصل الخامس فى الصلاة على الميت، ط: رشيدية. (فتاوى قاضى خان على هامش الهندية: ۱۹۳/۱، باب فى غسل الميت وما يتعلق به، ط: رشيدية).

ہیں:

ایک قول یہ ہے کہ چوتھی تکبیر کہہ کر سلام سے پہلے دونوں ہاتھ چھوڑ دے پھر دونوں طرف سلام پھیر دے۔(۱)

دوسرا قول یہ ہے کہ چوتھی تکبیر کہہ کر دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد دونوں ہاتھ چھوڑے۔(۲)

تیسرا قول یہ ہے کہ چوتھی تکبیر کہہ کر دائیں طرف سلام پھیر کر دایاں ہاتھ چھوڑ دے بائیں طرف سلام پھیر کر بایاں ہاتھ چھوڑ دے۔

ان میں دوسرے قول کے مطابق اکابر کا عمل اور دارالعلوم دیوبند اور بنوری ٹاؤن کا فتوی ہے(۳) کیوں کہ "سلام" اللہ کا نام ہونے کی وجہ سے ذکر مسنون میں داخل ہے، اور ذکر مسنون میں ہاتھ باندھے رکھنا چاہئے۔

---

(۱) ولا يعقد بعد التكبير الرابع؛ لأنه لايبقى ذكر مسنون حتى يعقد، فالصحيح أنه يحل اليدين ثم يسلم تسليمتين. خلاصة الفتاوى (۲۲۵/۱) كتاب الصلاة، الفصل الخامس والعشرون فى الجنائز، نوع منه اذا اجتمعت الجنائز، ط: رشيدية. ومن ههنا يخرج الجواب عما سئلت في سنة وثمانين ايضا من انه هل يضع مصلى الجنازة بعد التكبير الأخير من تكبيراته، ثم يسلم أم يرسل، ثم يسلم، وهو أنه ليس بعد التكبير الأخير ذكر مسنون، فيسن فيه الارسال. سعاية: (۱۵۹/۲) باب صفة الصلاة، بيان ارسال اليدين...... بعد التكبير الأخير من تكبيرات صلاة الجنازة. ط: سهيل اكيڈمی.

(۲) وهو سنة قيام له قرار فيه ذكر مسنون، فيضع حالة الثناء وفى القنوت وتكبيرات الجنازة. الدرالمختار مع الرد (۴۸۸،۴۸۷/۱) فصل اذا اراد الشروع. ط: سعيد.

فيعتمد فى حالة القنوت وصلوة الجنازة. هداية (۱۰۲/۱) باب صفة الصلاة. ط: شركة علمية. اس سے معلوم ہوا کہ جب تک جنازہ کی نماز تمام نہیں ہوگی تب تک ہاتھ باندھے رہے، اور سلام سے پہلے نماز تمام نہیں ہوتی، اس لئے سلام ختم ہونے تک ہاتھ باندھے رہے۔

ويسلم بلا دعاء بعد الرابعة تسليمتين. الدرالمختار مع الرد (۲۱۲/۲) باب الجنائز، ط: سعيد.

(۳) فتاوی دارالعلوم دیوبند (۲۱۸/۵) سوال نمبر ۲۸۷۳، کتاب الجنائز، فصل خامس نماز جنازہ، ط: دارالاشاعت۔

نماز جنازہ نہیں آتی

جن لوگوں کو جنازہ کی نماز نہیں آتی اور دعائیں یاد نہیں ہیں، وہ لوگ صرف امام کے پیچھے اقتدا کریں اور امام کے ساتھ " اللہ اکبر " کہیں، نماز ہو جائے گی۔ اور نماز کا طریقہ اور دعا یاد کرنے کی کوشش جاری رکھیں، تاکہ بعد میں سنت کے مطابق نماز ادا کرنے پر قادر ہوں۔ (۱)

نماز کا طریقہ معلوم نہیں

جو لوگ جنازہ کی نماز پڑھنے کا طریقہ نہیں جانتے وہ لوگ بھی جنازہ کی نماز میں شریک ہو جائیں۔ امام کے ساتھ " اللہ اکبر " کہتے رہیں۔ اور دعا یاد نہ ہو تو ہر تکبیر کے بعد " اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا " پڑھیں۔ (۲)

نماز کے بعد قطرہ آنا معلوم ہوا

امام نے جنازہ کی نماز پڑھائی، پھر چند قدم چل کر معلوم ہوا کہ عضو مخصوص پر

---

(۱) وفی الفتاوی الحجة: والأمي والهنود الذين لايعلمون الأدعية يكبر تكبيرات ويسلم تجوز صلاته لأن الاركان فيها التكبيرات. (التاتارخانيه: ۱۱۸/۲، كتاب الصلاة، الباب الثاني والثلاثون في الجنائز، فصل: في الصلاة على الجنازة، القسم الثاني: كيفية الصلاة على الميت، ط: قديمي)

ومن لايحسن الدعاء...... وهو لايقتضي ركنية الدعاء...... لأن نفس التكبيرات رحمة للميت وإن لم يدع. (البحر الرائق: ۱۸۳/۲، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

وركنها التكبيرات. (الدر المختار: ۲۰۹/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي؟ ط: سعيد)

(۲) ثم أفاد أنه من لم يحسن الدعاء بالماثور يقول: اللهم اغفرلنا ولوالدينا وله وللمؤمنين والمؤمنات. (الشامية: ۲۱۲/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي؟ ط: سعيد)

(البحر الرائق: ۱۸۳/۲، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

(حاشية الطحطاوي على المراقي: ص: ۵۸۶، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: الصلاة عليه، ط: قديمي)

پیشاب کا قطرہ آ گیا تو ایسے شبہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ پہلے والی نماز ہوگئی۔(۱)

نماز کے بعد کپڑے پر دھبہ دیکھا

''دھبہ دیکھا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۳۶۵)

نماز میت کی طرف سے پڑھنا

''میت کی طرف سے نماز روزہ ادا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۳۵۲)

نماز میں جنازہ اٹار کھا گیا

''جنازہ اٹار کھا گیا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۲۴۸)

نمازوں کا فدیہ کتنا ہے؟

''قضا نمازوں کا فدیہ کب ادا کیا جائے؟'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۱۶۶)

ننگی کھڑی ہے

حاکم نے مستدرک میں روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی کسی زوجہ کے پاس ایک عورت آئی، اور کہا آپ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میرا ہاتھ درست کردے، پوچھا: تیرے ہاتھ کو کیا ہوگیا ہے؟ کہا: میرا باپ بڑا سخی اور مالدار تھا، اور میری ماں

---

(۱) الیقین لایزول بالشک. (الاشباہ والنظائر: ص: ۶۰، القاعدۃ الثالثۃ، الیقین لایزول بالشک، ط: قدیمی)

□ فإن الشک والإحتمال لایوجب الحکم بالنقض إذا الیقین لایزول بالشک. (الشامیۃ: ۱/۱۴۸، کتاب الطھارۃ، مطلب: فی ندب مراعاۃ الخلاف إذا لم یرتکب مکروہ مذھبہ، ط: سعید)

□ والثابت بالیقین لایزول بالشک. (بدائع الصنائع: ۵/۱۴۷، کتاب البیوع، فصل: وأما الذی یرجع إلی المعقود علیہ، ط: سعید)

بڑی بخیل تھی، میں نے اس کو کسی غریب کو کچھ دیتے ہوئے نہیں دیکھا، البتہ ایک دن ہم نے گائے ذبح کی، میری ماں نے اس کی چربی ایک مسکین کو دیدی، اور ایک کپڑا چھوٹا سا اس کو پہنا دیا، پھر میرے ماں باپ مر گئے، میں نے باپ کو خواب میں دیکھا کہ ایک نہر پر بیٹھ کر لوگوں کو پانی پلاتا ہے، میں نے پوچھا: ابو جی! میری ماں کو آپ نے دیکھا ہے، کہا: نہیں، میں اس کو تلاش کرنے لگی، دیکھا کہ ایک جگہ ننگی کھڑی ہے، اس کے بدن پر صرف وہی چھوٹا کپڑا ہے جو اس نے مسکین کو دیا تھا، اور اس کے ہاتھ میں وہی چربی ہے، اسکو چاٹتی ہے، اور پیاس پیاس پکارتی ہے، میں نے کہا: اے ماں! تیرے لئے پانی لاتی ہوں، میں اپنے باپ کے پاس گئی، اور ایک پیالہ پانی لا کر پلایا، پھر کسی نے میرے باپ کے پاس جا کر کہا، فلاں عورت کو جس نے پانی پلایا ہے، اللہ تعالیٰ اسکے ہاتھ کو شل کر دے، جب میں خواب سے اٹھی تو اپنا ہاتھ بے کار پایا۔(۱)

ننگے پاؤں زمین پر کھڑا ہونا

زمین خشک ہو اور اس پر کوئی گندگی نہ ہو تو اس پر ننگے پاؤں کھڑے ہو کر

---

(۱) وأخرج الحاكم عن معمر، قال: حدثنى شيخ لنا، أن المرأة جاء ت إلى بعض أزواج النبىّ ﷺ، فقالت لها: ادعى اللّٰه ان يطلق لى يدى، قالت: وما شان يدک؟ قالت: كان لى ابوان، فكان أبى كثير المال والمعروف، ولم يكن عند أمّى شئ من ذٰلک، لم أرها تصدقت بشئ غير انّا نحرنا بقرة، فاعطت مسكينا شحمة، والبسته خرقة، فمات أمى، ومات أبى، فرأيت أبى على نهر يسقى النّاس، فقلت: يا أبتاه هل رأيت أمّى؟ قال: لا ، فذهبت التمسها فوجدتها قائمة عريانة، ليس عليها الا تلک الخرقة، وفى يدها تلک الشحمة، وهى تضرب بها فى يدى الأخرىٰ، ثم تمص اثرها، وتقول: واعطشاه، فقلت: يا أمّه، الا اسقيک؟، قالت: بلى، فذهبت إلىٰ أبى، فاخذت من عنده إناء فسقيتها فنبه بى بعض من كان عندها، فأتى فقال: من سقاها أشل اللّٰه يده، فاستيقظت قد شلت يدى. (شرح الصدور بشرح حال الموتىٰ والقبور: (ص: ۳۳٦) باب تلاقى أرواح الموتىٰ وأرواح الأحياء فى النوم، قبل: فصل، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

واخرجه الحكم فى "مستدركه" (۴/ ۴۷۲).

جنازہ کی نماز پڑھنا درست ہے۔(۱)

ننگے سر جنازہ کے ساتھ جانا

جنازے کے ساتھ ننگے سر نہیں جانا چاہیے، کیوں کہ یہ غیر مسلموں کا طریقہ ہے۔(۲)

نوحہ کرنا

☆......نوحہ جائز نہیں ہے، یعنی میت کی خوبیوں کو بیان کر کے رونا، اپنا چہرہ سیاہ کر لینا، منہ پیٹنا، اور گریبان پھاڑنا وغیرہ ناجائز اور حرام ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے چہرے پر طمانچے مارے اور گریبان پھاڑے وہ ہم

---

(۱) ومنها الجفاف وزوال الأثر. الأرض تطهر باليبس وذهاب الأثر للصلاة لا للتيمم. (الهندية: ۱/ ۴۴، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة واحكامها، الفصل الاول في تطهير الانجاس، ط: رشيديه)

▭ وإذاذهب أثر النجاسة عن الأرض وقد جفت ولو بغير الشمس على الصحيح طهرت. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۱۶۴، كتاب الصلاة، باب الأنجاس والطهارة عنها، ط: قديمي)

▭ وذكر في المحيط عن شمس الائمة السرخسي: الأرض إذا جفت أي بعد إصابة النجاسة ولم يتبين أثر النجاسة فيها تطهر. (حلبي كبير: ص: ۱۸۷، شرائط الصلاة، الشرط الثاني، ط: سهيل اكيڈمی

(۲) عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن ابي داؤد: ۲/ ۵۵۸، كتاب اللباس، باب ماجاء في الاقبية ولبس الشهرة، ط: مير محمد)

▭ (مشكاة المصابيح: ص: ۳۷۵، كتاب اللباس، الفصل الثاني، ط: قديمي)

▭ من تشبه بقوم فهو منهم اي من شبه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار فهو منهم أي في الإثم، قال الطيبي: هذا عام في الخلق والخلق والشعار. (مرقاة المفاتيح: ۸/ ۲۲۲، كتاب اللباس، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

میں سے نہیں ہے۔(۱)

نیت

☆...... جنازہ کی نماز میں امام کو مقتدی کی نیت کرنا ضروری نہیں ہے،(۲) اور اس نیت کو زبان سے کہنا بھی ضروری نہیں ہے، نیت دل سے عزم وارادہ کو کہتے ہیں، وہ کافی ہے، البتہ زبان سے کہنا مستحب ہے۔(۳)

(۱) عن عبد الله رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لیس منا من لطم الخدود وشق الجیوب ودعا بدعوی الجاهلیة. (صحیح البخاری: ۱/۱۷۲، کتاب الجنائز، باب لیس منا من شق الجیوب، ط: قدیمی)

🗁 (جامع الترمذی: ۱/۱۹۵، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی النهی عن ضرب الخدود وشق الجیوب عند المصیبة، ط: سعید)

🗁 (سنن ابن ماجه: ص: ۱۱۳، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی النهی عن ضرب الخدود، ط: قدیمی)

🗁 ویحرم النوح وشق الجیوب وخمش الخدود ولطمها ونحو ذالک من الأفعال لما فی الصحیح: لیس منا من لطم الخدود وشق الجیوب ودعی بدعوة الجاهلیة (حلبی کبیر: ص: ۵۹۴، فصل: فی الجنائز، ط: سهیل اکیڈمی)

(۲) وأما کیفیة النیة فالمصلی لایخلو إما أن یکون منفرداً وإما أن یکون إماما...... وإن کان إماما فکذالک الجواب، لأنه منفرد فینوی ماینوی المنفرد، وهل یحتاج إلی نیة الإمامة؟ أما نیة الرجال فلایحتاج إلیها، ویصح إقتدائهم بدون نیة إمامتهم. (بدائع الصنائع: ۱/۱۲۷، ۱۲۸، کتاب الصلاة، وأما شرائط الارکان، البحث فی النیة، ط: سعید)

🗁 (والامام ینوی صلاته فقط) و(لا) یشترط لصحة الإقتداء نیة (إمامة المقتدی). (الدر المختار: ۱/۴۲۴، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ط: سعید)

🗁 (الهندیة: ۱/۶۶، کتاب الصلاة، الفصل الرابع فی النیة، ط: رشیدیه)

(۳) والمعتبر فیها عمل القلب اللازم للارادة، وهو أن یعلم هدایته أی صلاة یصلی والتلفظ بها مستحب، هو المختار. (الدر المختار: ۱/۴۱۵، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ط: سعید)

🗁 النیة إرادة الدخول فی الصلاة، والشرط أن یعلم بقلبه أی صلاة یصلی وأدناها لوسئل لأمکنه أن یجیب علی البدیهة، وإن لم یقدر علی أن یجیب إلا بتامل، لم تجز صلاته، ولاعبرة للذکر باللسان فإن فعله لتجتمع عزیمة قلبه فهو حسن. (الهندیة: ۱/۶۵، کتاب الصلاة، الفصل الرابع فی النیة، ط: رشیدیه)

🗁 وأما الاول فالنیة هی الارادة، فنیة الصلاة هی إرادة الصلاة لله تعالیٰ علی الخلوص والإرادة عمل القلب. (بدائع الصنائع: ۱/۱۲۷، کتاب الصلاة، البحث فی النیة، ط: سعید)

اور '' اللہ اکبر '' کو زبان سے ادا کرنا لازم ہے، یہ دل میں کہنا کافی نہیں ہے۔(۱)

☆......اگر میت مرد ہے یا عورت مشتبہ ہو جائے تو اس صورت میں یہ نیت کرے کہ جس میت پر امام نماز پڑھتا ہے میں بھی امام کے ساتھ اس میت پر جنازہ کی نماز پڑھتا ہوں، اگر مرد و عورت کی تعیین نہیں کی، بلکہ مطلقاً جنازہ کی نماز کی نیت کی تب بھی درست ہے۔(۲)

---

(۱)(والرابع منها(أی من شروط صحة التحريمة)النطق بالتحريمة بحيث يسمع نفسه)بدون صمم ولايلزم الأخرس تحريک لسانه علیٰ الصحيح، وغير الأخرس يشترط سماعه نطقه(علی الاصح). (مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی:ص:۲۱۸،۲۱۹، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃوأركانها، ط:قديمی)

▭ شروط لتحريم خظت بجمعها مهذبة حسنا مدی الدهر تزهر، دخول الوقت واعتقاد دخوله،...... ونطقه...... وفی الرد:ونطقه)اعتراض بأن النطق ركن التحريمة فكيف يكون شرطا؟ وأجيب بأن المراد نطقه علی وجه خاص، وهوأن يسمع بها نفسه فمن همس بها أوأجراها علی قلبه لاتجزيه.(الدر مع الرد: ۱/۴۵۲،کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، بحث شروط التحريمة، ط: سعيد)

▭ (طحطاوی علی الدر: ۱/۲۰۵، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، ط:رشيديه)

(۲) (ومصلی الجنازۃينوی الصلاۃ لله تعالیٰ وينوی أيضا الدعاء للميت.....وإن اشتبه عليه الميت) ذكر أم أنثی(يقول:نويت أن أصلی مع الإمام علی من يصلی عليه الإمام.(الدر المختار: ۱/ ۴۲۳، كتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب: إذااجتمعت الإشارۃ والتسمية، ط: سعيد)

▭ (الدر المنتقیٰ مع مجمع الانهر: ۱/۱۲۹، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ،ط:دار الكتب العلمية)

▭ وللجنازۃ ينوی الصلاۃ لله تعالیٰ والدعاء للميت...... ولو لم يعرف الجنازۃ ذكر أو أنثی يقول: أصلی مع الامام علی الميت الذی يصلی عليه .(مجمع الانهر: ۱/۱۲۹، كتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ط:دارالكتب العلمية)

▭ (الهندية: ۱/۶۲، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الرابع فی النية، ط:رشيديه)

☆......اگر جنازہ کے بارے میں اتنا معلوم ہے کہ نابالغ ہے لیکن لڑکا ہے یا لڑکی ہے، یہ معلوم نہیں، تو" اَللّٰھُمَّ اجْعَلْـہُ لَنَا فَرَطاً" کو مذکر کی ضمیر کے ساتھ پڑھے یا مونث کی ضمیر کے ساتھ دونوں صحیح ہیں۔(۱)

☆......اگر اتفاق سے جنازوں کی تعداد ایک سے زیادہ ہے تو سب جنازوں کی نماز ایک ساتھ پڑھنا جائز ہے، اور اس میں تمام میتوں کی نیت کی جائے۔(۲)

نیچے گر کر مرا

"دب کر مرنے والے کے جنازہ کی نماز" عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۳۴۴)

---

(۱) وإن كان غير مكلف يقول...... اللهم اجعله لنا فرطا اللهم اجعله لنا اجرا وذخرا اللهم اجعله لنا شافعا ومشفعا.(حلبی کبیر: ص:۵۸۷، فصل: فی الجنائز، ط:سهیل اکیڈمی)

🗀 ولايستغفر لصبى ولالمجنون ويقول: اللهم اجعله لنا فرطا واجعله لنا أجراً وذخراً واجعله لنا شافعا ومشفعا.(البحر الرائق: ۱/۱۸۴، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:سعيد)

🗀 وروى مثله سفيان في جامعه ،عن الحسن،قال: والظاهر أنه يدعو بهذه الالفاظ الواردة في هذه الاحاديث، سواء كان الميت ذكراً أو انثى، ولايحول الضمائر المذكورة إلى صيغة التانيث، إذا كانت الميت أنثى، لأن مرجعها الميت، وهو يقال على الذكر والانثى..اه (تحفة الاحوذى: ۴/ ۹۱، ابواب الجنائز، باب مايقول فى الصلاة على الميت، ط:قديمى)

🗀 (فقه السنة: ۱/۳۴۵، الجنائز، الصلاة على الميت، موضع هذه الأدعية ،ط:دارابن كثير)

(۲) (وإن حضر موتى نواهم)أى الصلاة عليهم.(نهاية المحتاج: ۲/۵۴۰، كتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل: في الصلاة على الميت، ط:دارالفكر بيروت)

🗀 (حواشى الشروانى وابن قاسم العبادى:۳/۱۶۰، كتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل:فى الصلاة على الميت، ط:داراحياء التراث العربى)

🗀 وذكر ح بحثا: أنه لابد من تعيين السبب وهو الميت أوالاكثر ،فإن أراد الصلاة على جنازتين نواهما معا، أو على أحدهما فلابد من التعيين.(الشامية: ۱/۴۲۳، كتاب الصلاة ،باب شروط الصلاة، مطلب:إذااجتمعت الإشاره والتسمية،ط:سعيد)

نیک بختی کی علامت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ موت کی تمنا نہ کرو، کیونکہ آخرت کا معاملہ نہایت سخت ہے، اور نیک بختی کی علامت یہ ہے کہ عمر زیادہ ہو، اور اس کو توبہ کی توفیق ہو۔

نیک کام کو ہلکا مت سمجھو

''دنیا سراسر دھوکہ ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱/۳۵۸)

نیک لوگوں کے قریب میت کو دفن کرنا

''میت کو نیک لوگوں کے قریب دفن کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۳۴۸)

نیک ہمسایہ سے مردوں کو نفع ہوتا ہے

''ہمسایہ مردے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۴۶۶)

نیل پالش

''ناخن پالش'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۳۷۴)

---

(۱) أخرج أحمد والبزار وأبو يعلى والحاكم والبيهقي في شعب الايمان عن جابر بن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ: لا تمنّوا الموت، فإن هول المطّلع شديد، وإن من السعادة أن يطول عمر المرء، حتى يرزقه الله الإنابة. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۱۴) باب النهي عن تمنّي الموت والدعاء به لضر ينزل به في المال والجسد، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

و

واپس آنا

☆...... جنازہ کی نماز سے پہلے واپس آنا مکروہ ہے، ہاں اگر جنازہ کی نماز کے بعد میت والے اجازت دے دیں تو واپس آنا مکروہ نہیں ہے۔(۱)

☆...... جنازہ سے واپس آتے وقت سواری اور گاڑی پر آنا بلا کراہت جائز ہے، کیوں کہ واپسی میں سواری پر آنا خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔(۲)

---

(۱) ولاینبغی أن یرجع من جنازة حتی یصلی علیه وبعد ماصلی ،لایرجع إلا باذن أهل الجنازة، قبل الدفن وبعد الدفن یسعه الرجوع بغیر إذنهم.(الهندیة: ۱/۱۶۵، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس فی الصلاة علی المیت، ط:رشیدیه)

ولاینبغی أن یرجع من یتبع الجنازة حتی یصلی لأن الإتباع للصلاه علیها فلایرجع قبل حصول المقصود. (البحر الرائق: ۲/۱۹۲، کتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعید)

(بدائع الصنائع: ۱/۳۱۰، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: وأما الکلام فی صلاة الجنازة، ط:سعید)

(۲) وکان یمشی إذاتبع الجنازة ،ویقول:لم أکن لأرکب والملائکه یمشون، فإذاانصرف عنها، فربما مشی وربما مرکب.(زادالمعاد: ۱/۵۱۸، فصل: وکان إذاانصرف عنها ،فربما مشی وربما مرکب، ط:مؤسسة الرسالة)

عن ثوبان رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم:أتی بدابة وهو مع جنازة فأبی أن یرکب فلما انصرف أتی بدابة فرکب فقیل له فقال:إن الملائکة کانت تمشی فلم أکن لأرکب وهم یمشون ، فلما ذهبوا رکبت.(سنن ابی داود:۲/۴۵۲،کتاب الجنائز، باب الرکوب فی الجنازة، ط:میر محمد)

(فلما انصرف)النبی صلی الله علیه وسلم من الجنازة(فرکب)فیه إباحة الرکوب فی الرجوع عن الجنازة وکراهة الرکوب فی الذهاب معها.(عون المعبود:۲/۱۴۳۸، ابواب الجنائز، باب الرکوب فی الجنازة،ط:دارابن حزم)

(شرح المسلم للنووی: ۱/۳۱۱، کتاب الجنائز، فصل: فی جواز الرکوب بعد الانصراف من الجنازة، ط:قدیمی)

واپسی کے لیے اجازت لینا

جنازہ کی نماز کے بعد دفن سے پہلے اگر کوئی شخص واپس جانا چاہے تو میت کے رشتہ داروں سے اجازت لینا ضروری نہیں، بلکہ مستحب ہے، البتہ دفن کر کے آنے کی صورت میں جتنا ثواب ملتا ہے دفن سے پہلے واپس آنے کی صورت میں اتنا ثواب نہیں ملے گا۔(۱)

واپسی میں میت کے مکان پر آنا

میت کو دفن کرنے کے بعد واپسی میں تمام لوگوں کا میت کے گھر پر آنا صحیح نہیں ہے، بلکہ دفن سے فارغ ہونے کے بعد اپنے اپنے کام کو چلے جانا چاہیے۔(۲)

والدین کا قاتل

اگر کسی نے ماں باپ کو قتل کر دیا ہو، اور اس کو حکومت نے قتل کے بدلہ میں

---

(۱) والرجل يتبع الجنازة فيصلي عليها، فليس له أن يرجع حتى يستأمر أهلها، وفي سكب الانهر: لو انصرف بدون إذن الولي قيل :يكره وقيل: لا، وهو الأوجه، وفي الصحيحين من اتبع جنازة مسلم حتى يصلى عليها. فله قيراط من الاجر، ومن أتبعها حتى تدفن فله قيراطان، والقيراط مثل أحد. (حاشية الطحطاوي على المراقي: ص: ۵۹۰، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط:قديمي)

(تبيين الحقائق: ۱/۲۳۹، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ط:امداديه)

ولايرجع عن الجنازة قبل الدفن بغير إذن أهلها. (الخانية على هامش الهندية: ۱/۱۹۰، كتاب الصلاة، باب في غسل الميت ومايتعلق به من الصلاة على الجنازة،...... الخ، ط:رشيديه)

(۲) يكره الاجتماع عند صاحب الميت حتى يأتي إليه من يعزى بل إذا رجع الناس من الدفن فليتفرقوا ويشتغلوا بامورهم وصاحب الميت بأمره. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۶۱۷، ۶۱۲، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، ط:قديمي)

(الشامية: ۲/۲۴۱، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في كراهة الضيافة من أهل الميت، ط:سعيد)

(طحطاوي على الدر: ۱/۳۸۳، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط:المكتبة العربية)

قصاصاً قتل کردیا تو اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھا جائے گا۔ اگر وہ اپنی موت مرے تو اس کا جنازہ پڑھا جائے گا، تاہم اس میں اچھے لوگ شرکت نہ کریں۔(۱)

والدین کے مزار پر جانا

اپنے والدین کے مزار پر جانا جائز ہے، ملک میں ہو یا غیر ملک میں اس میں کوئی قباحت نہیں، البتہ کسی خاص دن کو ہمیشہ کے لیے متعین کر کے جانا درست نہیں ہے۔(۲)

والدین ناراض تھے

☆...... اگر والدین ناراض ہو کر وفات پا گئے ہیں تو ان کے لیے قرآن مجید کی تلاوت، نفلی عبادات اور صدقہ خیرات سے ان کی ارواح کو ثواب بخش دے، ان کے لیے استغفار کرتا رہے، ان کا قرض ہو تو وہ ادا کرے، استطاعت ہو تو ان کی

---

(۱) لایصلی علی قاتل أحد أبویه إهانة له، وألحقه في النهر بالبغاة.

قوله: لایصلی علی قاتل أحد أبویه)الظاهر أن المراد أنه لایصلی علیه إذاقتله الإمام قصاصا. أما لو مات حتف أنفه یصلی علیه کما فی البغاة ونحوهم ،ولم أر صریحا فلیراجع. (الدر مع الرد: ۲/ ۲۱۲، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل یسقط فرض الکفایة بفعل الصبی؟،ط: سعید)

🗀 ولایصلی علی قاتل أحد أبویه عمدا ظلما إهانة له. (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ص: ۶۰۲، کتاب الصلاة، باب احکام الجنائز، ط:قدیمی)

🗀 (النهر الفائق: ۱/ ۴۰۹، کتاب الصلاة، باب صلاة الشهید،ط:رشیدیه)

(۲) قوله:وبزیارة القبور)أی لابأس بها ،بل تندب...... وتزار فی کل أسبوع...... قال فی شرح لباب المناسک إلا أن الافضل یوم الجمعة والسبت والاثنین والخمیس...... وفیه: یستحب أن یزور جبل أحد، لما روی ابن ابی شیبة "أن النبی صلی الله علیه وسلم کان یأتی قبورالشهداء بأحد علی رأس کل حول فیقول:السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار"والأفضل أن یکون ذالک یوم الخمیس متطهراً مبکراً لئلاتفوته الظهر بالمسجد النبوی...... اه قلت: استفید منه ندب الزیارة وإن بعد محلها. (الشامیة:۲/ ۲۴۲، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی زیارة القبور، ط:سعید)

🗀 (طحطاوی علی الدر: ۱/ ۳۸۳، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط:المکتبة العربیة)

🗀 (کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ۱/ ۴۰۳، کتاب الصلاة، مباحث الجنائز، خاتمة فی زیارة القبور،ط:دارالغد الجدید)

طرف سے حج کرے یا کرائے تو ان شاء اللہ وہ راضی ہو جائیں گے اور اولاد مطیع اور فرماں بردار سمجھی جائے گی۔

حدیث شریف میں ہے کہ: جو شخص اپنے ماں باپ کی طرف سے حج ادا کرے گا تو وہ ان کی طرف سے ادا ہو جائے گا، اور ان کی ارواح کو بشارت دی جائے گی، اور اللہ کے نزدیک اولاد مطیع وفرماں بردار سمجھی جائے گی۔

☆......نفل کے ذریعے بھی ثواب پہنچایا جاسکتا ہے۔(۱)

وصیت

وارثوں کے حق میں وصیت کا اعتبار نہیں، اور وارثوں پر اس کے مطابق عمل

---

(۱) اعلم أن فعل الولد ذالک مندوب إليه جداً، لما أخرج الدارقطني :عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما عنه صلى الله عليه وسلم" لمن حج عن ابويه أوقضى عنهما مغرما بعث يوم القيامة مع الأبرار" وأخرج ايضا عن جابر أنه عليه الصلاة والسلام قال:"من حج عن أبيه وأمه فقد قضى عنه حجته وكان له فضل عشر حجج، وأخرج أيضا عن زيد بن أرقم قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:"إذاحج الرجل عن والديه تقبل منهما واستبشرت أرواحهما وكتب عند الله براً.

(الشامية: ۲/ ۹ ۰ ۶، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، مطلب: العمل على القياس دون الاستحسان هنا، ط:سعيد)

(منحة الخالق على البحر الرائق: ۳/ ۷۳، ۷۴، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، ط:سعيد)

(تبيين الحقائق: ۲/ ۸۷، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، ط:امداديه ملتان

عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:إذامات الانسان انقطع عنه عمله إلا من ثلاثة إلا من صدقة جارية أوعلم ينتفع به أو ولد صالح يدعو له، رواه مسلم (مشكاة المصابيح:ص: ۳۲، كتاب العلم، الفصل الاول،ط:قديمى)

الأصل ان كل من أتى بعبادةٍ ما له جعل ثوابها لغيره وإن نواها، عند الفعل لنفسه لظاهر الأدلة.

(قوله:بعبادة ما)أى سواء كانت صلاة أوصوما أوصدقة أوقراء ة أوذكراًأوطوافاأوحجا أوعمرة أو غير ذالک.(الدر مع الرد: ۲/ ۵۹۵، ۵۹۶، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، مطلب: في إهداء ثواب الأعمال للغير، ط:سعيد)

کرنا لازم نہیں، ہاں اگر تمام ورثاء بالغ ہیں اور سب مل کر رضا مندی سے اس پر عمل کرنا چاہتے ہیں تو کر سکتے ہیں، اور اگر عمل کرنا نہیں چاہتے تو وصیت کے مطابق عمل کرنے کے لیے مجبور کرنا جائز نہیں ہے، البتہ وارثوں کے علاوہ غیر وارثوں کے لیے ایک تہائی تک وصیت کرنا درست ہے۔(۱)

مزید ''خیرات کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۳۴۰)۔

وصیت کے باوجود فدیہ نہ دینا

اگر میت نے نماز، روزہ وغیرہ کا فدیہ ادا کرنے کی وصیت کی اور ترکہ میں مال بھی چھوڑا تو وارثوں پر ایک تہائی ترکہ سے وصیت کے مطابق فدیہ ادا کرنا لازم ہے، اگر ورثاء ایک تہائی ترکہ سے فدیہ ادا نہیں کریں گے تو گناہ گار ہوں گے، اور جب تک اللہ معاف نہیں کرے گا میت بھی آخرت کی پکڑ سے بری نہیں ہوگی۔(۲)

(۱) ولالوارثه...... إلا بإجازة ورثته...... وهم كبار)عقلاء فلم تجز إجازة صغير ومجنون.(الدر المختار: ۶/۶۵۵،۶۵۶، كتاب الوصايا، ط:سعيد)

☐ ثم تصح الوصية لأجنبي من غيرإجازة الورثة...... ولاتجوز بما زاد على الثلث إلاأن يجيزه الورثه بعدموته وهم كبار...... ولاتجوز الوصية للوارث عندنا إلاأن يجيزها الورثة. (الهندية: ۶/۹۰، كتاب الوصايا، الباب الاول في تفسيرها وشرط جوازها وحكمها...... الخ، ط:رشيديه)

☐ وكونه اجنبيا حتى إن الوصية للوارث لاتجوز إلا بإجازة الورثة.(البحرالرائق: ۸/۴۶۰، كتاب الوصايا، ط:سعيد)

(۲) ولومات وعليه صلوات فائتة وأوصى بالكفارة يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر كالفطرة...... وإنما يعطى من ثلث ماله، وفي الرد:فلوزادت الوصية على الثلث لايلزم الولي إخراج الزائد إلا بإجازة الورثة.(الدر مع الرد: ۲/۷۲،۷۳، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب: في إسقاط الصلاة عن الميت، ط:سعيد)

☐ (البحرالرائق:۲/۱۹۰،۱۹۱، كتاب الصلاة،باب صلاة المريض، ط:سعيد)

☐ (الهندية: ۱/۱۲۵، كتاب الصلاة، الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت، مسائل متفرقة، ط: رشيدية)

وصیت کے بغیر مرا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص وصیت کے بغیر مرے گا، وہ دوسرے مردوں سے کلام (بات چیت) نہیں کر سکے گا، یعنی قیامت تک گونگے کے مانند رہے گا، صحابہ کرام نے پوچھا: یا رسول اللہ! مردے بھی آپس میں کلام کرتے ہیں، فرمایا: ہاں، بات چیت کرتے ہیں، اور ملاقات کرنے بھی جاتے ہیں۔(۱)

وضو جنازہ کے لیے کیا

اگر جنازہ کی نماز پڑھنے کے لیے وضو کیا تو اس وضو سے ظہر وعصر (نمازیں) وغیرہ پڑھنا درست ہے۔(۲)

وضو کرانا

☆......میت کو غسل دینے سے پہلے اسی طرح وضو کرانا مستحب ہے جس طرح زندہ انسان جنابت (ناپاکی) سے پاک ہونے کے لیے غسل کرتے وقت

---

(۱) أخرج أبو الشيخ وابن حبان في كتاب الوصايا، عن قيس بن قبيصه مرفوعًا: من لم يوص، لم يؤذن له في الكلام مع الموتى، قيل يا رسول الله! وهل تتكلّم الموتى؟ قال: نعم، ويتزاورون.

وأخرج أبو أحمد، والحاكم في الكنى، عن جابر مرفوعًا: من مات على غير وصية، لم يؤذن له في الكلام إلى يوم القيامة، قالوا: يا رسول الله! ويتكلّمون قبل يوم القيامة؟ قال: نعم، ويزور بوضهم بعضًا. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۳۳۰) باب الوصية، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

(۲) أن الصلاة تصح عندنا بالوضو ولولم يكن منويا. (الشامية: ۱/۱۰۶، كتاب الطهارة، مطلب: الفرق بين الطاعة والقربة والعبادة، ط: سعيد)

کرتا ہے، لیکن اس وضو میں کلی کرانا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے، تاکہ میت کے پیٹ میں پانی جا کر خرابی پیدا نہ کرے، مزید یہ کہ میت کو کلی کرانے اور ناک میں پانی ڈالنے اور نکالنے میں دشواری بھی ہے، البتہ مستحب یہ ہے کہ میت کو غسل دینے والا اپنی شہادت کی انگلی اور انگوٹھے پر پاک کپڑا لپیٹ کر اس کو پانی سے تر کرلے، پھر اس سے میت کے دانتوں اور مسوڑھوں اور نتھنوں کا مسح کرے، یعنی بھیگے ہوئے کپڑے والی انگلی پھیر دے، اور یہ عمل کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کے قائم مقام ہے۔

☆......نابالغ بچے اور بچی کو بھی موت کے غسل میں وضو کرانا چاہیے۔(۱)

---

(۱) (ویوضأ)من یؤمر بالصلاۃ(بلامضمضة واستنشاق)للحرج وقیل یفعلان بخرقة ،وعلیه العمل الیوم.

قوله: ویوضأ من یؤمر بالصلاۃ)خرج الصبی الذی لم یعقل لأنه لم یکن بحیث یصلی قاله الحلوانی وهذاالتوجیه لیس بقوی إذیقال: إن هذاالوضوء سنة الغسل المفروض للمیت لاتعلق لکون المیت بحیث یصلی علیه أولا کما فی المجنون شرح المنیة ومقتضاه أنه لا کلام فی أن المجنون یوضأ وأن الصبی الذی لایعقل الصلاۃ یوضأ أیضا.

قوله: للحرج)إذلایمکن إخراج الماء أویعسر فیترکان.قوله:بخرقة)أی یجعل الغاسل فی أصبعه یمسح بها أسنانه ولهانه ولثته ویدخلها منخرة أیضا. (الدرمع الرد:۱۹۵/۲، ۱۹۶، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلبٌ: فی القراءۃ عند المیت، ط:سعید)

(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی:ص:۵۶۷، ۵۶۸، کتاب الصلاۃ، باب احکام الجنائز، ط:قدیمی)

(حلبی کبیر:ص:۵۷۸، فصل: فی الجنائز، ط:سهیل اکیڈمی)

(البحرالرائق مع حاشیة منحة الخالق،۱۷۱/۲، ۱۷۲، کتاب الجنائز، ط:سعید)

ینـدب أن یوضأ کما یتوضأ الحی عند الغسل من الجنابة الا المضمضة والاستنشاق،فانهما لایفعلان فی وضوء المیت، لئلا یدخل الماء إلی جوفه ،فیسرع فساده ولوجود مشقة فی ذالک ولکن یستحب ان یلف الغاسل خرقة علی سبابته وإبهامه ویبلها بالماء ثم یمسح بها اسنان المیت ولثته ومنخریه فیقوم ذالک مقام المضمضة والاستنشاق وهذامتفق علیه بین الحنفیة (کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: ۵۰۸/۱، مباحث الجنائز،هل یوضأ المیت قبل غسله،ط:داراحیاء التراث العربی بیروت)

وضو کے بغیر جنازہ کی نماز پڑھنا

وضو یا تیمّم کے بغیر جنازہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں، کبیرہ گناہ ہے، البتہ اگر امام نے جنازہ کی نماز شروع کردی، وضو کرنے کی صورت میں نماز فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں تیمّم کر کے جنازہ کی نماز میں شریک ہو جائے۔(۱)

لیکن یہ تیمّم صرف جنازہ کی نماز کے لیے ہوگا، اس تیمّم سے دوسری نمازیں پڑھنا جائز نہیں ہوگا بلکہ وضو کرنا ضروری ہوگا۔(۲)

وضو کے بغیر نماز پڑھا دی

اگر امام نے بے خیالی میں وضو کے بغیر جنازہ کی نماز پڑھا دی، پھر جنازہ چلے جانے کے بعد امام صاحب کو علم ہوا کہ نماز کے دوران وضو نہیں تھا تو اس صورت

---

(۱) وجاز(لخوف فوت صلاة الجنازة) أی کل تکبیراتها
قوله: أی کل تکبیراتها)فإن کان یرجو أن یدرک البعض لایتیمم لأنه یمکنه أداء الباقی وحده.
(الدر مع الرد: ۱/۲۴۱، کتاب الطهارة، باب التیمم،ط:سعید)
ومن العذر خوف فوت جنازة،...... لأنها تفوت بلاخلف فإن کان یدرک تکبیرة منها توضأ
(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی:ص:۱۱۷،کتاب الطهارة، باب التیمم، ط:قدیمی)
(الهندیة: ۱/۳۱، کتاب الطهارة،الباب الرابع فی التیمم ،الفصل الثالث فی المتفرقات، ط: رشیدیه)

(۲) قوله:بخلاف صلاة جنازة)أی فإن تیممها تجوز به سائر الصلوات لکن عند فقد الماء، وأما عند وجوده إذاخاف فوتها فإنما تجوز به الصلاة علی جنازة أخری إذالم یکن بینها فاصل کمامر، ولایجوز به غیرها من الصلوات. (الشامیة: ۱/۲۴۵، کتاب الطهارة، باب التیمم، ط:سعید)
(لاتصح بدون طهارة)فیکون المنوی إما صلاة أوجزأ للصلاة فی حد ذاته کقوله :نویت التیمم للصلاة أو لصلاة الجنازة أو سجدة التلاوة ...... (فلایصلی به) المتیمم.(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی:ص:۱۱۳ ، کتاب الطهارة، باب التیمم، ط:قدیمی)
ثم لایخفی أن قولهم یجوز الصلاة بالتیمم لصلاة الجنازة محمول علی إذا لم یکن واجدا للماء (البحر الرائق: ۱/۱۵۱ ، کتاب الطهارة، باب التیمم، ط:سعید)

میں جنازہ کی نماز نہیں ہوئی، جنازہ کی نماز دوبارہ پڑھنا لازم ہے،(۱) اگر میت کو دفن کردیا ہے تو قبر پر اس وقت تک جنازہ کی نماز پڑھنا لازم ہے جب تک میت کے سڑنے اور پھٹنے کا غالب گمان نہ ہو۔

بعض فقہاء نے تین دن کی تحدید کی ہے، اگر یہ مدت گزر گئی ہے پھر قبر پر بھی جنازہ کی نماز نہ پڑھیں۔(۲)

وضو کے بغیر نماز پڑھی

''بے وضو نماز پڑھی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۵۸/۱)

وقتی نماز اقتدا میں پڑھنے کے لیے راضی نہیں تھے

''امام کے پیچھے وقتی نماز نہ پڑھنے والے میت کی امامت'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۹۱/۱)

---

(۱) ولو صلى الامام بلاطهارة أعادوا لأنه لاصحة لها بدون الطهارة فإذالم تصح صلاة الإمام لم تصح صلاة القوم. (البحر الرائق: ۱۷۹/۲، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

فلو أم بلاطهارة والقوم بهاأعيدت. وفي الرد: قوله: أعيدت) لأنه لاصحة لها بدون الطهارة وإذالم تصح صلاة الامام لم تصح صلاة القوم. (الدرمع الرد: ۲۰۸/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي؟ ط: سعيد)

ولو صلى الإمام بلاطهارة، والقوم بها أعيدت لعدم انعقاد صلاة الجميع (حاشية الطحطاوى على المراقى: ص: ۵۸۲، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: الصلاة عليه، ط: قديمى)

(۲) (وإن دفن) وأهيل عليه التراب (بغير صلاة) أوبها غسل...... (صلى على قبره) استحساناً (مالم يغلب على الظن تفسخه) من غير تقدير هو الاصح.

قوله: هو الاصح) لأنه يختلف باختلاف الاوقات حرا وبرداً...... وقيل بثلاثه أيام (الدر مع الرد: ۲/ ۲۲۴، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في كراهة صلاة الجنازة في المسجد، ط: سعيد)

(طحطاوى على الدر: ۳۷۷/۱، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: المكتبة العربية)

(التاتارخانية: ۱۳۲/۲، كتاب الصلاة، الباب الثانى والثلاثون فى الجنائز، نوع آخر: فى الخطأ الذى يقع فى اللباب، ط: قديمى)

وقف کی رقم

ایک وقف کی رقم دوسرے وقف میں بھی استعمال کرنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے، اس لیے وقف قبرستان کی رقم کو کسی اور جگہ پر استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

وقف میں میراث جاری نہیں ہوتی

اگر کسی زمین کو باقاعدہ شرعی طور پر وقف کیا گیا ہے تو اس میں میراث جاری نہیں ہوگی، بلکہ وقف کرنے والے نے جو حصہ جس طرح متعین کر دیا ہے اس کے موافق مستحقین میں تقسیم کیا جائے گا، (۲) اور اگر وہ زمین باقاعدہ وقف نہیں، بلکہ کسی خاص شخص کی ملک ہے، تو اس مالک کے انتقال کے بعد شرعی طور پر میراث جاری

---

(۱) (إتحد الواقف) والجهة وقل مرسوم بعض الموقوف عليه) بسبب خراب وقف أحدهما (جاز للحاكم أن يصرف من فاضل الوقف الآخر عليه) لأنهما حينئذ كشيء واحد (وإن اختلف أحدهما بأن بنى رجلان مسجدين أو رجل مسجد ومدرسة ووقف عليهما أوقافا، (لا) يجوز له ذالک.
(الدر المختار: ۴/ ۳۶۰، كتاب الوقف، مطلب: فى نقل أنقاض المسجد ونحوه، ط: سعيد)

🗀 (البحر الرائق: ۵/ ۲۳۴، كتاب الوقف، ط: سعيد)

🗀 أما إذا اختلف الواقف أو اتحد الواقف واختلف الجهة بأن بنى مدرسة ومسجدا وعين لكل وقفا وفضل من غلة أحدها لايبدل شرط الواقف وكذا إذا اختلف الواقف لا الجهة يتبع شرط الواقف وقد علم بهذا التقرير اعمال العلتين الاخياء ورعاية شرط الواقف هذا هو الحاصل من الفتاوىٰ. (بزازيه على هامش الهندية: ۶/ ۲۶۱، كتاب الوقف، نوع فى وقف المنقول، ط: رشيديه)

(۲) إذا جعل داره مسكنا للمساكين ودفعهما إلى والٍ بقوم بذالک فليس له أن يرجع فيها...... وإن مات لم تكن ميراثاً عنه وإن لم يسكنها أحد. (الهندية: ۲/ ۴۶۵، ۴۶۶، كتاب الوقف، الباب الثانى عشر فى الرباطات والمقابر والخانات...... الخ، ط: رشيديه)

🗀 ولا يملك الوقف) باجماع الفقهاء كما نقله فى فتح القدير ولقوله عليه السلام لعمر رضى الله عنه تصدق بأصلها لاتباع ولاتورث. (البحر الرائق: ۵/ ۲۲۱، كتاب الوقف، ط: سعيد)

🗀 (تبيين الحقائق: ۳/ ۳۲۵، كتاب الوقف، ط: امداديه)

ہوگی۔(۱)

ولد الزنا کے جنازے کا حکم

☆...... ولد الزنا جس کے ماں باپ دونوں یا دونوں میں سے کوئی ایک مسلمان ہو، وہ مسلمان بچہ ہے، اس کے جنازے کی نماز پڑھنا لازم ہے، کیونکہ اس بچے کا کوئی قصور نہیں ہے، اس کے والدین کا قصور ہے، والدین کے قصور کی وجہ سے بچے کی پکڑ نہیں ہوگی، بچہ تو معصوم، بے گناہ ہے۔

☆...... جو مسلمان شخص کسی مسلمان عورت کو نکاح کے بغیر بھگا کر لے گیا اور اسی عورت سے بچہ پیدا ہوا اور وہ مر گیا اس کے جنازے کی نماز پڑھنا ضروری ہے، کیونکہ وہ بچہ قصوروار نہیں ہے، اور وہ مسلمان بچہ ہے۔

☆...... مسلمان زانیہ کا بچہ جو غیر مسلم سے ہو اس کے جنازے کی نماز پڑھنی چاہیے۔(۲)

---

(۱) لایجوز التصرف فی مال غیرہ بلاإذنه ولاولایته.(الدر المختار:۶/۲۰۰، کتاب الغصب، مطلب:فیمایجوز من التصرف بمال الغیر بدون إذن صریح، ط:سعید)

(الاشباہ والنظائر لابن نجیم،ص:۲۷۶، کتاب الغصب، ط:قدیمی)

یبدأ من ترکة المیت...... بتجهیزہ...... ثم تقدم دیونه...... ثم...... وصیته...... ثم...... یقسم الباقی...... بین ورثته . (الدرالمختار مع الدر :(۶/۷۵۹،۷۶۱) کتاب الفرائض، ط:سعید)

والإرث جبری.(الشامیة:۴/۷۴۳، کتاب الطلاق، باب الکفارۃ، مطلب: لااستحالة فی جعل المعصیة سببا للعبادۃ، ط:سعید)

(۲) عن عمر بن یحی رضی اللہ عنه قال:صلی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم علی ولد الزنا وأمه ماتت فی نفاسها.(مصنف عبد الرزاق:۳/۵۳۴، رقم الحدیث:۶۶۱۲،کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی ولد الزنا والمرجوم،ط:ادارۃ القرآن)

فکل مسلم مات بعد الولادۃ یصلی علیه صغیراً کان أو کبیرا ذکراً کان أو أنثی...... إلاالبغاۃ وقطاع الطریق ومن بمثل حالهم لقول النبی صلی اللہ علیه وسلم:صلوا علی کل بر وفاجر. (بدائع الصنائع: ۱/۳۱۱، کتاب الصلاۃ،باب صلوٰۃ الجنازۃ،فصل:وأما الکلام فی صلوۃ الجنازۃ. ط: سعید)=

ولی غیر عالم کو امام بنا کر جنازہ کی نماز پڑھ لے

اگر میت کا ولی غیر عالم کو امام بنا کر جنازہ کی نماز پڑھ لے تو راجح اور احوط یہی ہے کہ نماز کا اعادہ نہ کیا جائے، (۱) اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جنازے کی نماز کا تکرار مشروع نہیں ہے۔ اس لیے بھی نہ لوٹانا ہی احتیاط ہے۔ (۲)

ولی نے نماز پڑھ لی

☆......اگر جنازہ کی پہلی نماز ولی نے پڑھی، یا اس کی اجازت سے دوسرے نے پڑھائی اور ولی جماعت میں شامل ہوا، پھر کسی دوسرے کو دوبارہ اس میت پر یا

= قال القاضي: مذهب العلماء كافة الصلاة على كل مسلم ومحدود ومرجوم وقاتل نفسه وولد الزنا. (شرح النووي على المسلم: ۱/۳۱۴، قبيل: كتاب الزكاة، ط: قديمي)

والصلاة عليه...... فرض كفاية...... وشرطها...... إسلام الميت.

قوله: إسلام الميت) أي ولو بطريق التبعية لأحد الأبوين. (الدر مع الرد: ۲/۲۰۷، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في صلاة الجنازة، ط: سعيد)

(وشرائطها) ستة أولها (إسلام الميت)

قوله: إسلام الميت) إما بنفسه أو بإسلام أحد أبويه. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۵۸۱، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: الصلاة عليه، ط: قديمي)

(۱) وإن صلى الولي لم يجز لأحد أن يصلي بعده...... اه. ونحوه في الكنز وغيره، فقوله: لم يجز لأحد يشمل السلطان، ثم رأيت في غاية البيان مانصه، هذا على سبيل العموم حتى لاتجوز الإعادة لا للسلطان ولا لغيره...... اه (الشامية: ۲/۲۲۳، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: تعظيم أولي الأمر واجب، ط: سعيد)

(البحر الرائق: ۲/۱۸۲، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: سعيد)

(تبيين الحقائق: ۱/۲۴۰، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ط: امداديه)

(۲) ليس لمن صلى عليها أن يعيد مع الولي لأن تكرارها غير مشروع. (الشامية: ۲/۲۲۳، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: تعظيم أولي الأمر واجب، ط: سعيد)

ولا يصلى على ميت إلا مرة واحدة. (الهندية: ۱/۱۶۳، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس في الصلاة على الميت، ط: رشيديه)

(بدائع الصنائع: ۱/۳۱۱، كتاب الصلاة، فصل: الكلام في صلاة الجنازة، ط: سعيد)

اس کی قبر پر جنازہ کی نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔

☆......اور اگر ولی نے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی تھی، تو اس کو دوبارہ جنازہ کی نماز پڑھنے کا حق ہے لیکن جو لوگ پہلے نماز پڑھ چکے ہیں، وہ شریک نہ ہوں۔(۱)

(۱) (فإن صلى غيره)أي الولي(ممن ليس له حق التقدم...... ولم يتابعه)الولي (أعاد الولي)ولو على قبره إن شاء لأجل حقه لالإسقاط الفرض ولذ قلنا ليس لمن صلى عليهاأن يعيد مع الولي لأن تكرارها غير مشروع...... (وإن صلى هو)أي الولي(بحق...... لايصلي غيره بعده). (الشامية: ۲/ ۲۲۲، ۲۲۳، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: تعظيم أولي الأمر واجب، ط:سعيد)

🗀 (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي:ص: ۵۹۱،كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته،ط:قديمي)

🗀 (البحر الرائق: ۲/ ۱۸۱،كتاب الجنائز، فصل:السلطان أحق بصلاته، ط:سعيد)

ہ

ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

''دفن کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۱/۳۵۴)

ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا قبر پر

''قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں!(۲/۹۲)

ہاتھ دھونا تدفین کے بعد

اگر تدفین کے بعد ہاتھ میں مٹی لگی ہوئی ہو تو اس کو دھونا درست ہے، ہاتھ دھونے میں شرعاً کچھ حرج نہیں ہے، اگر ہاتھ خراب نہ ہوں تو دھونا ضروری نہیں ہے۔

ہاتھ شل ہوگیا

''دنگی کھڑی ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۴۴۳)

ہاتھ کیسے رکھے؟

میت کو کفناتے وقت دونوں ہاتھ پیٹ پر نہ رکھیں، بلکہ دونوں ہاتھ سیدھے رکھ کر رانوں کے برابر کر دیے جائیں۔(۱)

ہبہ کرنا

زندگی اور صحت کی حالت میں اپنی جائیداد اور مال کسی کو ہبہ کر کے قبضہ دے

(۱) ویوضع یداہ فی جانبیہ لاعلی صدرہ لأنہ من عمل الکفار.(الدر المختار:۲/۱۹۸، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: فی حدیث: کل سبب ونسب منقطع إلاسببی ونسبی؟، ط: سعید)

(وتوضع یداہ بجنبیہ)إشارۃ لتسلیمۃ الأمر لربہ(ولایجوز وضعھما علی صدرہ)لأنہ صنع أھل الکتاب.(مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی:ص:۵۶۴، کتاب الصلاۃ، باب احکام الجنائز، ط: قدیمی)

طحطاوی علی المراقی: ۱/۳۶۷، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ،ط:رشیدیہ)

کر مالک ومختار بنانا جائز ہے، (اور وہ شرعاً اور قانوناً مالک ہو جائے گا، اور ہبہ معتبر ہوگا) بشرطیکہ وارثوں کو کسی شرعی عذر کے بغیر محروم کرنا اور ان کی حق تلفی کرنا مقصد نہ ہو، ورنہ سخت گناہ گار ہوگا۔(۱)

ہڈیاں باقی ہیں

دریا میں غرق ہو کر یا سیلاب یا طوفان میں آدمی کے مرجانے کے بعد لاش ایسی حالت میں برآمد ہوئی کہ جسم کی صرف ہڈیاں باقی ہوں، تو ان پر جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جائے گی، بلکہ ان ہڈیوں کو ویسے ہی کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔(۲)

---

(۱) هي تمليك عين بلاعوض، وتصح بالإيجاب والقبول وتتم بالقبض. (ملتقى الابحر: ۳/ ۳۸۹، كتاب الهبة، ط: مكتبه غفاريه)

ولو وهب رجل شيئا لأولاده في الصحة وأراد تفضيل البعض على البعض في ذالك لارواية لهذا في الاصل عن أصحابنا وروى عن أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ أنه لابأس به إذاكان التفضل لزيادة فضل له في الدين وإن كانا سواء يكره وروى المعلى عن ابي يوسف رحمه الله تعالىٰ أنه لابأس به إذالم يقصد به الاضرار وإن قصد به الاضرار سوى بينهم يعطى الابنة مثل مايعطى للابن وعليه الفتوىٰ. (الهندية: ۴/ ۳۹۱، كتاب الهبة، الباب السادس في الهبة للصغير، ط: رشيديه)

(الخانية على هامش الهندية: ۳/ ۲۷۹، كتاب الهبة، فصل: في هبة الوالد لولده والهبة للصغير، ط: رشيديه)

(۲) أن العظام لايصلى عليها بالإجماع. (بدائع الصنائع: ۱/ ۳۰۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، وأماشرائط وجوب الغسل، ط: سعيد)

(المحيط البرهاني: ۳/ ۱۰۷، كتاب الصلاة الفصل الثاني والثلاثون في الجنائز، نوع آخر: من هذاالفصل في المتفرقات، ط: إدارة القرآن)

وإذا وجد شيء من أطراف الميت كيد أورجل أورأس لم يغسل ولم يصل عليه ولكنه يدفن، (التاتارخانية: ۲/ ۱۳۶، كتاب الصلاة، الباب الثاني والثلاثون في الجنائز، القسم الرابع: نوع آخرمن هذاالفصل في المتفرقات، ط: قديمي)

ہڈیاں نکل آئیں

اگر پہلے سے معلوم ہے کہ اس جگہ پر قبر کھودنے سے ہڈیاں نکل آئیں گی، تو وہاں پر جان بوجھ کر قبر نہ کھدوائے۔ اور اگر پہلے سے علم نہ ہو اور قبر کھودتے وقت ایک دو ہڈیاں نکل آئیں، تو انہیں وہیں پر ایک طرف کو رکھ دیا جائے، اور مٹی اس کے درمیان اور میت کے درمیان حائل کر دی جائے۔(۱)

ہر شخص مٹی کتنی ڈالے؟

☆......میت کو قبر میں رکھ کر تختہ وغیرہ پر بوریا ڈال کر مٹی ڈالنا جائز ہے۔(۲)

☆......میت کو دفن کرنے کے بعد ہر شخص قبر پر کتنی کتنی مٹی ڈالے؟ اس کی کوئی حد مقرر نہیں ہے، البتہ تمام حاضرین کے لیے تین تین مٹھی مٹی یا دونوں ہاتھوں

---

(۱) قال في الفتح: ولايحفر قبر لدفن آخر إلاإن بلي الاول فلم يبق له عظم إلاأن يوجد فتضم عظام الأول ويجعل بينهما حاجز من تراب. (الشامية: ۲/۲۳۳، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في دفن الميت، ط: سعيد)

(فتح القدير: ۲/۱۰۲، كتاب الصلاة، قبيل: باب الشهيد، ط: رشيديه)

(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/۲۰۳، كتاب الصلاة، مباحث الجنائز، نبش القبر، ط: دار الغد الجديد)

(۲) ويسوى اللبن عليه والقصب لاالآجر.

قوله: والقصب)...... ونصوا على استحباب القصب فيها كاللبن

(الدر المختار مع الرد: ۲/۲۳۶، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: في دفن الميت، ط: سعيد)

(البحر الرائق: ۲/۱۹۴، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلوته، ط: سعيد)

ويستحب القصب) واللبن وقال في الأصل: اللبن والقصب فدل المذكور في الجامع على أنه لابأس بالجمع بينهما واختلف في القصب المنسوج.

قوله: في القصب المنسوج) أي المجموع بعضه إلى بعض بنحو حبل كالذي يفعله الخصاصون في بولاق وكالحصر. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: (ص: ۶۱۰)، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: في حملها ودفنها، ط: قديمي)

میں مٹی بھر کر قبر میں ڈالنا مستحب ہے۔

☆......عالمگیری میں ہے کہ جو بھی شخص دفن میں حاضر ہو، اس کے لیے تین تین مٹھی بھر کر قبر پر ڈالنا مستحب ہے، اور پہلی مٹھی ڈالتے وقت "مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ" پڑھے، اور دوسری مٹھی ڈالتے وقت "وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ" پڑھے، اور تیسری مٹھی پر "وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى" پڑھے۔

☆......قبر مکمل ہونے کے بعد اگر کوئی آئے تو پھر مٹی دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

☆......دفن کے وقت حاضر لوگ تین تین مٹھی ڈال چکیں اور قبر مکمل نہ ہوئی ہو تو بقیہ مٹی ویسے ہی ڈال دی جائے۔(۱)

ہمسایہ مردہ

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے مردوں کو نیک لوگوں کی قبروں کے درمیاں دفن کرو، اس واسطے کہ مردوں کو برے ہمسایہ سے تکلیف پہنچتی ہے جیسے زندوں کو برے ہمسایہ سے تکلیف پہنچتی ہے۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارا کوئی مرجائے تو اس کو اچھا کفن دو اور جلدی لے جاؤ، اور قبر گہری تیار

(۱) ولابأس بأن يهيلوا بأيديهم أو بالمساحي وبكل أمكن...... ويكره أن يزاد على التراب الذى اخرج من القبر...... ويستحب لمن شهد دفن الميت أن يحثو فى قبره ثلاث حثيات من التراب بيديه جميعا...... ويقول فى الحثية الأولى منها خلقناكم وفى الثانية وفيها نعيدكم وفى الثالثة ومنها نخرجكم تارة أخرى. (الهنديه: ١/١٦٦، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون فى الجنائز، الفصل السادس فى القبر والدفن...... الخ، ط: رشيديه)

(الجوهرة النيرة: ١/١٣٣، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ط: قديمى)

(الدر مع الرد: ٢/٢٣٦، ٢٣٧، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فى دفن الميت، ط: سعيد)

کرو، اور برے ہمسایہ سے اس کو دور رکھو، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آخرت میں بھی نیک ہمسایہ سے نفع ہوتا ہے؟ آپ نے پوچھا دنیا میں نفع ہوتا ہے، سب نے عرض کیا: ہاں ہوتا ہے، آپ نے فرمایا: اسی طرح آخرت میں بھی ہوتا ہے۔

☆ حضرت عبداللہ المزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کا انتقال مدینہ میں ہوا، اور وہیں دفن کیا گیا، کسی نے اس کو خواب میں دیکھا کہ عذاب میں مبتلا ہے، پھر ساتویں یا آٹھویں روز دیکھا کہ وہ جنت میں ہے، اس نے اس کا سبب پوچھا، اس نے جواب دیا کہ میرے بعد ایک نیک مرد یہاں دفن کیا گیا، اس نے اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے ہمسایوں میں سے چالیس آدمیوں کی بخشش کی سفارش کی، میں بھی اس چالیس میں تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کی سفارش قبول فرمائی۔ (۱)

ہمسائے مردے پکار کر کہتے ہیں

محمد بن صبیح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مردہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور

(۱) وأخرج أبو نعيم، وابن مندة، عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ ادفنوا موتاكم وسط قوم صالحين، فإنّ الميت يتأذى بجار السوء، كما يتأذى الحي بجار السوء.

وأخرج ابن عساكر في تاريخ دمشق، بسند ضعيف، عن ابن مسعود، قال: قال رسول الله ﷺ: ادفنوا موتاكم في وسط قوم صالحين فإن الميت يتأذى بجار السوء، كما يتأذى الحي بجاره السوء.

وأخرج الماليني عن ابن عباس عن النبيّ ﷺ قال: إذا مات لأحد كما لميت، فأحسنوا كفنه، وعجلوه بإنجاز وصيته وأعمقوا له في قبره، وجنبوه الجار السوء، قيل يا رسول الله! وهل ينفع الجار الصالح في الآخرة: قال هل ينفع في الدنيا، قال: نعم، قال كذٰلك ينفع في الآخرة.

وأخرج ابن أبي الدنيا في القبور عن عبد الله بن نافع المزني، قال: مات رجل بالمدينة فدفن بها، فرآه رجل كأنّه من أهل النّار، فاغتمّ لذٰلك، ثم أريد بعد سابعة أو ثامنة كأنّه من أهل الجنة فسأله، قال: دفن معنا رجل من الصالحين، فشفع في أربعين من جيرانه، فكنت فيهم. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۱۳۴، ۱۳۵) با دفن العبد في الأرض الّتي خلق منها، ط: المكتبة التوفيقية، مصر)

اس کو عذاب ہوتا ہے، تو اس کے ہمسائے مردے پکار کر کہتے ہیں، اے شخص! تیرے سامنے تیرے بھائی دنیا سے گزر گئے، اور تو زندہ رہا، مگر تو نے ان کو دیکھ کر نصیحت نہ پکڑی، اور ہم لوگ بھی تیرے سامنے دنیا سے گزر گئے، مگر تو نے اپنا عمل درست نہیں کیا، اس کے بعد قبرستان کی زمین ہر طرف سے پکار کر کہے گی، اے غافل! تیرے گھر والوں کو دنیا نے تیرے سامنے دھوکہ دیا، اور تجھ سے پہلے موت نے ان کو قبر کا راستہ دکھلایا اور تو نے دیکھا کہ لوگ ان کو اٹھا کر لے گئے، اور قبر میں دفن کیا، اس کے دوست آشنا سب روتے رہ گئے، اے غافل! تو نے ان سے نصیحت کیوں نہیں پکڑی، آج تیری آہ وزاری کچھ کام نہ آئے گی۔(۱)

ہندوؤں کا قبرستان

ہندوؤں کے قبرستان میں جہاں صرف بچے ہی مدفون ہوں وہاں پہنچ کر کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔(۲)

(۱) وأخرج ابن أبي الدنيا في القبور : عن محمد بن صبيح ، قال : بلغنا أنّ الرجل إذا وضع في قبره ، فعُذب أو أصابه بعض مايكره ، ناداه جيرانه من الموت : أيها المتخلف في الدنيا بعد إخوانه ، أما كان لك فينامعتبر ؟ أمّا كان لك في تقديمنا إيّاك فكرة ؟ أمارأيت انقطاع أعمالنا هنا وأنت في المهلة ؟ فهلا استدركت مافات وتناديه بقاع القبر أيّها المغترّ بظهر الأرض ، هلا اعتبرت بمن غُيّب من أهلك في بطن الأرض ، ممن غرقته الدنيا قبلك ، ثم ساق به أجله إلى القبور اوأنت تراه محمولاً۔ تناديه أحبّته۔ إلى المنزل الّذى لابدّ منه. (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: (ص: ۱۵۱) باب مخاطبة القبر للميت ، ط: المكتبة التوفيقية ، مصر)

(۲) ولابأس...... بزيارةالقبور...... ويقول السلام عليكم دارقوم مؤمنين.(الدر المختار: ۲۴۲/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،مطلب:في زيارة القبور،ط:سعيد)

🗁 الأفضل لمن يتصدق نفلاً أن ينوى لجميع المؤمنين والمؤمنات لأنها تصل إليهم ولاينقص من أجره شيء.(الشامية: ۲۴۳/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة،مطلب: في القراءة للميت وإهداء ثوابها له، ط:سعيد)

🗁 (التاتارخانية: ۲۶۸/۲، كتاب الزكاة، الباب السادس عشرفي ايجاب الصدقة ومايتصل به من الهدى والافضل لمن يتصدق نفلاً أن ينوى لجميع المسلمين، ط:مكتبه فاروقيه لاهور)

ہندو کے نابالغ بچے

ہندو اور دیگر کفار کے جو نابالغ بچے مرتے ہیں ان کے بارے میں اختلاف ہے، بعضوں نے جنتی کہا ہے (۱) لیکن ایصالِ ثواب صرف مسلمانوں کے قبرستان میں کرنے کا حکم ہے، صرف مسلمانوں کے قبرستان میں پڑھنے کی اجازت ہے، کسی غیر مسلم کے قبرستان میں پڑھنے کا حکم نہیں۔ (۲)

ہوشیار

''مومن عقلمند'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۴/۲)

ہیجڑے کے جنازے کی نماز

ہیجڑے مرد ہوں یا عورت، بدکاری اور برے کام کی وجہ سے فاسق ہیں، اور کبیرہ گناہ کے مرتکب ہیں، لیکن مسلمان ہیں، اس لیے ان کے انتقال کے بعد تجہیز وتکفین کر کے جنازہ کی نماز پڑھ کر مسلمانوں کے قبرستان مین دفن کرنا لازم ہے، (۳)

---

(۱) وتوقف الامام فی أطفال المشركين وقيل هم خدام أهل الجنة. (الدر المختار: ۱۹۲/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فی أطفال المشركين، ط: سعيد)

(مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی: ص: ۵۹۹، كتاب الصلاة، باب احكام الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته، ط: قديمی)

(المحيط البرهانی: ۸۵/۳، كتاب الصلاة، الباب الثانی والثلاثون فی الجنائز، القسم الثالث فی بيان من يصلی عليه ومن لايصلی عليه، ط: إدارة القرآن)

(۲) انظر إلى الحاشية السابقة رقم: ۲. (ولا بأس...... بزيارة القبور......)

(۳) فكل مسلم مات بعد الولادة يصلی عليه...... إلا البغاة وقطاع الطريق ومن بمثل حالهم لقول النبی صلی الله عليه وسلم: صلوا علی كل بر وفاجر. (بدائع الصنائع: ۳۱۱/۱، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، فصل: الكلام فی صلاة الجنازة، ط: سعيد)

(هندية: ۱۶۳/۱، كتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الخامس فی الصلاة علی الميت، ط: رشيديه)

وهی فرض علی كل مسلم مات. (الدر المختار: ۲۱۰/۲، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبی؟، ط: سعيد =

البتہ ہیجڑوں کی مجالس میں شریک ہونا اوران کی دعوت کھانا درست نہیں ہے، کیونکہ آمدنی حلال نہیں ہے، اوران کا کام درست نہیں ہے۔(۱)

ہیجڑے مسلمان ہیں

مسلمان ہیجڑے کے جنازے کی نماز پڑھنا لازم ہے، مگر عالم اور پیشوا لوگ نہ پڑھیں بلکہ عام مسلمان جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کردیں۔(۲)

ہیضہ میں مرے

جو شخص ہیضہ میں مرجائے وہ حکمی شہید ہے، حقیقی شہید نہیں ہے، اس کو غسل اور کفن دے کر جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کرنا ضروری ہے۔(۳)

= قال القاضي: مذهب العلماء كافة الصلاة على كل مسلم ومحدود ومرجوم وقاتل نفسه وولد الزنا وعن مالك وغيره: أن الإمام يجتنب الصلاة على مقتول في حدود وإن أهل الفضل لايصلون على الفساق زجراً لهم. (شرح النووي على المسلم: ۳۱۴/۱، كتاب الجنائز، قبيل كتاب الزكوة، ط: قديمي)

وينبغي لأهل الفضل أن يجتنبوا الصلاة على المبتدعة ومظهري الكبائر ردعاً لأمثالهم.

(الفقه الاسلامي وأدلته: ۱۵۰۹/۲، المبحث الثامن، صلاة الجنازة، واحكام الجنائز، الفرض الثالث الصلاة على الميت، اولاً: حكم الصلاة على الميت، ط: رشيديه)

(۱) لايجيب دعوة الفاسق المعلن ليعلم أنه غير راض بفسقه وكذا دعوة من كان غالب ماله حرام. (هندية: ۳۴۳/۵، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشيديه)

وإن كان غالب ماله الحرام لايقبلها ولايأكل. (الاشباه والنظائر: ص: ۱۱۳، القاعدة الثانية: إذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام، ط: قديمي)

(مجمع الأنهر: ۱۸۶/۴، كتاب الكراهية، فصل: في الكسب، ط: دار الكتب العلمية)

(۲) انظر إلى الحاشية السابقة، رقم: ۳. (فكل مسلم مات بعد الولادة يصلى عليه.....)

(۳) فسقط حكم الدنيا وهو ترك الغسل فيغسل، وهو شهيد في حكم الآخرة له الثواب الموعود للشهداء قوله: وهو شهيد في حكم الآخرة) عد السيوطي في التثبيت شهداء الآخرة، فقال: من مات بالبطن واختلف فيه هل المراد الاستسقاء أو الاسهال قولان، ولامانع من الشمول. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: ص: ۶۲۸، كتاب الصلاة، باب احكام الشهيد، ط: قديمي) =

....

= (الدرمع الرد: ۲/ ۲۵۲، کتاب الصلاة، باب الشهيد، مطلب: في تعداد الشهداء، ط: سعيد)

الشهداء الذى يغسلون ويصلى عليهم..... ونحن نذكر هؤلاء الشهداء فيما يلى:عن جابر بن عتيك أن النبى صلى الله عليه وسلم قال: الشهادة سبع سوى القتل فى سبيل الله: المطعون شهيد، والغريق شهيد، وصاحب ذات الجنب شهيد، والمبطون شهيد، وصاحب الحرق شهيد والذى يموت تحت الهدم شهيد، والمرأة التى تموت بجمع شهيدة رواه احمد وابوداود والنسائى بسند صحيح. (فقه السنة: ۱/ ۳۳۴، الجنائز، غسل الميت، الشهداء الذين يغسلون ويصلى عليهم، ط: دارابن كثير)

وأما كونه مقتولا ظلما فهو شرط بلاخلاف حتى أن من افترسه السبع أوسقط عليه البناء أوالحائط أوتردى من جبل أوغرق فى الماء وماأشبه ذالك غسل كغيره من الموتى وفى الخزانة: المبطون يغسل. (التاتارخانيه: ۲/ ۱۰۷، كتاب الصلاة، الباب الثانى والثلاثون فى الجنائز، قسم آخر فى بيان الاسباب المسقطة لغسل الميت، ط: قديمى)

محمد نعمان رنگونی
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی